بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

﴿فَلَوۡلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرۡقَةٖ مِّنۡهُمۡ طَآئِفَةٞ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِي ٱلدِّينِ﴾ [التوبة : ۱۱۲]

فتاویٰ جامعہ کھروڈ

از اِفادات

مفتی شبیر بن یعقوب دیولوی

(استاذِ حدیث وصدر مفتی جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ)

ترتیب وتحقیق وتعلیق

مفتی عیاض پالن پوری ومفتی فیضل ہتھورنی

نظرثانی

مفتی زبیر صاحب ڈونگری ومفتی عمران صاحب کوسمڑی

ناشر

جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ (گجرات)

تفصیلات

نام کتاب: فتاویٰ جامعہ کھروڈ

ازاِفادات: مفتی شبیر بن یعقوب دیولوی
(استاذِ حدیث وصدر مفتی جامعہ کھروڈ)

ترتیب وتحقیق وتعلیق: مفتی عیاض پالن پوری ومفتی فیضل ہتھورنی

نظرثانی: مفتی زبیر ڈونگری ومفتی عمران کوسمڑی
(اساتذۂ حدیث وفقہ جامعہ کھروڈ)

کمپوزنگ: رشید احمد آچھودی (9428689113)

سن طباعت: ۱۴۴۶ھ مطابق: ۲۰۲۴ء

صفحات: ۴۹۱

ناشر: جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ

نوٹ: حقوقِ طبع بحق ناشر محفوظ ہیں۔

کتاب مندرجۂ ذیل جگہوں پر دستیاب ہے:

جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ، تحصیل انکلیشور، ضلع بھروچ، گجرات، انڈیا

ادارۃ الصدیق، ڈابھیل، نوساری، گجرات

فہرست

عنوانات صفحہ نمبر

۞ حرفِ گفتنی ۳۳

۞ تقریظ وتائید از: شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا ابراہیم صاحب مظاہری دامت برکاتہم ۳۷

۞ تقریظ از: حضرت اقدس مفتی محمد صاحب آچھودی دامت برکاتہم العالیہ ۴۲

۞ جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ (گجرات) پر ایک طائرانہ نظر ۴۴

۞ **عقائد و ردِ بدعات کے مسائل** ۴۷

عجیب بات پیش آنے پر یہ کہنا کہ "تجھے یہ کونسے خدا نے سکھایا ہے؟" ۴۷

بھجن گانا، تِلک کرنا اور اپنا نام ہندو بتانا ۴۷

عدت ختم ہونے پر عورت کے بھائی کا اسے اپنے گھر لے جانا، بیوہ کو کپڑے دینا ۴۷

بددعا دینا، عالم شخص کا یہ کہنا کہ فلاں نے آپ پر جادو کیا ہے ۴۸

نماز کے بعد باآوازِ بلند خطاب کے صیغے کے ساتھ درود شریف وغیرہ پڑھنا ۴۹

اہل سنّت والجماعت کی طرف یہ بات منسوب کرنا کہ انبیائے کرام گنہگار ہیں ۵۰

صحابۂ کرام کے حالاتِ کفر کے واقعات کو بیان کرتے وقت رضی اللہ عنہ کہنا ۵۱

آسیب زدہ کے علاج کے لیے درگاہ پر جانا ۵۱

کسی مسلمان کو منافق کہنا ۵۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجنے کا صحیح طریقہ ۵۲

عورتوں کا قبر پر قرآن خوانی کرنا ۵۲

کسی بزرگ کی قبر کا بوسہ لینا، دینی شخصیت کی دست بوسی کا حکم ۵۳

عالم برزخ کے متعلّق ایک سوال ۵۳

۞ **علم کے مسائل** ۵۴

سورۂ توبہ کے شروع میں بسملہ کیوں نہیں لکھی گئی؟ ۵۴
نیروز اور مہرجان کا وجود مدینۃ المنورہ میں کیسے ہوا؟ ۵۵
احناف میں مختلف فیہا اقوال میں مفتیٰ بہ قول کی تعیین کا کام کس نے کیا؟ ۵۶
حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی مخلوق تھی یا نہیں؟ ۵۷
حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے نکاح کے متعلّق ایک سوال ۵۷
حج کے متعلّق ایک آیت اور حدیث میں تعارض کا حل ۵۷

طہارت کے مسائل ۵۸

کنویں میں جانور مر گیا تو کیا کنواں بارش کے پانی سے پاک ہوجائے گا؟ ۵۸
چوہا تیل سے زندہ نکل آیا تو اس تیل کا کیا حکم ہے؟ ۵۸
حالت حیض میں ناخن کاٹنا ۵۸
بیت الخلا کا پانی بدن یا کپڑوں پر لگ جائے تو کیا حکم ہے؟ ۵۹
چار چیزوں سے مخلوط شئے کے ذریعے استنجا کرنا ۵۹
خروجِ ریح کے مریض کے لیے حکم ۶۰
بھگندر کے آپریشن والا شخص روئی بدلے یا نہیں؟ ۶۱
کیا سلسِ بول کا مریض امامت کرسکتا ہے؟ ۶۱
کیا وہ حالت احرام میں ناپاکی سے بچنے کے لیے گرہ والا کپڑا پہن سکتا ہے؟ ۶۱
شرعی حوض کا رقبہ اور اس کی گہرائی کتنی ہونی چاہیے؟ ۶۲
مُرغی کو ذبح کرکے پانی میں ڈبونا، پھر اس پانی میں دوسری مُرغی ڈبونا کیا حکم رکھتا ہے؟ ۶۳
وضوء علی الوضوء کے لیے وقف شدہ پانی استعمال کرنا ۶۳
اسلام لانے سے پہلے حیض شروع ہوگیا تو غسل کا کیا حکم ہے؟ ۶۴
دانت میں چاندی بھروائی ہو تو اس کے متعلّق غسل کا حکم ۶۵
مائے مستعمل سے رفع خبث کا حکم ۶۵
معتادہ کو ولادت کے بعد مسلسل خون آنا ۶۵
پیشاب کے وقت استدبارِ قبلہ کا حکم ۶۶

وضوء کے بعد پیشاب کے ایک دو قطرے گرنا ۶۶
عند الشوافع خروجِ منی سے غسل کے وجوب کا حکم ۶۷
حالت حیض میں عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ ۶۷

نماز کے مسائل

نماز کے مسائل ۶۸
مسافر کا کسی جگہ اقامت کی نیت کے ساتھ یہ نیت کرنا کہ ایک دِن قریب کے گاؤں میں جاؤں گا ... ۶۸
حرم شریف میں عورت کا محاذات میں آ کر نماز پڑھنا ۶۸
نماز میں دوسرے مسلک کے امام کی اقتدا کے لیے کیا شرائط ہیں؟ ۶۹
نماز کی حالت میں گرتا ہوا قرآن سنبھالنے کے لیے نماز توڑنا ۶۹
نمازِ جمعہ میں امام صاحب آیت بھول جانے کی وجہ سے تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بقدر ۷۰
متولی و مقتدی کے ڈر سے امام کا حالت جنابت میں نماز پڑھانا ۷۰
تراویح پڑھانے والوں کو مقتدی حضرات کا بطورِ ہدیہ پیسے دینا ۷۲
پرفیوم کی تجارت اور اسے لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ ۷۳
جماعت ثانیہ مسجد میں مکروہ ہے یا مطلقاً مکروہ ہے؟ ۷۳
مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم ۷۴
پلاسٹک کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور مساجد میں ایسی ٹوپیاں رکھنا ۷۴
عورتوں کا پیتل کی چوڑیاں اور سونے چاندی کے علاوہ کی انگوٹھی پہن کر نماز پڑھنا ۷۵
فیکٹری والوں کا پابندی کے ساتھ مسجد کے صحن میں جماعت ثانیہ قائم کرنا ۷۶
''یا اللہ'' کہہ کر نماز شروع کرنا، یا اس کو رکوع میں جاتے وقت پڑھنا ۷۶
میاں بیوی کا با جماعت تہجد کی نماز پڑھنا ۷۷
کُرسی پر بیٹھ کر سامنے ٹیبل پر سجدہ کر کے نماز پڑھنا ۷۷
جمعہ کے دِن شہر میں ظہر کی نماز با جماعت پڑھی جائے یا انفراداً؟ ۷۷
نماز میں رکوع کس طرح کریں؟ ۷۸
نماز اور روزے کا فِدیہ ایک ہے یا کچھ فرق ہے؟ اور وہ کتنا ہے؟ ۷۹
فجر کی سنّت چھوٹ جائے تو اسے کب پڑھے؟ ۸۰

بغیر ٹوپی کے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ مسبوق نے التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھ لیا تو ۸۱
خطبے سے پہلے دی جانے والی اذان کو تکبیر کی طرح پڑھنا، اُس میں ''قد قامت الصلوٰۃ'' پڑھنا ۸۲
جمعہ کے صحیح ہونے کی شرطیں کیا ہیں؟ اور اس کے متعلّق دیگر سوالات ۸۲
کیا عورت مسجد میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ اگر اجازت ہے تو کیا شرائط ہیں؟ ۸۴
نماز کے بعد پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دعا کرنا ۸۵
جمعہ کی نماز میں "مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلاِيْمَانِ" کی جگہ "لِلْكُفَّارِ" پڑھ لیا ۸۵
پندرہ سولہ سالہ حافظ قرآن لڑکے کو بغرضِ مشق امامت سپرد کرنا ۸۵
قعدے میں انگلیاں گھٹنے سے نیچے لٹکانا ۸۶
فجر، عشا اور مغرب میں جہراً جب کہ ظہر و عصر میں سِراً قراءت کیوں ہوتی ہے؟ ۸۷
امام صاحب کا نونِ ساکن کی جگہ لامِ ساکن پڑھنا ۸۷
فجر اور عصر کی نماز کے بعد امام صاحب کا دُعا کرنا ۸۷
دو محرم مَرد اور چند عورتیں با جماعت نماز پڑھیں تو آنے والا تیسرا شخص کہاں کھڑا ہو؟ ۸۹
امام کے رکوع میں جانے سے قبل مقتدی کا رکوع سے فارغ ہو جانا ۸۹
بہت سی نمازیں قضا ہو جائیں تو کس طرح ادا کریں اور نیت کس طرح کریں؟ ۸۹
گھر میں کونسی سنتیں پڑھی جائیں گی؟ مؤکدہ یا غیر مؤکدہ؟ ۹۰
دین کی طرف رغبت دِلانے کے لیے دیہات میں جمعہ قائم کرنا ۹۰
ایک نماز اور روزے کا فِدیہ کتنا ہوگا؟ ۹۱
جمعہ ظہر کا بدل ہے تو پھر اس میں قراءت جہراً کیوں ہے؟ ۹۲
۴۵ ڈِگری سے زیادہ منحرف محراب والی مسجد میں نماز کا حکم ۹۲
جمعہ کی قرأت کے دوران بھولنے کی وجہ سے امام کا تین تسبیحات کے بقدر رُکنا ۹۵
وِتر میں دو مرتبہ قنوت پڑھ لینے سے سجدۂ سہو واجب ہوگا؟ ۹۵
وِتر میں دعائے قنوت کے وقت ہاتھ اٹھانا ۹۶
تین یا چار رکعات والی نماز میں مسبوق کا دو رکعات پڑھ کر قعدہ کرنا ۹۶
عورتوں کے کپڑے جن میں بطورِ زینت گول سوراخ ہوں ان میں نماز پڑھنا ۹۶

ایک یا دو طرف سلام پھیرنے کے بعد یا کسی کے کہنے پر چھوٹی ہوئی رکعات کا یاد آنا ۹۷
اِمام کا قومہ میں "سمع الله لمن حمده" کی مقدار سے زیادہ کھڑا رہنا ۹۷
قراءتِ قرآن کے وقت استماع وانصات مطلق ہے یا مقید؟ ۹۸
سلیپر چپّل پہن کر نماز پڑھنا ۹۸
قراءت میں الف کی جگہ ہمزہ پڑھنا ۹۹
دورانِ نماز حدث لاحق ہو تو وضو کرنے کے بعد کس طرح نماز پڑھے؟ ۹۹
نماز کے اختتام پر مقتدی کا اس گمان سے کھڑا ہونا کہ اس کی نماز باقی ہے ۹۹
نمازی کے سامنے سے گزرنا ۱۰۰
لنگڑے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟ ۱۰۰
کیا صرف آیت سجدہ پڑھنے سے سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا؟ ۱۰۱
کرمالی اور رویدرا گاؤں میں جمعہ قائم کرنے کے سلسلے میں چند سوالات ۱۰۱
جمعہ فی القریٰ کا مسئلہ ۱۰۳
ایک ہی بستی میں متعدد جگہ جمعہ قائم کرنا ۱۰۴
جس جگہ جمعہ وعیدین قائم کرنا صحیح نہ ہو وہاں صبح صادق کے بعد قربانی کرنا ۱۰۴
ضرورت کی وجہ سے متعدد مساجد میں جمعہ وعیدین قائم کرنا ۱۰۴
تعمیر مسجد کی ضرورت کے تحت جمعہ وقتی طور پر بند کرنا ۱۰۵
جمعہ کس جگہ صحیح ہے؟ اس کے لیے کتنی بڑی آبادی ضروری ہے؟ ۱۰۶
جمعہ سے پہلے منبر پر تقریر کرنا، دائیں ہاتھ میں عصا پکڑے یا کتاب؟ ۱۰۶
لوگ نماز میں مشغول ہوں تب وعظ کہنے کا حکم ۱۰۷
مسجد سے متصل مکان میں مسجد کے اِمام کی اقتدا کا حکم ۱۰۷
فاسق اِمام کے پیچھے نماز کا حکم ۱۰۸
"وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کے مد کو اس کی مقدار سے زیادہ کھینچنا ۱۰۸
نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا حکم ۱۰۹
والدین کی تیمارداری کی وجہ سے جماعت ترک کرنا ۱۰۹

نماز میں متعدد قراءات کو جمع کرنا ١١٠
حنفی مقتدی کا شافعی امام کے پیچھے وِتر ادا کرنا ١١٠
اِمام کا لوگوں کی رنجیدگی کے خوف سے نہی عن المنکر ترک کر دینا ١١١
تراویح کی اُجرت کا ایک مسئلہ ١١١
امام کے بارے میں بدگوئی کرنے والے کی نماز کا حکم ١١٢
فاسق امام کی امامت کا حکم ١١٢
مؤذّن سودی کاروبار کرنے والا ہو تو کیا حکم ہے؟ ١١٢
اذان کا جواب دینا کن لوگوں کو اور کس حالت میں دینا چاہیے؟ ١١٣
سجدۂ سہو کے متعلّق ایک مسئلہ ١١٤
جس کی بینائی کمزور ہو اس کے لیے جماعت اور عیدین کا حکم ١١٤
استحقاقِ امامت کی ترتیب کے خلاف کرنا ١١٥
اَمرد کا اِمامت کرنا ١١٥
مقتدی جماعت کے لیے کب کھڑے ہوں؟ ١١٦
قعود میں التحیات کے وقت انگلیاں کیسی رکھنی چاہیے؟ ١١٦
چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا ١١٧
اقامت میں حیعلتین کے وقت دائیں اور بائیں جانب چہرہ پھیرنا ١١٧
مریض کا نماز کے عوض فِدیہ دینا ١١٨
نیت کرتے وقت تعدادِ رکعات میں غلطی ہو جائے ١١٩
مسافر امام کا مقیم مقتدیوں کو چار رکعات پڑھانا ١١٩
سورۂ فاتحہ کا تکرار ١١٩
سفر و اِقامت کے درمیان تردّد ہو تو کیا حکم ہے؟ ١٢٠
مسبوق کی ترتیب قراءت سے متعلّق ایک مسئلہ ١٢٠
رمضان میں وِتر جماعت سے پڑھنا افضل ہے یا منفرداً؟ ١٢١
فوت شدہ نمازوں کی قضا سے متعلّق ایک مسئلہ ١٢١

عورتوں کے لیے تراویح کا حکم ۱۲۲
عصر کے بعد نماز پڑھنے سے متعلّق تفصیل ۱۲۳
ستر (۷۰) کلومیٹر کی مسافت سے زائد سفر ہو تو کیا حکم ہے؟ ۱۲۳
رمضان میں عورتوں کا عشاء کے بعد وِتر سے پہلے ۲۰ رکعات پڑھنا ۱۲۳
منہ میں پان یا سپاری رکھ کر نماز پڑھنا ۱۲۴
فرض کی آخری دو رکعات میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھنا ۱۲۴
فرض کی آخری دو رکعات میں فاتحہ کے بعد سورۃ پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟ ۱۲۴
نماز میں کونسی دعا مفسد ہے؟ ۱۲۵
ایصالِ ثواب ہی میں نمازوں کے فِدیے کی نیت کرنا ۱۲۵

زکوٰۃ کے مسائل ۱۲۶

سونا، چاندی اور نقد تینوں ہوں تو زکوٰۃ کس طرح واجب ہوگی؟ ۱۲۶
زکوٰۃ کی رقم ہسپتال میں دینا اور ہسپتال والوں کا زکوٰۃ کی رقم جمع رکھنا ۱۲۶
ہبہ کر کے واپس لیے ہوئے زیور کی زکوٰۃ کس پر واجب ہوگی؟ ۱۲۷
میراث کے مال میں زکوٰۃ کس پر واجب ہوگی؟ ۱۲۸
چھ (۶) تولہ سونے اور پکے مکان میں کتنی زکوٰۃ واجب ہوگی؟ ۱۲۸
مقروض شخص کا زکوٰۃ کی رقم لینا ۱۲۹
زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے علیحدہ کی گئی رقم کا چوری ہو جانا ۱۲۹
چندہ کر کے جمع کی ہوئی زکوٰۃ کی رقم اگر بچ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ ۱۳۰
غریب کسے کہتے ہیں؟ اپنے نام کے ساتھ شاہ، فقیر لکھنے والے غریب ہیں؟ ۱۳۰
ڈیپوزٹ کی رقم میں زکوٰۃ کس پر واجب ہوگی؟ ۱۳۱
زکوٰۃ کی رقم کو مدرسے میں بورِنگ اور پانی کی ٹنکی کے لیے استعمال کرنا ۱۳۱
امانت کی رقم اگر چوری ہو جائے تو کیا زکوٰۃ کی رقم اس کی جگہ دے سکتے ہیں؟ ۱۳۲
صدقہ کیا چیز ہے؟ زندہ بکرا یا گوشت کا صدقہ کرنا ۱۳۲
زکوٰۃ کی رقم مسجد میں استعمال کرنا ۱۳۳

موبائل فون، گاڑی اور فریج حاجت اصلیہ میں شمار ہوں گے یا نہیں؟............ ۱۳۴
بارِش کے پانی سے پیدا ہونے والی پیداوار میں کیا واجب ہوگا؟............ ۱۳۴
گھر کے افراد کا صدقۃ الفطر کس پر واجب ہوگا؟............ ۱۳۴
قبرستان کی حد بندی کے لیے زکوٰۃ کی رقم کا استعمال کرنا............ ۱۳۵
عُشر ادا کرنے کے بعد باقی ماندہ اناج پر اور سود کی رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟............ ۱۳۵
سال کے درمیان حاصل ہونے والی رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟............ ۱۳۶
فِدیے کی رقم کس کو دی جائے؟............ ۱۳۶
بیرونِ ملک رہنے والا صدقۃ الفطر کس حساب سے نکالے؟............ ۱۳۷
وکیل کا مستحق وغیر مستحق سب کو زکوٰۃ کی رقم دینا............ ۱۳۷
ہندوستان کی زمین عُشری ہے یا خراجی؟............ ۱۳۸
تین تولہ سونے کے ساتھ دس ہزار نقد ہو تو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟............ ۱۳۸
زکوٰۃ کی رقم پانی کی ٹنکی کی تعمیر میں استعمال کرنا............ ۱۳۹
زکوٰۃ کی رقم سے مقروض کا قرض ادا کرنا............ ۱۳۹
زکوٰۃ کس پر اور کن اموال میں واجب ہے؟............ ۱۴۰
نصاب سے کم مقدار کے مخلوط سونے اور چاندی اور جانور کی زکوٰۃ............ ۱۴۱
ادارہ قائم کرنے کے لیے جمع کردہ رقم پر زکوٰۃ............ ۱۴۱
زکوٰۃ کی ادائیگی سے متعلّق ایک مسئلہ............ ۱۴۲
صدقۃ الفطر کس پر واجب ہے؟............ ۱۴۲
نصاب سے کم سونے چاندی پر زکوٰۃ............ ۱۴۲
گنّے کی کھیتی پر زکوٰۃ کا مسئلہ............ ۱۴۳

روزے کے مسائل ۱۴۴

عورت حالت حیض میں روزہ کیوں نہیں رکھ سکتی؟............ ۱۴۴
بھول کر کھانے کے بعد مسئلہ جانتے ہوئے عمداً جماع و عمداً کھانے میں فرق کی وجہ............ ۱۴۴
شوال کے مہینے میں چھ روزوں میں سے تین روزے رکھے جائیں اور بقیہ تین............ ۱۴۵

معتکف کا بغرضِ تفریح ایک مسجد سے دوسری مسجد میں جانا ۱۴۵
سحری کھانے کے بعد ایک شخص بے ہوش ہو گیا اور دوسرے دِن افطار کے وقت ہوش آیا ۱۴۶
رمضان میں مریض کا رمضان کے علاوہ کسی دوسرے روزے کی نیت کرنا ۱۴۶
اعتکاف پر اُجرت لینا یا دینا ۱۴۷
عورت کا رمضان میں مانع حیض دوائیں استعمال کرنا ۱۴۷
روزے کی حالت میں بلو فلم دیکھنا اور اس کی وجہ سے انزال کا حکم ۱۴۸
بیدار ہونا مشکل ہونے کی وجہ سے سحری کیے بغیر روزہ رکھنا ۱۴۸
روزے سے متعلّق چند مسائل ۱۴۹
بیمار عورت کے لیے اِفطار اور فِدیے کا حکم ۱۵۱

حج وعمرہ کے مسائل ۱۵۲

پیر ٹوٹ جانے کی وجہ سے واجبات کو ترک کرنا ۱۵۲
عذر اور حرج کی وجہ سے مناسک میں ترتیب قائم نہ کر پانا ۱۵۳
کیا حج کمیٹی کے ذریعے حج کرنا درست ہے؟ ۱۵۳
کاروبار میں دو لاکھ روپیے لگانے والے پر حج فرض ہوگا یا نہیں؟ ۱۵۴
کتنی رقم ہو تو حج فرض ہوگا؟ عورت کا دور کے رِشتے دار کے ساتھ حج کرنا ۱۵۵
حج بدل کرنے والے کا اپنی قربانی انڈیا میں کرنا ۱۵۶
عورت کو ۵۳ سال کی عمر میں آنے والا خون حج کے ارکان میں مانع ہوگا یا نہیں؟ ۱۵۶
حاجی تمام مرحومین کے لیے ایک عمرہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ ۱۵۷
بار بار حلق کی وجہ سے سر پر بال نہ ہوں تو کیا کرے؟ ۱۵۸
نواسی کے شوہر کے ساتھ عورت کا حج کرنا ۱۵۸
بغیر محرم کے حج کرنا، بھانجی کے شوہر کے ساتھ سفر حج کرنا ۱۵۹
رَمی کے متعلّق دو مسئلے ۱۵۹
لڑکی کا اپنے والد کی طرف سے حج بدل کرنا جب کہ حج اس پر فرض نہیں ۱۶۰
حج بدل کرنے کے بعد پھر حج بدل میں جانے سے حج فرض ہو جائے گی؟ ۱۶۰

عمرہ سے فارغ ہو کر حلق یا قصر اپنے کمرے میں آکر کرنا............۱۶۱
عورت کا ایامِ حج میں حیض کو مؤخر کرنے کے لیے دوا استعمال کرنا............۱۶۱
ایک ساتھ دو تین عمرہ کر کے سر منڈوانا، دو عمرہ کے درمیان وقفہ............۱۶۱
حاجی پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟............۱۶۲
حکومتی قانون کی خلاف ورزی کر کے حج کرنا............۱۶۲
نفل حج افضل ہے یا حاجت مند کی حاجت پوری کرنا............۱۶۳
تکمیل ارکان کے بعد محرم کا اپنے یا دوسرے کے بال کاٹنا............۱۶۴
بحالت مجبوری طوافِ زیارت حیض کی حالت میں کرنا............۱۶۴
بغیر محرم کے حج کا سفر............۱۶۵
پاؤڈر سے دھویا ہوا احرام استعمال کرنا............۱۶۶
حج بدل میں تمتع کا حکم............۱۶۶
حلال ہوتے وقت محرم کا خود اپنے یا دوسرے کے بال کاٹنا............۱۶۷
عورت کا اپنے خسر کے ساتھ حج کے لیے سفر کرنا............۱۶۷
عورت کے لیے بغیر محرم کے سفر حج کا حکم............۱۶۸
حج بدل میں تمتع کی نیت کرنا............۱۶۹
لڑکے کا اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ حج کے لیے جانا............۱۷۰
حج میں قربانی سے متعلّق حکم............۱۷۰
حاجی پر اپنے وطن میں قربانی کا حکم............۱۷۰
قرض لے کر حج کرنا............۱۷۱

جنائز کے مسائل............۱۷۱

مسلمان کا غیر مسلم کی موت کے وقت مرگھٹ پر جانا............۱۷۱
غیر مسلم کے مَرنے پر اس کی میّت میں حاضر ہونا اور رسوم میں شریک ہونا............۱۷۲
رِشتے دار کا قبرستان تک جنازے کو پکڑ کر چلنا اور لوگوں کا جنازے سے آگے چلنا............۱۷۲
جنازے کو اٹھاتے وقت دنیوی باتیں کرنا............۱۷۳

جنازے کے نیچے والے حصے کو سہارا دے کر نیچے چلنا ۱۷۳
انتقال کے بعد مصنوعی دانت کا کیا حکم ہے؟ ۱۷۴
نمازِ جنازہ میں صفوں کے درمیان فاصلہ رکھا جائے یا نہیں؟ ۱۷۴
قبر پر کتبہ لگانا ۱۷۴
کسی متعین جگہ دفن کرنے کی وصیت کو پورا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ ۱۷۵
قبر کے سامنے قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا ۱۷۵
میّت کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہوئے رونا یا موت کی خبر سن کر رونا ۱۷۵
ایصالِ ثواب کے وقت ذہن کا میّت کی طرف منتقل ہوجانا ۱۷۶
گنہگار شخص کا میّت کے لیے استغفار کرنا ۱۷۶
قبر پر ایک دوفِٹ کی چہار دیواری بنانا ۱۷۶
میّت کو قبر میں کون اُتارے؟ میّت عورت ہو تو کیا حکم ہے؟ ۱۷۶
تدفین کے بعد چھوہارے تقسیم کرنا اور قبرستان سے نکلتے ہوئے مل کر دعا کرنا ۱۷۷
مَرنے والے کے لیے قرآن خوانی کرنا اور لوگوں کو بُلا کر کھانا کھلانا ۱۷۷
قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟ ۱۷۸
کفن میں سِلا ہوا کپڑا استعمال کرنا ۱۷۸
اُجرت لے کر نمازِ جنازہ پڑھانا ۱۷۸
مجنون کی نمازِ جنازہ میں کیا دُعا پڑھی جائے؟ ۱۷۹
مخلوط لاشوں پر نمازِ جنازہ کا طریقہ ۱۷۹

نکاح کے مسائل ۱۸۰

باپ کا لڑکی کی اجازت کے بغیر چچا کو وکیل بالنکاح بنانا ۱۸۰
ماموں زاد لڑکے کی لڑکی سے نکاح کرنا ۱۸۱
ممانی کی نواسی یا پھوپھی زاد لڑکی کی بیٹی سے نکاح کرنا ۱۸۱
دوسرے ملک جانے کے لیے نکاح کرنا ۱۸۲
غلطی سے اپنی بیٹی پر شہوت سے ہاتھ ڈالنا ۱۸۲

شرک پر مجبور لڑکی کا نکاح باقی رہے گا؟ عورت کو جنّت میں کیا ملے گا؟ ۱۸۲
لڑکی کا خط کے ذریعے اپنے والد کو نکاح کا وکیل بنانا ۱۸۴
لڑکی کا بیرونِ ملک سے اپنے نکاح کی اجازت لکھ کر انڈیا میں وکیل بنانا ۱۸۵
لڑکے اور لڑکی کے صرف دستخط کرنے سے ایجاب وقبول درست ہوگا؟ ۱۸۶
عورت کو طلاقِ رجعی دینے کے بعد شوہر نے عدت میں رجوع کرلیا ۱۸۷
پھر اس عورت سے کسی دوسرے مَرد نے نکاح کیا تو کیا حکم ہے؟ ۱۸۷
لڑکے اور لڑکی کا والدین کی رضامندی کے بغیر دوستوں کے سامنے نکاح کرنا ۱۸۹
کسی عورت کو مسلمان بنا کر بغیر نکاح کے اپنے ماتحت رکھنا ۱۹۰
عقیقے کا گوشت شادی کی دعوت میں کھلانا ۱۹۳
شادی کے لیے شرعاً کتنی عمر درکار ہے؟ ۱۹۳
بیوی کو دیے گئے زیورات اس کی وفات کے بعد واپس کرنا اور جہیز واپس لینا ۱۹۴
انڈیا میں سیّد گھرانے کی لڑکی سے نکاح کرنا ۱۹۵
عاقلہ بالغہ لڑکی کا اپنی مرضی سے والدین کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا ۱۹۵
بیوی کا شوہر کو دوسرے نکاح سے روکنا ۱۹۶
نکاح کے وقت دو گواہوں کا ہونا اور وکیل کا لڑکی کی اجازت پر گواہ نہ بنانا ۱۹۶
لڑکی کا بیرونِ ملک سے میرج سرٹیفکیٹ بھیج کر لڑکے کو وکیل بنانا ۱۹۷
لڑکی کا غیر کفو میں والدین کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا ۱۹۸
شوہر کے طلاق دیے بغیر لڑکی کا دوسرا نکاح کرنا ۱۹۹
کسی غیر محرم کا لڑکی سے نکاح کی اجازت حاصل کرنا ۲۰۰
حقیقی بھانجی کی لڑکی سے نکاح کرنا ۲۰۱
علّاتی خالہ سے نکاح کرنا ۲۰۱
چچیری بھتیجی سے نکاح کرنا ۲۰۲
نکاح کے متعلّق لڑکے پر والدین کی اطاعت ضروری ہے یا نہیں؟ ۲۰۲
حُرمت مصاہرۃ کے مسائل ۲۰۳

خالہ نے بھانجے سے زنا کیا ہو تو خالہ کی لڑکی کا نکاح بھانجے کے ساتھ صحیح ہوگا؟ ۲۰۳
سُسر کا اپنی بہو کے ہاتھ اور چھاتی کو پکڑنا اور اوڑھنی کھینچنا ۲۰۴
بیوی کا شوہر پر الزام لگانا کہ وہ بیٹی کو شہوت سے چھوتا ہے ۲۰۵

۞ مہر کے مسائل ۲۰۵

عورت کے انتقال کے بعد اس کے مہر کے زیورات کا حقدار کون ہوگا؟ ۲۰۵
نکاح سے قبل دیے ہوئے زیورات کا حکم کیا ہے؟ ۲۰۶
مَہر کے طور پر دی گئی زمین کو عورت بیچ سکتی ہے یا نہیں؟ ۲۰۷

۞ طلاق کے مسائل ۲۰۷

طلاق کی خبر بیوی یا اس کے اولیاء کو نہ دی جائے تو گنہگار کون ہوگا؟ ۲۰۷
لفظ ’’طلاق دے دوں گا‘‘ بولنے سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ ۲۰۸
حالتِ حمل میں طلاق دینے سے شوہر کے ذمّے کون کونسے حقوق عائد ہوں گے؟ ۲۰۸
شوہر کا کہنا کہ ’’میں نے سو مرتبہ طلاق دی‘‘ ۲۱۰
دھمکی دے کر زبردستی طلاق لکھوانے کا حکم ۲۱۱
دھمکی دے کر طلاق لکھوانے یا بلوانے سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ ۲۱۱
شوہر کا کہنا کہ میں تجھے ’’طلاق دے دوں گا‘‘ سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ ۲۱۲
طلاق کے عدد کے متعلّق میاں بیوی میں اختلاف ہو تو کس کا اعتبار ہوگا؟ ۲۱۳
میاں بیوی کے دو سال تک الگ رہنے سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ ۲۱۴
شوہر کا بیوی سے کہنا کہ ’’میں تمھیں اپنے نکاح سے الگ کرتا ہوں‘‘ ۲۱۵
شوہر کا ایک طلاق دینے کے ایک سال بعد دوسری طلاق دینا ۲۱۵
شوہر کا اپنی بیوی سے متعلّق دوست کے سامنے کہنا کہ ’’چھوٹا چھیڈا ہو گیا‘‘ ۲۱۶
شوہر کا دو یا تین مرتبہ بیوی سے کہنا کہ ’’میں نے تجھے چھوٹی کر دی‘‘ ۲۱۶
شوہر کے طلاق دیے بغیر عورت کا دوسرا نکاح کرنا ۲۱۷
طلاق نامے پر شوہر کے دستخط نہ ہوں تو طلاق ہوگی یا نہیں؟ ۲۱۸

شوہر کا بیوی کو بذریعۂ فون ایک طلاق دینے کے ۱۱ مہینے بعد تین طلاق دینا ۲۱۸
صرف خلوتِ صحیحہ سے (بغیر دخول کے) حلالہ درست ہوگا؟ ۲۱۹
شوہر کا خلع میں مہر سے زیادہ رقم لینا ۲۲۰
بیوی کو طلاق دینے کے بعد گھر میں رہنا ۲۲۱
عورت کا اپنے ہاتھ سے نطفہ رحم تک پہنچا کر حاملہ بننا ۲۲۱
دار القضاء کیا ہے؟ صرف طلاق کے لیے دار القضاء کا سہارا لینا ۲۲۱
تین طلاق کے بعد تجدید نکاح کافی نہیں ۲۲۵
شوہر کا خط میں لکھنا کہ میں تمھیں ۲% (چھٹی) دے رہا ہوں ۲۲۵
تحریراً طلاق دینے کے بعد شوہر کا رجوع کرنا ۲۲۶
شوہر کا بیوی سے کہنا کہ اگر تو فلاں وقت تک گھر نہیں آئی تو تجھے ایک طلاق ۲۲۶
شوہر کا بیوی سے کہنا کہ ”تیّار ہوجا، تجھے چھوڑ آتا ہوں“ ۲۲۸
اگر عورت شوہر کے ساتھ نہ رہے تو نفقے کا کیا حکم ہے؟ ۲۲۸
طلاقِ معلق بالشرط کا حکم ۲۲۸
نفقہ نہ دینے کے وجہ سے عورت کا خلع کرنا ۲۲۹
بیوی طلاق کا مطالبہ کرے تو کیا حکم ہے؟ ۲۲۹
تین طلاق دینے کے بعد اسی عورت سے نکاح کرنا ۲۳۰
شوہر کا بیوی کو کہنا کہ ”تو گھر چلی جا، تجھے طلاق“ ۲۳۱
شوہر کے نام سے اس کی بیوی کو تحریراً طلاق کا خط لکھنا ۲۳۱
عورت کے مطالبے پر شوہر طلاق دے تو اسے نفقہ ملے گا یا نہیں؟ ۲۳۲
دوسری بیوی کے لڑکے کا پہلی بیوی کی لڑکی سے نکاح ۲۳۳
شوہر کا اپنی بیوی کو دو طلاقِ صریح دینا ۲۳۳
شوہر طلاق نہ دے تو عورت کے لیے دوسرا نکاح جائز نہیں ہے ۲۳۴
طلاقِ مغلظہ کا مسئلہ ۲۳۴
ہوش و حواس ٹھکانے نہ ہوں ایسی حالت میں طلاق دینا ۲۳۵

چھٹی (چھٹی) کا لفظ استعمال کر کے طلاق دینا ۲۳۶
طلاق کے متعلّق چند سوالات ۲۳۷
تعلیق طلاق کے متعلّق ایک مسئلہ ۲۳۹
شوہر طلاق دینے کے لیے آمادہ نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ ۲۴۰
صرف نکاح کے فارم پر لڑکے لڑکی کے دستخط سے نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟ ۲۴۱

عدت کے مسائل

عدت کے مسائل ۲۴۱
عدت کا خرچ کونسی کرنسی میں دیا جائے؟ ۲۴۱
عورت کا عدتِ وفات میں گزر بسر کے لیے ملازمت کرنا ۲۴۲
طلاق کے بعد عورت کب تک کتنے نفقے کی حقدار ہوگی؟ ۲۴۲
خلوتِ صحیحہ کے بغیر طلاق دینے سے عدت لازم ہوگی یا نہیں؟ ۲۴۴
عورت کو حالت سفر میں شوہر کی موت کی خبر ہو تو عدت کہاں گزارے؟ ۲۴۴
عورت کا بحالتِ عدت بادل دیکھنا یا اجنبی مرد کو دیکھنا ۲۴۵
جس حیض میں طلاق دی ہو وہ حیض عدت میں شمار نہیں ہوگا ۲۴۵
حلالے کے وقت دوسرے شوہر سے طلاق کی عدت کہاں گزارے؟ ۲۴۵
عدتِ وفات کا کیا طریقہ ہے؟ ۲۴۶
عدتِ وفات کہاں گزاری جائے؟ ۲۴۷

رضاعت وحضانت کے مسائل

رضاعت وحضانت کے مسائل ۲۴۸
باپ کے انتقال کے بعد اولاد کی تولیت کس کو حاصل ہے؟ ماں کو یا دادا کو؟ ۲۴۸
مدّتِ رضاعت کتنی ہے؟ ۲۴۹
بچّہ اگر زانیہ کا دودھ پیے تو کیا زانی سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہوگی؟ ۲۵۰
نانی کا نواسے کو مدّتِ رضاعت میں دودھ پلانا ۲۵۰

یمین ونذر اور ضمان کے مسائل

یمین ونذر اور ضمان کے مسائل ۲۵۱
نذر مانے ہوئے روزے دوسرے کے پاس رکھوانا ۲۵۱

منذور اعتکاف گھر میں کرنا، رمضان میں اعتکاف کی نذر ماننا.. ۲۵۱
قرآن کو پکڑ کر یا پکڑا کر حلف لینا.. ۲۵۲
یہ قسم کھانا کہ مَنی کو ضائع نہیں کروں گا.. ۲۵۲
کسی کام کے کرنے کی قسم کھانا جب کہ دِل میں ارادہ نہ کرنے کا تھا.. ۲۵۳
دو بکرے صدقہ کرنے کی نذر مان کر ان کی جگہ ایک بڑا جانور صدقہ کرنا.. ۲۵۳
نذر مانے ہوئے بکرے کو گاؤں والوں میں دینے کے بجائے مدرسے میں دینا.. ۲۵۴

مسجد اور وقف کے مسائل ۲۵۴

زندہ ہونے کی حالت میں مکان وقف کرنا.. ۲۵۴
نیچے کے جماعت خانے کو ختم کر کے اوپر کے حصے کو جماعت خانہ بنانا.. ۲۵۵
قبرستان میں راستہ بنانے کی ضرورت ہے لیکن بیچ میں قبریں ہیں تو کیا کیا جائے؟.. ۲۵۷
مدرسے کی بچی ہوئی رقم مسجد میں استعمال کرنا.. ۲۵۷
مسجد یا مدرسے میں وقف شدہ زمین کو ٹرسٹ کے کسی ذمّے دار کا بیچنا.. ۲۵۸
قبرستان کی خودرَو گھاس مفت میں جانوروں کو کھلانا.. ۲۵۹
مسجد میں چٹائی وقف کر کے واپس لینا اور دوسری مسجد میں دینا.. ۲۶۰
مسجد کی کھڑکی سے تھوکنا، جب کہ تھوک پڑوس میں واقع قبرستان میں گرتا ہو.. ۲۶۰
مسجد میں صرف اپنے لیے پنکھا چلانا اور مسجد کے آداب.. ۲۶۱
مسجد کے مائک کا استعمال اعلان کے لیے عوض کے ساتھ یا بلا عوض کرنا.. ۲۶۲
مسجد کے جماعت خانے کے نیچے دُکان میں مورتی کا حکم.. ۲۶۲
مسجد میں نیلامی کرنا، شوروغُل کرنا، غیبت کرنا اور چندے کا اعلان کرنا.. ۲۶۲
مسجد میں بیٹھنے کے لیے بنائی گئی نشست گاہ پر عیب جوئی یا دنیوی باتیں کرنا.. ۲۶۳
مسجد کے تحتانی جماعت خانے کو چھوڑ کر فوقانی حصے کو جماعت خانہ بنانا.. ۲۶۴
وقف شدہ رقم قبل القبض وقف شمار ہوگی یا نہیں؟.. ۲۶۵
مسجد میں رکھے ہوئے رومال کو چندے کی رقم سے دھلوانا.. ۲۶۵
بینک میں رکھی ہوئی مسجد کی رقم کا سود بیت الخلا بنانے یا اس کی صفائی میں خرچ کرنا.. ۲۶۶

چھوٹے گاؤں میں عیدگاہ بنانا ۲۶۶
مسجد کی رقم امام، مؤذّن یا دیگر ملازمین کو بطورِ قرض دینا ۲۶۷
وقف کے مال سے لائٹ بل ادا کرنا اور متعین وقت کے علاوہ میں پنکھے چلانا ۲۶۸
مسجد کو اس طرح مزین کرنا کہ اس میں مضبوطی بھی ہو ۲۶۹
عیدگاہ میں چھت بنانا اور جنازے کی نماز پڑھنا ۲۷۰
قبرستان کی سبز و خشک گھاس کو کاٹ کر بیچنا اور قبرستان کے پھلوں کا حکم ۲۷۱
جماعت خانے سے باہر دعوت کرنا اور مسجد کی چٹائی کو دسترخوان بنانا ۲۷۲
ڈاڑھی مونڈنے والے بے نمازی شخص کو مسجد کا متولّی بنانا ۲۷۳
متولّی یا محلے والوں کا مسجد کی ٹنکی سے پانی استعمال کرنا ۲۷۳
مسجد کی آمدنی اور خرچ کا حساب بتانا ۲۷۳
مسجد کے برتنوں کو متولّی کا استعمال کرنا اور کرایے کا حساب نہ بتانا ۲۷۳
مسجد کی رقم سے اس کی زمین کی صفائی یا حفاظتی خرچ کرنا ۲۷۴
مسجد کے احاطے میں بور بنا کر محلے والوں کو پانی کے استعمال کی اجازت دینا ۲۷۴
مسجد کی قابل استعمال چیزوں کو بیچنا یا خود استعمال کرنا ۲۷۵
مسجد کے نام پر چندہ کر کے اس رقم سے چیزیں خرید کر کچھ اپنے گھر لے جانا ۲۷۵
متولّی شخص کا اہل بدعت کا مشورہ ماننا ۲۷۵
صحیح العقیدہ امام کو دین کی صحیح تبلیغ کرنے پر پریشان کرنا ۲۷۶
وقف شدہ چیز کو دوسری جگہ دینا ۲۷۶
مسجد میں چندے کا اعلان کرنا ۲۷۶
مسجد کو ایک فلیٹ دیا ہے لیکن قبضہ نہیں دیا ۲۷۷
مسجد میں دی ہوئی زمین کو واقف کی اجازت سے بیچ کر وہ رقم اسی گاؤں کی نئی مسجد کی تعمیر میں دینا ... ۲۷۸
قبرستان کی گھاس بڑی ہو جانے کی وجہ سے پریشانی کی بنا پر اسے کاٹنا ۲۷۸
خود زندہ ہونے کی حالت میں زمین وقف کرنا ۲۷۹
مسجد کے لیے دی ہوئی زمین بڑی ہونے کی وجہ سے اس میں عیدگاہ بنانا ۲۷۹

مسجد بنانے سے پہلے اوپر نیچے کمرہ بنانا طے ہو تو اس میں مؤذّن کا سونا ۲۸۰
مسجد میں خرید و فروخت کرنا ۲۸۱
مسجد کی جگہ میں شادی کے لیے ہال بنانا ۲۸۱

۞ خرید و فروخت کے مسائل ۲۸۲

مسلمان کا شراب کی تیّار بوتل اور غیر شرعی ذبیحے سے بنا ہوا کھانا بیچنا ۲۸۲
کسی کی زمین غصب کرنا اور اس پر وعید ۲۸۳
شرکت کے کاروبار میں شریک کا اپنے کام کے علاوہ دوسرا کام کرنا ۲۸۴
ہرے رنگ کے مٹّی کے تیل کو سفید رنگ میں بتدیل کر کے بیچنا ۲۸۵
مال کو بہت زیادہ نفع کے ساتھ بیچنا اور اس کے متعلّق دیگر سوالات ۲۸۵
زمین کی قیمت طے کیے بغیر مشتری کا اس پر قبضہ کر کے تبدیل کر دینا ۲۸۶
خریدار کے پاس سے کتنا منافع لے سکتے ہیں؟ ۲۸۹
ایسے غیر مسلم کو عطر بیچنا جو اُسے بتوں کو چڑھائے ۲۸۹
حرام مال سے کاروبار میں اضافہ کیا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ ۲۹۰
ناچ گانوں کی کیسٹ بیچنے والے کا ہدیہ قبول کرنا جب کہ اس کا جائز کاروبار بھی ہو ۲۹۰
فی صد کم آنے کی وجہ سے ڈونیشن دے کر ملازمت حاصل کرنا ۲۹۱
جس طریقۂ علاج کی ڈِگری حاصل کی ہے اس کے علاوہ دیگر دوا بیچنا ۲۹۱
عورت کا دکان سنبھالنا ۲۹۲
وکیل کا مال کی قیمت بڑھا کر بیچنا اور اضافہ اپنے پاس رکھنا ۲۹۲
مدرسے کا مکان بینک کو کرایے پر دینا ۲۹۳
شریک نے مشترکہ کھیت میں آم بوئے، پھر اس میں گیس لائن کی وجہ سے ۲۹۳
بائع اور مشتری میں ثمن کی ادائیگی میں اختلاف ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ ۲۹۴
کرایے پر لی ہوئی دکان دوسرے کو دینا ۲۹۵
مالک کرایے دار سے کب واپس لے سکتا ہے؟ ۲۹۵
مسلمان کا پٹاخے اور راکھی کا بیچنا ۲۹۶

قرعہ خریدنا اور اس کی دو صورتیں ۲۹۶
دودھ ڈیری میں دودھ فروخت کرنے کے وقت قیمت کا مجہول ہونا ۲۹۷
سودی قرض کی ایک شکل اور جواز کی متبادل شکل ۲۹۸
ادھار گاڑی زیادہ قیمت میں خرید کر قبضے کے بعد نقد کم قیمت میں بائع کو بیچنا ۲۹۹
علالت کی وجہ سے امام نماز نہ پڑھا سکے تو کیا وہ تنخواہ لے سکتا ہے؟ ۲۹۹
اور کیا متولّی انھیں تنخواہ دے سکتا ہے؟ ۲۹۹
قمار کی ایک شکل اور اس سے حاصل ہونے والے پیسوں سے حج کرنا ۳۰۲
شوگر کمپنی کے شیرز کی خریداری پر ملنے والے پودوں کو بیچنا ۳۰۳
مدرّس کا بوقت تدریس چاشت کی نماز پڑھنا ۳۰۳
بطورِ ڈپوزٹ حاصل شدہ رقم سے تجارت کرنا ۳۰۴
مستاجر کا کرایے کا مکان مالک کی رضامندی سے دوسرے کو کرایے پر دینا ۳۰۴
سرکاری زمین پر دکانیں بنانا اور ان سے کرایہ حاصل کرنا ۳۰۵
وکیل بالاجارہ کا کرایے میں اضافہ کر کے اضافہ خود وصول کر لینا ۳۰۵
مالک کی اجازت سے مستاجر کا مکان کرایے پر دے کر اضافہ حاصل کرنا ۳۰۵
اجیر کے ذمّے دار کا ذمّے داری کی تنخواہ لینا ۳۰۶
اجیر سے مقرّرہ اصول میں کوتاہی ہونے پر اس کی تنخواہ کاٹنا ۳۰۶
قرعہ اندازی سے بھینس کی قیمت طے کرنا ۳۰۷
پتنگ بیچنے کا کاروبار کرنا ۳۰۷
Am Way کمپنی کی اِسکیم میں حصّہ لینا ۳۰۸
وکیل بالبیع کا ثمن کی زیادتی کو اپنے پاس رکھنا ۳۰۸
ایک شریک کا اپنا حصّہ اس حالت میں بیچنا کہ اس پر دوسرے شریک کا قرض ہو ۳۰۹
حادثے میں موت کے بیمہ کی رقم وصول کرنا ۳۰۹
دھمکی دے کر مال خریدنا یا بیچنا اور ایسا کرنے والے کے ساتھ شرکت کرنا ۳۱۰
بطورِ علاج ملنے والی رقم وصول کرنے کے لیے جعلی بِل بنانا ۳۱۱

سودی قسط پر گاڑی خریدنا ۳۱۲
کھیت میں اُگے ہوئے چھوٹے پودوں کی خرید وفروخت ۳۱۲
وکیل بالقبض سے رقم ہلاک ہوجائے تو ضمان کس پر ہوگا؟ ۳۱۲
دوسرے ملک کی کرنسی کا کاروبار کرنا ۳۱۳
انعام کی شرط پر مال فروخت کرنا ۳۱۴
سرکاری زمین جو سرکار نے بیچی ہو تو اس کا مالک کون ہوگا؟ ۳۱۵
قرعہ اندازی کی ایک اِسکیم ۳۱۵
بڑی چیز خریدنے یا بیرونِ ملک جانے کے لیے اِنکم ٹیکس سود کی رقم سے ادا کرنا ۳۱۶
گنّے کے کھیت میں لگے ہوئے چھوٹے پودے خریدنا ۳۱۶
بدوِصلاح سے پہلے پھلوں کی بیع اور اس کی مختلف شکلوں کا حکم ۳۱۷
مضاربت میں ربّ المال کا خود کے لیے ایک رقم متعین کرلینا ۳۱۸
مُرغی ذبح کرکے پانی میں ڈبو کر بیچنا ۳۱۸
کمیشن پر چندہ کرنا ۳۱۹
خریدار بڑھانے کے لیے انعامی اسکیم اور ٹی وی چینل پر شرکت ۳۱۹
کیا نقد کم قیمت میں اور اُدھار زیادہ قیمت میں بیچنا سود میں داخل ہے؟ ۳۲۰
مُردار مُرغیاں غیر مسلم کو بیچنا اور اس سے حاصل ہونے والی رقم کا مصرف ۳۲۱
پھولوں کی دُکان درگاہ کے پاس کھولنا ۳۲۱
کیا خیارِ رویت یا خیارِ شرط ورثاء کو ملے گا؟ ۳۲۲
دو شریکوں کا کسی تیسرے کو بطورِ اجرت رکھنا ۳۲۲
مضاربتِ فاسدہ کی ایک صورت ۳۲۳
مسلمان اجیر کا حرام وحلال مخلوط مال سے اُجرت لینا ۳۲۳
تجارت میں غش کی ایک صورت ۳۲۴
چھوٹے بڑے مخلوط پان کے پتّے یکساں دام سے بیچنا ۳۲۵
شرابی یا جُواری کو کوئی چیز بیچنا ۳۲۵

شراب بنانے والے کو گُڑ بیچنا ۳۲۵
دودھ میں پانی ملا کر بیچنا ۳۲۶
بیع میں شرطِ فاسد لگانا ۳۲۶
درختوں پر موجود پھلوں کی بیع اور آرڈر دے کر کوئی چیز منگوانا ۳۲۷
کھیت گروی رکھنے کی شرط کے ساتھ قرض دینا ۳۲۸
بس کا پارسل ٹکٹ خریدنا ۳۲۹
درگاہ کے بازو میں پھول اور اگربتّی وغیرہ کی دُکان لگانا ۳۲۹
پوسٹ کارڈ کو نفع کے ساتھ بیچنا ۳۳۰
پیکیٹ پر مذکور دام سے زیادہ وصول کرنا ۳۳۰
غیر مسلم کو گُڑ بیچنا ۳۳۱
مزدور کو اُجرت سے زائد رقم شراب پینے کے نام پر دینا ۳۳۱
سرکاری راشن بلیک میں بیچنا ۳۳۲
پلاٹ خرید کر فسخ کرنے کے متعلّق ایک مسئلہ ۳۳۲
شریکین میں سے کسی ایک کا کسی کو مضارب بنانا ۳۳۴
ناریل کے درخت دیسی شراب کے لیے کرایے پر دینا ۳۳۴
جنگل کی خودرَو گھاس کی نیلامی ۳۳۵

اِجارے کے مسائل ۳۳۵

اِجارے پر لی ہوئی زمین کے نقصان کے بدل کا مالک کون ہوگا؟ ۳۳۵
ملازم کا طے شدہ وقت سے پہلے چلا جانا ۳۳۶
مدرّس کی ایک ماہ کی تنخواہ جمع رکھنا اور سفرِ حج کی غیر حاضری کی تنخواہ ۳۳۷
دو کمروں والا مکان کرایے پر لے کر ایک کا استعمال نہیں کیا تو کرایہ کم ہوگا؟ ۳۳۸
کرایے پر لی ہوئی گاڑی میں گاڑی والے کا اپنا سامان رکھنا ۳۳۹
بینک یا بیمہ کمپنی میں ملازمت کرنا ۳۳۹
بینک میں کسی بھی طرح کی ملازمت جائز نہیں ۳۳۹

وقت مقرّرہ سے پہلے مستاجر کا کرایے پر لی ہوئی ہوٹل واپس کرنا ۳۴۰

سود کے مسائل ۳۴۱

سود کی رقم سے سڑک اور اپنے مکان کے سامنے کا حصّہ بنانا ۳۴۱
بینک سے لون لینا ۳۴۲
بی سی کا کیا حکم ہے؟ ۳۴۳
سود کی رقم رِفاہی کام میں استعمال کرنا ۳۴۳
سونا گروی رکھ کر سودی قرض لینا ۳۴۴
سودی رقم سے اپنے بھانجے کے مکان کی مرمّت کروانا ۳۴۴
بینک سے لون لینے کی مختلف صورتیں ۳۴۵
زکوۃ کے مستحق کو سودی رقم دینا اور سودی رقم سے بنائی گئی ٹنکی کا استعمال ۳۴۵
بینک سے شیرز خریدنا ۳۴۶
اپنے سود کے پیسوں سے بیت الخلا و غسل خانہ بنانا ۳۴۶
سود کی رقم سے بیت الخلا بنانا ۳۴۷
سود کی رقم سے مسجد کا رنگ روغن وغیرہ کرنا ۳۴۷
سود کی رقم سے اپنے گھر کا راستہ یا مسجد و مدرسے کا میدان یا راستہ بنانا ۳۴۷
سود کی رقم سے اپنی سالی کا مکان بنانا جب کہ ان کے شوہر مالدار ہیں ۳۴۸
سود کی رقم غریب رشتے دار کو دینا یا حکومت کو بطورِ سود واپس کرنا ۳۴۸
سودی قرض لینا ۳۴۹
سود کی رقم غیر مسلم غریب کو دینا ۳۴۹
ہوسٹیل اور مکان کا بیمہ کرانا ۳۴۹
سود کی رقم کن کاموں میں استعمال کر سکتے ہیں؟ ۳۵۰
سود کی رقم کا استعمال کہاں کیا جائے؟ ۳۵۳
کھیت کے لیے بینک سے لون لینا یا گاڑی خریدنے کے لیے لون لینا ۳۵۳
تاجروں کا سرکاری جُرمانے یا رشوت دینے میں دوسرے کی سودی رقم استعمال کرنا ۳۵۴

بینک کے سیکریٹری کو سود کی رقم سے تنخواہ دینا ۳۵۵
سرکاری ملازم کا اِنکم ٹیکس سے بچنے کے لیے ایل آئی سی وغیرہ اسکیموں سے فائدہ اٹھانا ۳۵۶
بیرونِ ملک میں خریدی گئی زمین کی قیمت کے سود میں سود کی رقم دینا ۳۵۷
بیمہ پولیسی میں کلیم کر کے پیسے لینا ۳۵۷
اسکول میں کمپیوٹر خریدنے کے لیے سود کی رقم استعمال کرنا ۳۵۸
سود کی رقم سے موچی کی دُکان کی تکمیل کرنا ۳۵۸
ہزار روپے کی شرط پر بینک سے کسی کو لون دِلانا ۳۵۹
ٹیچر کے تقرّر کے لیے اس کے پاس سے ڈونیشن لینا ۳۵۹
مجبوراً سرکاری کاموں کے لیے بطورِ رشوت سود کی رقم دینا ۳۶۰
سود کی رقم سے بیت الخلا اور اس پر پانی کی ٹنکی بنانا ۳۶۰
کسٹم آفسر کو سود کی رقم دینا، یا لائٹ بِل والے کو سودی رقم دینا تاکہ بِل کم بنائے ۳۶۱
نہر کھاتے کے سود کے پیسے اسی کھاتے کے سود میں دینا ۳۶۱
قرض دے کر اس پر نفع لینا ۳۶۱
وقت پر چھٹی حاصل کرنے کے لیے سرکاری کارکنوں کو سود کی رقم دینا ۳۶۲
اِنشورنس کے پیسے لینا ۳۶۲
بینک کے سود سے غریب رشتے دار کی مدد کرنا ۳۶۲
سود کی رقم بغیر صراحت کے کسی کو دینا ۳۶۳
مکان یا گاڑی کا انشورنس کروانا ۳۶۳
بینک کے سود سے غریب مقروض کی مدد ۳۶۴
مسجد و مدرسے کی سودی رقم کا مصرف ۳۶۴
قرضِ حسنہ دے کر واپس مطالبہ کرنا ۳۶۵
سودی رقم سے غریب کی مدد ۳۶۵
غرباء کی اِمداد کی غرض سے فکس ڈپوزٹ کروانا ۳۶۵
دُکان کا انشورنس کروانا ۳۶۶

سود کی رقم بطورِ اُجرت دینا..................... ۳۶۷
جو پرویڈنٹ فنڈ لازماً کاٹا جائے اسے رٹائرڈ ہونے پر استعمال کرنا ۳۶۷
اختیاری طور (P.F.) میں اضافی رقم کٹوانا..................... ۳۶۸
اِنکم ٹیکس سے بچنے کے لیے (P.F.) میں اِضافی رقم کٹوانا..................... ۳۶۸
سود کی رقم سے قبرستان میں بجلی کے ستون لگوانا..................... ۳۶۹
رِشوت دینا اور اس میں سودی رقم استعمال کرنا..................... ۳۶۹
جُوا کھیلنے سے توبہ کرنے کے بعد اُس آمدنی کا حکم ۳۶۹
سود کے ذریعے سودی قرض ادا کرنا ۳۷۰
لائف انشورنس کا حکم ۳۷۱
سودی معاملے کے ذریعے اسکوٹر خریدنا..................... ۳۷۱
سودی کاروبار کرنے والی کمپنی کا اپنے خریداروں کو شیرز ہدیہ کرنا..................... ۳۷۲
سرکاری ملازم کو ملنے والے پینشن کا حکم ۳۷۲
تاوان حاصل کرنے کے لیے Claim کرنا اور اُس رقم کا لینا..................... ۳۷۲
سودی رقم سے اسکول کا کمپاؤنڈ بنانا ۳۷۳
شیرز پر ملنے والے اضافے کی ایک خاص صورت کا حکم..................... ۳۷۴
سودی رقم خود اپنے بیت الخلاء میں استعمال کرنا ۳۷۴
شوگر فیکٹری سے ملنے والی اضافی رقم لینا..................... ۳۷۴
گاؤں کی ٹنکی کی تعمیر میں سودی رقم استعما کرنا..................... ۳۷۵

قربانی اور عقیقے کے مسائل ۳۷۶

غیر شادی شدہ عورت پر قربانی واجب ہوگی یا نہیں؟..................... ۳۷۶
نصف حصّہ چَرائی پر دی ہوئی بکری کے بچّے کی قربانی کی تفصیل ۳۷۶
آدھا سینگ ٹوٹا ہوا ایسے بکرے کی قربانی کرنا ۳۷۷
کبوتر کو ذبح کر کے ایک دِن بعد اُسے صاف کرنا ۳۷۷
قربانی کا گوشت غیر مسلم فقراء کو دینا..................... ۳۷۷

قربانی کے جانوروں کی ہڈّیاں فروخت کر کے قیمت کا صدقہ کرنا ۳۷۸
شادی کی دعوت میں عقیقے کا گوشت استعمال کرنا ۳۷۸
مدارس کی طرف سے کی جانے والی قربانی کا صرفہ کون دے گا؟ ۳۷۸
عورت کا ذبیحہ حلال ہے ۳۷۹
امریکہ میں رہنے والے شخص کا انڈیا میں قربانی کرنا ۳۷۹
جرسی گایے کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ ۳۷۹
جانور کو ذبح کرنے کے بعد آدھا گوشت صدقہ اور آدھا گوشت للہ دینا ۳۸۰
کیا عورت کا ناپاکی کی حالت میں مُرغی ذبح کرنا حلال ہے؟ ۳۸۰
قربانی میں مالک کی جگہ کا اعتبار ہوگا یا جانور کی جگہ کا؟ ۳۸۰
جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟ ۳۸۱
کتّے نے بکرے کو زخمی کر دیا ہو ایسے بکرے کی قربانی کرنا ۳۸۲
انجکشن کے ذریعے نطفے سے پیدا شدہ جرسی گایے کی قربانی کرنا ۳۸۳
دوسرے ملک میں رقم بھیج کر قربانی کروانا ۳۸۳
جانور کے کونسے اعضاء شرعی ذبح کے بعد بھی حرام رہتے ہیں؟ ۳۸۳
قربانی کے گوشت سے سموسے وغیرہ بنا کر بیچنا ۳۸۴
مُرغی کے کون کونسے اعضاء حرام ہیں؟ ۳۸۴
قانوناً ممنوع ہونے کے باوجود گایے کی قربانی کرنا ۳۸۴
چمڑا دینے کی شرط پر قربانی کی اجازت دینا ۳۸۵
قربانی کے چمڑوں کی قیمت سے طلبہ کے لیے کتابیں خریدنا ۳۸۶
چمڑوں کی قیمت بطورِ اُجرت دینا ۳۸۶
عقیقے کی نیت سے رکھے ہوئے جانور میں قربانی کی نیت کرنا ۳۸۶
قصائی کا قربانی کے گوشت کو بغیر رضامندی لے لینا ۳۸۷
جانور کی گردن مسنون مقدار سے زیادہ کاٹنا ۳۸۷
عقیقے کے وقت بچّے کے بالوں کے وزن کے بقدر چاندی صدقہ کرنا ۳۸۷

پالتو جانور ملنے پر بغیر تفتیش کے ذبح کرنا اور اس کا گوشت کھانا ۳۸۸
ذبح کرتے وقت جانور کا سر الگ ہوجانا ۳۸۸
عقیقے میں مُرغی کا گوشت تقسیم کرنا ۳۸۸
کیا پورے گھر کی طرف سے ایک جانور کی قربانی کافی ہے؟ ۳۸۹
زوجین کا ایک دوسرے کی طرف سے قربانی کرنا ۳۸۹
مشترک جانور کے گوشت کو کس طرح تقسیم کیا جائے؟ ۳۹۰
ایک اونٹ کی قربانی میں دس افراد کا شریک ہونا ۳۹۰
جرسی گایے کی قربانی کرنا اور اس کا دودھ استعمال کرنا ۳۹۰
بڑے جانور میں قربانی کے پانچ حصے اور عقیقے کے دو حصے رکھنا ۳۹۱
بٹائی پر دی ہوئی بکری سے پیدا شدہ بکرے کی قربانی کرنا ۳۹۱

حظر واباحت ۳۹۲

ویلویٹ کے کپڑے پہننا ۳۹۲
ویلویٹ کا کپڑا پہننا ۳۹۲
والد کے زانی ہونے کی وجہ سے بیٹے کا اس سے قطع تعلق کرنا ۳۹۳
والدہ کا اپنے حقیقی بھائی سے شادی کرنے کی وجہ سے اولاد کا قطع تعلق کرنا ۳۹۳
زنا کے سبب ہونے والی ولادت کے وقت دایہ کا تعاون کرنا ۳۹۴
کھانے کے بعد قرآن میں موجود دعاؤں کو پڑھنا ۳۹۴
تمباکو نوشی اور گُٹکا خوری کا حکم ۳۹۴
نماز کی پابندی کے ساتھ کِرکٹ کھیلنا ۳۹۵
انگوٹھی میں حروفِ مقطعات لکھے ہوں اسے پہن کر بیت الخلا جانا ۳۹۵
ماہنامہ شائع کرنے والی کمپنی کی انعامی اِسکیم میں شریک ہونا ۳۹۵
انسان کے پیشاب، پاخانہ، حیض اور نفاس سے فائدہ اٹھانا ۳۹۶
ماہانہ کچھ رقم دے کر انعامی اِسکیم میں شریک ہونا ۳۹۷

سینما گھر کے پاس دکان کھولنا ۳۹۷
والدین کی اجازت کے بغیر جہاد میں جانا ۳۹۸
ٹیبل کُرسی پر بیٹھ کر کھانا ۳۹۸
والد صاحب کو چچا اور والدہ کو بھابھی کہنا ۳۹۸
''کون بنے گا کروڑ پتی؟'' والی اسکیم میں حصّہ لینا ۳۹۹
کالی مہندی کا استعمال اور اس کو لگانے سے غسل صحیح ہوگا یا نہیں؟ ۴۰۰
لائٹ کی چوری کرنا ۴۰۰
دو نمبر میں بیرونِ ملک فون کرنا ۴۰۰
رمضان میں ستائیسویں رات کو مسجدوں میں نان کھٹائی تقسیم کرنا ۴۰۱
غیر مسلم اجنبی مَرد یا عورت کے ساتھ اختلاط اور ان کی مذہبی رسوم میں شرکت ۴۰۱
مصلے کو دھوتے وقت زمین پر پچھاڑنا ۴۰۲
جھینگا کھانا جن میں سے بعض مَرے ہوئے ہوں ۴۰۲
بیمار شخص کا گدھی کا دودھ پینا ۴۰۳
پرفیوم استعمال کرنا ۴۰۳
''راڈو'' گھڑی پہننا جس میں سونے کا استعمال ہوتا ہے ۴۰۳
گھر پر یا گاڑی پر ''حفظ اللہ'' یا ''خدا حافظ'' لکھنا ۴۰۴
کپڑے اور برتنوں کا دھوون راستے میں نکالنا ۴۰۴
زلزلے کے وقت اپنی جان بچانے کے لیے میدان میں بھاگنا ۴۰۵
عورت کا مکمّل پردے کے ساتھ گاڑی چلانا ۴۰۶
بیدار ہونے کے لیے الارم والی گھڑی میں اذان سیٹ کرنا ۴۰۶
الکحل والی دوا کا استعمال ۴۰۷
موئے زیرِ ناف کتنے کاٹے جائیں؟ ۴۰۸
کسی کو ''کریم'' یا ''رحیم'' کہنا ۴۰۸
بیدار ہونے کے لیے الارم والی گھڑی میں اذان سیٹ کرنا ۴۰۹

عورتوں کا چاک والے کپڑے پہننا اور چائے وشکر سے بنائی گئی مہندی لگانا ۴۱۰
رمضان کی ۲۷ ویں رات کو تراویح کے بعد مساجد میں مٹھائی تقسیم کرنا ۴۱۱
مسلمان کا ٹی وی بیچنا اور اُن پیسوں کو استعمال کرنا ۴۱۱
کیا قرآنِ پاک ہاتھ سے گر جانے پر کوئی کفّارہ ہے؟ ۴۱۲
ٹائی پہننا کیسا ہے؟ ۴۱۲
ایسی ٹائلس بیچنا جن میں ذی روح یا مشرکین کے دیوی دیوتاؤں کی تصاویر ہوں ۴۱۳
ڈاڑھی کی شرعی حد کیا ہے؟ ہونٹ کے اِرد گرد کے بال کاٹنا ۴۱۳
ضبطِ تولید کے لیے آپریشن کروانا ۴۱۴
دینی پروگرام دیکھنے کی نیت سے گھر میں ٹیلی ویژن بسانا ۴۱۵
بلڈ بینک قائم کرنا ۴۱۶
موبائل اسکرین پر اللہ کا، یا نبی کا نام اور کلمہ لکھنا ۴۱۶
عورت کا اگر معذور کے علاوہ کوئی محرم نہ ہو تو وہ سفر کیسے کرے؟ ۴۱۶
بوسیدہ قرآنِ پاک اور دینی کتابوں کو جلانا ۴۱۷
اور قرآنِ کریم ہاتھ سے گر جائے تو کیا کفّارہ ہے؟ ۴۱۷
مَرد کا نس بندی کروانا ۴۱۷
عورت کی ریکارڈ کی ہوئی آواز سننا ۴۱۸
سیاہ کپڑے پہننا ۴۱۹
جس عورت نے بچّہ دانی کا آپریشن کروایا ہو اس کے ہاتھ کا کھانا ۴۲۰
قرآنِ کریم کو جلانے والے کا حکم ۴۲۰
پتلون پہننا اور کف والا کُرتہ پہننا ۴۲۱
خلافِ شرع کام کرنے والے سے کلام ترک کرنا ۴۲۱
اہلِ سنّت والجماعت نے جن کی تکفیر کی ہو ان سے نکاح کرنا ۴۲۲
کرکٹ کھیلنا، اسے ٹی وی پر دیکھنا اور کھیلنے والی ٹیم کے لیے کامیابی کی دعا کرنا ۴۲۳
عورت کا بطورِ ٹیچر تقرر کرنا ۴۲۴

مندر کی افتتاحی دعوت میں مسلمانوں کا شریک ہونا ۴۲۵
دائمی طور پر بچّہ دانی کا آپریشن کروانا ۴۲۵
عورت کے رحم پر رِنگ لگانا ۴۲۶
زانیہ کو ولادت کے وقت دایہ کا تعاون کرنا ۴۲۶
نماز کی پابندی کے ساتھ کرکٹ کھیلنا ۴۲۷
تمباکونوشی اور گٹکا خوری کا شرعی حکم ۴۲۷
کھانے کے بعد کھانے کی دعا کے ساتھ دیگر قرآنی دعائیں پڑھنا ۴۲۷
ایک، دو یا چار ماہ کے حمل کو ضائع کرنا اور دو بچّوں کے درمیان فاصلے کے لیے ۴۲۸
مرنے والے کی غیبت ہو جائے تو اس کی تلافی کیسے ہوگی؟ ۴۲۸
والدین کے سامنے جھوٹا خواب بیان کر کے جہاد میں جانا ۴۲۹
نقد کی شرط کے ساتھ کیرم بورڈ کھیلنا ۴۳۰
نفل صدقہ آدمی خود کھا سکتا ہے یا نہیں؟ ۴۳۰
روٹی کے چار ٹکڑے کر کے کھانا ۴۳۰
ٹیلی ویژن پر میچ دیکھنا، غزل سننا، گانا لکھنا، حلق کروانا، لمبے بال رکھنا ۴۳۱
پتلون سینا (تیّار کرنا) کیسا ہے؟ ۴۳۳
سینٹ (Perfume) استعمال کرنا ۴۳۳
کسی دینی مصلحت کے پیشِ نظر حرام آمدنی والے کی دعوت قبول کرنا ۴۳۴
حاملہ عورت کو جان کا خطرہ ہو تو پیٹ کاٹ کر مُردار بچّہ باہر نکالنا ۴۳۵
نیکر (Underwear) پہننا ۴۳۵
مسلمان کا اپنے کافر دوست کے گھر جانا ۴۳۶
کافر مریض کو خون دینا ۴۳۶
الکحل ملی ہوئی دوا بطورِ مالش استعمال کرنا ۴۳۷
بطورِ علاج خنزیر کی ہڈّی ملی ہوئی دوا استعمال کرنا ۴۳۸
دانتوں میں سیمنٹ یا چاندی بھروانا، یا سونے چاندی کے تار سے باندھنا ۴۳۸

عام نشست گاہ کے قریب قرآن کی تلاوت کرنا ۔۔۔۔۔۔ ۴۳۹
سونے والے کے قریب قرآن کی تلاوت کرنا ۔۔۔۔۔۔ ۴۳۹
حرمین میں لوگوں کا کعبۃ اللہ کی طرف پیر پھیلانا اور قرآن زمین پر رکھنا ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۰
منبر پر بیٹھ کر تقریر کرنے کا حکم ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۰
موذی جانوروں کو مارنے کا حکم ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۰
دعا میں ہاتھ اٹھانے کا حکم ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۱
قرآن خوانی صحیح طریقہ کیا ہے؟ ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۱
عبدالکریم وغیرہ کو صرف ''کریم'' کہہ کر پکارنا ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۲
کسی کو ایسے نام یا لقب سے پکارنا جس سے اس کو تکلیف ہوتی ہو ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۳
بے نمازی یا کسی غیر مسلم کے ہاتھ سے پکا ہوا کھانا ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۳
اپنی اولاد کو متبنیٰ بنانے کے لیے کسی کو دینا ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۳
بیوی کا شوہر کو نام لے کر پکارنا ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۴
کافر کا اچھّی نیت سے مسجد میں داخل ہونا ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۴
اخبارات میں قرآنی آیات وغیرہ ہوں تو ان کا کیا حکم ہے؟ ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۴
غیر مسلم کا مسجد میں داخل ہونا ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۵
گجراتی میں لکھے ہوئے قرآن کی تلاوت کا حکم ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۶
ووٹ کے عوض رقم لینا یا دینا ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۶
غیر مسلم کو بطورِ تعویذ قرآنی آیات لکھ کر دینا ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۷
حرام کھانے والے کی فرض عبادت ادا ہوگی یا نہیں؟ ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۷
کسی کو شیطان وغیرہ کہنا ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۷
عورتوں کے لیے سونے چاندی کے علاوہ دیگر دھات کا استعمال کرنا ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۸
پڑھا ہوا قرآن بخشنا ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۸
پیچھے کی جانب چوٹی والی ٹوپی پہننا ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۸
پٹلون پہن کر نماز پڑھنا ۔۔۔۔۔۔ ۴۴۹

ٹی وی پر کرکٹ میچ دیکھنا ۴۴۹

مخمل (Velvet) کے استعمال کا حکم ۴۵۰

دو گھر کے بیچ والے دروازے کو بند کرنا ۴۵۰

میراث کے مسائل ۴۵۱

نمازوں کے فِدیے کی وصیت کرنا ۴۵۱

مرحوم نے بیوی اور چار بیٹے چھوڑے ہوں تو میراث کیسے تقسیم ہوگی؟ ۴۵۱

وارثین کا ترکے کی زمین کو تقسیم کر کے اس میں لگے درختوں کو مشترک رکھنا ۴۵۲

لڑکی کا انتقال والد سے پہلے ہو جائے تو اس کی اولاد وارث ہوگی؟ ۴۵۳

سوتیلے لڑکے کے لیے وصیت کرنا ۴۵۳

۱۴ لاکھ روپیے ۳ بھائی، ۲ بہنیں اور بیوی کے درمیان کیسے تقسیم ہوں گے؟ ۴۵۴

جس عورت کو انتقال کے ڈھائی سال پہلے طلاق دی گئی ہو کیا وہ وارث ہوگی؟ ۴۵۵

جب کہ ورثاء میں بیوی، پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں ہوں ۴۵۵

بائیس (۲۲) پلاٹ تین بھائیوں اور تین بہنوں میں کس طرح تقسیم کریں؟ ۴۵۶

شوہر کا اپنے انتقال سے پانچ سال پہلے مکان بیوی کے نام کرنا ۴۵۷

جب کہ ورثاء میں ایک لڑکی اور ایک بھائی ہو ۴۵۸

اپنی جائداد حیات ہی میں بھتیجی کے نام کی ہو تو اس میں سالی کی اولاد کا حصّہ ہوگا؟ ۴۵۹

باپ نے لڑکے کو زمین استعمال کے لیے دی ہو تو اس میں میراث جاری ہوگی؟ ۴۶۰

جب کہ ورثاء میں ایک بیوی، ایک لڑکی اور چار لڑکے ہوں ۴۶۱

جب کہ ورثاء میں چار لڑکے، ایک لڑکی اور ایک بیوی ہو ۴۶۲

میراث کے مال میں سے حجِ بدل کرنا یا مورث کے لیے ایصالِ ثواب کرنا ۴۶۳

جب کہ ورثاء میں ایک بیوی، تین لڑکیاں اور چار لڑکے ہوں ۴۶۴

بھائیوں نے جو زمین اپنے پیسوں سے خریدی ہو اس میں بہنوں کا حصّہ ہوگا؟ ۴۶۵

جب کہ ورثاء میں دو لڑکے اور چار لڑکیاں ہوں ۴۶۵

جب کہ ورثاء میں دو لڑکے، دو لڑکیاں اور ایک بیوی ہو اور ترکہ بیس ہزار ہو ۴۶۷
۷۰ بیگہ زمین تین لڑکوں اور چار لڑکیوں میں کس طرح تقسیم ہوگی؟ ۴۶۷
جب کہ ورثاء میں ایک بیوی، دو لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہوں ۴۶۸
دادی کا اپنے بیٹوں کے لیے وصیت کرنا ۴۶۹
شوہر کا اپنی حیات میں جائداد بیوی کے نام کر دینا ۴۷۰
وارث کے انتقال کے بعد میراث تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے سرکاری قانون ۴۷۱
جب کے ورثاء میں ایک بیوی، پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں ہوں ۴۷۲
بہنوں کو حق میراث نہ دینے کے بارے میں وعید ۴۷۲
جب کہ ورثاء میں سات لڑکے اور تین لڑکیاں ہوں اور ترکہ ۵۵ لاکھ ہو ۴۷۳
جب کہ ورثاء میں چار لڑکے اور ایک لڑکی ہو ۴۷۴
جب کہ ورثاء میں ایک بیوی، دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہوں ۴۷۶
جب کہ ورثاء میں ایک بیوی، چھ لڑکیاں اور ایک لڑکا ہو ۴۷۷
جب کہ ورثاء میں شوہر، تین نابالغہ لڑکیاں، والدہ اور ایک بہن ہو ۴۷۸
شئ موہوب کا قبضہ دیے بغیر زبانی طور پر بخشش دینا ۴۷۹
سرکاری ملازم کی گریجیوٹی میں ورثاء کا حق ہوگا؟ ۴۸۰
جب کہ ورثاء میں دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہوں ۴۸۱
والد اور والدہ کی وفات کے بعد کسی وارث کا ترکے سے منافع حاصل کرنا ۴۸۳
والد نے زمین بیچ کر بیٹے کو لندن بھیجا تو کیا وہ میراث سے محروم ہوگا؟ ۴۸۴
اپنی حیات میں ملکیت کی تقسیم کس حساب سے ہوگی؟ ۴۸۵
تقسیم میراث میں کونسی قیمت کا اعتبار ہوگا؟ ۴۸۶
زبانی طور پر بخشش کرنا ۴۸۷
اپنی حیات میں اپنے نادار بیٹے کو اپنی ملکیت میں سے کچھ دینا ۴۸۷
بیٹی کو محروم کرنے کی نیت سے اپنی جائداد اپنی بہوؤں کے نام کر دینا ۴۸۸

حرفِ گفتنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا وصلیًا

احقر کی فراغت ۱۴۰۳ھ میں جامعہ ڈابھیل سے ہوئی، فراغت کے وقت ہی استاذی المحترم، پیری و مُرشدی الثانی، فقیہ گجرات، محبوب الصلحاء، حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم نے احقر کو طلب فرما کر فرمایا کہ جامعہ رشیدیہ (نانی نرولی، گجرات) میں آئندہ سال عربی پنجم کا درجہ شروع ہونے والا ہے، وہاں کے مہتمم صاحب (اُس وقت وہاں کے روحِ رواں حضرت مولانا ابراہیم صاحب کھروڈوی تھے) کا متوسطات کی کتابیں پڑھا سکے ایسے مدرّس کو وہاں بھیجنے کا مجھ سے مطالبہ ہے، اگر تم چاہو تو تمھیں وہاں تدریس کے لیے بھیج دوں، تو میں نے معذرت کرتے ہوئے عرض کیا کہ میرا اِرادہ آگے پڑھنے کا ہے۔

چنانچہ میں نے اگلے سال جامعہ ڈابھیل ہی میں شعبۂ افتاء میں داخلہ لیا اور سال کے آخر میں چالیس دِن جامعہ مظاہر علوم سہارن پور میرے مُرشد اوّل، فقیہ الامّت حضرت اقدس مفتی محمود الحسن صاحب صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (اُس وقت حضرت دارالعلوم دیوبند میں خلفشار کی وجہ سے دیوبند کے بجائے جامعہ مظاہر علوم میں قیام پذیر تھے) کی زیرِ تعلیم وتربیت رہ کر وہیں اِفتاء کا سالانہ امتحان دے کر سندِ اِفتاء حاصل کی۔ بعدہ میں نے حضرت کو خط لکھا کہ اب میں تدریسی خدمت کے لیے تیّار ہوں، تو حضرت نے جواباً تحریر فرمایا کہ وہیں جامعہ رشیدیہ میں اب بھی جگہ خالی ہے، رمضان کے بعد وہاں کے مہتمم صاحب سے ملاقات کر کے بات طے کر لینا۔

چنانچہ رمضان کے بعد سہارن پور سے وطن پہنچا اور دوسرے ہی دِن جامعہ رشیدیہ کے مہتمم حضرت مولانا ابراہیم صاحب مدّظلہ کی ملاقات کے لیے کھروڈ پہنچا، اور مہتمم صاحب سے ملاقات کر کے بات طے کی۔ اس طرح جامعہ رشیدیہ نانی نرولی میں میرا تقرر ہوا، جامعہ رشیدیہ میں تین سال خدمت انجام دی۔ اس کے بعد حضرت مولانا ابراہیم صاحب جامعہ رشیدیہ سے مستعفی ہو کر جامعہ قاسمیہ عربیہ

کھروڈ کے اہتمام کے لیے مستقلاً کھروڈ آ گئے، تو انھوں نے احقر کو بھی جامعہ قاسمیہ میں تدریسی خدمت کے لیے بُلا لیا اور میں ۱۴۰۷ھ میں جامعہ قاسمیہ آ گیا، اس وقت جامعہ میں عربی دوم تک کی تعلیم تھی، یہاں کی تدریس کے دوران رفتہ رفتہ اطراف وجوانب سے تحریری وزبانی فتوے پوچھنے کا سلسلہ شروع ہوا، لیکن ان کے جو جوابات لکھے جاتے ان کو رجسٹر میں نقل کرنے کی طرف کوئی توجّہ نہیں تھی، کچھ سالوں تک یہی حال رہا، بعد میں حضرت مولانا ابراہیم صاحب کی طرف سے احقر کو مکلّف کیا گیا کہ یہاں سے جو فتاویٰ تحریری شکل میں اِرسال کیے جاتے ہیں ان کو مدرسے کے رجسٹر میں نقل کر لیا جائے، تب سے (غالباً ۱۴۱۵ھ سے) ان فتاویٰ کو رجسٹر میں نقل کرنے کا اہتمام شروع ہوا، جو الحمدللہ اب تک جاری ہے۔

آج سے تین چار سال پہلے ہمارے جامعہ ہی کے تعلیم یافتہ، شابِ صالح ورجل رشید، اپنے تمام اساتذۂ کرام کے نورِ نظر، عزیز محترم مولانا صادق صاحب بھادی (مقیم حال کناڈا) نے احقر سے درخواست کی کہ اب نقل شدہ جامعہ کے فتاویٰ کو طبع کرا کے کتابی شکل دے دی جائے تو اس سے عوام کو فائدہ ہوگا اور اِس بہانے ہمارے جامعہ کا تعارف بھی ہو جائے گا۔ (موصوف جامعہ کی ہر قسم کی ترقّی و نیک نامی کے لیے ہر دَم کوشاں وفکر مند رہتے ہیں) لیکن یہ نہ میں نے کبھی سوچا تھا اور نہ ہی میرے خواب وخیال میں تھا اور نہ ہی میں اپنے اِن فتاویٰ کو اس قابل سمجھتا تھا کہ ان کو منظرِ عام پر لایا جائے۔ اور ویسے بھی یہ سب فتاویٰ وہی تھے جو اس سے پہلے ہمارے اکابر کی مستند ومعتبر اُردو فتاویٰ کی کتابوں میں مفصلاً لکھے جا چکے تھے، ان میں نہ کوئی جدّت تھی نہ نُدرت، کہ جس کی بنیاد پر ان سے کوئی جدید افادہ واستفادہ کی امید کی جائے۔ اس کے علاوہ آج کل اردو فتاویٰ کی کتابیں اتنی کثیر تعداد میں موجود ہیں کہ فی الحال مزید کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، اس لیے میں ان کی اس درخواست کو ٹالتا رہا، لیکن وہ جب بھی فون سے رابطہ کرتے تو اس درخواست کو ضرور دہراتے، آخر کار مجھے ان کے اِصرار سے زیادہ ان کے خلوص کے سامنے سپر ڈالنے پڑے اور مذکورہ بالا وجوہ کی بِنا پر قلبی چاہت نہ ہونے کے باوجود اس کے لیے آمادگی کا اِظہار کرنا پڑا، یہ سن کر انھوں نے خوشی کے اظہار کے ساتھ ساتھ خوب دعائیں دیں۔

میں نے قبول تو کر لیا، لیکن بعد میں دیکھا کہ اکثر فتاویٰ گجراتی زبان میں ہیں اور زیادہ تر بے حوالہ اور غیر مرتّب، اب ان کو گجراتی سے اردو کا جامہ پہنانا، بے حوالہ کو عربی یا اردو کے معتمد فتاویٰ کے

حوالوں سے مزین کرنا اور غیر مرتّب کو ترتیب دینا ایک نہایت ہی محنت طلب کام ہے۔اور مجھ ناتواں اور نااہل کے لیے تو جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، اس لیے ایک طویل مدّت تک تو اس کی ہمت ہی نہ کر سکا، لیکن سوچتا رہا کہ اس بھاری بھرکم کام کی انجام دہی کی کیا شکل اختیار کی جائے؟ آخر کار اللہ تعالیٰ نے دِل میں یہ بات ڈالی کہ یہ کام ہمارے جامعہ ہی کے باصلاحیت فضلاء میں سے کسی سے لیا جائے تو بہتر ہوگا، چنانچہ غور وفکر کے بعد نظرِ انتخاب میرے ان دوعزیزانِ مکرّم مفتی عیاض صاحب پالن پوری (مدرّس دارالعلوم کالیڑا، پالن پور) اور مفتی فیضل صاحب ہتھورنی (مدرّس دارالعلوم تراج، سورت) پر پڑی، ماشاء اللہ یہ دونوں ہمارے جامعہ قاسمیہ ہی کے ممتاز اور نمایاں قابلیت کے حامل فضلاء و مفتیین میں سے ہیں، اور ان کی صلاحیت اور صالحیت کا میں پہلے ہی سے قائل و معترف رہا ہوں۔ان کے سامنے یہ بات رکھی گئی تو انھوں نے میری اس فہمائش پر اس جاں گسل کام کو بخوشی منظور کیا۔(اللہ تعالیٰ ان کو دونوں جہاں میں اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائیں، آمین) اور عربی کتابوں کی تدریس کا فریضہ ادا کرنے کے ساتھ اپنی راتوں کی نیند قربان کر کے رات دیر تک جاگ کر اس کام کو بحسن وخوبی انجام دیا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جب فتاویٰ کی ایک معتد بہ مقدار کی ترتیب و تعلیق کا کام ہو چکا تو مشورے میں یہی طے پایا کہ جتنا کام ہو چکا ہے اس کو زیورِ طبع سے آراستہ کر دیا جائے، (باقی ہے وہ بعد میں دیکھا جائے گا) چنانچہ اس کی پہلی جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ سارے فتاویٰ میرے تدریسی دور کے ابتدائی زمانے کے ہیں، اس وقت نہ مجھے اس کا تجربہ تھا اور نہ ہی اس کام کو کما حقہ انجام دینے کی کوئی قابلیت و اہلیت تھی، (ویسے قابلیت و اہلیت تو آج تک پیدا نہیں کر سکا ہوں) اور آج بھی مجھے اپنی نااہلی کا دِل سے اعتراف ہے، اس لیے قارئین سے گذارش ہے کہ اگر آپ حضرات کو ان میں کسی قسم کی (تحریری، تقریری، فقہی) کوئی غلطی نظر آئے تو احقر کو اس سے ضرور مطلع فرمائیں، آپ کا بہ صمیم قلب شکر گزار رہوں گا۔

آخر میں بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں ہمارے مخدوم و مربی اور علمی رہنما، معقول و منقول کے یکساں ماہر، قابل و مقبول ترین معلم و مدرّس، دارالعلوم ماٹلی والا کے شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا

مفتی محمد صاحب آچھودی مدّظلہ العالی کا شکریہ ادا نہ کروں، کہ انھوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات اور پیرانہ سالی کے باوجود ان فتاویٰ پر ایک اصلاحی نظر فرما کر اپنی رائے عالی سے مطلع فرمانے کی درخواست کو منظور فرما کر اپنی گراں قدر تقریظ تحریر فرما کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

نیز میں شکرگزار ہوں جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ کو اپنا خون پسینہ بہا کر مثالی ترقّی و شہرت تک پہنچانے والے، محدثِ کبیر حضرت مولانا محمد یونس صاحب جون پوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے خلعۂ خلافت پانے والے حضرت مولانا ابراہیم صاحب کھروڈوی کا کہ موصوف نے مختلف امراض کے شکار ہونے کے ساتھ بخاری شریف جیسی بھاری بھرکم کتاب کی تدریسی ذمّے داری ان کے ناتواں کندھوں پر ہونے کے باوجود اپنا قیمتی وقت نکال کر اِن فتاویٰ کے لیے اپنی بیش بہا تقریظ و تائید تحریر فرما کر ذرّہ نوازی فرمائی۔

نیز ہمارے جامعہ کے دو جیّد الاستعداد، صالحیت وصلاحیت دونوں میں لائق و فائق، عربی و اُردو دونوں زبانوں میں استاذانہ لیاقت ومہارت رکھنے والے مدرّس مولانا مفتی زبیر صاحب ومولانا مفتی عمران صاحب کا بھی تہہ دِل سے شکرگزار ہوں کہ اِن حضرات نے اپنی تدریسی مشغولی کے باوجود مسودے کو از اوّل تا آخر بنظرِ غائر دیکھا اور بہت سی زبانی، تحریری اور فقہی غلطیوں کی نشان دہی فرمائی، جن کی اصلاح کر لی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں خوب برکت عطا فرمائیں۔

نیز میں شکرگزار ہوں جامعہ کی بنیاد میں اہم رول ادا کرنے والے اور جامعہ کے صدر (Main) ٹرسٹی اور کناڈا میں بغیر کسی غرض ومعاوضے کے خالصۃً لوجہ اللہ اپنے صرفے وخرچ سے رمضان کے مہینے میں گھر گھر، دَر دَر، مسجد مسجد جا کر جامعہ کے لیے مالی کلیکشن (Collection) کرنے والے جناب حاجی ابراہیم صاحب جوگیات کا کہ جب میں نے ان کے سامنے اِن فتاویٰ کو جامعہ کی طرف سے طبع کرنے کی اجازت مانگی تو انھوں نے بصد مسرّت وخوشی اس کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائیں۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائیں اور ذخیرۂ آخرت بنائیں۔ آمین یا ربّ العالمین۔

محتاجِ دعا

شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

۱۸/ جمادی الاولیٰ/ ۱۴۴۶ھ

مطابق: ۲۰/ نومبر/ ۲۰۲۴ء

تقریظ وتائید

از

شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا ابراہیم صاحب مظاہری دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمدُ للهِ الَّذيْ وَفَّقَنَا لِلتَّفَقُّهِ فِي الدِّينِ الَّذيْ هُوَ حَبْلُهُ المَتِينُ، وَفَضْلُهُ المُبِينُ، ومِيْرَاثُ الْأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِينَ، وَحُجَّتُهُ الدَّامِغَةُ عَلَى الْخَلْقِ أَجْمَعِينَ، وَمَحَجَّتُهُ السَّالِكَةُ إِلىٰ أَعلىٰ عِلِّيِّينَ، وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلىٰ خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدِنِ المَبْعُوثِ رَحْمَةً لِلْعَالمينَ، وعَلىٰ اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَالتَّابِعِينَ وَالْعُلَمَاءِ العَامِلِينَ. أَمَّا بَعْد.

فَقَدْ قَالَ اللهُ تَبارَكَ وَتَعَالىٰ:

﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ﴾ [التوبة : ۱۲۲]

وَقَالَ اللهُ تَعَالىٰ:

﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝۷﴾ [الأنبياء : ۷]

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللهُ يُعْطِي".[1]

اللہ ربّ العزت نے اپنی مکلّف مخلوق ثقلین یعنی انسان وجنات کو احکامِ شریعت کا مکلّف بنایا ہے اور اس کا بے انتہا کرم واحسان ہوا کہ احکامِ شریعت میں اپنے بندوں کی رہنمائی کے لیے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور کتب سماویہ کا سلسلہ جاری فرما کر اپنے آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شرائع دین کی تکمیل فرمائی۔

فقہ فی الدین میں مہارت پیدا کرنا اُمّت مسلمہ پر فرضِ کفایہ ہے، ہر زمانے اور علاقے میں

---

[1] صحيح البخاري / كتاب العلم / باب من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين / الرقم: ۷.

ایسے ماہر علمائے کرام ومفتیانِ عظام کا وجود ناگزیر ہے جو ضرورت کے وقت اُمّت کی صحیح دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دے سکیں۔ دینی مسائل کا سیکھنا سکھانا اور روزمرّہ پیش آنے والے نئے نئے مسائل کے احکامات معلوم کرکے اُمّت کی رہنمائی کرنا افضل ترین عبادت ہے، اس لیے کہ اس عمل کا نفع ساری اُمّت تک پہنچنے والا اور رہتی دنیا تک باقی رہنے والا ہے۔

فقہائے کرام چوں کہ اُمّت کی دینی رہنمائی فرماتے ہیں اس لیے وہ اُمّت کے حق میں گویا روحانی معالج ہیں۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "الفقیه والمتفقه" میں ایک واقعہ نقل فرمایا ہے جس سے فقہائے کرام کا مقام معلوم ہوتا ہے کہ مشہور محدث حضرت سلیمان اَعمش رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مرتبہ کوئی شخص ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لیے پہنچا، اتفاق سے وہاں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے، حضرت اَعمش رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ کی اِس مسئلے میں کیا رائے ہے؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی رائے بتائی، اس پر حضرت اَعمش رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ یہ جواب آپ نے کہاں سے دیا؟ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس روایت سے جو آپ نے ہم سے بیان فرمائی تھی۔ یہ سُن کر حضرت اَعمش رحمۃ اللہ علیہ بول اٹھے: "نَحْنُ صَيَادِلَةٌ وَأَنْتُمْ أَطِبَّاءُ" [۱] کہ ہم (محدثین) توصرف دوا بنانے والے ہیں لیکن آپ حضرات (فقہاء) طبیب ہیں۔

تفقّہ فی الدین کی اِسی اہمیت کے پیشِ نظر سورۂ توبہ کی مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ جیسے عظیم الشان فریضے کے سیاق میں تفقّہ فی الدین کی رغبت دِلائی ہے۔

تو دوسری طرف عامّۃ المسلمین کو بھی یہ حکم فرمایا کہ اگر تم علم شریعت سے ناواقف ہو تو اہل الذکر یعنی قرآن وسنّت کا گہرا علم رکھنے والے حضرات سے پوچھ لیا کرو۔

اس طرح ہر زمانے میں جہاں اُمّت کی ایک بڑی تعداد احکام ومسائل دریافت کرنے والوں کی رہی وہاں ان کی رہنمائی کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے دورِ نبوی سے ایسے رِجالِ دین پیدا فرمائے جو ان کی صحیح رہنمائی فرماتے تھے، چنانچہ ہم دورِ نبوی میں کثیر تعداد میں ایسے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی سنتے چلے آئے ہیں جن کو حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں فقاہت کا اعلیٰ درجہ حاصل تھا، مثلاً

---

[۱] الفقيه والمتفقه : ۲ / ص۱۶۳ / باب في فضل العلم والعلماء.

حضرات خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت، ابوموسیٰ اشعری، معاذ بن جبل، اُبی بن کعب، ابودرداء، اُمّ المؤنین سیّدہ عائشہ، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سرِ فہرست ہیں۔ یہ وہ صحابۂ کرام ہیں جو اپنے زمانے کے اصحابِ اِفتاء تھے، احادیث مبارکہ اور آثارِ صحابہ میں جگہ جگہ اِن حضرات سے مسائل دریافت کیے جانے اور اِن کی جانب سے تشفی بخش جوابات کا ذکر ملتا ہے۔

حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد دورِ تابعین میں بھی یہ مبارک سلسلہ بدستور جاری رہا، چنانچہ مدینہ منورہ میں فقہائے تابعین ایک بہت بڑی جماعت تھی، جن میں سے حضرت سعید بن المسیّب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، خارجہ بن زید، سلیمان بن یسار، سالم بن عبداللہ، محمد بن علی بن ابی طالب، قبیصہ بن ذویب، علی بن الحسین، عمر بن عبدالعزیز، عبدالرحمٰن بن القاسم، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، ابوالزناد، عبداللہ بن یزید، یحییٰ بن سعید اور مالک بن انس رحمہم اللہ وغیرہم مشہور ہیں۔

تو مکہ مکرّمہ میں حضرت عطاء بن ابی رباح، مجاہد بن جبر، ابی ملیکہ، عمرو بن دینار، عکرمہ، محمد بن ادریس، عطاء بن مرکبوذ رحمہم اللہ وغیرہم اجلۂ فقہائے تابعین میں سے تھے۔ پھر یہیں پر بس نہیں بلکہ مکہ مکرّمہ اور مدینہ معظّمہ کے باہر جہاں تک اسلامی حکومت قائم تھی اُن تمام علاقوں میں فقہائے تابعین کی بڑی تعداد نے ارشاد الانام کی یہ اہم ذمّےداری ادا فرمائی۔ مثلاً یمن میں حضرت طاؤس بن کیسان، شراحیل بن شرحبیل، حنش بن عبداللہ اور وہب بن منبہ رحمہم اللہ مشہور تھے، تو ملک شام اور اس کے اِردگرد کے علاقوں میں عائذ اللہ بن عبداللہ خولانی، عبداللہ بن زکریا، رجاء بن حیوہ، مکحول، سلیمان بن موسیٰ، امام اوزاعی، سعید بن عبدالعزیز، محمد بن الولید، یحییٰ بن یحییٰ غسانی اور میمون بن مہران رحمہم اللہ وغیرہم سرفہرست ہیں۔

اسی طرح مصر میں مرثد بن عبداللہ یزنی، بکیر بن عبداللہ بن الاشج اور حضرت لیث بن سعد رحمہم اللہ وغیرہم مقیم تھے۔ نیز کوفہ، بصرہ، بغداد اور خُراسان وغیرہ شہروں میں بھی بہت بڑی تعداد میں

فقہائے کرام نے مسائل شرعیہ میں اُمّت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔

بعد کے دور میں چاروں فقہی مذاہب کے متبع بے شمار فقہائے کرام نے اِفتاء کی باگ ڈور سنبھال کر اُمّت کی دینی رہنمائی کے فریضے کو بخیر وخوبی اَنجام دیا، جو تا ہنوز جاری ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

ہمارے برّصغیر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے چودھویں صدی ہجری کے اواخر اور پندرھویں صدی ہجری کے اوائل میں بہترین فقہائے کرام پیدا ہوئے جنھوں نے مدارسِ عربیہ میں رہ کر اُمّت کی فقہی ضرورتوں کو پورا فرمایا اور ان کی شرعی رہنمائی فرمائی۔ اِس رہنمائی کی ایک شکل لوگوں کی جانب سے پوچھے گئے مسائل کے جوابات بشکل فتاویٰ مجموعوں کی اشاعت ہے، جس کے تحت عموماً اردو زبان میں فتاویٰ کے مجموعے شائع ہوتے ہیں، نیز بہت سی جگہوں پر مقامی زبانوں میں بھی ان فتاویٰ کا ترجمہ شائع ہوتا ہے، مثلاً ہمارے خطۂ گجرات میں بھی چند مجموعۂ فتاویٰ گجراتی زبان میں شائع ہوئے ہیں، تاکہ حضرات مفتیانِ کرام کی جانب سے کی جانے والی رہنمائی کا سمجھنا عامّۃ المسلمین کے لیے آسان ہو۔ فجزاهم الله خيرًا.

اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی آپ حضرات کی خدمت میں بہ شکل ''فتاویٰ جامعہ کھروڈ'' پیش کی جارہی ہے، یہ فتاویٰ کا وہ قیمتی مجموعہ ہے جو ہمارے جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ کے صدر مفتی حضرت مفتی شبیر احمد صاحب دیولوی مدّظلہ نے سالہا سال کی عرق ریزی کے بعد تیّار فرمایا ہے۔ اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ فتویٰ نویسی نہایت مشکل اور اہم کام ہے، جس قدر یہ کام وقیع، عظیم اور عمیق ہے اسی قدر نازُک، پیچیدہ اور حزم واحتیاط کا بھی متقاضی ہے، جس کے لیے مفتی میں رسوخ فی العلم، رسوخ فی الدین، حدود ومقاصدِ شریعت سے آگہی اور اصولِ اربعہ پر متفرع مسائل وحوادث کے تطابق کا علم ضروری ہے، نیز اصولِ فقہ پر گہری نظر، فقہی جزئیات کا استحضار، مسائل کا وسیع مطالعہ، کسی ماہر استاذ مفتی کی شاگردی اور احوالِ زمانہ سے واقفیت بھی ضروری ہے، اِن تمام اہم امور کو مدّنظر رکھتے ہوئے جامعہ میں اِفتاء کے سنگ بنیاد ہی سے حضرت مفتی صاحب پر اعتماد کرتے ہوئے بندے نے شعبۂ تدریب

الافتاء کی ذمّے داری ان کے سپرد کی تھی، جوانھوں نے الحمدللہ نہایت احساسِ ذمّے داری کے ساتھ بخوبی نبھائی، شعبۂ تدریب الافتاء کے تحت طلبہ میں اِفتاء کی صلاحیت اُجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ باہر سے آنے والے فتاویٰ کے جوابات بھی حضرت مفتی صاحب تحریر فرماتے تھے۔

حضرت مفتی صاحب کی تمنّا تھی کہ بندہ اِس مجموعۂ فتاویٰ پر کچھ تحریر کردے، لٰہذا پیش نظر فتاویٰ کا مجموعہ میں نے مختلف مواقع سے دیکھا ہے، طبیعت ناساز ہونے کے سبب اس میں تاخیر در تاخیر ہوتی رہی، فی الحال مَرض میں کچھ افاقہ ہے اور علاج بھی جاری ہے، بس اسی حالت میں کچھ دیکھ پایا ہوں۔ تمام قارئین کرام سے شفایابی کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

اللہ ربّ العزت کے دربار میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اِس مجموعے کو اصحابِ اِفتاء، طلبہ اور پوری اُمّت کے حق میں نافع بنائیں، حضرت مفتی صاحب اور ہم تمام کے حق میں اسے ذخیرۂ آخرت بنا کر بے انتہا قبول فرمائیں۔ آمین یاربّ العالمین۔

محتاجِ دعا

ابراہیم مظاہری غفرلہٗ

جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ

۲ / جمادی الاولیٰ / ۱۴۴۶ھ

مطابق: ۴ / نومبر / ۲۰۲۴ء

تقریظ

حضرت اقدس مفتی محمد صاحب آچھودی دامت برکاتہم العالیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمدُ للہ ربّ العالمین، والصلاۃ والسَّلام علیٰ سید الأَنبیاءِ والمرسلین، وعلیٰ آلہ وصحبہ أَجمعین، أَما بعد:

علم فقہ وفتاویٰ جتنا وقیع اور عمیق ہے اتنا ہی نازک، پیچیدہ اور حزم واحتیاط کا متقاضی ہے۔ علمائے راسخین اور فقہائے کرام نے اس کے ذریعے شریعت کے رموز وغوامض کی نقاب کُشائی کے ساتھ کتاب وسنّت کی بنیاد پر متنوع مسائل وحوادث، مختلف جزئیات تک حالات وطبائع کے تغیّرات کو ملحوظ رکھتے ہوئے احکام صادر فرمائے۔ اس میں شک نہیں کہ فتویٰ نویسی بہت اہم اور نازک کام ہے، مفتی کے لیے اصولِ فقہ پر گہری نظر، فقہی جزئیات، مسائل کا وسیع مطالعہ، کسی ماہر مفتی کی طویل صحبت اور احوالِ زمانہ سے باخبر ہونا بھی ضروری ہے، مفتی کا لکھا ہوا فتویٰ حرفِ آخر ہوتا ہے، لیکن یہ کام پُرخطر بھی ہے۔ اس کے باوجود دنیا کی زندگی سے فرار ممکن نہیں، ایسی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں پیش آنے والے مسائل سے آنکھیں بند کر کے رہنے کا جواز بھی نہیں نکلتا، لوگوں کی رہنمائی کے لیے اور انھیں شرعی احکام سے آگاہ کرنے کے لیے پیش آمدہ مسائل میں مفتیانِ کرام فتویٰ دینے کی خدمت انجام دیتے رہتے ہیں اور الحمدللہ یہ مبارک سلسلہ جاری ہے اور آئندہ بھی ان شاء اللہ جاری رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ امّت مسلمہ اپنے دِل میں احساسِ مسئولیت اور دین پر عمل کرنے کی تڑپ رکھتی ہے، پیش آمدہ مسائل وجزئیات کے احکام معلوم کرنے کے لیے عصر حاضر کے مدارس اور ان بوریا نشین علماء کی طرف ہی رجوع کرتی ہے جن کے وجود سے اس مایوس کن مادّی ماحول میں بھی دین کی کچھ آبرو قائم ہے اور ہنوز یہ سلسلہ روزِ اوّل کی طرح جاری ہے۔

زیرِ نظر فتاویٰ کا مجموعہ کئی سو مسائل پر مشتمل ہے، یہ بھی اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے، جو محترم مفتی شبیر احمد صاحب دیولوی مدّ ظلہ، صدر مفتی جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ کی کئی سالہ محنتوں کا

نچوڑ ہے، کثیر اور گوناگوں مسائل کا یہ مجموعہ، علم فقہ وفتاویٰ کا لعل وگوہر اہل نظر کے لیے متاعِ دِل وجاں ہے۔ عزیز موصوف ماشاء اللہ صاحب صلاحیت، ذی استعداد، کتب فتاویٰ پر وسیع نظر رکھتے ہیں، موصوف نے بڑی عرق ریزی اور محنت شاقہ کے ساتھ اس مجموعے کو مرتّب فرمایا ہے، میں اپنی پیرانہ سالی وضعف کی وجہ سے پوری کتاب بالاستیعاب نہ دیکھ سکا، لیکن سرسری طور پر مختلف مسائل پر نظر ڈالی اور اس سے جو تاثر پیدا ہوا وہ حسب ذیل ہے:

الف: ماشاء اللہ سوالات کے جوابات بہت سلیقے کے ساتھ اور مدلل لکھے گئے ہیں۔ فتاویٰ کو آسان زبان میں لکھنے کی کوشش کی گئی ہے، جس کو عام مسلمان بھی سمجھ سکیں۔

ب: ہر مسئلے کو کتب فقہ کے حوالے کے ساتھ لکھا گیا ہے اور حوالجات بھی مفصل ہیں، یعنی جلد وصفحے کے ساتھ ساتھ اکثر مواقع پر باب کی بھی صراحت کردی گئی ہے، تاکہ طباعتوں کے فرق کے باوجود حوالے کی تلاش آسان ہو۔

ج: حوالے کی عربی عبارتیں بھی درج کردی گئی ہیں، اس سے خاص کر علماء کو بہت نفع ہوگا۔

د: عنوانات ایسے واضح لکھے گئے ہیں کہ فتویٰ کا مضمون سمجھنا آسان ہو۔

ہ: مسائل کی تبویب فقہی ابواب کے مطابق ہے۔

توقع ہے کہ فتاویٰ کا یہ مجموعہ بہت مقبول ومحبوب ہوگا اور طلبہ، وعلما اور فقہ وفتاویٰ واجتہادی عمل سے وابستہ لوگ اس سے بے پناہ فائدہ اٹھائیں گے اور صاحب فتاویٰ کے لیے یہ مجموعہ ان کے حسنات کے پلڑوں کے توقع سے کہیں زیادہ وزنی ہونے کا سبب بنے گا۔ وذٰلك هو الفوز العظيم. دِلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائیں، ان کی کاوشوں کو خوب قبول فرمائیں اور لوگوں کو اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ مستفیض فرمائیں اور مؤلف کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائیں۔ آمین یاربّ العالمین۔

محمد بن ابراہیم آچھودی غفرلہٗ

خادمِ تدریس

دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا، بھروچ

۲/جمادی الاولیٰ/۱۴۴۶ھ

مطابق: ۴/نومبر/۲۰۲۴ء

جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ (گجرات) پر ایک طائرانہ نظر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

* جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ صوبۂ گجرات کا ایک موقر اور معروف ومشہور ادارہ ہے، جو تحصیل انکلیشور، ضلع بھروچ کے ایک قریہ کھروڈ میں واقع ہے، جو حاجی ابراہیم صاحب جوگیات، جناب قاسم صاحب کروڈیا، حافظ اسماعیل صاحب چودھری رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سلیمان صاحب جوگیات، مولانا ایوب صاحب لہری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ کی فکروں، محنتوں اور قربانیوں کا نتیجہ، ان کے خوابوں کی سچّی تعبیر اور جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا ابراہیم صاحب کے خون پسینے سے کی گئی سینچائی وآب پاشی کا نیک ثمرہ ہے۔

* اِس اِدارے کی بنیاد ۱۴۰۲ھ مطابق: ۱۹۸۲ء میں برکۃ العصر، بقیۃ السلف حضرت اقدس مولانا رضا احمد صاحب اجمیری نور اللہ مرقدہ (سابق شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ، راندیر) اور مفکر ملّت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھوں بہت سے علماء وصلحاء کی حاضری میں رکھی گئی تھی۔

* جس دِن اس کی بنیاد رکھی جانی تھی اس کی اگلی رات مفکر ملّت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی، اس مناسبت سے مدرسے کا نام ''جامعہ قاسمیہ'' رکھا گیا۔

جامعہ کے مختلف شعبے

* **شعبۂ تحفیظ القرآن:**...... اکابر کی توجّہ ودعا کی برکت اور اساتذۂ کرام کی محنت سے ماشاء اللہ خوب رو بہ ترقّی ہے، اساتذۂ درجاتِ حفظ کی تعداد بارہ (۱۲) اور طلبۂ حفظ کی تعداد ایک سو اسّی (۱۸۰) ہے۔

* **درسِ نظامی:** ...... اِس شعبے میں طلبۂ کرام علومِ عالیہ وآلیہ سے تشنگی کی آگ بجھا رہے ہیں، اس شعبے کے تحت اساتذۂ کرام کی تعداد بیس (۲۰) اور طلبۂ کرام کی تعداد دو سو چوّن (۲۵۴) ہے، جو قرآن وحدیث کے علوم کی تحصیل میں مشغول ہیں۔

* **شعبۂ اِفتاء واستفتاء:** ...... یہ شعبہ حضرت اقدس مولانا مفتی محمد صاحب آچھودی دامت برکاتہم (شیخ الحدیث دار العلوم ماٹلی والا) کی نگرانی وسَر پرستی میں رواں دواں ہے، جہاں سے اطراف وجوانب سے زبانی وتحریری آنے والے اور پوچھے جانے والے استفتاءات کے جوابات دیے جاتے ہیں۔ نیز شعبۂ تدریب الافتاء کا نظام بھی ۱۴۲۱ھ مطابق: ۲۰۰۰ء سے جاری ہے۔

* **شعبۂ تجوید وقرأت:** ...... جس میں قرأتِ حفص کے علاوہ قرأتِ سبعہ وثلاثہ کی تعلیم بھی بہترین نظام کے ساتھ دی جاتی ہے۔

* **شعبۂ النادی العربی:** ...... طلبۂ عزیز میں عربی ادب سے ذوق وشوق بڑھانے اور تقریر وتحریر میں مہارت پیدا کرنے کے لیے النادی العربی کا مستقل شعبہ بھی جاری ہے۔ جس کے تحت طلبہ ہر ہفتے انجمن میں اپنی تقاریر پیش کرتے ہیں۔

* **انجمن بزمِ تربیت:** ...... عربی زبان کی طرح اردو میں تقریر وتحریر میں بھی طلبۂ عزیز کو نمایاں قابلیت حاصل ہو اس کے لیے یہ شعبہ بھی جاری ہے۔ جس کے تحت ہر جمعرات کو مغرب بعد طلبہ انجمن میں اپنی تقاریر پیش کرتے ہیں۔ نیز مضمون نگاری کی مشق کے لیے دورانِ سال مختلف مضامین پر مقالات تیّار کرتے ہیں۔ اس کے لیے انجمن کا ایک مستقل علاحدہ کتب خانہ بھی قائم ہے۔

* **لجنۃ فیضان القراءۃ والتجوید:** ...... اس انجمن کی ہر ہفتے ایک مجلس ہوتی ہے، جس میں اردو فارسی سے لے کر درجۂ عربی پنجم تک کے طلبہ حصّہ لیتے ہیں، اس مجلس میں طلبۂ عزیز جو رکوع پڑھتے ہیں اولاً پندرہ دِنوں تک اس کی مسلسل مشق کرتے ہیں، پھر اس کو اس مجلس میں سناتے ہیں، اس میں ماہر قرائے کرام ان کی قرأت کو سنتے ہیں اور جو کچھ غلطی یا کمی محسوس ہو اس کی اصلاح کرتے ہیں۔

* جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا ابراہیم صاحب مظاہری دامت برکاتہم العالیہ (خلیفہ حضرت شیخ

محمد یونس صاحب جون پوری رحمۃ اللہ علیہ) ہیں۔

جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف صاحب لوہاروی مدّظلہ العالی (خلیفہ ومجاز حضرت شیخ محمد یونس صاحب جون پوری رحمۃ اللہ علیہ) ہیں۔

جامعہ کے ناظم تعلیمات حضرت مولانا ایوب صاحب پانولی حفظہ اللہ (خلیفہ ومجاز حضرت شیخ محمد یونس صاحب جون پوری رحمۃ اللہ علیہ) ہیں۔

۱۴۴۶ھ مطابق: ۲۰۲۴ء تک جامعہ سے حافظ ہونے والے طلبہ کی تعداد (۱۰۹۹) ہے۔

۱۴۴۶ھ مطابق: ۲۰۲۴ء تک جامعہ سے عالم ہونے والے طلبہ کی تعداد (۱۰۰۷) ہے۔

۱۴۴۶ھ مطابق: ۲۰۲۴ء تک جامعہ سے مفتی ہونے والے طلبہ کی تعداد (۱۱۵) ہے۔

۱۴۴۶ھ مطابق: ۲۰۲۴ء تک قرأتِ حفص مکمّل کرنے والے طلبہ کی تعداد (۴۵۲) ہے۔

۱۴۴۶ھ مطابق: ۲۰۲۴ء تک قرأتِ سبعہ مکمّل کرنے والے طلبہ کی تعداد (۱۳۹) ہے۔

۱۴۴۶ھ مطابق: ۲۰۲۴ء تک قرأتِ ثلاثہ مکمّل کرنے والے طلبہ کی تعداد (۱۱۷) ہے۔

تمام اُمّت مسلمہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ جامعہ کی روز افزوں ترقّی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ربِ کریم جامعہ کے منتظمین، اساتذہ، طلبہ، خدّام اور جمیع متعلقین جامعہ کی خدمات کو شرفِ قبول بخشیں اور دنیا وآخرت کی کامیابی سے نوازیں۔ آمین یا ربّ العالمین۔

فقط والسلام

اراکین جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ

عقائد ورد بدعات کے مسائل

عجیب بات پیش آنے پر یہ کہنا کہ ”تجھے یہ کونسے خدا نے سکھایا ہے؟“

سوال: (۴۰۰) باتیں کرتے کرتے کوئی عجیب بات پیش آئے تو ایک شخص کہتا ہے کہ ”تجھے یہ کونسے خدا نے سکھایا ہے کہ تو ایسی بات زبان سے نکالتا ہے؟“ یہ کہنا از روئے شریعت کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......اس قسم کے موہوم الفاظ بولنے سے احتیاط کرنا چاہیے، البتہ اس کو موجب کفر نہیں قرار دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

بھجن گانا، تِلک کرنا اور اپنا نام ہندو بتانا

سوال: (۵۷۷) ہمارے گاؤں میں ایک شخص بی جے پی کے لیڈر کے ساتھ گھومتا ہے، نماز بھی چھوڑ دی ہے اور ڈاڑھی بھی منڈوالی ہے، آدیواسی (ایک غیر مسلم قوم) کے ساتھ رہ کر ان کے شرکیہ گانے (بھجن) بھی گاتا ہے، بھجن گانے میں اس کا نام قرب وجوار کے دیہاتوں مشہور ہوگیا ہے، شراب بھی پیتا ہے، پیشانی پر تِلک بھی کرتا ہے اور اپنا نام ہندو بتاتا ہے، اس شخص کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......ایسا آدمی شریعت کی نگاہ میں فاسق، فاجر اور سخت گنہگار شمار ہوتا ہے، نماز چھوڑ دینا، ڈاڑھی منڈوانا، مسلمانوں کے دشمن غیر مسلم لیڈروں کو ساتھ دینا، ہندو گانا (بھجن) گانا، تِلک کرنا یہ تمام کام شریعت کی نگاہ میں گناہِ کبیرہ ہیں، بلکہ اگر یہ شخص نماز چھوڑنے کو اور ڈاڑھی منڈوانے کو حلال سمجھتا ہو یا ہندو گانے (بھجن) کو اچھا سمجھ کر گاتا ہو، یا گانے میں کفریہ کلمات بکتا ہو تو ایسا شخص ایمان سے نکل جاتا ہے، اس کو توبہ، استغفار، تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا ضروری ہے۔ (مستفاد از: کفایت المفتی: ۱/ ۵۳) واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

عدت ختم ہونے پر عورت کے بھائی کا اسے اپنے گھر لے جانا، بیوہ کو کپڑے دینا

سوال: (۷۱۱)......(۱) عدت ختم ہونے پر عورت کو اس کے بھائی اپنے گھر لے جاتے ہیں، اگر بھائی نہ ہوں تو کوئی اور رِشتے دار اپنے گھر لے جاتے ہیں، یہ رواج ہے، اس کے متعلّق شرعی حکم کیا ہے؟

(۲)...... بیوہ عورت کے لیے رشتے دار کپڑے وغیرہ لاتے ہیں، نیز بیوہ جو کہے وہ سب کچھ لاتے ہیں، (جسے گجراتی زبان میں રડ઼ાપામાંરૂ કહેતે ہیں) اس کا لانا معاشرتی طور پر ضروری سمجھا جاتا ہے، اس سلسلے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......(۱) بیوہ عورت کے لیے اس کے مرحوم شوہر نے اتنا مال چھوڑا ہو کہ وہ عورت آسانی سے اپنی زندگی وہاں گزار سکتی ہے تب تو بھائیوں کا اُسے اپنے گھر لے جانا ضروری نہیں ہے، بلکہ وہ اپنے سسرال میں بھی رہ سکتی ہے، البتہ اگر وہاں رہنے اور کھانے کا انتظام نہ ہو تو بھائیوں کے ذمّے اس کا انتظام ضروری ہے، خواہ وہاں رکھ کر انتظام کریں یا اپنے گھر لا کر انتظام کریں۔[1]

(۲)...... ختمِ عدت کے موقع پر بیوہ عورت کو دینے میں اور اسی طرح جتنی غیر ضروری چیزیں کی جاتی ہیں وہ سب رسوم ورواج ہیں، ان کا ترک لازم ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ: ۳/ ۲۷۴) واللہ اعلم۔

کتبہ شبیر احمد دیولوی

بددعا دینا، عالم شخص کا یہ کہنا کہ فلاں نے آپ پر جادو کیا ہے

سوال: (۲۶۳) ہمارے قریبی رشتے داروں میں ایک عورت کے متعلّق ایک رِشتے دار نے کہا کہ اس کے بارے میں میری بددعا قبول ہوگئی، اور بددعا کی وجہ اس نے یہ بتائی کہ اسے ایک عالم صاحب نے کہا کہ اُس عورت نے آپ پر جادو کیا ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ

(۱)...... کیا کوئی شخص کسی کے لیے بددعا کر سکتا ہے؟

(۲)...... اِس رشتے دار نے بددعا قبول ہونے کا دعویٰ کیا ہے، تو اس کا کیا مطلب؟ کس طرح یہ بات مانی جا سکتی ہے؟ حالانکہ جس عورت کے لیے بددعا کی ہے اس پر تو کوئی تکلیف ظاہر نہیں ہوئی۔

(۳)...... کیا کوئی عالم جادو کرنے والے کا نام بتا سکتا ہے؟ اگر بتانے کی وجہ سے فتنہ ہو تو اس کا ذمّے دار کون ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......(۱) کوئی شخص حقیقۃً کسی قصور کے بغیر کسی کو بددعا نہیں دے

---

[1] "وَتَجِبُ نَفَقَةُ الْإِنَاثِ الْكِبَارِ مِنْ ذَوِي الْأَرْحَامِ، وَإِنْ كُنَّ صَحِيحَاتِ الْبَدَنِ إِذَا كَانَ بِهِنَّ حَاجَةٌ إِلَى النَّفَقَةِ. كَذَا فِي الذخِيرَةِ". (الفتاوى الهندية: ۱/ ص۵۸۷)

سکتا، ورنہ بددعا دینے والا خود گنہگار ہوگا۔

(۲)......جس کے بارے میں بددعا کی گئی وہ واقعۃً اس کا مستحق تھا (مثلاً اس نے بددعا کرنے والے پر ظلم کیا تھا) اس وجہ سے مظلوم نے بددعا کی اور جو بددعا کی تھی اس کا ظہور ظالم پر ہوا تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کو مظلوم کی بددعا لگی ہے۔

بغیر کسی قصور کے کسی کے لیے بددعا کرنا، یا سامنے والے پر بددعا کا اثر ظاہر ہو تو بددعا کے قبول ہونے کا دعویٰ کرنا صحیح نہیں ہے۔

(۳)......کسی عامل کے بتانے سے از روئے شرع کوئی شخص مجرم شمار نہیں ہوگا، لہٰذا اس عورت کے متعلّق صرف مولانا کے بتانے سے کہ اس نے جادو کروایا ہے شرعی اعتبار سے وہ مجرم و گنہگار شمار نہیں ہوگی، لہٰذا اس پر محض اس بنیاد پر بددعا نہیں کر سکتے۔ اور عامل کے لیے ضروری ہے کہ ایسی بات ظاہر نہ کرے جس سے فتنہ بپا ہو، ورنہ وہ خود اس فتنے کا ذمّے دار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بچائے اور صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔　　　　کتبہ شبیر احمد دیولوی

نماز کے بعد بآوازِ بلند خطاب کے صیغے کے ساتھ درود شریف پڑھنا، نیز آیت الکرسی اور تسبیح فاطمی پڑھنا

سوال: (۷۶۰) ہمارے یہاں بعض لوگ ہر نماز کے بعد بآوازِ بلند آیت الکرسی، تسبیح فاطمی اور درود شریف کو خطاب کے صیغے کے ساتھ پڑھنا لازم اور ضروری سمجھتے ہیں، مثلاً: ''صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم یا رسول اللہ'' اور وہ خطاب کے صیغے کے لیے استدلال التحیات کے ''السلام علیک'' سے کرتے ہیں۔ غیر خطاب کے صیغے سے بآوازِ بلند درود شریف پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ کیا ہم ان لوگوں کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں؟ نہ پڑھنے کی صورت میں ہمیں دین کا کام کرنے میں بہت ساری رُکاوٹیں درپیش ہوں گی۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......نماز کے بعد اجتماع و التزام کے ساتھ بلند آواز سے آیت الکرسی، تسبیح فاطمی اور درود شریف پڑھنا نہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے، نہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام سے اور نہ ہی ائمۂ مجتہدین اور علمائے سلف میں سے کسی سے، اگر یہ عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک محمود و مستحسن ہوتا تو حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور ائمۂ دین اس پر

پوری پابندی کے ساتھ عمل پیرا ہوتے، حالانکہ ان کی پوری تاریخ میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان چیزوں کو نماز کے بعد اجتماع و التزام کے ساتھ بلند آواز سے پڑھنے کو وہ حضرات بدعت اور ناجائز سمجھتے تھے۔ [1]

یعنی جس طرح کی عبادت حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کی تم بھی اسے عبادت مت سمجھو، بلکہ اپنے اسلاف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ اختیار کرو۔

پھر جہاں تک درود شریف میں خطاب کے الفاظ استعمال کرنے کا تعلق ہے سو یہ عمل غلط عقیدے سے کیا جاتا ہے کہ جس طرح باری تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور ہر زمان و مکان میں موجود ہے اسی طرح حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس مجلس میں آتے ہیں، اس لیے اس سے بھی اجتناب ضروری ہے، لہٰذا آپ ایسی بدعات وخرافات میں ہرگز شریک نہ ہوں۔ دین کا کام کرنے سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے۔ اور بدعات کے ارتکاب سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل نہیں ہوسکتی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

اہل سنّت والجماعت کی طرف یہ بات منسوب کرنا کہ انبیائے کرام گنہگار ہیں

سوال: (۵۱۳/ ۴) بریلوی حضرات قرآنِ کریم کی اس آیت: ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ﴾ [الفتح:۲] کو لے کر یہ اشکال کرتے ہیں کہ دیوبندی حضرات اس کا ترجمہ گناہ سے کرتے ہیں، لہٰذا وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گنہگار ٹھہراتے ہیں، حالانکہ انبیائے کرام علیہم السلام تو معصوم ہوتے ہیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا ...... اہل سنّت والجماعت (دیوبندی حضرات) کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام تمام گناہوں سے خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے، عمداً ہوں یا سہواً معصوم ومحفوظ ہوتے ہیں، لہٰذا بریلوی حضرات کا دیوبندی حضرات کی طرف یہ نسبت کرنا غلط ہے کہ دیوبندی حضرات اس آیت میں "ذَنب" کو گناہ کے معنیٰ میں لیتے ہیں، بلکہ دیوبندی حضرات کی تمام

---

[1] حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
"كُلُّ عبَادَة لَا يَتَعَبَّدُهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَلَا تَعبُدُوهَا؛ فَإِنَّ الأَولَ لَم يَدَعْ للْآخرِ مَقالًا، فَاتَّقُوا اللهَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ! وَخُذُوا طرِيق مَن كَانَ قبلَكُمْ". (جواهر الفقه)

تفاسیر میں لکھا ہے کہ "ذَنب" سے مُراد یہاں گناہ نہیں ہے، بلکہ خلافِ اولیٰ کام ہے۔ واللہ اعلم۔

کتبہ شبیر احمد دیولوی

صحابۂ کرام کے حالاتِ کفر کے واقعات کو بیان کرتے وقت رضی اللہ عنہ کہنا

سوال: (۱/۵۳۵) حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت کفر کے وقت کے واقعات کو بیان کیا جارہا ہوتو ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہم کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... یہ حضرات چوں کہ دولت اسلام اور صحبت نبوی کے فیض سے سرفراز ہو چکے ہیں اور (رضی اللہ عنہم) کا جملہ ایک دعائیہ جملہ ہے، اس لیے حالت کفر کے واقعات کے ذکر میں ان حضرات کے نامِ نامی کے ساتھ یہ بولنا جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

آسیب زدہ کے علاج کے لیے درگاہ پر جانا

سوال: (۱۱۱) اگر کوئی شخص آسیب زدہ ہو، وہ علاج کے لیے کسی درگاہ پر جائے تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... جنات یا جادو کے علاج کے لیے درگاہ پر جانا اور وہاں رُکنا ناجائز ہے، کیوں کہ درگاہ پر بِدعات وخرافات اور ناجائز امور کا ارتکاب ہوتا ہے، اور علاج بھی اسی طرح خلافِ شرع امور سے کیا جاتا ہے، لہٰذا اس نسبت سے درگاہ پر جانا جائز نہ ہوگا۔

(فتاویٰ محمودیہ: ۲۰/ ۶۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کسی مسلمان کو منافق کہنا

سوال: (۱۱۲) ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو منافق اور فتنہ کہتا ہے تو اس قائل کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... نفاق دو قسم کا ہوتا ہے، ایک اعتقادی، دوسرا عملی۔ اور ظاہر بات ہے کہ یہاں کہنے والے کی مُراد عملی نفاق ہے، نہ کہ اعتقادی، لہٰذا کہنے والے پر کوئی سخت حکم تو نہیں لگا سکتے، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ کسی مسلمان بھائی کو بلا وجہ منافق اور فتنہ کہنے سے اس کی توہین ہوتی ہے، اور یہ اس پر ایک قسم کا بہتان بھی ہے، جو حرام ہے۔

اور اگر بالفرض یہ باتیں اس میں موجود بھی ہوں تب بھی حدیث میں مسلمان بھائی کے عیوب پر پردہ ڈالنے کا حکم دیا گیا ہے، اور ایسی باتیں اس کے سامنے کہہ کر اس کو رُسوا کرنے سے روکا گیا ہے۔ بہرصورت کسی بھی مسلمان کو منافق یا فتنہ کہنا گناہ ہے، کہنے والا جب تک اس سے معافی نہ مانگ لے یہ گناہ اس کے ذمّے باقی رہے گا۔ لہ والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجنے کا صحیح طریقہ

سوال: (۲۰۳) کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ محبین حضرات جو "یا نبي! سلام عليك" پڑھا کرتے ہیں، یا اسی قسم کے دیگر الفاظ اور نعت وغیرہ پڑھا کرتے ہیں، اس قسم کے الفاظ سے سلام پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا......"يا نبي! سلام عليك، يا رسول الله!" جیسے الفاظ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس پر جا کر پڑھے جائیں تو جائز ہے، اور اگر روضۂ اقدس کے علاوہ کسی اور جگہ پڑھا جائے، جس میں نیت اور عقیدہ یہ ہو کہ دور سے پڑھے ہوئے درود وسلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعۂ فرشتہ پہنچائے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرح بہ نفس نفیس سن لینے کا عقیدہ نہ رکھا جائے تو یہ بھی درست ہے، اور اگر اس عقیدے کے ساتھ پڑھا جائے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کی طرح بہ نفس نفیس سنتے ہیں تو یہ جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳/ ۱۰۲)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عورتوں کا قبر پر قرآن خوانی کرنا

سوال: (۲۰۴) اگر عورتیں قبرستان یا کسی بزرگ کی قبر پر جا کر وہاں قرآن خوانی وغیرہ کا اہتمام کریں تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا......عورتوں کے قبرستان جانے میں فتنے کا اندیشہ ہے، اس لیے فقہائے کرام نے عورتوں کے قبرستان جانے کو ممنوع قرار دیا ہے، لہٰذا عورت کا قبرستان یا کسی بزرگ کی

لہ لا يرمي رجل رجلا بالفسوق، ولا يرميه بالكفر إلا ارتدت عليه، إن لم يكن صاحبه كذلك. (صحيح البخاري / الرقم: ٦٠٤٥)

قبر پر جانا شریعت کی نگاہ میں ممنوع ہے۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کسی بزرگ کی قبر کا بوسہ لینا، دینی شخصیت کی دست بوسی کا حکم

سوال: (۲۰۵) کسی بزرگ کی قبر کا بوسہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز کسی عالم، حافظ یا شیخ کی دست بوسی درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... قبر کو بوسہ دینا، چومنا، سجدہ کرنا اور رُخسار لگانا حرام اور ممنوع ہے۔ البتہ کسی عالم و بزرگ کی دست بوسی کی گنجائش ہے۔

(کفایۃ المفتی: ۵/۵۲۶، فتاویٰ محمودیہ: ۴۲۵/۱۹، ۳۱۸/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عالم برزخ کے متعلق ایک سوال

سوال: (۲۰۹) دنیا انسان کے لیے دار العمل ہے اور ہر اچھے بُرے عمل کا بدلہ مرنے کے بعد ملے گا، اور جنّت و جہنّم کا فیصلہ تو میدانِ محشر میں حساب و کتاب کے بعد ہوگا، تو دنیا میں مرنے کے بعد قیامت قائم ہونے سے پہلے انسان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاتا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... ایک ہے عالم مشاہدہ و عالم دنیا، اور ایک ہے عالم برزخ، اور ایک ہے عالم آخرت، انسان اپنی حیات میں عالم مشاہدہ و دنیا میں رہتا ہے، اور حساب و کتاب کے بعد عالم آخرت یعنی جنّت یا جہنّم میں جائے گا۔ اور مرنے کے بعد قیامت سے پہلے عالم برزخ میں رہتا ہے، عالم برزخ میں اس کے ساتھ اس کے اعمال کے مطابق سلوک ہوتا ہے، اگر بندہ نیک ہے تو اس کے ساتھ اچھّا سلوک کیا جاتا ہے، اور اگر بد ہے تو اس کے مطابق سلوک کیا جاتا ہے۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] وسئل القاضي عن جواز خروج النساء إلى المقابر، فقال: "لا تسأل عن الجواز والفساد في مثل هٰذا، وإنما تسأل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فيه. (حاشية الطحطاوي: صـ٦٢٠)

[2] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إنما القبر روضة من رياض الجنة، أو حفرة من حفر النار". (سنن الترمذي / الرقم: ٢٤٦٠)

مردہ در گور در عذاب و نعمت و ریحان و راحت می باشد۔ (اشعۃ اللمعات: ۱/۱۲۰)

علم کے مسائل

سورۂ توبہ کے شروع میں بسملہ کیوں نہیں لکھی گئی؟

سوال: (۵۰۸) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،...... بعد سلام مسنون مشفق استاذِ مکرّم!

خدمت عالیہ میں ایک سوال ہے کہ سورۂ توبہ کے شروع میں بسملہ کیوں نہیں لکھی گئی؟ جب کہ تمام سورتوں میں ہے، ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت غضب کو بیان کیا گیا ہے، اگر یہی وجہ ہے تو یہ وجہ سورۂ لہب میں بھی پائی جاتی ہے، حالانکہ اس کے شروع میں بسملہ ہے، اس کی صحیح وجہ شرح وبسط کے ساتھ بیان فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... سورۂ براءۃ کے شروع میں ترکِ بسملہ کے متعلّق علمائے کرام نے متعدد وجوہ لکھی ہیں۔

(۱) جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام جب وحی لے کر آتے تھے تو ساتھ ہی بحکم الٰہی یہ بھی بتاتے تھے کہ یہ آیت فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد رکھی جائے، اور جب ایک سورت ختم ہو کر دوسری سورت شروع ہوتی تھی تو سورت شروع ہونے سے پہلے بسملہ کا نزول ہوتا تھا، اور سورۂ توبہ نزول کے اعتبار سے آخری سورت ہے، لہٰذا عام دستور کے مطابق اس کے شروع میں نہ بسملہ کا نزول ہوا اور نہ ہی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاتبین وحی کو ہدایت فرمائی اور اسی حال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

پھر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں قرآنِ کریم کو کتابی شکل میں جمع کرنے کا ارادہ فرمایا تو تمام سورتوں کے شروع میں بسملہ تھی، لیکن سورۂ توبہ کے شروع میں بسملہ نہیں تھی، اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شبہ ہو گیا کہ یہ کوئی مستقل سورت ہے یا سورت کا جز ہے؟ جب اس کی فکر ہوئی تو ارادہ کیا کہ اگر کسی سورت کا جز ہے تو کس سورت کے ساتھ ملایا جائے؟ تو سورۂ انفال اور سورۂ براءۃ کا مضمون قریب تر تھا، اس لیے سورۂ براءۃ کو سورۂ انفال کا جز ہونے کے شبہے سے سورۂ انفال کے ساتھ ملایا اور بسملہ کو ترک کر دیا، اس لیے اس سورۃ کے شروع میں بسملہ نہیں لکھی اور اس کو سورۂ انفال ہی کا جز

مان لیا گیا۔

(۲) اس کے علاوہ ایک اور وجہ بھی ہے، جو علّامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں بیان فرمائی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سورت کے ساتھ بسملہ نہیں لائے تھے، اس لیے نہیں لکھی گئی۔ [1]

(۳) ایک وجہ اور بھی ہے جو مستدرکِ حاکم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ سورۂ براءۃ میں بسملہ کیوں نہیں لکھی گئی؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بسملہ امان ہے اور سورۂ براءۃ تلوار ہے جو حکم جنگ "فَاقْتُلُوْ الْمُشْرِكِيْنَ" کے ساتھ نازل ہوئی، اور امان اور جنگ ضدین ہیں، اس لیے بسملہ کو ترک کر دیا گیا۔

(۴) چوتھی وجہ جس کو جمہور علماء نے پسند فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اہل عرب جب اپنے معاہدوں کو منسوخ کر دیتے تھے تو ایسی منسوخی تحریروں کے شروع میں بسملہ نہیں لکھتے تھے، اور سورۂ براءۃ میں بھی چوں کہ معاہدے کی منسوخی کا اعلان ہے اور "فَاقْتُلُوْ الْمُشْرِكِيْنَ" کا حکم ہے، اس لیے اس میں اہل عرب کے مزاج کی رعایت رکھی گئی اور بسملہ کو ترک کر دیا۔

سورۂ لہب کو سورۂ براءۃ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے، کیوں کہ سورۂ براءۃ میں اور سورۂ لہب و ویل میں بلحاظِ مضمون زمین و آسمان کا فرق ہے، کیوں کہ سورۂ براءۃ میں کماً و کیفاً ہر دو طرح منافقین و کفّار تمام ہی کے لیے جس شدّت سے وعید، غیض و غضب کے اظہار کا تذکرہ ہے دوسری کسی سورت (لہب و ویل) وغیرہ میں اس کا عشرِ عشیر بھی نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان سورتوں میں نقضِ عہد اور براءۃ عن الحفظ کا بھی کوئی تذکرہ نہیں ہے کہ اہل عرب کے مزاج کی رعایت کر کے بسملہ کو ترک کر دیا جائے، جب کہ سورۂ براءۃ میں یہ بات موجود ہے، اس لیے بسملہ کو ترک کر دیا گیا، لہٰذا سورۂ براءۃ پر سورۂ لہب کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

نیروز اور مہرجان کا وجود مدینۃ المنورہ میں کیسے ہوا؟

سوال: (۸۴۹)

باب صلوٰة العيدين: حدثنا موسى بن إسماعيل، حدثنا حماد، عن حميد، عن أنس

رضي الله قال: "قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة ولهم يومان يلعبون فيهما، فقال: "ما هٰذان اليومان؟" قالوا: "كنا نلعب فيهما في الجاهلية، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن الله قد أبدلكم بهما خيرًا منهما: يوم الأضحىٰ، ويوم الفطر". (سنن أبي داود / الرقم: ١١٣٤)

سوال یہ ہے کہ "فیھما" کا مشار الیہ نیروز اور مہرجان ہیں جو پارسیوں کے تہوار ہیں، جب کہ زمانۂ جاہلیت میں مدینہ منورہ میں ان کا وجود نہیں تھا، پھر ان تہواروں کے مدینہ میں آنے کا سبب کیا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... نوروز اور مہرگان دونوں پارسیوں کے تہوار تھے، اہل مدینہ ان دونوں دِنوں میں کھیل کود کرتے اور جشن وخوشی مناتے تھے، سال کے یہ دونوں دِن سَرد وگرم ہوا کے اعتبار سے بہت معتدل مانے جاتے تھے، اس لیے فارس یا پارس (ایران) کے قدیم زمانے کے حکماء اور فلاسفہ نے اسی خصوصیت سے اِن دونوں دِنوں کو جشن وخوشی منانے کے لیے خاص حیثیت دی، پھر ان کے معتقدات اور تاریخی روایات کے تحت ان کے یہاں یہ دونوں دِن بطورِ تہوار منائے جانے لگے، عہدِ نبوی سے پہلے ایرانی شہنشاہیت کی حدودِ سلطنت جب جزیرۃ العرب کے ساحلی علاقوں تک وسیع ہوگئیں اور مجوسی (پارسی) مذہب نے اندرونِ عرب کی کئی ریاستوں میں اپنے اثرات قائم کرلیے تو اس وقت یثرب (جو بعد میں مدینۃ المنورہ کے نام سے موسوم ہوا) اور اس کے اِرد گرد کے علاقوں میں بھی یہ ایرانی تہوار رائج ہوگئے، وہی پُرانہ تہوار مدینہ والوں میں چلا آرہا تھا، یہاں تک کہ مدینہ کے جو لوگ مسلمان ہوگئے تھے وہ بھی شروع میں عادت ورواج کے مطابق ان دونوں دِنوں میں کھیل کود کرتے اور تفریح وخوشی مناتے تھے، حدیث پاک میں اس کا تذکرہ ہے۔ واللہ اعلم۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

احناف میں مختلف فیہا اقوال میں مفتیٰ بہ قول کی تعیین کا کام کس نے کیا؟

سوال: (۴۰۶/۴) فقہ کی جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں ان میں جو اختلافات بیان ہوتے ہیں، تو ان میں کسی ایک قول پر فتویٰ دیا گیا ہے، وہ کام کس نے کیا؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... بعد کے مشائخ جنھیں "اصحابِ ترجیح" کہا جاتا ہے انھوں نے یہ کام کیا ہے۔ (فتویٰ نویسی کے رہنما اصول: ۱۴۸) واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی مخلوق تھی یا نہیں؟

سوال: (۲۰۶) جس طرح حضرت آدم علیہ السلام سے انسان کی ابتدا ہوئی، تو چرند و پرند کی ابتدا کس سے ہوئی؟ کیا یہ سب حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تھے؟ اور حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی مخلوق تھی یا نہیں؟ اگر تھی تو وہ کہاں رہتی تھی؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی مخلوق تھی یا نہیں؟ چرند و پرند کو اللہ تعالیٰ نے کس سے پیدا فرمایا؟ یہ سب غیر ضروری سوالات ہیں، اس کے بجائے عقائد و عبادات اور معاملات سے متعلّق ضروری مسائل دریافت فرمائیں۔ ان شاء اللہ جواب دیا جائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے نکاح کے متعلّق ایک سوال

سوال: (۲۱۰) حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں پہلے دِن کا لڑکا دوسرے دِن کی لڑکی سے نکاح کر سکتا تھا، کیا ان میں ایک دِن میں نکاح کی اہلیت پیدا ہو جاتی تھی؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... سوال میں آپ نے جن باتوں کا ذکر کیا ہے مجھے ان کا علم نہیں ہے، اگر آپ نے اس کو کسی کتاب میں پڑھا ہے تو اس کتاب کا حوالہ دیجیے، تو اسے دیکھ کر تحقیق کر کے جواب دیا جا سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

حج کے متعلّق ایک آیت اور حدیث میں تعارض کا حل

سوال: (۲۶۹) سورۂ حج میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیم! لوگوں میں حج کا اعلان کرو۔ اور حدیث میں ہے کہ جن لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہا وہ ضرور حج ادا کریں گے، لیکن دوسری ایک حدیث میں ہے کہ جس شخص پر حج فرض ہوتے ہوئے حج نہ کرے تو وہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی، مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے، تو پہلی حدیث میں کہا کہ جس نے لبیک نہیں کہا وہ حج نہیں کرے گا اور دوسری حدیث میں وعید سنائی جا رہی ہے، دونوں حدیثوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہنے والا وہی

ہے جس کی تقدیر میں حج کرنا مقدّر ہو چکا ہے اور جس پر حج فرض ہونے کے باوجود اس کی تقدیر میں حج کرنا مقدّر نہیں ہے وہ اس سے خارج ہے، لہٰذا دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

طہارت کے مسائل

کنویں میں جانور مر گیا تو کیا کنواں بارش کے پانی سے پاک ہو جائے گا؟

سوال: (۴۰۰) کسی کنویں میں جانور گر کر مر گیا اور کنویں سے پانی نہیں نکالا گیا اور جب بارش کا موسم آتا ہے تو کنویں سے پانی بہنا شروع ہوتا ہے، اس صورت میں کنواں پاک ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... برسات کا پانی کنویں میں شامل ہو کر پانی اُبلنا شروع ہوا اور کافی مقدار میں پانی اُبل کر باہر نکل گیا تو اب کنویں کا پانی پاک ہو جائے گا۔ (احسن الفتاویٰ: ۱/ ۴۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

چوہا تیل سے زندہ نکل آیا تو اس تیل کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۲/ ۴۱۵) چوہا تیل میں گر جائے اور وہ خود بخود نکل آئے تو کیا یہ تیل ناپاک ہو جائے گا؟ اور اگر تیل ناپاک ہو جائے تو کتنا تیل نکالنا ہوگا؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... چوہا تیل میں گر جائے اور زندہ نکل آئے اور اس کے بدن پر ناپاکی نہ ہو تو وہ تیل پاک ہے۔[۱]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

حالتِ حیض میں ناخن کاٹنا

سوال: (۵۲۴) کیا حیض کی حالت میں ناخن کاٹ سکتے ہیں؟ حیض کی حالت میں کونسے اعمال نہیں

---

[۱] "وفي الملتقط: "فارة أخرجت من جب أو جرة وهي حية، يكره شربه والوضوء منه، وإن فعلوا جاز". (التاتار خانية: ۱/ ۳۳۳)

کر سکتے ؟تفصیل سے ذکر کیے جائیں۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......حیض کی حالت میں عورت تمام کام کر سکتی ہے، البتہ حیض والی عورت کے لیے نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، قرآن کی تلاوت کرنا اور مسجد میں داخل ہونا ممنوع ہے۔اسی طرح حیض کی حالت میں مرد عورت سے جماع نہیں کرسکتا، اسی طرح ناف کے نیچے سے گھٹنے تک چھونا وغیرہ درست نہیں ہے۔اسی طرح حالت جنابت پر قیاس کرتے ہوئے اس کے لیے حالت حیض میں ناخن کاٹنا مکروہ ہے۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بیت الخلا کا پانی بدن یا کپڑوں پر لگ جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۴/ ۵۸۲) بعض بیت الخلا کے پاٹ میں پانی ہمیشہ رہتا ہے، اب پاکی حاصل کرتے وقت جو پانی گرتا ہے اس کی وجہ سے چھینٹے اُڑ کر کپڑوں پر لگتے ہیں تو وہ بدن اور کپڑے پاک ہیں یا ناپاک؟ ان کو دھونا ہوگا یا بغیر دھوئے نماز ہوجائے گی؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... مذکورہ پانی ناپاک ہے، اگر اس پانی کے چھینٹے بدن یا کپڑے پر ایک درہم کے برابر یا اس سے کم مقدار میں لگ جائیں اور ایسی حالت میں نماز پڑھے تو نماز تو ہوجائے گی مگر مکروہ ہوگی۔[2]

اور اگر یہ چھینٹے ایک درہم سے زیادہ لگے ہوں تو ایسی حالت میں نماز درست نہیں ہوگی، ان کو دھوکر دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہے۔[3] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

چار چیزوں سے مخلوط شئے کے ذریعے استنجا کرنا

سوال: (۵۹۹) پاک صاف رہنا مذہب اسلام میں بہت اہم چیز ہے، اس کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے ایک چیز تیّار کی ہے جس سے پاکی حاصل کر سکتے ہیں، اس میں چار چیزیں ملی ہوئی ہیں: (۱) کاغذ (۲) روئی

---

[1] "حَلْقُ الشَّعْرِ حَالَةَ الْجَنَابَةِ مَكْرُوهٌ، وَكَذَا قَصُّ الْأَظَافِيرِ، كَذَا فِي الْغَرَائِبِ". (الفتاوى الهندية : ٥ / ص٣٥٨، کتاب المسائل:۱/ ۲۲۲ تا ۲۲۶)

[2] "الْمُغَلَّظَةُ: وَعُفِيَ مِنْهَا قَدْرُ الدِّرْهَمِ". (الفتاوى الهندية : ١ / ص٥١، ط: بيروت)

[3] "يُفْسِدُ إِذَا زَادَ عَلَىٰ قَدْرِ الدِّرْهَمِ، فَإِذَا أَصَابَ الثَّوْبَ أَكْثَرُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ يَمْنَعُ جَوَازَ الصَّلَاةِ". (الفتاوىٰ الهندية : ١ / ص٤٦)

(۳) پانی (۴) درخت کی کھال۔ ان چار چیزوں سے بنی ہوئی چیز سے استنجا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... ویسے تو کچھ وجوہات کی بنیاد پر علمائے کرام نے کاغذ سے استنجا کرنے کو مکروہ لکھا ہے، ایک وجہ یہ ہے کہ کاغذ چکنا ہوتا ہے، جس سے ناپاکی زیادہ پھیلنے کا ڈر ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ کاغذ ایک قیمتی شئے ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ کاغذ علم حاصل کرنے کا آلہ ہے، لہٰذا قیمتی اور علم کے آلے کو ایسی معمولی چیزوں میں استعمال کرنا بے ادبی ہے۔[1]

مذکورہ وجوہات کی بنیاد پر فقہائے کرام نے کاغذ سے استنجا کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ البتہ جو کاغذ خاص اس کام (استنجا) کے لیے ہی بنایا گیا ہو تو پھر اس سے استنجا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بغیر کسی کراہت کے اس سے پاکی حاصل کر سکتے ہیں۔

(احسن الفتاویٰ: ۲/ ۱۰۸، نظام الفتاویٰ: ۱/ ۲۳، جدید فقہی مسائل: ۸۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

خروجِ ریح کے مریض کے لیے حکم

سوال: (۱۰۶) ایک شخص کو اکثر ریح خارج ہوتی رہتی ہے، کبھی کبھی تو یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دو رکعات بھی اطمینان سے نہیں پڑھی جاتیں، اس کو بیماری میں شمار کر کے ہر نماز کے لیے نیا وضو کر کے نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... معذور وہ شخص ہے جس کو ایسا عذر لاحق ہو جس کا روکنا اس کے بس سے باہر ہو اور اس کا وہ عذر ایک نماز کے پورے وقت تک قائم رہے، اتنا وقت نہ مل سکے کہ اس وقت کی فرض یا واجب نماز طہارت کے ساتھ پڑھ سکے۔

اور اوّل مرتبہ ثبوتِ عذر کے لیے یہ شرط ہے کہ ایک نماز کے پورے وقت تک عذر قائم رہے۔ اور اسی طرح عذر کا منقطع ہونا بھی اسی وقت ثابت ہوتا ہے جب ایک نماز کے پورے وقت تک عذر پیش نہ آئے۔

اس تمہید کے بعد مذکور شخص میں اگر ثبوتِ عذر کی جو شرط ہے (کہ ایک نماز کے پورے وقت

---

[1] "وَكَذَا وَرَقُ الكِتَابَةِ لِصِقَالَتِهِ وَتَقَوُّمِهِ، وَلَهُ احتِرَامٌ أَيضًا لِكَونِهِ آلَةً لِكِتَابَةِ العِلْمِ".
(الحسامي: ۱/ ص۵۲۲)

تک عذر قائم رہے) وہ پائی جا چکی ہے، اور عذر کے منقطع ہونے کی جو شرط ہے (ایک نماز کے پورے وقت تک عذر پیش نہ آئے) وہ پائی نہیں گئی ہے، تو ایسی صورت میں یہ شخص معذور مانا جائے گا اور اس کو اس بات کی اجازت دی جائے گی کہ وہ ہر نماز کا وقت آنے پر ایک مرتبہ وضو کر لے، بعد میں اس عذر سے وضو ٹوٹے تب بھی اس کو وضو کرنے کا حکم نہ ہوگا۔ (عمدۃ الفقہ: ٢٦٦)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بھگندر کے آپریشن والا شخص روئی بدلے یا نہیں؟

سوال: (٦٦٦) میرا بھگندر کا آپریشن ہوا ہے، جس کا زخم دو انچ جتنا گہرا ہے، اس پر جو روئی رکھی ہے اس پر دِن میں چار پانچ قطرے خون آتا ہے، مجھے نماز پڑھنی ہے تو کیا روئی بدل کر نماز پڑھ سکتا ہوں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا ...... مذکورہ صورت میں آپ روئی بدل کر نماز پڑھ سکتے ہیں، نماز چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کیا سلسِ بول کا مریض امامت کر سکتا ہے؟

کیا وہ حالت احرام میں ناپاکی سے بچنے کے لیے گرہ والا کپڑا پہن سکتا ہے؟

سوال: (٧٤٣) ...... (١) مجھے پیشاب کے قطرات کی بیماری ہے، میں نماز سے پہلے اندرویر دھو لیتا ہوں، پھر وضو کرتا ہوں، نماز کے دوران مجھے قطرات آجاتے ہیں، تو کیا میری نماز ہوگی یا نہیں؟ اس سال مجھے حج میں بھی جانا ہے، احرام خراب نہ ہو اس کے لیے میں ایسا کپڑا جس میں گرہ لگ سکے پہن سکتا ہوں یا نہیں؟ کیا اس کی وجہ سے دم لازم ہوگا؟

(٢) میں نے اس بیماری کی حالت میں سات بجے مغرب کی نماز کے لیے وضو کر لیا، جب کہ نماز کا وقت ساڑھے سات بجے ہوتا ہے۔ اور وضو کرنے کے بعد قطرات ٹپک جاتے ہیں، تو کیا مغرب کی نماز کے لیے یہ وضو کافی ہوگا یا نہیں؟ کیا ایسا معذور شخص کبھی کبھار جب کہ امامت کے لیے کوئی شخص موجود نہ ہو امامت کر سکتا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا ...... جب آپ کو قطرات اس طرح ٹپکتے ہوں کہ نماز کے پورے وقت کو گھیر لیں یعنی آپ کو نماز کا اتنا وقت بھی نہ ملے کہ وضو کر کے فرض نماز ادا کر سکیں تو ایسی

صورت میں آپ شرعاً معذور ہیں، معذور شخص کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر کے پاک کپڑے پہن کر نماز ادا کرے، جب تک نماز کا وقت رہے گا آپ کا وضو باقی ہے، قطرات ٹپکنے سے آپ کا وضو نہیں ٹوٹے گا، لہٰذا اس وضو سے نماز کے وقت میں جتنی فرض، واجب، سنّت اور نفل نماز پڑھنا چاہو پڑھ سکتے ہیں۔

البتہ اگر قطرات اس طرح ٹپکتے ہوں کہ نماز کے پورے وقت کو نہ گھیر لیں، بلکہ اتنا وقت مل جائے کہ اس میں پاکی کی حالت میں فرض نماز پڑھ سکتے ہوں تو ایسی صورت میں آپ معذور نہیں ہیں، ایسی صورت میں آپ کو قطرات بند ہونے کا انتظار کرنا ہوگا، جب قطرات بند ہوں تب وضو کر کے پاک کپڑے پہن کر نماز پڑھ لیں، اگر نماز کے درمیان قطرہ آ گیا تو پھر سے وضو کر کے پاک ہو کر نماز پڑھیں۔ [1]

حالت احرام میں اس طرح گرہ لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس سے دم واجب نہیں ہوگا۔ [2]

(۲) جواب نمبر: (۱) میں جو تفصیل ذکر کی گئی ہے اس حساب سے اگر آپ معذور ہیں تو پھر اس طرح کے وضو سے مغرب کی نماز نہیں پڑھ سکتے، دخولِ وقت کے بعد وضو کرنا ہوگا۔

معذور شخص غیر معذور کی امامت نہیں کرسکتا۔ [3] (فتاویٰ رحیمیہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شرعی حوض کا رقبہ اور اس کی گہرائی کتنی ہونی چاہیے؟

سوال: (۸۲۸) ہماری مسجد میں حوض ہے، جس کا رقبہ ڈھائی سو (۲۵۰) فٹ ہے اور گہرائی چھ (٦)

---

[1] "وَتَتَوضأُ المستحاضةُ وَمَن بهٖ عذرُ كسَلَسِ بَولٍ واستِطلاقِ بَطنٍ لِوقتِ كُلِّ فرضٍ، ويُصلُّون بهٖ ما شَاءُوا مِنَ الفرائضِ وَالنوافلِ. ويبطُلُ وُضوءُ المعذورينَ بخروجِ الوقتِ فقط، ولا يصيرُ معذورًا حَتّٰى يستوعِبَه العذرُ وقتًا كَامِلًا ليس فيه انقطاعٌ بقدرِ الوضوءِ والصلاةِ. وهٰذَا شرطُ ثبوتِهٖ". (نور الإيضاح / كتاب الطهارة / صـ٥٦)

[2] "وَلَوْ عَصَبَ شَيْئًا مِنْ جَسَدِه لِعِلَّة أَوْ غَيْرِ عِلَّة لَا شَيْءَ عَلَيْه؛ لِأَنَّهُ غَيْرُ مَمْنُوع عَنْ تَغْطِيَةِ بَدَنِهٖ بِغَيْرِ الْمَخِيطِ، وَيُكْرَهُ أَنْ يَفْعَلَ ذٰلِكَ بِغَيْرِ عُذْرٍ؛ لِأَنَّ الشَّدَّ عَلَيْهِ يُشْبِهُ لُبْسَ الْمَخِيطِ". (بدائع الصنائع : ٣ / صـ٢١٢)

[3] "لَا طَاهِرٌ بِمعذُورٍ". (تنوير الأبصار : ١ / صـ٣٢٣)

فٹ ہے، اس کی صفائی کے لیے بہت پانی ضائع کرنا پڑتا ہے، تو اب ہم اس حوض کی گہرائی ڈیڑھ فٹ کرنا چاہتے ہیں، تا کہ صفائی آسانی سے ہو اور پانی کا ضیاع بھی نہ ہو، تو کیا یہ درست ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... از روئے شرع حوض اس کو کہتے ہیں جس کا رقبہ دوسو پچیس (۲۲۵) اسکویر فٹ ہو۔ (الاوزان المحمودہ:۱۰۱)

اور گہرائی اتنی ہو کہ چلّو سے پانی لینے کی وجہ سے زمین نہ کھلے۔ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں حوض کی گہرائی اگر ڈیڑھ فٹ رکھی جائے تو شرعًا اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ جائز ہے۔[1]

والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مُرغی کو ذبح کر کے پانی میں ڈبونا، پھر اس پانی میں دوسری مُرغی ڈبونا کیا حکم رکھتا ہے؟

سوال: (۸۶۴/۳) ہم مُرغی کو کاٹ کر پانی میں دھو کر گوشت دیتے ہیں، پھر اس پانی میں دوسری مُرغی کو دھوتے ہیں، تو کیا دوسری مُرغی ناپاک ہو جائے گی؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... پہلی مُرغی پر دمِ سائل لگا ہوا ہو تو وہ پانی ناپاک شمار ہوگا، اس میں دھوئی ہوئی دوسری مُرغی ناپاک ہوگی۔[2]

اور اگر کاٹی ہوئی مُرغی پر دمِ سائل لگا ہوا نہ ہو جو ذبح کے وقت نکلتا ہے تو وہ پانی ناپاک نہ ہوگا، لہٰذا اس میں دھوئی ہوئی دوسری مُرغی ناپاک نہ ہوگی۔ والله تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

وضوء علی الوضوء کے لیے وقف شدہ پانی استعمال کرنا

سوال: (۵۰۹) وضوء علی الوضوء تو جائز ہے، لیکن اس کے لیے وقف کا پانی استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... ایک مرتبہ وضو کرنے کے بعد اگر متوضی نے اس وضو سے ایسی عبادت کر لی جس کے لیے وضو شرط ہے اور بغیر وضو کے وہ عبادت درست نہ ہوگی، جیسے نماز پڑھنا، سجدۂ تلاوت کرنا، قرآن شریف ہاتھ میں لے کر پڑھنا، تب تو اس متوضی کے لیے وضوء علی الوضوء وقف کے پانی سے بھی جائز ہے، کیوں کہ ایک وضوء سے ایسی عبادت ادا کر لینے کے بعد دوبارہ وضوء علی

[1] "والمعتبر في العمق أن يكون بحال لا ينحسر. أَي: لا يَنكَشِفُ بالاغترافِ، هو الصحيحُ". (الهداية : ص۷۹، ط: مكتبة يوسفية، ديوبند)

[2] "المُغَلَّظَةُ ... وَكَذٰلِكَ الْخَمْرُ وَالدَّمُ الْمَسْفُوحُ". (الفتاوى الهندية : ۱/ص۵۱، فتاویٰ محمودیہ:۲۲۰/۲۶)

الوضوء نور علی نور اور باعث برکت وثواب ہے، لہٰذا وقف کے پانی سے بھی اس کو کرنے کی اجازت ہوگی، اس لیے کہ ایسی صورت میں یہ بلا شبہ وضوئے شرعی ہوگا اور وقف کا پانی وضوئے شرعی ہی کے لیے وقف ہوتا ہے۔ ۱؎

اور اگر ایک مرتبہ وضو کرنے کے بعد اس وضو سے اس قسم کی عبادت ادا کیے بغیر دوبارہ وضو کرنا چاہتا ہے تو چوں کہ ایسا وضو نور علی نور کے درجے میں نہیں آتا، بلکہ فضول ہونے کی وجہ سے ممنوع ومکروہ ہے، اس لیے وقف کا پانی استعمال کرنے کی گنجائش نہ ہوگی۔ ۲؎

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

اسلام لانے سے پہلے حیض شروع ہوگیا تو غسل کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۸۳) ایک عورت کو ارادۂ اسلام سے پہلے حیض شروع ہوگیا تو اس کو غسل کا حکم دیا جائے گا یا نہیں؟ اس لیے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس حالت میں غسل ضروری ہے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... اولاً یہ سمجھ لیجیے کہ مسلمان ہونے کے لیے حیض و جنابت سے پاک ہونا ضروری نہیں ہے، حیض ونفاس اور جنابت کی حالت میں بھی کافر شخص مسلمان ہوسکتا ہے، البتہ اسلام لانے کے بعد ان لوگوں پر غسل کرنا واجب ہوگا، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی یہ عورت حیض شروع ہوجانے کے باوجود مسلمان ہوجائے اور حیض سے پاک ہونے کے بعد غسل کرلے، کیوں کہ جو عورت حیض کی حالت میں مسلمان ہو اس پر حیض سے پاک ہونے کے بعد غسل کرنا فرض ہے۔ ۳؎

آپ نے جو سوال میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس حالت میں (یعنی حالت

۱؎ "لِأَنَّهُ إِنَّمَا يُوقَفُ وَيُسَاقُ لِمَنْ يَتَوَضَّأُ الْوُضُوءَ الشَّرْعِيَّ، وَلَمْ يَقْصِدْ إِبَاحَتَهَا لِغَيْرِ ذٰلِكَ".
(ردّ المحتار: ۱/ ص۹۸)

۲؎ (انظر للتفصيل رد المحتار: ۱/ ص۲٤۱)

۳؎ "أُفْتَرِضَ الْغُسْلُ عَلىٰ مَنْ أَسْلَمَ حَالَ كَوْنِهِ جُنُبًا. ... وَقَدْ اخْتَلَفَ الْمَشَايِخُ فِي الْكَافِرِ إِذَا أَسْلَمَ وَهُوَ جُنُبٌ، فَقِيلَ: لَا يَجِبُ؛ لِأَنَّهُمْ غَيْرُ مُخَاطَبِينَ بِالْفُرُوعِ، وَلَمْ يُوجَدْ بَعْدَ الْإِسْلَامِ جَنَابَةٌ، وَهُوَ رِوَايَةٌ، وَفِي رِوَايَةٍ: يَجِبُ، وَهُوَ الْأَصَحُّ، لِبَقَاءِ صِفَةِ الْجَنَابَةِ السَّابِقَةِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَلَا يُمْكِنُهُ أَدَاءُ الْمَشْرُوطِ بِزَوَالِهَا، إِلَّا بِهِ، فَيُفْتَرَضُ. ... فَلِذٰلِكَ لَوْ أَسْلَمَتْ حَائِضًا، ثُمَّ طَهُرَتْ، وَجَبَ عَلَيْهَا الْغُسْلُ". (البحر الرائق: ۱/ ص۱۲۱)

حیض میں اسلام لانے کے وقت) غسل کرنا واجب ہے یہ غلط ہے، اسلام لانے کے بعد پھر پاک ہو تب غسل کرنا واجب ہے۔[۱] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

دانت میں چاندی بھروائی ہو تو اس کے متعلّق غسل کا حکم

سوال: (۱۸۳) اگر کسی دانت میں چاندی بھروائی ہے تو کیا غسل کرتے وقت اس کے نیچے پانی پہنچانا ضروری ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......اگر چاندی دانتوں میں اس طرح جم گئی ہے کہ آسانی سے نکال نہیں سکتے تو وہ بھی دانت کا ایک حصّہ بن گئی، لہٰذا اس کے نیچے پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم: ۱۶/ ۳۲۴-۳۲۵)

دانت کے خراب ہونے کی وجہ سے اگر کوئی شخص اپنے دانتوں میں چاندی یا سونے کا خول (کیپ) چڑھائے تو جائز ہے، اور اگر یہ کیپ نکل نہ سکے تو وضوء یا غسل کے وقت اس کو نکالنا ضروری نہیں ہے، اس کو نکالے بغیر بھی وضوء و غسل صحیح ہو جائے گا، کیوں کہ وہ بھی دانت کا ایک جزء ہو گیا۔

(کفایۃ المفتی: ۹/ ۱۷۴، ۱۵۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مائے مستعمل سے رفع خبث کا حکم

سوال: (۱۸۴) مائے مستعمل طاہر ہے، مطہر نہیں ہے، یہ فقہائے کرام کا فیصلہ ہے، لیکن اس کا مطہر نہ ہونا کیا صرف حدث کے بارے میں ہے یا حدث و خبث دونوں کے بارے میں؟ جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... مائے مستعمل کا مطہر نہ ہونا صرف حدث کے لیے ہے، خبث کے لیے نہیں ہے۔[۲]

لہٰذا مائے مستعمل سے نجاست کا ازالہ درست ہے۔ واللہ اعلم۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

معتادہ کو ولادت کے بعد مسلسل خون آنا

سوال: (۱۸۷) ایک حائضہ عورت معتادہ ہے، اس کو بچّے کی ولادت کے بعد چالیس دِن ختم ہونے

---

[۱] ویسے عام حالات میں اسلام لاتے وقت کافر کے لیے غسل کرنے کو فقہائے کرام نے مستحب قرار دیا ہے۔

[۲] و حكمه: أنه ليس بطهور لحدث؛ بل لخبث على الراجح المعتمد. (الشامي: ۱/ ص۱۴۸)

کے بعد بھی خون مسلسل جاری ہے، تو اس کے ایامِ حیض کس طرح شمار کیے جائیں؟ اس کی عادت کے مطابق یا دس روز حیض کے شمار کیے جائیں گے؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا...... مذکورہ صورت میں جب کہ نفاس کے چالیس ایام ختم ہونے کے بعد بھی خون جاری رہا تو اب اس کی عادت کو باقی مان کر اس کے مطابق اس کے حیض کے ایام شمار کیے جائیں گے۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

پیشاب کے وقت استدبارِ قبلہ کا حکم

سوال: (۱۹۰) مغرب کی جانب (یعنی قبلہ رُخ ہوکر) رُخ کر کے پیشاب کرنے کا کیا حکم ہے؟ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ اس طرف بیٹھ کر بڑا استنجا تو ممنوع ہے لیکن چھوٹا استنجا ممنوع نہیں ہے۔

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا...... مغرب کی طرف منھ کر کے (یعنی قبلہ رُخ ہوکر) پیشاب اور پاخانہ دونوں ممنوع ہیں، اس میں پیشاب یا پاخانے کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

وضوء کے بعد پیشاب کے ایک دو قطرے گرنا

سوال: (۱۹۷) وضوء کے بعد اگر پیشاب کے ایک دو قطرے گرنے کی بیماری ہو تو کیا دوبارہ مخرج کو دھونا ہوگا یا صرف وضوء کافی ہے؟ اور احناف کے نزدیک استنجا مسنون ہونے کا کیا مطلب ہے؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا...... اگر پیشاب کے قطرے مقدارِ درہم سے زیادہ سپاری پر لگے ہوئے ہوں تو اس کو دھونا واجب ہے۔[3] ورنہ واجب نہ ہوگا، البتہ دھونا اولیٰ ہے۔ (وضوء بہر

---

[1] أن الأصل فيه: أن المخالفة للعادة إن كانت في النفاس، فإن جاوز الدم الأربعين فالعادة باقية ترد إليها، والباقي استحاضة، وإن لم يجاوز انتقلت العادة إلى ما رأته والكل نفاس.
(رد المحتار: ١ / ص٣٠١)

[2] كما كره تحريما (استقبال قبلة واستدبارها لأجل بول أو غائط) ... الخ (ولو في بنيان) لإطلاق النهي. (الدر المختار مع رد المحتار / باب الاستنجاء: ١ / ص٧٣٣ - ص٧٣٤)

[3] (قوله: "إن جاوز المخرج") يشمل الإحليل، ففي التاتارخانية: "فإذا أصاب طرف الإحليل من البول أكثر من الدرهم يجب غسله ... الخ. (الشامي: ١ / ص٧٢٨)

صورت ضروری ہے۔)

استنجا مسنون ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جب نجاست سبیلین سے تجاوز نہ کرے تو سنّت ہے ورنہ واجب ہے۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

عندالشوافع خروجِ منی سے غسل کے وجوب کا حکم

سوال:(۲۶۵) شوافع کے نزدیک منی پاک ہے تو کیا ان کے نزدیک اِنزال کی وجہ سے غسل واجب ہو جائے گا، جب کہ نکلنے والی چیز پاک ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......جی ہاں، یہ صحیح ہے کہ شوافع منی کو پاک کہتے ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اِنزال کی صورت میں غسل واجب نہ ہو، بلکہ بصورتِ اِنزال غسل واجب ہونے کے وہ حضرات بھی قائل ہیں، کیوں کہ خروجِ منی کو وہ بھی حدثِ اکبر شمار کرتے ہیں، اور حدثِ اکبر کی وجہ سے طہارتِ اکبر یعنی غسل کا واجب ہونا لازمی ہے۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

حالت حیض میں عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال:(۳۳۵) حالت حیض میں عورت نے خواب میں ہمبستری کی، تو کیا غسل دو مرتبہ کرنا ہوگا؟ یا ایک مرتبہ غسل کرنا کافی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......مذکورہ صورت میں صرف ایک مرتبہ (حیض سے پاکی کے وقت) غسل کافی ہے، دو مرتبہ غسل کی ضرورت نہیں ہے۔[3]

---

[1] إذا تجاوزت مخرجها يجب عند محمد، قيل: أو أكثر ... الخ (الشامي: ۱ / ص۷۲۳)

[2] (ومنها مني الآدمي وغيره) الشافعية قالوا: "إن مني الآدمي طاهر إن خرج من طريقه المعتاد ... الخ (الفقه على المذاهب الأربعة: ۱ / ص۱٦)

الشافعية قالوا: "خروج المني من طريقه المعتاد يوجب الغسل بشرط واحد ... الخ". (الفقه على المذاهب الأربعة: ۱ / ص۸۸، ط: دار الحديث، القاهرة)

[3] الإجماع على أنه لا يجب الوضوء على المحدث والغسل على الجنب والحائض والنفساء قبل وجوب الصلاة أو إرادة ما لا يحل إلا به. كذا في البحر الرائق كالصلاة وسجدة التلاوة ومس المصحف ونحوه. كذا في محيط السرخسي. (الفتاوى الهندية: ۱ / ص۱٦ / بيان أنواع الغسل)

نماز کے مسائل

مسافر کا کسی جگہ اقامت کی نیت کے ساتھ یہ نیت کرنا کہ ایک دِن قریب کے گاؤں میں جاؤں گا

سوال: (۴۰۸) ایک آدمی سفرِ شرعی کے ساتھ انکلیشور آیا اور وہاں پندرہ دِن اقامت کی نیت کر لی اور اس کو یہ بھی معلوم ہے کہ اس کو اسی مدّتِ اقامت ہی میں ایک دِن کے لیے کھروڈ بھی جانا ہے، تو کیا ایک دِن کھروڈ جانے کی وجہ سے اس کی نیت اقامت جو انکلیشور میں کی تھی وہ باطل ہوگی یا وہ دونوں جگہ مقیم شمار ہوگا؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... جب اس مسافر نے پہلے ہی سے یہ نیت کر رکھی ہے کہ اولاً میں انکلیشور میں پندرہ دِن قیام کروں گا اور وہاں سے ایک روز کے لیے کھروڈ بھی ہو آؤں گا، پھر کھروڈ سے واپس انکلیشور جا کر بقیہ ایامِ اقامت وہیں ختم کروں گا، تو چوں کہ اس صورت میں ایک ہی مقام پر پندرہ روز کی نیت پائی گئی ہے اور انکلیشور میں پندرہ روز قیام کی نیت سے اس کا سفر بھی یہیں ختم ہو گیا، اب کھروڈ کا ایک دِن کا سفر تو گویا وطن اقامت سے تبعاً ہو رہا ہے، اس لیے ایسی حالت میں اس نے انکلیشور میں جو پندرہ روز اقامت کی نیت کی ہے وہ باطل نہ ہوگی، بلکہ وہ بدستور اس کا وطن اقامت باقی رہے گا۔ (فتاویٰ دار العلوم جدید: ۴/ ۱۴۵) واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

حرم شریف میں عورت کا محاذات میں آ کر نماز پڑھنا

سوال: (۴۰۸/ ۲) عند الاحناف اگر کوئی اجنبیہ عورت کسی مَرد کے مُحاذات میں کھڑی ہو جائے، بشرطیکہ دونوں ایک ہی اِمام کے پیچھے ایک تکبیر تحریمہ میں شریک ہوں تو نماز باطل ہوتی ہے، یہ مسئلہ عند الاحناف مطلق ہے یا حرم شریف مستثنیٰ ہے؟ چوں کہ وہاں عموماً عورتیں مَردوں کے ساتھ ہی کھڑی ہو جاتی ہیں اور ہٹانے کے باوجود نہیں ہٹتیں، جس کی وجہ سے حنفیوں کو نماز پڑھتے ہوئے بڑا تردّد ہوتا ہے، ان حالات میں جو نمازیں ادا کی گئی ہیں ان کا کیا حکم ہوگا؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......محاذات کی وجہ سے فسادِ صلوٰۃ کا حکم عند الاحناف مطلق ہے، حرم شریف اس سے مستثنیٰ نہیں ہے، لیکن حرم شریف کے امام عورتوں کی امامت کی نیت نہیں کرتے ہیں، جب کہ فسادِ صلوٰۃ کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ امام نے ان کی نیت کی ہو، اس لیے احناف کے نزدیک وہاں نماز پڑھنے میں کوئی مضایقہ نہیں۔(احسن الفتاویٰ: ۳/ ۳۶۴، کراچی، فتاویٰ محمودیہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نماز میں دوسرے مسلک کے امام کی اقتدا کے لیے کیا شرائط ہیں؟

سوال: (۴/ ۴۰۸) دوسرے مسلک کے امام کی نماز میں اقتدا کرنے کے لیے کیا شرائط ہیں؟ چوں کہ حرم شریف کے امام حنبلی ہیں، سورۂ فاتحہ کے بعد عموماً اتنا وقفہ کرتے ہیں کہ عند الاحناف اتنے وقفے سے سجدۂ سہو واجب ہوجاتا ہے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......نماز میں دوسرے مسلک کے امام کی اقتدا کے سلسلے میں علمائے احناف کے مابین اختلاف ہے۔بعض حضرات فرماتے ہیں کہ بلا کسی قید وشرط کے مطلقاً اقتدا صحیح ہے۔بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مطلقاً ناجائز ہے۔اور تیسرا قول یہ ہے کہ اگر وہ امام فرائض اور واجبات میں مقتدی کے مذہب کی رعایت رکھتا ہے تو اس کی اقتدا صحیح ہے۔اور اگر رعایت نہیں کرتا ہے تو صحیح نہیں ہے۔اور اس قول کو راجح قرار دیا گیا ہے۔اس قول کے اعتبار سے اقتدا صحیح نہیں ہونی چاہیے۔

لیکن حرم شریف کی فضیلت کے پیش نظر اگر پہلے قول پر بھی عمل کیا جائے تو اس کی گنجائش نکل سکتی ہے۔[1] (الموسوعۃ الفقھیہ: ۶/ ۳۷) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نماز کی حالت میں گرتا ہوا قرآن سنبھالنے کے لیے نماز توڑنا

سوال: (۴۲۲) نماز کی حالت میں قرآنِ پاک گرتا ہوا نظر آ رہا ہے اور عملِ کثیر کے بغیر اس کو سنبھالنا ناممکن ہے، تو کیا اس صورت میں فرض نماز کو توڑ کر قرآن کو سنبھالنے کی اجازت ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......اس سلسلے میں کوئی صریح جزئیہ تو نہیں ملا، لیکن اس باب کے

---

[1] "ذَهَبَ عَامَّةُ مَشَايِخِنَا إِلَى الْجَوَازِ إِذَا كَانَ يَحْتَاطُ فِي مَوْضِعِ الْخِلَافِ، وَإِلَّا فَلَا". (ردّ المحتار: ۲ / ص۳۰۳)

دیگر مسائل دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ صورت میں نماز توڑنے کی اجازت نہ ہوگی، کیوں کہ یہ اُن اعذار میں سے نہیں ہے جن کی وجہ سے نماز توڑنا جائز ہو سکے۔ (شامی: ۲/۴۲۶-۴۲۵، زکریا)

کتبہ شبیر احمد دیولوی

نمازِ جمعہ میں امام صاحب آیت بھول جانے کی وجہ سے تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بقدر رُک گئے اور سجدۂ سہو بھی نہیں کیا تو نماز واجب الاعادہ ہے؟

سوال: (۴۲۸) اگر کسی شخص نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور دورانِ قراءت کسی مقام پر بعد والی آیت بھول گیا اور اِتنی دیر رُک گیا کہ تین مرتبہ یا اس سے زیادہ سبحان اللہ کہہ سکتے ہیں، نہ اس نے رکوع کیا اور نہ ہی آگے پیچھے کی کوئی آیت پڑھی، بلکہ خاموش رہا، تو کیا یہ نماز واجب الاعادہ ہے؟ اس کی قضا لازم ہے یا نہیں؟ وقت کے بعد کیا حکم ہے؟ پھر یہ کہ ظہر جمعہ کی نائب ہے، تو اس وجہ سے مسئلے میں فرق ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......صورتِ مسئولہ واقعے کے مطابق ہو تو تاخیر کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب تھا، اسی وقت نماز کے اخیر میں سجدۂ سہو کر لیا جاتا تو نماز درست ہو جاتی، لیکن نماز کے اخیر میں سجدۂ سہو نہیں کیا گیا تو نماز کے بعد وقت کے اندر نماز کا اِعادہ واجب تھا، وقت کے اندر اندر اس کا اعادہ کر لیا جاتا تب بھی نماز کے نقص کی تلافی ہو جاتی اور نماز مکمّل ہو جاتی۔

لیکن وقت کے اندر اس کا اعادہ نہیں کیا گیا تو اب وقت نکل جانے کے بعد یہ نماز واجب الاعادہ نہیں رہی۔ اور چوں کہ اس نماز سے (خواہ ناقص ہی سہی) فریضہ ساقط ہو گیا، اس لیے ظہر کی قضا بھی نہیں، البتہ سجدۂ سہو نہ کرنے کی وجہ سے نماز میں جو نقص رہا اس کی تلافی توبہ و استغفار سے کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ شامی: ۲/۱۴۶-۱۴۸)

ویسے اگر عیدین و جمعہ میں مجمع بہت بڑا ہو۔ اور سجدۂ سہو کرنے کی صورت میں لوگوں کے غلط فہمی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو فقہاء نے اس کو نہ کرنے کی اجازت دی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

متولی و مقتدی کے ڈر سے امام کا حالت جنابت میں نماز پڑھانا

سوال: (۴۳۱)......(۱) ایک آدمی امامت کرتا ہے، اس نے رات کو اپنی بیوی سے ہم بستری کی اور

غسل نہیں کیا، صبح دیر سے آنکھ کھلی تو متولی اور مقتدی حضرات کی ڈانٹ کے ڈر سے صرف وضو کر کے فجر کی نماز پڑھادی، لوگوں نے ان کی اقتدا میں نماز پڑھ لی، اور ایسا تین سے چار مرتبہ کیا ہے، اب اس گُناہ کی معافی کیوں کر ہوگی؟ کیا یہ امام گنہگار رہے؟ اور لوگوں کی نماز کا کیا مسئلہ ہوگا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

(۲)......ایک امام صاحب کہتے ہیں کہ جب امام نماز پڑھانے کے لیے مصلے پر جائے تو جماعت کی نیت اس طرح کرے کہ فلاں وقت کی فرض نماز چار رکعات پڑھاتا ہوں۔ جب کہ دوسرے امام صاحب کہتے ہیں کہ نیت یوں کرنی چاہیے کہ میں چار رکعات فرض نماز پڑھاتا ہوں۔ ان دونوں نیتوں میں کونسی نیت صحیح ہے؟ امام کو امامت کرنے کے لیے کس طرح نیت کرنی چاہیے؟ دوسری بات یہ ہے کہ پہلے امام صاحب نے یوں کہا کہ میں نماز پڑھاتا ہوں، اگر یہ بات برابر نہ ہو تو اس امام کی نیت کا کیا حکم ہے؟ اور ان کے پیچھے جن لوگوں نے نماز پڑھی ہے ان کا کیا حکم ہے؟ اسی طرح اگر دوسرے امام صاحب کی نیت درست نہ ہو تو ان کے لیے اور نمازیوں کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا...... غسل واجب ہوتے ہوئے بغیر غسل کے نماز پڑھانا سخت گناہ کا باعث ہے، بلکہ بصورتِ استخفاف واستحقار علمائے کرام نے اسے کفر قرار دیا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: شامی: ۱/ ۱۸۵، زکریا)

اس طرح امامت کرنے والا امام سخت گنہگار اور فاسق ہے، اس پر ضروری ہے کہ سچے دِل سے توبہ واستغفار کرے، سچے دِل سے توبہ کرنے سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہوجاتے ہیں، سچے دِل سے توبہ کرنے کے بعد ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دوسری بات یہ کہ اس حالت میں امام نے جتنی نمازیں پڑھائی ہیں ان تمام نمازوں کی قضا ضروری ہے، امام پر ضروری ہے کہ وہ نمازیوں کو انفرادی طور پر یا اعلان کے ذریعے بتادے کہ فلاں فلاں دِن کی فجر کی نماز ادا نہیں ہوئی ہے، لہٰذا اُن کی قضا ضروری ہے۔ [1]

---

[1] (وَإِذَا ظَهَرَ حَدَثُ إِمَامِهِ) وَكَذَا كُلُّ مُفْسد فِي رَأْيِ مُقْتَد (بَطَلَتْ، فَيَلْزَمُ إِعَادَتُهَا) لِتَضَمُّنِهَا صَلَاةَ الْمُؤْتَمِّ صِحَّةً وَفَسَادًا. (كَمَا يَلْزَمُ الْإِمَامَ إِخْبَارُ الْقَوْمِ إِذَا أَمَّهُمْ وَهُوَ مُحْدِثٌ أَوْ جُنُبٌ".

(ردّ المحتار : ۲ / ص۳٤۰، ط: زکریا)

(۲) امام ہوں، فلاں وقت کی چار رکعات فرض نماز پڑھاتا ہوں۔ یاں میں فلاں وقت کی چار رکعات پڑھاتا ہوں۔ (شامی: ۲/۳۴۹، زکریا) واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

تراویح پڑھانے والوں کو مقتدی حضرات کا بطورِ ہدیہ پیسے دینا

سوال: (۴۳۵) رمضان شریف میں جو حفاظِ کرام کلامِ پاک سناتے ہیں جس پر کچھ روپے انھیں بطورِ خوشی یا ہدیہ مقتدی حضرات دیتے ہیں، کیا ان روپیوں کا لینا جائز ہے؟ جب کہ حافظ صاحب اس مسجد میں پانچ وقت کی یا کم از کم تین وقت کی نماز پڑھاتے ہیں اور پہلے سے نہ روپے طے ہیں اور نہ ہی مقدار، تو کیا حافظ صاحب کے لیے اِن روپیوں کو لینا اور مقتدی حضرات کا دینا حرام ہے؟

چوں کہ گذشتہ سال سے اس مسئلے پر صوبہ مہاراشٹر میں بہت لین دین ہے اور ماحول بھی یہ بنا ہوا ہے کہ لوگ حفاظ ہی کی امامت چاہتے ہیں، ہر مسجد میں ایک حافظ ضرور رکھتے ہیں، براہِ کرم مفصل و مدلل جواب سے مطلع فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تراویح کی اُجرت لینا اور دینا جائز نہیں ہے، لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہوں گے۔[۱]

دنیا کی کسی چیز کے لیے قراءت ناجائز ہے۔ اور لینے اور دینے والا دونوں گنہگار ہیں۔

البتہ حافظ صاحب لوجہ اللہ تراویح پڑھائیں اور مقتدی خوشی سے تعاون کریں تو جائز ہے، لیکن عام طور پر حافظ صاحب کے دِل میں لوجہ اللہ پڑھانے کا جذبہ مفقود ہوتا ہے، وہ معاوضے کی اُمید ہی سے تراویح پڑھاتے ہیں، چنانچہ جہاں معاوضہ نہیں ملتا حفاظ وہاں کا رُخ بھی نہیں کرتے۔ الا ماشاء اللہ۔ اور جہاں معاوضہ زیادہ ملتا ہے وہاں جانے کی سعی زیادہ کی جاتی ہے۔

اور دوسری طرف لوگ بھی خوشی کے بجائے بطورِ معاوضہ ہی دیتے ہیں، یہ سب چیزیں معروف ہیں جن کا ہم مشاہدہ کرتے رہتے ہیں، ان سب چیزوں کو دیکھتے ہوئے مفتیانِ کرام کا فتویٰ یہی ہے کہ تراویح پڑھانے والے حفاظِ کرام کو لوگوں کی طرف سے جو روپے دیے جاتے ہیں (خواہ ہدیے کے نام سے یا بخوشی تعاون کے نام سے) وہ المعروف کالمشروط کے تحت تراویح پڑھانے کا معاوضہ ہے، جس کا لینا اور دینا جائز نہیں، لہٰذا حفاظِ کرام کو چاہیے کہ بغیر معاوضے کے تراویح پڑھائیں، دنیا کے چند ٹکڑوں

---

[۱] "وَأَنَّ الْقِرَاءَةَ لِشَيْءٍ مِنَ الدُّنْيَا لَا تَجُوزُ، وَأَنَّ الْآخِذَ وَالْمُعْطِيَ آثِمَانِ". (رد المحتار: ۲/ ص۳۵٤)

کے خاطر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عظیم نعمت کا غلط استعمال نہ کریں۔

حدیث شریف میں ہے:"اِقرءُوْا القُرآنَ، وَلَا تَأْكُلُوْا بِهٖ".[1]

''قرآن پڑھو، اسے آمدنی کا ذریعہ نہ بناؤ۔''

لیکن جس جگہ لوجہ اللہ قرآن سنانے والے نہ ملتے ہوں اور قرآن سننے سے محروم ہوجانے کی نوبت آتی ہو تو مجبوراً یہ طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے کہ امامِ تراویح کو نائب امام مقرّر کر کے اس کے ذمّے دو تین نمازیں پڑھانا لازم کردیا جائے اور پہلے سے اس کی اُجرت بھی مقرّر کردی جائے تو اُجرت لینے اور دینے کے جواز کی صورت ہوجائے گی، کیوں کہ فقہائے کرام نے صلوٰۃ کی اُجرت کو جائز قرار دیا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۶/ ۲۳۵، دارالاشاعت) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

پرفیوم کی تجارت اور اسے لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: (۱/ ۴۷۳) پرفیوم کی تجارت کرنا کیسا ہے؟ نیز پرفیوم کا استعمال درست ہے یا نہیں؟ اور پرفیوم لگا کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... آج کل استعمال کیا جانے والا پرفیوم استعمال کرنے کی اور اس کی تجارت کرنے کی گنجائش ہے، اس کو لگا کر نماز بھی پڑھ سکتے ہیں، البتہ زیادہ مقدار میں لگا کر نماز پڑھنے سے بچیں یہ بہتر ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ۸/ ۴۸۸، محقق و مدلل جدید مسائل: ۱/ ۵۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جماعت ثانیہ مسجد میں مکروہ ہے یا مطلقاً مکروہ ہے؟

سوال: (۴۸۷) جماعت ثانیہ صرف مسجد میں مکروہ ہے یا مطلقاً مکروہ ہے کہ خواہ مسجد میں ہو یا باہر مسجد کے صحن میں بھی مکروہ ہے؟ مفصل جواب مطلوب ہے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... جس مسجد میں امام اور موذّن مقرّر ہوں اُس مسجد میں اگر محلے والوں نے ایک مرتبہ اذان اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لی ہو، تو اب اس مسجد میں دوبارہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا (خواہ جماعت خانے سے باہر ہی کیوں نہ ہو) مفتیٰ بہ قول کے مطابق مکروہ

---

[1] (الجامع لشعب الإيمان: ٤/ ص١٩٥)

ہے، لہٰذا اس سے بچنا چاہیے، البتہ جو شخص ہمیشہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا عادی ہے اگر اس سے کبھی قوی اور معقول عذر کی وجہ سے جماعت چھوٹ جائے تو وہ شخص اگر مسجدِ شرعی سے باہر صحن میں محراب کی سیدھ سے ہٹ کر کبھی کبھار جماعت کرے تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اس کے لیے گنجائش ہے، لیکن اس کی عادت نہ بنالی جائے۔ ؎۱ (احسن الفتاویٰ: ۳/ ۳۲۳-۳۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

سوال: (۱/ ۶۸۴) کیا جامع مسجد میں دوبارہ جماعت قائم کر سکتے ہیں؟ جب کہ قریب میں کوئی مسجد نہیں ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... مذکورہ صورت میں الگ الگ نماز پڑھی جائے، جماعت ثانیہ نہ کی جائے، کیوں کہ مسجد میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے۔ ؎۲ (فتاویٰ رحیمیہ: ۴/ ۱۳۴)

پلاسٹک کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور مساجد میں ایسی ٹوپیاں رکھنا

سوال: (۴۷۶) پلاسٹک کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟ اس طرح کی ٹوپیاں مسجد میں رکھی جاتی ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... مذکورہ ٹوپیوں کی بناوٹ اس طرح ہو کہ جسے پہن کر دوست واحباب اور شریف لوگوں کی مجلس میں جانے سے شرم و عار محسوس نہ ہوتی ہو تو ایسی ٹوپیاں پہن کر نماز

؎۱ أَمَّا لو كان لهُ إِمَامُ ومؤَذِّنٌ مَعلومٌ فيكره تكرار الجماعةِ فيه بأَذانٍ وإِقامة عندنا، وعن أَبي حنيفةَ لو كانت الجماعةُ الثانيةُ أَكثر من ثلاثة يَكرَهُ التَّكرَارُ، وإِلَّا فَلَا. وعن أَبي يوسف إِذَا لم تكنْ علَى الهيئةِ الأُولىٰ لا يَكرَه، وإِلَّا يَكرَه، وهو الصحيحُ، وبِالعدولِ عن المحراب تختلفُ الهيئةُ. كذا في الفتاوى البزازية. (حلبي : ص۶۱۵)

؎۲ وإذا دخل القوم مسجدًا قد صلىٰ فيه أهله، كرهت لهم أن يصلوا جماعة بأذان وإقامة، ولكنهم يصلون وحدانا بغير أذان ولا إقامة، لحديث الحسن قال: "كانت الصحابة إذا فاتتهم الجماعة، فمنهم من اتبع الجماعات، ومنهم من صلىٰ في مسجده بغير أذان ولا إقامة". (المبسوط للسرخسي: ۱/ ص۱۳۵، باب الأذان)

پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔ اور اگر ایسی ٹوپی پہن کر ایسی مجالس میں جانے میں شرم و عار محسوس ہوتی ہو تو انھیں پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔[۱]

مسجد میں اس طرح کی ٹوپیاں رکھ سکتے ہیں جو عام حالات میں لوگ پہنتے ہیں اور ان کو پہن کر عار و شرم محسوس نہ ہو۔[۲]　　　واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عورتوں کا پیتل کی چوڑیاں اور سونے چاندی کے علاوہ کی انگوٹھی پہن کر نماز پڑھنا

سوال: (۱۷۷/۴) ......(۱) پیتل وغیرہ کی چوڑیاں جو آج کل عورتیں پہنتی ہیں ان کے بارے میں مشہور ہے کہ ایسی چوڑیاں پہن کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے، اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

(۲)......آج کل عورتیں سونے چاندی کے علاوہ کی انگوٹھی پہنتی ہیں تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا اس کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... (۱) سونے اور چاندی کے علاوہ دیگر دھات کی چوڑیاں پہننا عورت کے لیے جائز ہے، لہٰذا اگر کوئی عورت اس طرح کی چوڑیاں پہن کر نماز پڑھے تو کوئی کراہت نہیں ہے۔ ایسی چوڑیاں پہن کر نماز نہیں ہوتی یہ بات غلط ہے۔[۳]

(۲)......عورتوں کے لیے بھی سونا چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننا مکروہ ہے۔ لہٰذا اس طرح کی انگوٹھی پہن کر نماز پڑھنے سے نماز مکروہ ہوگی۔[۴]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[۱] "وَتَكرَهُ الصَّلٰوةُ في الثيَابِ البِذْلَةِ. وقِيلَ:"مَا لَا يذهبُ بِه إِلَى الكبرَاءِ".
(حاشية الطحطاوي: ص۳۵۹)

[۲] آج کل مسجدوں میں جو ٹوپیاں رکھی ہوئی ہوتی ہیں وہ ثیابِ بِذلہ میں داخل ہیں، کیوں کہ عامۃً میلی اور بدبودار ہوتی ہیں، جن کی صفائی کا کوئی خیال نہیں کیا جاتا، لہٰذا اس طرح کی ٹوپیاں مسجد میں نہ رکھی جائیں۔ اور اگر رکھی جائیں تو ان کی صفائی کا بھی خیال رکھا جائے۔ (از: مرتّب)

[۳] "اتَّفَقَ الْفُقَهَاءُ عَلٰى جَوَازِ تَحَلِّي الْمَرْأَةِ بِأَنْوَاعِ الْجَوَاهِرِ النَّفِيسَةِ". (الموسوعة الفقهية : ۱۸/ ص۱۱۲)

[۴] "وَفِي الْخُجَنْدِيِّ: "التَّخَتُّمُ بِالْحَدِيدِ وَالصُّفْرِ وَالنُّحَاسِ وَالرَّصَاصِ مَكْرُوهٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ جَمِيعًا". (الفتاوى الهندية : ۵/ ص۳۳۵)

فیکٹری والوں کا پابندی کے ساتھ مسجد کے صحن میں جماعت ثانیہ قائم کرنا

سوال: (۴۷۸) ایک مسجد میں پانچ وقت کی نماز ہوتی ہے، اس کے قریب دو تین فیکٹریاں ہیں، جن میں سے تقریباً چالیس سے پچاس افراد جمع ہو کر مسجد کے صحن میں پابندی کے ساتھ ظہر، عصر اور مغرب میں جماعت ثانیہ قائم کرتے ہیں، کیوں کہ فیکٹری میں ان کی چھٹی دیر سے ہوتی ہے، تو کیا ان لوگوں کا روزانہ مسجد کے صحن میں جماعت ثانیہ قائم کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... ان لوگوں کا روزانہ اس طرح جماعت ثانیہ قائم کرنا خواہ مسجد کے صحن ہی میں کیوں نہ ہو، راجح قول کے مطابق مکروہ ہے۔

ایک مرتبہ جماعت ہو جانے کے بعد آنے والے لوگ اکیلے نماز پڑھیں، جماعت قائم نہ کریں۔ اگر یہ لوگ گھر میں یا کمرے میں جماعت قائم کرنا چاہیں تو اس کی گنجائش ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (احسن الفتاویٰ: ۳)　　واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

’’یا اللہ‘‘ کہہ کر نماز شروع کرنا، یا اس کو رکوع میں جاتے وقت پڑھنا

سوال: (۴۸۱/۲) نماز شروع کرتے وقت تکبیر تحریمہ یعنی ’’اللہ اکبر‘‘ کہنے کے بجائے ’’یا اللہ‘‘ کہہ کر نماز شروع کرنا کیسا ہے؟ اس طرح کرنے سے نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ اسی طرح رکوع میں جاتے وقت ’’یا اللہ‘‘ کہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ نیز ’’یا اللہ‘‘ جان بوجھ کر کہے یا بھول سے، دونوں میں کیا فرق ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... ’’یا اللہ‘‘ کہہ کر نماز شروع کی تو نماز تو درست ہو جائے گی۔ لیکن صیغۂ تکبیر ’’اللہ اکبر‘‘ کے الفاظ سے شروع کرنا واجب ہے، لہٰذا اگر جان بوجھ کر ایسا کیا ہو یا بھول سے ہوا ہو اور سجدۂ سہو نہ کیا ہو تو ایسی صورت میں نماز پھر سے پڑھنا ضروری ہے۔

(شامی: ۲/۱۴۲، بدائع: ۱/۵۹۴)

رکوع اور سجدے میں جانے کی تکبیر سنّت ہے، لہٰذا رکوع یا سجدے میں جاتے وقت ’’اللہ اکبر‘‘ کی جگہ ’’یا اللہ‘‘ کہے تو نماز تو فاسد نہ ہوگی، خواہ جان بوجھ کر کرے یا بھول سے، البتہ جان بوجھ کر ایک سنّت کو چھوڑنا بُرا ہے، اس سے بچنا چاہیے۔ (شامی)　　واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

میاں بیوی کا باجماعت تہجد کی نماز پڑھنا

سوال:(۵۲۳) میں اور میری بیوی تہجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... پڑھ سکتے ہیں۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

کُرسی پر بیٹھ کر سامنے ٹیبل پر سجدہ کر کے نماز پڑھنا

سوال:(۵۵۱) ایک معذور شخص کُرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور سجدہ ٹیبل پر کرتا ہے تو کیا اس کا اس طرح نماز ادا کرنا درست ہے؟ حوالے کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں تو عین نوازش ہوگی۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... جو شخص حقیقت میں شرعاً معذور ہونے کی وجہ سے اس طرح بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے، یعنی یہ شخص عذر کی وجہ سے رکوع اور سجدہ کرنے پر قادر نہیں ہے، اور اس کے لیے زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنا بھی دشوار ہے، اس وجہ سے یہ شخص اس طرح کُرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور سجدہ زمین پر رکھے ہوئے ٹیبل پر کرتا ہے تو یہ جائز ہے اور اس کی نماز صحیح ہو جائے گی۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔　　کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

جمعہ کے دِن شہر میں ظہر کی نماز باجماعت پڑھی جائے یا انفراداً؟

سوال:(۵۸۱) جمعہ کے دِن عید کی نماز ہوئی تو شوافع حضرات نے عید کے بعد جمعہ کے بجائے ظہر پڑھی، تو ہم حنفی لوگوں نے بھی ظہر پڑھ لی، تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

(۱)...... ہمارا دہلی سے انکلیشور سفر ہوا، ریلوے اسٹیشن نماز کے لیے پہنچے، جمعہ کا دِن تھا، جمعہ

---

[1] "(وَلَا يُصَلِّي الْوِتْرَ وَ) لَا (التَّطَوُّعَ بِجَمَاعَةٍ خَارِجَ رَمَضَانَ) أَيْ يُكْرَهُ ذٰلِكَ لَوْ عَلٰى سَبِيلِ التَّدَاعِي، بِأَنْ يَقْتَدِيَ أَرْبَعَةٌ بِوَاحِدٍ كَمَا فِي الدُّرَرِ". (رد المحتار: ۲ / ص۵۰۰)

[2] "(وَلَا يَرْفَعُ إِلٰى وَجْهِهِ شَيْئًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ) فَإِنَّهُ يُكْرَهُ تَحْرِيمًا. أَقُولُ: "هٰذَا مَحْمُولٌ عَلٰى مَا إِذَا كَانَ يَحْمِلُ إِلٰى وَجْهِهِ شَيْئًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ، بِخِلَافِ مَا إِذَا كَانَ مَوْضُوعًا عَلَى الْأَرْضِ، يَدُلُّ عَلَيْهِ مَا فِي الذخيرةِ حَيْثُ نَقَلَ عَنْ الْأَصْلِ الْكَرَاهَةَ فِي الْأَوَّلِ، ثُمَّ قَالَ: "فَإِنْ كَانَتِ الْوِسَادَةُ مَوْضُوعَةً عَلَى الْأَرْضِ وَكَانَ يَسْجُدُ عَلَيْهَا، جَازَتْ صَلَاتُهُ، فَقَدْ صَحَّ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ كَانَتْ تَسْجُدُ عَلٰى مِرْفَقَةٍ مَوْضُوعَةٍ بَيْنَ يَدَيْهَا لِعِلَّةٍ كَانَتْ بِهَا، وَلَمْ يَمْنَعْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ". (رد المحتار: ۱ / ص۵۱۶)

کی نماز ہو چکی تھی، ہم دس ساتھی تھے، بعض ساتھیوں کا کہنا تھا کہ جمعہ کے دِن شہر میں ظہر کی جماعت نہیں ہوتی، تو اس صورت میں الگ الگ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(۲)...... جمعہ کے دِن عید تھی، عید کی نماز ہو گئی، جب جمعہ کا وقت ہوا تو شوافع حضرات نے ظہر پڑھی، اب ہم حنفی لوگوں نے ان کے پیچھے ظہر پڑھ لی تو ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......(۱) شرعی حکم یہ ہے کہ جو لوگ جمعہ کے دِن جمعہ کی نماز نہیں پڑھ سکے تو اب یہ لوگ ظہر کی نماز الگ الگ پڑھیں، جماعت کے ساتھ نہیں۔[۱]

(۲)......عید جمعہ کے دِن ہو تو اگرچہ بعض حضرات کے نزدیک اس دِن صرف عید کی نماز پڑھ لینا کافی ہے اور جمعہ ساقط ہو جاتی ہے۔[۲]

لیکن ہمارے امام اور اسی طرح اکثر اماموں کے نزدیک اس دِن بھی جمعہ کی نماز ساقط نہیں ہوتی، بلکہ اس کو پڑھنا ضروری ہے۔[۳] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیلوی غفرلہٗ

نماز میں رکوع کس طرح کریں؟

سوال: (۵۸۸) نماز میں رکوع کرتے وقت ہاتھ، پاؤں اور کمر کی کیسی حالت ہونی چاہیے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہاتھ بالکل سیدھے رہنے چاہیے، پاؤں بھی بالکل سیدھے رہنے چاہیے، رکوع کرتے وقت خود کو آگے کی طرف جھکانے سے یہ حالت ہو جاتی ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ سر اور کمر سیدھے رہنے چاہیے اور پیر کا گھٹنے سے نیچے کا حصّہ بھی سیدھا رہنا چاہیے، ران والا حصّہ مڑ جائے تو حرج نہیں، اور ہاتھ بھی مڑ جائیں تو کوئی حرج نہیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......سوال میں رکوع کرنے کا جو پہلا طریقہ ذکر کیا گیا ہے وہ صحیح

---

[۱] (وَكُرِهَ) تَحْرِيمًا (لِمَعْذُورٍ وَمَسْجُونٍ) وَمُسَافِرٍ (أَدَاءُ ظُهْرٍ بِجَمَاعَةٍ فِي مِصْرٍ) قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا لِتَقْلِيلِ الْجَمَاعَةِ". (رد المحتار : ۲ / ص۳۲، ط : بيروت)

[۲] "فَإِنه رُوِيَ عن عطاءٍ أَنه يُجزِئُ لصلاةِ العيدِ عنِ الجُمُعةِ". (البناية : ۳ / ص۱۱٤)

[۳] "وفي "الجامع الصغيرِ": عيدَانِ اجتمعَا في يومٍ واحدٍ، فالأَولُ سنةٌ، والثاني فريضةٌ، ولا يُترَكُ واحدٌ منهما". (البناية : ۳ / ص۱۱۳، ط : دار الفكر، بيروت، لبنان)

ہے، رکوع میں سر، سُرین اور پشت ایک دم سیدھ میں رہیں، نیز ہاتھ اور پاؤں بھی سیدھے رہیں۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نماز اور روزے کا فِدیہ ایک ہے یا کچھ فرق ہے؟ اور وہ کتنا ہے؟

سوال: (۵۹۶) ......(۱) نماز اور روزے کا فِدیہ ایک ہی ہے یا الگ الگ؟ اور وہ کتنا ہے؟

(۲)...... مرحوم کا فِدیہ کس کو دے سکتے ہیں؟ کیا رِشتے دار کو دے سکتے ہیں؟ رِشتے دار میں بھی کس رِشتے دار کو دے سکتے ہیں؟

(۳)...... فِدیے کی رقم ایک ساتھ دینا ضروری ہے یا تھوڑی تھوڑی بہ سہولت دے سکتے ہیں؟ اس کی بہتر صورت کیا ہے؟

(۴)...... فِدیے میں پیسے دینا ضروری ہے یا غلّہ بھی دے سکتے ہیں؟ یا اور کوئی چیز بھی دے سکتے ہیں؟

(۵)...... مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لیے ایک قریبی رِشتے دار جو بہت ہی غریب ہیں، انھیں مکان بنانے کے لیے پیسے دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اسی طرح فِدیے کی رقم انھیں دے سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا ......(۱) نماز اور روزے کا فِدیہ ایک ہی ہے، ہر نماز وِتر کے ساتھ اسی طرح ہر روزے کے بدلے پونے دو کیلو گیہوں یا اس کی قیمت دی جائے۔[2]

(۲)...... فِدیے کی رقم غریب، فقیر، محتاج لوگوں کو دی جائے، باپ دادا، ماں نانی، لڑکا لڑکی، پوتا پوتی (یعنی اصول وفروع) کے علاوہ تمام محتاج غریب رِشتے داروں کو دے سکتے ہیں، بلکہ

---

[1] "وَيَعْتَمِدُ بِيَدَيْه عَلىٰ رُكْبَتَيْه. كَذَا فِي الْهِدَايَة، وَهُوَ الصَّحِيحُ. هٰكَذَا فِي الْبَدَائِع. وَيُفَرِّجُ بَيْنَ أَصَابِعِه، وَلَا يُنْدَبُ إِلَى التَّفْرِيج إِلَّا فِي هٰذِهِ الْحَالَةِ، وَلَا إِلَى الضَّمِّ إِلَّا فِي حَالَةِ السُّجُود، وَفِيمَا وَرَاءَ ذٰلِكَ يُتْرَكُ عَلَى الْعَادَة. كَذَا فِي الْهِدَايَةِ. وَيَبْسُطُ ظَهْرَهٗ حَتَّى لَوْ وُضِعَ عَلَى ظَهْرِه قَدَحٌ مِنْ مَاءٍ لَاسْتَقَرَّ، وَلَا يُنَكِّسُ رَأْسَهٗ، وَلَا يَرْفَعُ، يَعْنِي يُسَوِّي رَأْسَهٗ بِعَجُزِه. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ. وَيُكْرَهُ أَنْ يَحْنِيَ رُكْبَتَيْهِ شِبْهَ الْقَوْسِ". (الفتاوى الهندية : ۱ / صـ۸۲)

[2] (وَلَوْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَلَوَاتٌ فَائِتَةٌ، وَأَوْصىٰ بِالْكَفَّارَةِ، يُعْطىٰ لِكُلِّ صَلَاةٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ) كَالْفِطْرَةِ، (وَكَذَا حُكْمُ الوِتْرِ) (رد المحتار : ۲ / صـ۵۲۳)

رِشتے داروں کو دینا بہتر ہے۔[1]

(۳)...... فِدیے کی رقم ایک ساتھ دینا ضروری نہیں ہے، بہ سہولت تھوڑی تھوڑی بھی دی جا سکتی ہے، جس طرح سہولت ہو اس طرح دینا بہتر ہے، اگر ایک ساتھ دینے میں سہولت ہے تو ایک ساتھ دے دیں اور اگر تھوڑی تھوڑی دینے میں سہولت ہو تو تھوڑی تھوڑی دیں۔

(۴)...... فِدیے میں پیسوں ہی کا دینا ضروری نہیں، بلکہ گیہوں یا اس کی قیمت، یا اس کی قیمت کا اور کوئی سامان بھی دے سکتے ہیں۔[2]

(۵)......مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لیے اپنے غریب، محتاج قریبی رِشتے دار کو مکان بنانے کے لیے پیسے دے سکتے ہیں، بلکہ ایسے رِشتے داروں کو دینا بہتر ہے، کیوں کہ اس میں رِشتے داروں کا خیال رکھنے کی وجہ سے زیادہ ثواب ہے۔[3]

اسی طرح فِدیے کی رقم بھی جیسا کہ جواب نمبر: (۲) میں ذکر کیا گیا اپنے اصول وفروع (باپ دادا اوپر تک، نانی، پرنانی اوپر تک، لڑکا، پوتا نیچے تک، نواسا، نواسی نیچے تک) کے علاوہ دیگر تمام غریب، محتاج رِشتے داروں کو دے سکتے ہیں، مکان بنانے کے لیے بھی یہ رقم ان لوگوں کو دے سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

فجر کی سنّت چھوٹ جائے تو اسے کب پڑھے؟

سوال: (۳/ ۶۵۰) فجر کی سنّت چھوٹ گئی تو اسے کب پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......سورج نکل کر بلندی پر آجائے اس کے بعد سے لے کر

---

[1] "مَصْرِفُ الزكاة... هُوَ مَصْرِفُ أَيْضًا لِصَدَقَةِ الْفِطْرِ وَالْكَفَّارَةِ وَالنَّذْرِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الصَّدَقَاتِ الْوَاجِبَةِ. كَمَا فِي الْقُهُسْتَانِيِّ". (رد المحتار: ۲/ ص۳۳۹، ط: بيروت)

[2] (نصْفُ صَاعٍ منْ بُرٍّ) أَيْ: مِنْ دَقِيقِهِ، أَوْ سَوِيقِهِ، أَوْ صَاعِ تَمْرٍ، أَوْ زَبِيبٍ، أَوْ شَعِيرٍ، أَوْ قِيمَتِهِ، وَهِيَ أَفْضَلُ عِنْدَنَا لِإِسْرَاعِهَا بِسَدِّ حَاجَةِ الْفَقِيرِ". (رد المحتار: ۲/ ص۵۳۳)

[3] (وأَصلُ المُزكي وفَرعُه) وهٰذا الحكمُ لا يَخُصُّ الزكاةَ، بل كلُّ صدقة واجبة كالكفارات، وصدقة الفطرِ والنُّذُورِ لا يجوز دفعها إليهم، ومَن سوىٰ ما ذُكر يجوزُ الدفعُ إليهم، كالإخوةِ والأَخَواتِ والأَعمامِ والعماتِ والأَخوالِ والخالاتِ الفُقراءِ؛ بل هم أَولى، لما فيه من الصلة مع الصدقة، ثم بعدهم الأَقاربُ. (حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح: ص۷۲۱، ط: بيروت)

زوال سے پہلے تک اس کی قضا کی جا سکتی ہے۔[1] (کتبِ فتاویٰ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔
کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بغیر ٹوپی کے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ مسبوق نے التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھ لیا تو کیا اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا؟

سوال: (٦٦٤)......(۱) بغیر ٹوپی کے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۲)......اگر امام صاحب کے ساتھ دو تین رکعات کے بعد شریک ہوئے اور آخری قعدے میں مسبوق نے التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھ لیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۱) اگر کاہلی یا سستی کی وجہ سے بغیر ٹوپی کے ننگے سر نماز پڑھے گا تو نماز مکروہ ہوگی۔ اور اگر ٹوپی میسّر نہ ہو یا عجز وانکسار، نیازمندی اور تضرع کے طور پر بغیر ٹوپی کے نماز پڑھے تو درست ہے۔[2] (بہشتی زیور)

لیکن آج کل چوں کہ ایک دوسرے کو دیکھ کر یا سستی اور کاہلی یا مسلمان ہونے کے باوجود سر پر ٹوپی پہننے کا اہتمام نہ ہونے کی وجہ سے یا بعض نوجوان محض فیشن کی وجہ سے بھی ٹوپی نہیں پہنتے، اس لیے ان کی نماز مکروہ ہوگی۔

(۲)......اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔ (مسائل سجدۂ سہو: ۹۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] "لَا يَقْضِي سُنَّةَ الْفَجْرِ إِلَّا إِذَا فَاتَتْ مَعَ الْفَجْرِ، فَيَقْضِيهَا تَبَعًا لِقَضَائِهِ لَوْ قَبْلَ الزَّوَالِ؛ وَمَا إِذَا فَاتَتْ وَحْدَهَا فَلَا تُقْضىٰ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ بِالْإِجْمَاعِ، لِكَرَاهَةِ النَّفْلِ بَعْدَ الصُّبْحِ. وَأَمَّا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَكَذٰلِكَ عِنْدَهُمَا. وَقَالَ مُحَمَّدٌ: "أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَقْضِيَهَا إِلَى الزَّوَالِ. كَمَا فِي الدُّرَرِ. قِيلَ: هذَا قَرِيبٌ مِنَ الِاتِّفَاقِ؛ لِأَنَّ قَوْلَهُ "أَحَبُّ إِلَيَّ" دَلِيلٌ عَلىٰ أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَفْعَلْ لَا لَوْمَ عَلَيْهِ. وَقَالَا: "لَا يَقْضِي، وَإِنْ قَضىٰ فَلَا بَأْسَ بِهِ". كَذَا فِي الْخَبَّازِيَّةِ". (رد المحتار: ۲ / ص۵۱۲)

[2] (وَصَلَاتُهُ حَاسِرًا) أَيْ كَاشِفًا (رَأْسَهُ لِلتَّكَاسُلِ) وَلَا بَأْسَ بِهِ لِلتَّذَلُّلِ". (رد المحتار: ۲ / ص۴۷)

خطبے سے پہلے دی جانے والی اذان کو تکبیر کی طرح پڑھنا، اُس میں ''قدقامت الصلوٰۃ'' پڑھنا اور نماز کی قراءت میں زبر و زیر کی جگہ مد کرنا

سوال: (٦٧٠) خطبے سے پہلے جو اذان کے الفاظ کہے جاتے ہیں کیا ان کو تکبیر کی طرح کہہ سکتے ہیں؟ دوسرے یہ کہ کیا اس اذان میں ''قدقامت الصلوٰۃ'' کہنا درست ہے؟ نیز قراءت میں زبر اور زیر کی جگہ مد کرے یا سکون کی جگہ حرکت پڑھے تو کیا نماز ہو جائے گی؟ اسی طرح کیا جمعہ بھی درست ہوگی؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......(١) اذان کو اقامت کی طرح جلدی جلدی کہنا (جیسا کہ سوال میں مذکور ہے) مکروہ ہے، اس طرح کہی ہوئی اذان کا لوٹانا مستحب ہے۔ (زبدۃ الفقہ/صفحہ: ١٦٢)

(٢)......اذان میں ''قدقامت الصلوٰۃ'' کہنا سنّت طریقے کے خلاف ہے، لہٰذا اس میں بھی کراہت آئے گی۔

(٣)......قراءت میں زبر اور زیر کی جگہ مد کرنا یا سکون کی جگہ حرکت پڑھنا جائز نہیں ہے، اس سے معنیٰ بدل جاتے ہیں، جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔

(عمدۃ الفقہ: ٢/ ٣٥) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

جمعہ کے صحیح ہونے کی شرطیں کیا ہیں؟ اور اس کے متعلّق دیگر سوالات

سوال: (٦٩٤)......(١) احناف کے نزدیک جمعہ کے صحیح ہونے کی شرطیں کون کونسی ہیں؟

سوال: (٦٩٥)......(٢) بڑا گاؤں اور چھوٹا گاؤں فقہاء کے نزدیک کسے کہتے ہیں؟

سوال: (٦٩٦)......(٣) جمعہ کے صحیح ہونے کے لیے جو شرطیں ہیں وہ پوری بستی کے لیے ہیں یا ہر محلے کے لیے ضروری ہیں؟ گاؤں کی تمام مساجد میں جمعہ شروع ہوگئی ہے تو احناف کے نزدیک بند کرنے کے لیے کیا مسئلہ ہے؟

سوال: (٦٩٧)......(٤) اگر کسی گاؤں میں چھ سات مساجد ہوں جن میں سے ایک مسجد بڑی اور پُرانی ہو، تو کیا صرف اسی میں جمعہ جائز ہے؟ یا اس کے علاوہ دیگر مساجد میں بھی جمعہ جائز ہے؟ اور کیا وجہ ہے؟

سوال: (٦٩٨)......(٥) ہمارے بعض احباب کا کہنا ہے کہ بعض علمائے کرام کے نزدیک پانچویں

اور چھٹی مسجد میں (جس میں پانچ وقت کی نماز ہوتی ہے اور اس کے افتتاح میں معتمد علمائے کرام اور مفتیانِ عظام نے بھی شرکت فرمائی تھی اور فی الحال بھی وعظ کے لیے تشریف لاتے ہیں) جمعہ جائز نہیں ہے، تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ جواز اور عدمِ جواز کا مسئلہ ہے یا افضل اور غیر افضل کا؟ اگر جواز اور عدمِ جواز کا مسئلہ ہو تو پچھلے تین چار سال کی جمعہ کا کیا حکم ہے؟ نمازیوں کے ذمّے سے ظہر ساقط ہوگی یا باقی رہے گی؟ اگر باقی ہے تو اس کی ادائیگی کی کیا شکل ہوگی؟ اگر تمام مساجد میں جمعہ درست ہے تو کم از کم کتنے نمازی ہونے چاہیے؟

گاؤں کی آبادی میں مسلمانوں کے مکانات چار سو پچاس (۴۵۰) ہیں، اور غیر مسلمین کے دو سو پچاس (۲۵۰) ہیں، اسی طرح گاؤں کی گرام پنچایت ہے، پوسٹ آفس ہے اور ضروریات کی تمام چیزیں آسانی سے مل بھی جاتی ہیں۔ حضرت والا سے درخواست ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہ حنفی کے مطابق مفصل حوالات کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......(۱) جمعہ صحیح ہونے کے لیے نو (۹) شرطیں ہیں: (۱) شہر یا قصبہ (بڑا گاؤں) ہونا۔ (۲) دار الاسلام یا دار الامن کا ہونا، ہندوستان دار الامن ہے، لہٰذا جمعہ واجب ہے۔ (۳) مسلمان بادشاہ یا اس کے نائب کا حاضر ہونا، موجودہ زمانے میں امامِ مسجد کافی ہے۔ (۴) ظہر کا وقت ہونا۔ (۵) خطبہ۔ (۶) خطبے کا نماز سے پہلے ہونا۔ (۷) خطبے کا ظہر کے وقت میں ہونا۔ (۸) جماعت میں امام کے علاوہ کم از کم تین آدمیوں کا شروع خطبے سے ختم نماز تک موجود ہونا۔ (۸) مسجد میں اِذنِ عام کا ہونا۔

(۲)......قریۂ صغیرہ اور کبیرہ کس کو کہتے ہیں؟ اس کا اعتبار عرف پر ہے، عرف میں لوگ جس کو بڑا گاؤں کہتے ہوں وہ کبیرہ ہے اور جس کو چھوٹا گاؤں کہتے ہوں وہ صغیرہ ہے۔ فقہائے کرام نے بھی مصر کی کوئی خاص تعریف نہیں کی ہے، مگر اس کی علامتیں ذکر کی ہیں، اور علامتیں ہر زمانے میں بدلتی رہتی ہیں، لہٰذا فقہائے کرام کی عبارتیں بھی مختلف ہیں، پھر بھی جس گاؤں کی آبادی ساڑھے تین ہزار سے چار ہزار تک کی ہو اور وہاں ضروریاتِ زندگی کی تمام چیزیں ملتی ہوں اس کو بڑا گاؤں شمار کیا جائے گا اور وہاں جمعہ صحیح ہے۔ (مسائل جمعہ: ۱۵، مسائل رفعت: ۵۰)

(۳)......جو شرطیں پورے گاؤں کے لیے ہیں وہی شرطیں محلے والوں کے لیے بھی ہیں، جس

گاؤں میں شرعی اعتبار سے جمعہ صحیح ہے اور وہاں محلے کی ہر مسجد میں جمعہ شروع ہو گیا ہے تو پھر وہاں جمعہ بند کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔(مسائل جمعہ)

(۴)......جس گاؤں میں شرعی اعتبار سے جمعہ صحیح ہے وہاں افضل اور بہتر تو یہی ہے کہ ایک ہی مسجد (جامع مسجد) میں جمعہ قائم کیا جائے، البتہ اگر مختلف مسجدوں میں بھی جمعہ پڑھی جائے تو اس کی اجازت ہے، لہٰذا دو تین کے علاوہ اور مساجد میں بھی جمعہ پڑھنا صحیح ہے۔

(۵)...... پانچویں اور چھٹی مسجد میں بھی جمعہ پڑھنا صحیح ہے، جواز وعدمِ جواز کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ افضل وغیر افضل کا مسئلہ ہے۔

سوال میں مذکور تفصیل سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ کے گاؤں کو بڑے گاؤں میں شمار کر سکتے ہیں، لہٰذا وہاں جمعہ پڑھنا درست ہے۔

ان تمام سوالات کے جوابات ''مسائل جمعہ'' اور ''مسائل رفعت قاسمی'' کے حوالے سے دیے گئے ہیں۔(مسائل جمعہ:۵۱، مسائل رفعت:۵۰) واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

کیا عورت مسجد میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ اگر اجازت ہے تو کیا شرائط ہیں؟

سوال: (۷۶۱) عورت کو مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو کن شرائط کے ساتھ؟ اور اگر نفی میں ہے تو پوری وضاحت کے ساتھ جواب مطلوب ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اگرچہ عورتیں نماز کے لیے مسجد میں جایا کرتی تھیں، لیکن عہد رسالت میں ایک تو فتنے کا احتمال کم تھا، دوسرے عورتیں مکمّل پردے کے ساتھ بغیر زینت کے باہر نکلا کرتی تھیں، اس لیے ان کو نمازوں کی جماعت میں حاضر ہونے کی اجازت تھی، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد انھوں نے زینت کا طریقہ اختیار کیا، نیز فتنے کے مواقع بڑھ گئے، اس لیے اب انھیں جماعت میں حاضر نہ ہونا چاہیے، اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات ہوتے تو آپ اس زمانے میں عورتوں کو نماز کے لیے باہر نکلنے کے اجازت نہ دیتے، جیسے مؤطا امام مالک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اثر ہے۔[1]

---

[1] "لَوْ أَدْرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسَاجِدَ كَمَا مُنِعَهُ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ". (مؤطا مالك : ١ / ص١٩٨، الرقم : ١٥، ط: بيروت)

اس وجہ سے علمائے متاخرین نے فتویٰ دیا ہے کہ اس زمانے میں عورتوں کا مساجد کی طرف نکلنا درست نہیں ہے۔[۱] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نماز کے بعد پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دعا کرنا

سوال: (۲/ ۷۷۴) آج کل یہ رِواج ہے کہ پیشانی پر ہاتھ رکھ کر نماز کے بعد اوراد و وظائف پڑھتے ہیں تو اس کا کوئی ثبوت ہے یا بعد والوں کی ایجاد ہے؟ مع دلائل وحوالہ تحریر فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......جی ہاں، حدیث پاک سے اس کا ثبوت ہے۔[۲]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تھے تو سیدھا ہاتھ اپنے سر مبارک پر رکھتے اور یہ دُعا پڑھتے۔ (کفایت المفتی: ۳/ ۲۹۳)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ عمل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے، یہ کوئی نئی ایجاد نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

جمعہ کی نماز میں "مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلإِيْمَانِ" کی جگہ "لِلْكُفَّارِ" پڑھ لیا

سوال: (۷۳۵) امام صاحب نے جمعہ کی نماز میں قراءت میں یہ آیت: ﴿رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ﴾ پڑھی، جس میں "لِلإِيمَانِ" کی جگہ "لِلْكُفَّارِ" پڑھ دیا، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......سوال میں مذکور غلطی کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔

(شامی، عالم گیری: ۱/ ۸۸، ط: دار الکتب العلمیہ) واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

پندرہ سولہ سالہ حافظ قرآن لڑکے کو بغرضِ مشق امامت سپرد کرنا

سوال: (۷۴۱/۱) ہمارے گاؤں میں امام صاحب نے ایک پندرہ سولہ سالہ حافظ قرآن کو امامت

---

[۱] (وَيُكْرَهُ حُضُورُهُنَّ الْجَمَاعَةَ) وَلَوْ لِجُمُعَة وَعِيدٍ وَوَعْظٍ (مُطْلَقًا) وَلَوْ عَجُوزًا لَيْلاً (عَلَى الْمَذْهَبِ) الْمُفْتىٰ بِهِ لِفَسَادِ الزَّمَانِ". (رد المحتار: ۲/ ص۳۰۷)

[۲] عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلّٰى وَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ مَسَحَ بِيَمِينِهِ عَلٰى رَأْسِهِ، وَقَالَ: "بِسْمِ اللهِ الذي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ، اَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحَزَنَ". (المعجم الأوسط، والبزار)

سپرد کی ہے، تا کہ ان کی مشق ہو جائے، تو کیا اس طرح مشق کے لیے امامت سونپنا درست ہے؟ ملحوظ رہے کہ یہ بچّہ صرف حافظ قرآن ہے جسے مسائل سے مکمّل واقفیت بھی نہیں ہے۔ نیز آں محترم سے درخواست ہے کہ امامت کی اہمیت پر شرعی روشنی ڈال کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا...... امام عاقل، بالغ، صحیح العقیدہ، نماز اور ضروری مسائل سے واقف، صحت کے ساتھ قرآن پڑھنے والا، نیک صالح ہونا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر تم پسند کرتے ہو کہ تمھاری نماز قبول ہو تو تم میں سے جو بہتر اور نیک ہو وہ تمھاری امامت کرے، کیوں کہ امام تمھارے اور تمھارے پروردِگار کے درمیان قاصد ہے۔

حضراتِ فقہائے کرام لکھتے ہیں کہ امامت کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جو دینی معلومات خصوصاً نماز کے مسائل سے زیادہ واقف ہو، پھر وہ شخص جو تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنے میں قابل اور ماہر ہو، پھر جو زیادہ ورع وتقویٰ والا ہو، پھر جو عمر میں بڑا ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اِس ترتیب کے اعتبار سے مذکورہ خوبیوں میں آگے ہو تو ایسا شخص دوسرے کے مقابلے میں امامت کا زیادہ حقدار ہے۔ اور مذکورہ صفات والے کو چھوڑ کر دوسرے کو جو درجے میں کم ہو امام بنانا غلط ہے۔

لہٰذا مذکورہ صورت میں نماز جیسی اہم عبادت کے لیے صرف پندرہ سولہ سالہ ایسے لڑکے کو امام بنانا جو نماز کے مسائل سے بھی واقف نہیں ہے، پھر وہ بھی مشق کے لیے جب کہ اس سے زیادہ حقدار لوگ موجود ہیں، یہ فقہی اعتبار سے غلط اور نادرست ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۴/ ۱۷۶، باب الامامۃ والجماعۃ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

قعدے میں انگلیاں گھٹنے سے نیچے لٹکانا

سوال: (۲/ ۷۸۳) جب ہم قعدے میں بیٹھتے ہیں تو ہاتھ ران پر رکھتے ہیں، اس میں اگر انگلیاں گھٹنے سے نیچے ہو جائیں تو کوئی حرج ہے؟ میں نے سنا ہے کہ ایسے شخص کی انگلیاں قیامت کے دِن کاٹ دی جائیں گی، کیا یہ وعید صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا...... قعدے میں افضل اور بہتر تو یہی ہے کہ انگلیوں کے سِرے گھٹنوں کے کنارے پر اس طرح رہیں کہ انگلیاں قبلے کی طرف متوجّہ رہیں۔ لیکن اگر ایسا نہ کرتے

ہوئے کوئی شخص انگلیاں نیچے لٹکا کر گھٹنوں کو پکڑے تو بھی جائز ہے، لہٰذا ایسے لوگوں کے بارے میں یہ وعید کہ ان کی انگلیاں قیامت کے دِن کاٹ دی جائیں گی صحیح نہیں ہے۔

(عمدۃ الفقہ: ۱/ ۴۳۰، ط: مکتبہ تھانوی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

فجر، عشا اور مغرب میں جہراً جب کہ ظہر و عصر میں سِراً قراءت کیوں ہوتی ہے؟

سوال: (۷۸۴) فجر، عشا، مغرب اور جمعہ میں امام صاحب جہراً قراءت کیوں کرتے ہیں؟ اور ظہر و عصر میں سراً کیوں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......اس مسئلے کا تعلق علمِ فقہ سے نہیں ہے، پھر بھی اگر آپ کو جاننے کا شوق ہو تو یہ مسئلہ حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''احکامِ اسلام عقل کی نظر میں'' (صفحہ: ۹۴ تا ۹۶) پر موجود ہے، وہاں دیکھ لیا جائے۔ واللہ اعلم۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

امام صاحب کا نونِ ساکن کی جگہ لامِ ساکن پڑھنا

سوال: (۷۸۵) ہمارے گاؤں کے امام صاحب نون ساکن کی جگہ لام ساکن صاف طور پر پڑھتے ہیں، جیسا کہ ''عالمین'' کی جگہ ''عالمیل''، ''نستعین'' کی جگہ ''نستعیل''، ''ضالین'' کی جگہ ''ضالیل'' پڑھتے ہیں، تو اس غلطی کی وجہ سے نماز میں کوئی نقصان ہوگا؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......قاری قراءت میں غلطی کرے تو کس غلطی سے نماز فاسد ہوتی ہے اور کس غلطی سے نہیں؟ اس سلسلے میں جو تفصیل ہے اس میں سے ایک قاعدہ یہ ہے کہ ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دینا جس سے معنیٰ بھی بدل جاتے ہوں (اور وہ دونوں حرف ایسے ہوں کہ ان میں فرق آسانی سے ہوسکتا ہو) تو ایسی صورت میں نماز فاسد ہوجائے گی۔ (عمدۃ الفقہ: ۲/ ۲۲، مکتبہ تھانوی)

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں جب امام صاحب نون ساکن کی جگہ لام ساکن پڑھتے ہیں تو اس سے معنیٰ بدل جاتے ہیں (جب کہ دونوں حرفوں میں فرق آسانی سے ہوسکتا ہے) جس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

فجر اور عصر کی نماز کے بعد امام صاحب کا دُعا کرنا

سوال: (۷۸۸/ ۲)......(۱) فجر اور عصر کی نماز کے بعد امام صاحب دعا کراتے ہیں یہ دعا کرنا کرانا

کیسا ہے؟ اگر صحیح ہے تو یہ دُعا جہراً کی جائے یا سراً؟ عربی میں ہونی چاہیے یا کسی اور زبان میں بھی صحیح ہے؟

(۲)...... ایسی نمازیں جن کے بعد سنتیں ہیں مثلاً ظہر، مغرب اور عشا وغیرہ، ان کے بعد دعا کرنا امام صاحب اور مقتدی حضرات کے لیے کیسا ہے؟ اگر امام صاحب دعا کریں اور مقتدی بغیر دعا کیے ہی کھڑا ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

(۳)...... نمازِ تراویح کے بعد جہراً یا سِراً دعا کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا...... (۱) فرض نمازوں کے بعد امام اور مقتدیوں کے مل کر دعا کرنے کی بہت فضیلت ہے، جس کا مسنون اور افضل طریقہ یہ ہے کہ امام اور مقتدی دونوں آہستہ آہستہ دعا مانگیں، کیوں کہ دعا میں اصل آہستہ ہے۔ اسی طرح با جماعت نماز کے بعد عربی میں دعا کرنا مسنون ہے، دوسری زبان میں دعا کرنا خلافِ افضل ہے، لہٰذا اس کی عادت نہ بنائیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ :۶/ ۷۰-۸۰، دارالاشاعت)

ہمارے یہاں جو مروّج طریقہ ہے کہ امام صاحب بہ آوازِ بلند دعا کرتے ہیں اور مقتدی حضرات صرف آمین کہتے ہیں، یہ خاص طریقہ نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ ہی حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے، لہٰذا اس طریقے کو ترک کر کے اوپر ذکر کردہ طریقہ اختیار کیا جائے۔ [1]

(فتاویٰ رحیمیہ :۶/ ۸۰)

(۲)...... مذکورہ نمازوں کے بعد بھی مندرجۂ بالا تفصیل کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اِن نمازوں کے بعد جو مختصر دعائیں منقول ہیں وہ دعائیں امام اور مقتدی آہستہ مانگیں یہ مسنون ہے، اس کے بعد سنتیں پڑھیں، اور اس میں مقتدی کا بغیر دعا کے کھڑا ہو جانا یا امام صاحب کی دعا کی فراغت سے پہلے کھڑا ہو جانا معقول عذر کے بغیر خلافِ سنّت اور مکروہ ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ :۶/ ۸۱)

(۳)...... ویسے تو نماز کے بعد دعا کرنا ثابت ہے اور تراویح بھی ایک مستقل نماز ہے، اس حساب سے تراویح کے بعد دعا کرنے کی اجازت ہے، البتہ انفرادی طور پر دعا کریں۔ اجتماعی دعا کی شکل نہ بنائیں۔ (مستفاد از: احسن الفتاویٰ: ۳/ ۵۱۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

---

[1] "قَدْ رَاجَ فِي كَثِيرٍ مِنَ البِلَادِ بِهَيئَةٍ اجتِمَاعِيَّةٍ رَافِعِينَ أَيدِيَهُمْ بعدَ الصلوَاتِ المكتوبةِ، ولم يثبُت ذٰلك في عَهدِهٖ صلى الله عليه وسلم، وبِالأَخصِّ بالمواظَبَةِ". (معارف السنن : ص۴۰۹)

دومحرم مَرداور چند عورتیں با جماعت نماز پڑھیں تو آنے والا تیسرا شخص کہاں کھڑا ہو؟

سوال: (۸۰۲) مسئلہ یہ ہے کہ چند عورتیں اور دو محرم شخص آپس میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتے ہیں تو ایک شخص امام ہوگا، اب سوال یہ ہے کہ دوسرا شخص آیا تو وہ امام کے ساتھ کھڑا ہوگا یا عورتوں کے ساتھ کھڑا ہوگا؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... اگر امام کے ساتھ ایک مَرد اور باقی عورتیں مقتدی ہیں تو مَرد امام کی داہنی طرف اور عورتیں سب پیچھے کھڑی ہوں گی، عورت کے لیے خواہ ایک ہو یا زیادہ بہرصورت مَردوں سے پیچھے کی صف میں کھڑا ہونا لازم ہے۔ (عمدۃ الفقہ: ۳۰۶/۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

امام کے رکوع میں جانے سے قبل مقتدی کا رکوع سے فارغ ہوجانا

سوال: (۸۰۶) صاحب ''کشف الحقائق'' نے فرمایا کہ امام کے رکوع میں جانے سے قبل اگر مقتدی رکوع میں جا کر اٹھ گیا تو اس کی نماز ہوجائے گی۔ تو سوال یہ ہے کہ اس صورت میں مقتدی کی نماز کیسے صحیح ہوگی؟ (کشف الحقائق / باب ادراک الفریضۃ: ۲۴۶/۱)

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... ''کشف الحقائق'' کی عبارت کہ ''نماز ہوجائے گی'' یہ سہو کاتب ہے، اس میں لفظ ''فاسد'' رہ گیا ہے، اس لیے کہ بعد میں عدمِ مشارکت کی جو علت بیان کی گئی ہے وہ فسادِ صلوٰۃ ہی کی علت ہے۔ [1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بہت سی نمازیں قضا ہوجائیں تو کس طرح ادا کریں اور نیت کس طرح کریں؟

سوال: (۸۱۱/۲) ایک شخص نے بالغ ہونے سے لے کر تیس (۳۰) سال کی عمر تک کچھ نمازیں پڑھی ہیں اور کچھ چھوڑ دی ہیں، اب پتا نہیں ہے کہ کتنی پڑھیں اور کتنی چھوڑ دیں؟ تو چھوٹی ہوئی نمازوں کو کس طرح قضا کرے؟ نیت کس طرح کرے گا؟ یہ شخص صاحب ترتیب بنے گا یا نہیں؟

---

[1] "بِخِلَافِ مَا لَوْ رَكَعَ قَبْلَ إِمَامِهِ وَرَفَعَ، ثُمَّ رَكَعَ إِمَامُهُ، وَلَمْ يَرْكَعْ ثَانِيًا مَعَ إِمَامِهِ أَوْ بَعْدَهُ، بَطَلَتْ صَلَاتُهُ". (رد المحتار: ۲ / ص۱۳۹)

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......جس شخص کو یاد نہ ہو کہ اس کے ذمّے کتنی قضا نمازیں ہیں وہ غالب گمان پر عمل کرے اور احتیاطًا اس سے کچھ زائد ہی پڑھ لے۔ قضا نماز میں یہ نیت کرنی چاہیے کہ میں فلاں نماز کی قضا پڑھ رہا ہوں، اگر کسی کی بہت سی نمازیں قضا ہو چکی ہوں اور انھیں وہ ادا کرنا چاہے تو قضا کے وقت کا تعین ضروری ہے، اور تعین یاد نہ ہو تو سہولت اس میں ہے کہ اس طرح نیت کرے کہ میرے ذمّے جتنی فجر کی قضا نمازیں ہیں ان میں سے پہلی فجر پڑھ رہا ہوں، اسی طرح ہر مرتبہ اس کے ادا ہونے کے بعد دوسری نماز پہلی ہوتی رہے گی۔ (عمدۃ الفقہ: ۲/ ۲۰۷)

اسی طرح جب وہ نمازوں کی قضا کرے گا تو اب وہ صاحب ترتیب بن جائے گا۔ واللہ اعلم۔

کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

گھر میں کونسی سنتیں پڑھی جائیں گی؟ مؤکدہ یا غیر مؤکدہ؟

سوال: (۸۳۶) لوگ فرض نماز کے بعد اپنے گھروں کی طرف رُخ کرتے ہیں، تاکہ سنتیں گھر پڑھیں، تو وہ کونسی سنتیں ہیں جو گھر پڑھی جاتی ہیں؟ مؤکدہ یا غیر مؤکدہ؟ یہ عمل مذموم ہے یا محمود؟ کتاب وسنّت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......نوافل وسنن خواہ مؤکدہ ہوں یا غیر مؤکدہ، گھر میں ادا کرنا افضل ہے، لیکن راستے میں یا گھر میں یہ خوف ہو کہ دِل پریشان ہو جائے گا اور خشوع حاصل نہ ہوگا، یا راستے میں غیر ضروری باتوں کی وجہ سے ثواب میں کمی آجائے گی، یا گھر پر گھریلو کاموں کی وجہ سے تشویش لاحق ہوگی، یا غفلت یا سُستی کی وجہ سے سنّت فوت ہو جائے گی تو ایسی صورت میں مسجد ہی میں سنتیں پڑھنا افضل ہوگا۔ آج کل چوں کہ غفلت وسُستی کا زمانہ ہے اس لیے مسجد ہی میں پڑھ لینے کا حکم دیا جاتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم جدید: ۴/ ۲۵۵) واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

دین کی طرف رغبت دِلانے کے لیے دیہات میں جمعہ قائم کرنا

سوال: (۸۷۷) ایک دیہات شہر سے تقریباً پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہے، جس کی آبادی دو سے ڈھائی ہزار کے درمیان ہے، لیکن مسلمانوں کی آبادی اس میں پچاس افراد کی ہے، مسجد بہت تنگ ہے، مسجد میں امام بھی متعین نہیں ہے اور نہ وہاں کوئی نماز کے مکمّل مسائل جاننے والا ہے، اس گاؤں میں

بازار لگتا ہے، مسجد میں اکثر ایام نہ اذان ہوتی ہے اور نہ ہی پنج وقتہ نماز با جماعت ہوتی ہے، لوگوں میں حد درجہ بے دینی ہے۔ حالاتِ مذکورہ کو سامنے رکھتے ہوئے ترغیب الی الدین کی غرض سے ایسے دیہات میں جمعہ منعقد کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

نوٹ: چند سال پہلے اس دیہات میں جمعہ کی نماز ہوا کرتی تھی، مگر غفلت کی وجہ سے لوگوں نے اس کو ترک کر دیا تھا۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......حنفیہ کے نزدیک نمازِ جمعہ کے لیے مصر یا بڑے گاؤں قصبے کا ہونا شرط ہے، چھوٹے گاؤں میں جمعہ صحیح نہیں ہے، سوال میں مذکور بستی کے جو حالات لکھے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بستی بڑے گاؤں قصبے میں داخل نہیں ہے، لہٰذا اس میں جمعہ صحیح نہیں ہوگی۔

سوال میں جو مصلحت لکھی گئی ہے اس کی بنا پر بھی وہاں جمعہ پڑھنا جائز نہ ہوگا۔ (مسائل جمعہ، بحوالہ: امداد الفتاویٰ: ۷۷) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

ایک نماز اور روزے کا فِدیہ کتنا ہوگا؟

سوال: (۸۳۸) ...... (۱) میرے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے، انھوں نے مجبوری کی وجہ سے تیس (۳۰) سال کی نمازیں نہیں پڑھی ہیں۔

(۲)......اسی طرح تیس (۳۰) سال کے روزے بھی نہیں رکھ سکے ہیں۔ تو ایک نماز اور روزے کا فِدیہ کتنا ہوتا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......ایک دِن کی چھ نمازیں (وِتر کے ساتھ) اس حساب سے تیس (۳۰) سال کی پینسٹھ ہزار سات سو (۶۵۷۰۰) نمازیں ہوئیں، ایک نماز کا فِدیہ پونے دو کیلو گیہوں یا اس کی قیمت، اس حساب سے تیس (۳۰) سال کی نمازوں کا فِدیہ ایک لاکھ چودہ ہزار نو سو پچھتّر (۱۱۴۹۷۵) کِلو گیہوں ہوئے، یا اس کی قیمت گیارہ لاکھ بیاسی ہزار چھ سو (۱۱۸۲۶۰۰) روپے ہوں گے۔

(۲)......تیس (۳۰) سال کے کل روزے نو سو (۹۰۰) ہوں گے، ایک روزے کا فِدیہ بھی پونے دو کِلو گیہوں ہے، اس حساب سے تیس (۳۰) سال کے روزوں کا فِدیہ ایک ہزار پانچ سو پچھتّر

(۱۵۷۵) کلو گیہوں ہوتا ہے، یا اس کی قیمت سولہ ہزار دوسو (۱۶۲۰۰) روپیے ہوتی ہے۔ [1]
واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہ

جمعہ ظہر کا بدل ہے تو پھر اس میں قراءت جہراً کیوں ہے؟

سوال: (۸۴۴) ......(۱) جمعہ کے خطبے میں خطبہ شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟ عام طور پر خطیب حضرات ابتداءً نہیں پڑھتے، کیا جہراً پڑھنا ہے یا سِراً؟ یا پڑھنا ہی نہیں ہے۔

(۲)...... جمعہ ظہر کا بدل ہے تو پھر جمعہ میں جہراً قراءت کیوں ہوتی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......(۱) پہلا خطبہ شروع کرنے سے پہلے صرف "أعوذ بالله من الشيطان الرجيم" آہستہ پڑھے، جہر نہ کرے۔ اور بسم اللہ کا پڑھنا منقول نہیں ہے۔ [2]

(۲)......حدیث وفقہ سے اسی طرح ثابت ہے، اس کی علت میں بحث کی ضرورت نہیں، ورنہ یہ باب اگر مفتوح ہوا تو یہ سوال بھی پیدا ہوگا کہ فجر کی دو رکعات، ظہر کی چار رکعات اور مغرب کی تین رکعات کیوں ہیں؟ اسی طرح بے شمار امور ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۶/ ۳۵۸) واللہ اعلم بالصواب۔
کتبہ شبیر احمد دیولوی

۴۵ ڈِگری سے زیادہ منحرف محراب والی مسجد میں نماز کا حکم

سوال: (۸۹۱) حضرت مفتی صاحب زید مجدکم العالی...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

خدمت عالیہ میں ایک مفصل استفتا ارسالِ خدمت ہے، اُمید ہے کہ اس مسئلے کے بارے میں سوال کے ہر پہلو پر غور وفکر فرماتے ہوئے فقہ میں دی گئی تمام یسر وسہولت اور گنجائش کو مدّنظر رکھتے ہوئے رہنمائی فرمائیں گے، تاکہ مصلیان کے درمیان واقع انتشار وخلفشار بغیر کسی فتنے کے رفع کیا جاسکے۔

ہمارے شہر پرسٹن میں آج سے تقریباً بارہ سال پہلے مسجد کے لیے ایک ہال خریدا گیا جس کا نام ''مسجد فلاح'' طے پایا، تعیین قبلہ کے سلسلے میں دو تین علمائے کرام اور ایک دو ذمّے دارانِ مسجد نے

---

[1] (نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ) أَيْ : مِنْ دَقِيقِهِ، أَوْ سَوِيقِهِ، أَوْ صَاعِ تَمْرٍ، أَوْ زَبِيبٍ، أَوْ شَعِيرٍ، أَوْ قِيمَتِهِ، وَهِيَ أَفْضَلُ عِنْدَنَا لِإِسْرَاعِهَا بِسَدِ حَاجَةِ الْفَقِيرِ". (رد المحتار : ۲/ ص۵۳۳)

[2] "قال الدررُ: "وَيَبْدَأُ بالتعوُّذِ سِرًّا". قَالَ الشامِيُّ: "وَيَبْدَأُ قبلَ الخُطبَةِ الأُولىٰ بالتعوُّذِ سِرًّا، ثم بحمدِ اللهِ تَعالىٰ". (إمداد الأحكام : ۲/ ص۳۸۷)

قبلہ نُما کے ذریعے سمت قبلہ کا فیصلہ کیا۔

تعیین قبلہ کا طریقۂ کار یہ ہوتا ہے کہ قبلہ نُما کے ذریعے ہال کی جنوبی اور مشرقی دیوار کے مابین سمت قبلہ معلوم ہوتی ہے، ہوا یہ کہ حاضرین علمائے کرام نے بتایا کہ شریعت میں دونوں جانب ۴۵ درجے تک انحراف کی گنجائش ہے، اس لیے غور وفکر کے بعد تمام نے ۴۵ درجہ انحراف کرتے ہوئے جنوبی دیوار کو سمت قبلہ متعین کیا، کیوں کہ ہمارے شہر پرسٹن میں اس سے پہلے جو مسجدیں مختلف ہالوں میں اور گھروں میں بنائی گئی ہیں ان کا قلبہ بھی جنوبی سمت ہی کی طرف انحراف کرتے ہوئے واقع ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ ''مسجد فلاح'' کا قبلہ طے کرتے وقت پرسٹن کی پُرانی مساجد کی سمت قبلہ ملحوظ رکھی گئی ہے، لیکن دو تین دِن پہلے ایک پڑھے لکھے صاحب نے مسجد کمیٹی کو اپنی نئی تحقیق لکھ کر بھیجی کہ آپ کا موجودہ قبلہ ۴۵ درجے کے بجائے ۵۴ درجہ ۱۸ عشاریہ پر واقع ہے، یعنی تقریباً دس درجے کا انحراف زیادہ ہے، اس کے بعد مسجد کمیٹی نے اعلیٰ معیاری قسم کے قبلہ نُما سے مسجد کو پانچ مختلف جگہوں سے جانچا تو چار مرتبہ ۵۴ درجہ ۸ عشاریہ پر سمت قبلہ معلوم ہوئی، اور ایک مرتبہ ۴۵ درجہ انحراف پر سمت قبلہ معلوم ہوئی، اور اس سمت پر موجودہ مصلیان وائمہ صاحبان نمازیں پڑھ رہے ہیں، اس لیے کہ چند مقامی علمائے کرام نے مندرجۂ ذیل فقہاء وعلماء کی مختلف عبارات مختلف کتب سے پڑھ کر سنائیں، وہ عبارات یہ ہیں:

(جواہر الفقہ: ۱/ ۲۵۸) میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے ''سمت قبلہ'' میں تحریر فرمایا ہے: ''سمت قبلہ جس کا ہر مسلمان دِن میں پانچ مرتبہ مامور ہے اس کے لیے شریعت نے ضرور کوئی آسانی اور بالکل سادہ طریقہ اختیار کیا ہوگا، جس کو ہر شہری ودیہاتی عمل میں لاسکے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

"مَا بَيْنَ المَشرِقِ وَالمَغرِبِ قِبْلَةٌ". (رواه الترمذي عن أبي هريرة رضي الله عنه)

یہ ارشادِ گرامی اگرچہ تمام عالم کے لیے نہیں ہے، بلکہ خاص اہل مدینہ اور اس کے قُرب وجوار کے لیے ہے، لیکن اتنی بات اس میں عام ہے کہ سمت قبلہ کی تعیین میں زیادہ تحقیق کا مکلّف نہیں بنایا گیا، بلکہ "بَينَ المشرقِ والمغرِبِ" فرما کر پوری جہت جنوب کو قبلہ قرار دے دیا گیا، بلکہ محاورے کے مطابق پوری جہت جنوب کا بتانا مقصود ہے، تو جس طرح مدینہ طیبہ میں مشرق ومغرب کے درمیان قبلہ

ہے اسی طرح ہندوستان میں جنوب وشمال کے درمیان قبلہ ہے، یعنی پوری جہت مغرب۔

احمد بن خالد رحمۃ اللہ علیہ نے تفریع فرمائی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے "مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ". مدینہ منورہ میں فرمایا تھا، لہٰذا جس کا قبلہ مدینہ کے قبلے کی طرح ہو اس کو مشرق ومغرب کے درمیان قبلے کی گنجائش ہے، باقی شہروں میں جنوب وشمال کے درمیان کی وسعت ہوگی۔

ابوعمر بن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل علم اس بارے میں اختلاف نہیں رکھتے (یعنی سب متفق ہیں) (کتاب الخطط:۱/۲۵۸)

نیز حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ (جواہر الفقہ:۱/۲۶۶) میں تحریر فرماتے ہیں کہ علّامہ بحر العلوم نے ''رسائل الارکان'' میں اسی مضمون کو بالفاظِ دیگر بیان کیا ہے۔ اور استقبالِ قبلہ میں شرطِ ضروری صرف یہ ہے کہ نمازی کی رائے اور اندازے کے مطابق کعبہ کے ساتھ محاذات ہو جائے، ہم اس کے مکلّف نہیں ہیں کہ محاذات کا وہ درجہ پیدا کریں جو آلات کے ذریعے حاصل کیا جا سکتا ہے، اس لیے عام علمائے کرام کا فتویٰ یہ ہے کہ مفسد صلوٰۃ انحراف وہ ہے جس میں مشرق ومغرب کا تفاوت ہو جائے۔ (رسائل الارکان/صفحہ:۵۳)

نیز مفسر قرآن واستاذ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی اپنی تفسیر ''معالم العرفان فی دروس القرآن'' (جلد:۲/صفحہ:۴۳) پر آیت: ﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ﴾ کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں عین کعبہ کے بجائے مسجد حرام کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ عین کعبہ کی طرف رُخ کرنا قدرے مشکل ہے، لہٰذا پوری مسجد حرام جہت ہوگی، جو لوگ حدودِ حرم کے اندر رہنے والے ہیں ان کے لیے مسجد حرام جہت ہے، اور جو لوگ حدودِ حرم سے باہر دور دراز کے رہنے والے ہیں ان کے لیے پورا حرم جہت ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جوں جوں لوگ خانۂ کعبہ سے دور ہوتے جائیں گے ان کے لیے جہت میں وسعت پیدا ہوتی جائے گی، اگر عین کعبہ کی طرف رُخ کرنے کا حکم ہوتا تو یہ دشوار تھا، اور جہت عام ہے، حتیٰ کہ جب تک کعبہ کی طرف بالکل پشت نہ ہو جائے نماز درست ہے۔

لہٰذا اِن باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے پرسٹن کی ''مسجد فلاح'' کی سمت قبلہ کے سلسلے میں اگر جواز کی گنجائش ہو تو یہ بات تمام مصلیان، اہل مسجد ومحلہ کے درمیان وحدت ومرکزیت کا باعث

بنے گی، ورنہ تحویل قبلہ کی صورت میں فتنے، جھگڑے اور فساد کا اندیشہ ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......راجح قول کے مطابق ۴۵ درجے سے زیادہ انحراف مفسد صلوٰۃ ہے۔ (شامی) لہٰذا صورتِ مسئولہ میں جب ۴۵ درجے سے زیادہ انحراف پایا جاتا ہے تو جواز مشکل ہے، پھر بھی وہاں کے (معتمد) علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کو دِکھایا جائے، وہ حضرات جو فیصلہ فرمائیں اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (شامی ۲/ ۱۰۹، زکریا، جواہر الفقہ کا حاشیہ: ۲/ ۲۴۴، سمت قبلہ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

جمعہ کی قرأت کے دوران بھولنے کی وجہ سے امام کا تین تسبیحات کے بقدر رُکنا

سوال: (۴۲۸) ایک شخص نے جمعہ کی نماز پڑھائی، دورانِ قراءت کسی مقام پر بعد والی آیت بھول جانے کی وجہ سے اتنی دیر تک رُکا رہا کہ جس میں تین مرتبہ یا اس سے زائد سبحان اللہ کہہ سکتے ہیں، تو اب نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......صورتِ مسئولہ واقعے کے مطابق ہے تو تاخیر کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب تھا۔ ویسے جمعہ وعیدین میں جم غفیر ہونے پر سجدۂ سہو کرنے کی صورت میں لوگوں کے غلط فہمی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو سجدۂ سہو ترک کرنے کی بھی اجازت ہے۔ اسی وقت نماز میں سجدۂ سہو کرلیا جاتا تو نماز درست ہوجاتی، لیکن نماز کے اخیر میں سجدۂ سہو نہیں کیا گیا تو نماز کے بعد وقت کے اندر نماز کا اعادہ واجب تھا، وقت کے اندر اعادہ کرلیا جاتا تو نماز کی تلافی ہوکر نماز کامل ہوجاتی، لیکن وقت کے اندر اس کا اعادہ نہیں کیا گیا تو اب وقت نکل جانے کے بعد وہ نماز واجب الاعادہ نہیں رہی، اور چوں کہ اس نماز سے (خواہ ناقص ہی سہی) فریضہ ساقط ہوگیا ہے اس لیے ظہر کی قضا بھی نہیں، البتہ نماز میں سجدۂ سہو نہ کرنے کی وجہ سے جو نقص رہا اس کی تلافی توبہ واستغفار سے کی جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ شامی) واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

وِتر میں دو مرتبہ قنوت پڑھ لینے سے سجدۂ سہو واجب ہوگا؟

سوال: (۴۵۲) اگر کسی نے وِتر کی نماز میں غلطی سے دُعائے قنوت دو مرتبہ پڑھ لی، تو کیا اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا ...... صاحب احسن الفتاویٰ حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی اور صاحب خیر الفتاویٰ مفتی خیر محمد صاحب ملتانی پاکستانی رحمہما اللہ کی تصریح کے مطابق ایسی صورت میں اس شخص پر سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ: ۳/ ۵۰۴، خیر الفتاویٰ: ۲/ ۶۳۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

وِتر میں دعائے قنوت کے وقت ہاتھ اٹھانا

سوال: (۴۵۳) نمازِ وِتر میں دعائے قنوت کے وقت ہاتھ اٹھانے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا ...... دُعائے قنوت سے پہلے کانوں تک ہاتھ اٹھانا سنّت ہے۔ ؎١

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

تین یا چار رکعات والی نماز میں مسبوق کا دو رکعات پڑھ کر قعدہ کرنا

سوال: (۴۵۶) امام کے ساتھ رُباعی یا ثُلاثی نماز میں ایک رکعت پانے والا مسبوق اپنی بقیہ نماز کی قضا کرتے وقت ایک رکعت پر قعدہ نہ کرے بلکہ دو رکعات پڑھ کر قعدہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا ...... صاحب درّ مختار کی تصریح کے مطابق اس پر ایک رکعت پڑھ کر قعدہ کرنا لازم ہے۔ اور یہی قول افضل ہے، علّامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت کے مطابق اگر ایک رکعت کے بعد قعدہ نہ کرے بلکہ دو رکعات پڑھ کر قعدہ کرے تو یہ بھی جائز ہے، اس صورت میں اس پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا۔ ؎٢

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عورتوں کے کپڑے جن میں بطورِ زینت گول سوراخ ہوں ان میں نماز پڑھنا

سوال: (۲/ ۵۰۲) عورتوں کے بعض کپڑوں میں گول (دائرہ نُما) سوراخ ہوتے ہیں، تو کیا ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا ...... اگر عورت کے کپڑوں میں چھوٹے چھوٹے سوراخ ہیں جن

؎١ "قَوْلُهُ: "رَافِعًا يَدَيْهِ، أَيْ: سُنَّةً، إِلىٰ حِذَاءِ أُذُنَيْهِ". (رد المحتار: ٢/ صـ٤٤٢)

؎٢ "وَلَوْ لَمْ يَقْعُدْ جَازَ اسْتِحْسَانًا لَا قِيَاسًا، وَلَمْ يَلْزَمْهُ سُجُودُ السَّهْوِ لِكَوْنِ الرَّكْعَةِ أَوْلىٰ مِنْ وَجْهٍ". (رد المحتار: ٢/ صـ٣٤٧)

میں سے عورت کا بدن نظر آتا ہے تو جتنے سوراخ میں سے بدن (ستر) نظر آتا ہے ان سب کو جمع کر کے دیکھا جائے، اگر چوتھائی سے کم ہو تو نماز صحیح ہو جائے گی، اور اگر چوتھائی کے برابر ہو تو ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے، چوتھائی سے کم میں اگر چہ نماز ہو جاتی ہے لیکن ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا اچھا نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (احسن الفتاویٰ: ۳/ ۴۰۲، شامی: ۲/ ۸۱۔ ۸۲) کتبہ شبیر احمد دیولوی

ایک یا دو طرف سلام پھیرنے کے بعد یا کسی کے کہنے پر چھوٹی ہوئی رکعات کا یاد آنا

سوال: (۵۳۶) مسبوق بعض مرتبہ امام کے ساتھ ایک جانب سلام پھیر دیتا ہے، پھر اسے چھوٹی ہوئی رکعات یاد آتی ہیں، کبھی دونوں جانب سلام پھرنے کے بعد یاد آتی ہیں اور کبھی دونوں جانب سلام پھیر کر کچھ دیر بیٹھنے کے بعد کسی کے کہنے پر یاد آتا ہے تو ان تینوں صورتوں میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... مسبوق نے اگر سہوًا بالکل امام کے سلام کے ساتھ سلام پھیرا ہے (اس طرح کہ امام کے لفظ سلام کی میم کے ساتھ ہی مسبوق نے بھی سلام کی میم کہہ دی) تو اس پر سجدۂ سہو نہیں ہے، اس سے تاخیر ہوگی تو سجدۂ سہو واجب ہے، اس لیے کہ لفظ سلام سے اقتدا ختم ہو جاتی ہے، عموماً مقتدی کا سلام امام کے سلام کے بعد ہوتا ہے اس لیے سجدۂ سہو لازم ہے، خواہ ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد یاد آئے یا دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد یاد آئے تو اسے چاہیے کہ اپنی بقیہ نماز پوری کر کے سجدۂ سہو کرے۔ اگر مسبوق دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد بیٹھا رہا، پھر دوسروں کے بتانے یا یاد دِلانے پر اٹھا اور خود ہی اس کو بھی یاد دِلانے سے یاد آ گیا اور اس بنا پر وہ اٹھا تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی، بشرطیکہ اس نے اس دوران کوئی مُنافئ صلوٰۃ عمل نہ کیا ہو۔ اور ایسی حالت میں ایسا ہی کرنا چاہیے کہ اگر کوئی بتادے یا یاد دِلا دے تو خود یاد کر کے اپنی یاد پر اس فعل کو کرے، تا کہ نماز میں کچھ خلل نہ ہو۔ (فتاویٰ دار العلوم جدید: ۴/ ۴۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

اِمام کا قومہ میں "سمع اللہ لمن حمدہ" کی مقدار سے زیادہ کھڑا رہنا

سوال: (۵۳۷) ہماری مسجد قاسمی میں بارہا دیکھنے میں آتا ہے کہ امام صاحب قومہ میں زیادہ دیر کرتے ہیں، جس کی وجہ سے بہت سے بالغ طلبہ سجدے کے قریب اور بعض تو سجدے میں پہنچ جاتے

ہیں، جب کہ حدیث پاک میں امام سے سبقت کی ممانعت ہے، تو پھر امام صاحب کا ''سمع اللّٰہ لمن حمدہ'' کی مقدار سے زیادہ کھڑا رہنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... نماز میں تعدیل اَرکان واجب ہے، لہٰذا قومہ کو بھی تعدیل کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے تو یہ مطلوب چیز ہے، اب جو بچّے امام سے پہلے سجدے میں چلے جاتے ہیں یہ ان کا قصور ہے، اس میں اِمام صاحب کو قصوروار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ لہ

واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

قراءتِ قرآن کے وقت استماع و اِنصات مطلق ہے یا مقید؟

سوال: (۵۳۹) ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ قراءتِ قرآن پر استماع و اِنصات مطلق ہے یا مقید؟ اس لیے کہ ظاہری اعتبار سے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ جب بھی قرآن پڑھا جائے تو استماع و اِنصات ضروری ہے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... راجح قول کے مطابق بدرجۂ وجوب صلوٰۃ و خطبہ کے ساتھ ہے، خارجِ صلوٰۃ استحباب کے حکم میں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ) واللّٰہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

سلیپر چپّل پہن کر نماز پڑھنا

سوال: (۵۴۵) سلیپر چپّل پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... اگرچہ پاک جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا ثبوت حدیث پاک میں ہے، لیکن چوں کہ اب ہمارے زمانے میں مساجد میں فرش پختہ ہوتا ہے اور اس پر بچھائے گئے قالین بھی قیمتی ہوتے ہیں، اور عام طور پر جوتے اور چپّل صاف نہیں ہوتے جس سے مسجد کے ملوث ہونے اور اس کے قیمتی فرش کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے، اس لیے ہمارے زمانے میں اس کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

لہ (وَتَعْدِيلُ الْأَرْكَانِ) أَيْ تَسْكِينُ الْجَوَارِحِ قَدْرَ تَسْبِيحَةٍ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، وَفِي تَخْرِيجِ الْكَرْخِيِّ: وَاجِبٌ حَتَّى تَجِبَ سَجْدَتَا السَّهْوِ بِتَرْكِهِ، كَذَا فِي الْهِدَايَةِ، وَجَزَمَ بِالثَّانِي فِي الْكَنْزِ وَالْوِقَايَةِ وَالْمُلْتَقَى". (رد المحتار: ۲ / ص۱۵۷)

قراءت میں الف کی جگہ ہمزہ پڑھنا

سوال: (۵۴۹) اگر امام نے نماز میں ﴿كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ﴾ میں "یاقوت" کو الف کی جگہ ہمزہ کے ساتھ پڑھ دیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا ...... قراءتِ قرآن میں ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دینا یا زبر، زیر اور پیش میں ایک کو دوسرے کی جگہ یا متحرک کو ساکن یا ساکن کو متحرک یا مشدد کو مخفف یا مخفف کو مشدد یا حروف کو کہیں گھٹا دینا، کہیں بڑھا دینا، اس طرح قرآن پڑھنا حرام اور سخت گناہ ہے، بعض جگہ اس طرح پڑھنے سے معنیٰ بگڑ جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے، صورتِ مسئولہ میں ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دیا گیا ہے اس لیے یہ گناہ تو ہے، لیکن معنیٰ نہیں بگڑے ہیں، اس لیے فسادِ صلوٰۃ کا حکم نہیں لگے گا۔ (عمدۃ الفقہ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

دورانِ نماز حدث لاحق ہو تو وضو کرنے کے بعد کس طرح نماز پڑھے؟

سوال: (۵۵۲) ایک شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے، ایک رکعت امام کے ساتھ مکمّل کی، پھر دوسری رکعت میں حدث لاحق ہوا، وہ آدمی وضو کرنے کے لیے گیا اور جب وضو کر کے واپس آیا تو امام صاحب دوسری رکعت مکمّل کر چکے تھے، تو اب یہ آدمی کس طرح امام کے ساتھ شریک ہو؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا ...... جب ایسا شخص وضو سے فارغ ہو کر آئے تو اولاً یہ ایک رکعت (جو حدث کی وجہ سے فوت ہوئی ہے) بلا قراءت پڑھ لے، اس کے بعد امام کے ساتھ شامل ہو کر بقیہ ارکان پورے کرے، اگر اس درمیان (چھوٹی ہوئی ایک رکعت پڑھنے کے بعد) امام نماز سے فارغ ہو چکا ہو تو یہ اکیلا اپنی نماز لاحق کی طرح پوری کرے۔ (کتب فقہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نماز کے اختتام پر مقتدی کا اس گمان سے کھڑا ہونا کہ اس کی نماز باقی ہے

سوال: (۶۰۶) ایک شخص نماز میں ابتدا ہی سے امام کے ساتھ شریک تھا، جب امام نے نماز کے اختتام پر سلام پھیرا تو یہ شخص اس خیال سے کھڑا ہو گیا کہ اس کی ایک رکعت چھوٹ گئی ہے، پھر اس کو یاد آیا کہ میری کوئی رکعت چھوٹی نہیں ہے، تو اب وہ کیا کرے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......اگر اس نے کھڑے ہونے کے بعد ابھی سجدہ نہیں کیا ہے تو قعدے کے طرف لوٹ آئے۔ اور اگر کھڑے ہونے کے بعد پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کرلیا ہے تو اب اس کے ساتھ ایک اور رکعت ملا لے، یہ دو رکعات نفل ہو جائیں گی۔ اور دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو کرے گا۔[۱] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد غفرلہٗ

نمازی کے سامنے سے گزرنا

سوال: (۶۳۸)......(۱) نمازی کے سامنے سے گزرنا کیسا ہے؟

(۲)......کیا اذان بغیر وضو کے ہوسکتی ہے؟ کیا اذان واقامت چلتے چلتے کہنا درست ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۱) نمازی کے آگے سے گزرنا بڑا گناہ ہے، حدیث پاک میں ایسے شخص کے متعلّق سخت وعید آئی ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ مصلی کے آگے سے گزرنے کا وبال وگناہ اگر کسی کو معلوم ہو جائے تو وہ چالیس سال تک بھی وہاں بیٹھے رہنے کو پسند کرے۔ (الحدیث) لہٰذا اس سے احتراز نہایت ضروری ہے۔

(۲) بے وضو اذان دینا جائز تو ہے لیکن اس کی عادت بنالینا اچھّا نہیں، نیز اذان واقامت ایک ہی جگہ ٹھہر کر کہنی چاہیے، درمیان میں چلنا خلافِ اولیٰ اور نقل متواتر کے خلاف ہے۔[۲]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

لنگڑے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۶۴۱) بندہ پاؤں سے معذور ہے، اس بات کو لے کر امامت کے سلسلے میں گاؤں میں اختلاف ہوگیا ہے، بعض حضرات جواز کے قائل ہیں اور بعض عدمِ جواز کے، صحیح بات کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......جو لنگڑا پورے طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا ہوسکتا ہے اور وہ صاحب علم وتقویٰ ہے، جس سے لوگوں کو انقباض بھی نہیں ہے، تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔ البتہ ایسا لنگڑا جو پورے طور پر کھڑا نہ ہوسکتا ہو، یا لوگوں کو اس سے انقباض ہو تو اس کی امامت مکروہ

---

[۱] "لنُقصَانِهِ فَرضَهُ فِي الصُّورةِ الأُولىٰ بِتأْخِيرِ السَّلَامِ، وَفِي الثَّانيةِ لتركهِ". (أحسن الفتاویٰ، الشامی)

[۲] "وَلَا المَشيُ في الأَذانِ، وَلَا في الإِقَامَةِ لمُخَالَفَةِ المتوَارِثِ". (الشامي)

تنزیہی ہے، ایسی صورت میں اگر صحیح سالم شخص مسائل نماز سے واقف وہاں موجود ہوتو پھر وہی اولیٰ ہے، اگر دوسرا کوئی ایسا شخص موجود نہ ہو جو مسائل نماز سے واقف ہو اور یہ لنگڑا اس سے واقف ہے تو پھر امامت کے لیے یہی لنگڑا افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (احسن الفتاویٰ، فتاویٰ دار العلوم)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کیا صرف آیت سجدہ پڑھنے سے سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا؟

سوال: (۲۲۰) اگر کوئی شخص صرف سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھتا ہے، اس کے آگے پیچھے کچھ نہیں پڑھتا، تو کیا اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا ...... جی ہاں، اس صورت میں بھی سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔[۱] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کرمالی اور رویدرا گاؤں میں جمعہ قائم کرنے کے سلسلے میں چند سوالات

سوال: (۳۹۶) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد تحیۂ مسنونہ رویدرا اور کرمالی دونوں گاؤں سرکاری دفتر کے اعتبار سے الگ الگ ہیں، جہاں پر آج تک شرعی فتویٰ کے حساب سے خصوصاً جامعہ راندیر، ڈابھیل، ماٹلی والا، کنتھاریہ کے مفتیانِ کرام کے فتاویٰ کے حساب سے جمعہ صحیح نہیں؛ بلکہ گجرات کے بڑے مفتی حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاج پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتاویٰ رحیمیہ'' میں گاؤں کے نام کے ساتھ وضاحت فرمائی ہے کہ اِس گاؤں میں جمعہ نہیں ہوگی۔

آج سے پانچ سال پہلے بھی مذکورہ سبھی دار الافتاء سے جمعہ صحیح نہ ہونے کا فتویٰ تھا، سوائے دار العلوم دیوبند کے، ۴/ ۲/ ۲۰۰۰ء کے پانچ سال بعد مدنی دار التربیت میں دیوبند کے فتویٰ پر جمعہ شروع کر دی گئی، اب یہاں جمعہ شروع کرنے کی وجہ سے عید الاضحیٰ کو لے کر کچھ سوالات آتے ہیں:

(۱)...... قربانی کے پہلے دِن صبح صادق کے بعد قربانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ گاؤں کی مسجد میں نمازِ ظہر ہوتی ہے، نہ کہ نمازِ جمعہ، تو اب سوال ہے کہ قربانی کب کی جائے؟

---

[۱] (ويجب) السجود (على من تلا آية) ... (وقراءة حرف السجدة مع كلمة قبلة أو بعده من آيتها) توجب السجود (كالآية) المقروءة بتمامها (في الصحيح) (مراقي الفلاح: ص۴۸۰- ص۴۸۱)

(۲)...... ہر مسئلے میں مذکورہ دارالافتاء کا فتویٰ معتبر مانا جاتا ہے، تو کیا جمعہ کے معاملے میں دیوبند کے فتویٰ پر عمل کرنا مَن مانی نہیں کہی جائے گی؟ جب کہ دیوبند کے مفتیانِ کرام نے گاؤں دیکھا بھی نہیں ہے۔

(۳)...... دیوبند کا فتویٰ آجانے کے بعد بھی مدنی دارالتربیت میں اس وجہ سے جمعہ قائم نہ کرنا کہ وہاں چارسو (۴۰۰) طلبہ نہیں ہیں، باعث گناہ ہوگا یا نہیں؟

(۴)...... جمعہ واجب ہونے کے لیے طلبہ کی تعداد کا چارسو (۴۰۰) ہونا کونسی دلیل سے ثابت ہے؟ جب کہ مدنی دارالتربیت ان طلبہ کا وطن اصلی نہیں ہے۔

(۵)...... ایسے موقع پر بہت سے لوگ ظہر چھوڑ کر جمعہ پڑھتے ہیں، تو کیا ظہر ان کے ذمّے باقی رہے گی؟ اور انھیں ظہر چھوڑنے کا گناہ ہوگا؟

(۶)...... اس اختلاف کے بعد اب احتیاط ظہر پڑھنے میں ہے یا جمعہ؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... ماضی میں جن مفتیانِ کرام نے آپ کے گاؤں میں جمعہ صحیح نہ ہونے کا جو فتویٰ دیا تھا آج بھی آبادی کے اعتبار سے آپ کے گاؤں کی حالت وہی ہے اور اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوا ہے جس کی وجہ سے جمعہ صحیح ہونے کا فیصلہ کیا جا سکے، تو اس کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کے سوالات کے جوابات یہ ہیں:

(۱)...... صبح صادق کے بعد قُربانی کر سکتے ہیں۔

(۲)...... علاقے کے علماء اور مفتیانِ کرام جو نوعیت کو مکمّل جانتے ہوں ان کا فتویٰ زیادہ قابل قبول ہے۔ (اگرچہ دیوبند کا فتویٰ قابل قبول ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔)

(۳)...... جس گاؤں میں جمعہ صحیح ہونے کی تمام شرطیں موجود ہوں وہاں جمعہ نہ پڑھنا باعث گناہ ہے۔

(۴)...... کسی بھی جگہ جمعہ صحیح ہونے کے لیے طلبہ کی تعداد چارسو (۴۰۰) ہونا ضروری نہیں، لیکن جس گاؤں میں چارسو مقیم طلبہ کے ساتھ اس گاؤں کی کل آبادی تین سے ساڑھے تین ہزار تک پہنچ جائے تو ایسے گاؤں میں جمعہ پڑھنا صحیح ہے۔

(۵)...... ذکر کردہ تفصیل کے مطابق اگر آپ کے گاؤں کی آبادی اتنی ہے جتنی ماضی میں تھی

(کہ جہاں وجوبِ جمعہ کا حکم نہیں لگ سکتا) تو اب ظہر چھوڑنے والے گنہگار ہوں گے۔ اور اگر حالیہ آبادی کو دیکھتے ہوئے جمعہ صحیح ہے تو جمعہ چھوڑنے والے گنہگار ہوں گے۔

(۶)......آپ کا گاؤں رویدرا ہر اعتبار سے کرمالی سے الگ شمار ہوتا ہے، اور وہاں جمعہ صحیح ہونے کی شرطیں موجود نہیں ہیں، اس لیے وہاں ظہر پڑھنا بہتر ہے اور احتیاط اسی میں ہے۔ واللہ اعلم۔

کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جمعہ فی القریٰ کا مسئلہ

سوال: (۱) ایک گاؤں کی آبادی تقریباً تین ہزار ہے، جس میں اشیائے ضرورت بآسانی حاصل ہوجاتی ہیں، نیز اس کے قرب وجوار میں بھی کچھ بستیاں اتنے فاصلے پر ہیں کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ سنائی دیتی ہے اور سب کی مجموعی آبادی پانچ سے چھ ہزار کے قریب ہوتی ہے، ایسی بستی میں جمعہ صحیح ہے یا نہیں؟

(۲)......ایک گاؤں میں جمعہ پہلے سے قائم ہوتا ہے، اگر بند کردیں تو اندیشہ ہے کہ جو لوگ صرف جمعہ میں حاضر ہوتے ہیں وہ مسجد ہی سے دور ہوجائیں گے اور یہ بھی اندیشہ ہے کہ مختلف گناہوں میں مبتلا ہوجائیں گے، تو جمعہ بند کردیا جائے یا جاری رکھا جائے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......(۱) جس گاؤں میں تین سے ساڑھے تین ہزار کی آبادی ہو اور روزمرّہ ضرورت کی تمام چیزیں مل جاتی ہوں اور اس گاؤں کے اطراف اور قرب وجوار کے لوگ ایسی بستی کو بڑا گاؤں سمجھتے ہوں تو اس گاؤں میں جمعہ جائز ہے۔[۱] البتہ اس کے اطراف کے چھوٹے چھوٹے گاؤں جو ہر اعتبار سے اس گاؤں سے علاحدہ سمجھے جاتے ہیں ان کو اس گاؤں میں مدغم نہیں کیا جائے گا۔ (البحر الرائق: ۲/ ۲۴۷، فتاویٰ محمودیہ: ۸/ ۶۴)

(۲)......جس گاؤں میں جمعہ کی نماز پہلے جاری ہو اور اب اس کو بند کرنے میں دینی یا دنیوی فتنے کا اندیشہ ہو تو اس کو بند نہیں کرنا چاہیے، بلکہ آہستہ آہستہ سمجھا بجھا کر ان کو اس کے لیے آمادہ کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۸/ ۱۴۸-۱۴۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[۱] تقع فرضا في الأسواق والقرى الكبرية التي فيها أسواق ... الخ. (الشامي: ۲/ ۱۳۶)

ایک ہی بستی میں متعدد جگہ جمعہ قائم کرنا

سوال: (۳۴) ایک بستی میں دو مسجدیں ہیں، دونوں کے مابین ایک کلومیٹر کا فاصلہ ہے، ایک مسجد میں نمازِ جمعہ ہوتی ہے تو دوسری مسجد میں نمازِ جمعہ شروع کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... آپ کی بستی اتنی بڑی ہو کہ وہاں جمعہ صحیح ہو جاتا ہو (جمعہ کی شرائط صحت موجود ہوں) تو دوسری مسجد میں جمعہ قائم کرنے میں کوئی حرج نہیں، وہاں بھی جمعہ صحیح ہو جائے گا۔[1]　　　　واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جس جگہ جمعہ وعیدین قائم کرنا صحیح نہ ہو وہاں صبح صادق کے بعد قربانی کرنا

سوال: (۶۴) ہمارے گاؤں سینگ پور میں شرعی شرائط نہ پائی جانے کی وجہ سے جمعہ کی نماز نہیں ہوتی، پھر بھی کچھ لوگ پہلے عید کی نماز پڑھتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی صبح صادق کے بعد عید کی نماز سے پہلے کر سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز ایسے گاؤں میں عید کی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... اگر آپ کی بستی اتنی چھوٹی ہے کہ جہاں جمعہ وعیدین کی شرعی شرائط نہیں پائی جاتیں تو ایسی بستی میں صبح صادق کے بعد عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا صحیح ہے، اس سے قربانی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔[2]

ایسی بستی میں اگر عید کی نماز پڑھی جائے تو صحیح نہیں ہوگی۔[3]

ضرورت کی وجہ سے متعدد مساجد میں جمعہ وعیدین قائم کرنا

سوال: (۱۸۳) ہماری بستی میں چار مساجد ہیں، جمعہ صرف ایک ہی مسجد میں ہوتی تھی، اب ضرورت کی وجہ سے اس مسجد سے دور مکتب قائم کرنے کی ضرورت پیش آئی، اسی طرح بعض وجوہات سے

---

[1] (قوله: على المذهب) فقد ذكر الإمام السرخسي أن الصحيح من مذهب أبي حنيفة جواز إقامتها في مصر واحد في مسجدين وأكثر. (الشامي: ۳ / ص۴۸)

[2] أول وقتها بعد الصلاة إن ذبح في مصر، وبعد طلوع فجر يوم النحر إن ذبح في غيره. (الدر المختار: ۹ / ص٦٤٤ - ط٦٤٦، ط: مكتبة دار الحديث، القاهرة)

[3] صلاة العيد في القرىٰ تكره تحريما؛ لأنه اشتغال بما لا يصح؛ لأن المصر شرط للصحة. (الدر المختار: ۳ / ص۸۹، ط: مكتبة دار الحديث، القاهرة)

دوسری مسجد میں جمعہ قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی، تو اس سلسلے میں شرعی رہنمائی فرمائیں، کیا دوسری مسجد میں جمعہ قائم کرنا صحیح ہے؟ اسی طرح عیدین کے سلسلے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ ملاحظہ ہو کہ ہماری بستی میں عیدگاہ نہیں ہے، عیدین کی نماز جمعہ مسجد میں ہی میں ہوتی ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جمعہ کی نماز کے سلسلے میں اصل حکم یہی ہے کہ جمعہ کی نماز ایک جگہ سب مل کر بڑے مجمع کے ساتھ پڑھیں، کیوں کہ جمعہ قائم کرنا شعائر اسلام میں سے ہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ شعائر اسلام اور اسلامی شان وشوکت کا خوب مظاہرہ ہو، لہٰذا حتی الامکان کسی شرعی عذر کے بغیر جمعہ الگ الگ جگہوں پر قائم نہ کیا جائے۔

البتہ اگر کوئی شرعی عذر ہو، مثلاً جمعہ مسجد نمازیوں کے لیے کافی نہ ہو، یا اتنی دور ہو کہ وہاں تک آمد ورفت میں تکلیف ہوتی ہو تو دوسری جگہ جمعہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ (شامی: ۳/ ۴۸)

لہٰذا سوال میں مذکور مصلّی حضرات بھی مذکورہ بالا اعذار میں سے کسی عذر کی وجہ سے جمعہ اپنی مسجد میں قائم کرنا چاہتے ہوں تو اجازت ہے۔ اور عید کی نماز بھی عیدگاہ میں ادا کرنی چاہیے۔[1]

اور عیدگاہ نہ ہونے کی صورت میں سب مل کر جمعہ مسجد میں ایک جگہ عید کی نماز پڑھیں، البتہ عید کی نماز میں بھی مذکورہ بالا اعذار ہوں تو عید کی نماز بھی اپنے محلے میں پڑھی جا سکتی ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ۶/ ۱۲۰، امداد الفتاویٰ: ۱/ ۵۰۴)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

تعمیر مسجد کی ضرورت کے تحت جمعہ وقتی طور پر بند کرنا

سوال: (۲۲۰) امرولی گاؤں میں دس سال سے جمعہ کی نماز پڑھی جارہی ہے، فی الحال صحن والے حصے میں تعمیری کام جاری ہے، جماعت خانے میں تمام مصلیوں کی گنجائش نہیں ہے، جس کی وجہ سے وقتی طور پر جمعہ کو موقوف رکھا گیا ہے، تو شرعاً اس صورت میں جمعہ بند کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جس گاؤں میں وجوبِ جمعہ کی تمام شرائط موجود ہوں وہاں جمعہ قائم کرنا ضروری ہے، لہٰذا اگر آپ کے گاؤں امرولی میں بھی وجوبِ جمعہ کی تمام شرائط موجود ہوں تو

---

[1] (والخروج إليها) أي: الجبانة لصلاة العيد (سنة؛ وإن وسعهم المسجد الجامع) هو الصحيح. (الدر المختار: ۳ / ص۹۴)

جمعہ قائم کرنا ضروری ہے، بایں صورت جمعہ چھوڑنا جائز نہیں ہے، اگر تمام مصلی حضرات جماعت خانے میں نماز نہیں پڑھ سکتے تو جتنے کی گنجائش ہو اتنے لوگ پڑھیں، باقی لوگ کسی دوسرے ہال یا گھر میں جمعہ پڑھیں، جہاں سب کو آنے کی اجازت ہو، لیکن جمعہ ترک نہ کریں، بغیر عذر کے جمعہ ترک کرنے والا گنہگار ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار: ۳/ ۳۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جمعہ کس جگہ صحیح ہے؟ اس کے لیے کتنی بڑی آبادی ضروری ہے؟

سوال: (۲۰۱) جمعہ کس جگہ قائم کر سکتے ہیں؟ اس کے لیے کتنی آبادی ضروری ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... شرعاً شہر، قصبہ یا بڑا گاؤں ہو وہاں جمعہ پڑھ سکتے ہیں، چھوٹے گاؤں میں جمعہ صحیح نہیں ہے، رہی یہ بات کہ بڑا گاؤں کسے کہتے ہیں؟ تو علماء کے بیان کے مطابق شرعاً بڑی آبادی وہ ہے جہاں محلے نیز گلی کوچے ہوں، حکیم، ڈاکٹر ہو، دواخانہ ہو، پنچایت ہو، سامانِ ضرورت بیچنے والے تجار ہوں، روز مرّہ کی ضروری چیزیں وہاں دست یاب ہوں، اطراف کی چھوٹی آبادیاں بھی اس کو بڑا گاؤں کہتی ہوں اور اپنی ضرورتیں وہاں سے پوری کرتی ہوں، مذکورہ بالا شرطیں جس بستی میں ہوں گی اس کو بڑا گاؤں کہیں گے، وہاں جمعہ پڑھنا صحیح ہے۔

موجودہ دور میں مذکورہ بالا شرطیں عموماً تین سے ساڑھے تین ہزار کی آبادی والے گاؤں میں بھی موجود ہوتی ہیں، لہٰذا تین سے ساڑھے تین ہزار کی آبادی والے گاؤں میں جمعہ پڑھنا صحیح ہوگا۔

(شامی: ۳/ ۳۶، فتاویٰ محمودیہ: ۸/ ۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جمعہ سے پہلے منبر پر تقریر کرنا، دائیں ہاتھ میں عصا پکڑے یا کتاب؟

سوال: (۲۰۲) جمعہ سے پہلے منبر پر تقریر کرنا کیسا ہے؟ عصا اور خطبے کی کتاب دونوں میں سے کس کو دائیں ہاتھ میں پکڑنا چاہیے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... اگر وعظ و تقریر کی ضرورت ہو اور مصلی حضرات کی نماز میں خلل کا اندیشہ نہ ہو تو جمعہ سے پہلے منبر پر وعظ کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

خطبہ دیتے وقت اگر خطبے کی کتاب ہاتھ میں نہ ہو تو عصا کو سیدھے ہاتھ میں پکڑنا اولیٰ ہے، اور

اگر کتاب ہاتھ میں ہے تو پھر اسے سیدھے ہاتھ میں پکڑے اور عصا کو بائیں ہاتھ میں۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ۶/ ۱۳۶) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

لوگ نماز میں مشغول ہوں تب وعظ کہنے کا حکم

سوال: (۲۰۱) نمازی کے قریب تلاوت بالجہر سے فقہاء نے منع فرمایا ہے تو لوگوں کے سنن ونوافل میں مشغول ہونے کے وقت تعلیم کرنا یا وعظ کہنا صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......جس وقت لوگ نماز میں مشغول ہوں ایسے وقت اس طریقے سے بیان وتعلیم کرنا کہ جس سے نمازی کو خلل ہو ممنوع ہے، لیکن چوں کہ تقریر وتعلیم کی بھی لوگوں کو نہایت ضرورت ہے، لہٰذا کوئی راستہ نکالنا چاہیے کہ جس سے دونوں کام بخوبی انجام پاسکیں۔ [۱]

(فتاویٰ محمودیہ: ۸/ ۲۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسجد سے متصل مکان میں مسجد کے اِمام کی اقتدا کا حکم

سوال: (۲۸) ایک عورت کا مکان مسجد سے متصل ہے، وہ مسجد کے امام کی اقتدا کر کے اپنے گھر میں نماز پڑھتی ہے، تو کیا یہ اقتدا صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......وہ مَرد یا عورت جس کا گھر مسجد سے متصل ہو وہ مسجد کے امام کی اقتدا کر کے اپنے گھر میں نماز پڑھے تو یہ صحیح نہیں ہے، جب کہ اس کے گھر اور مسجد کے درمیان فصل ہو، البتہ اگر اس کا گھر مسجد سے بالکل متصل ہو کہ صفوفِ مسجد اس کے گھر سے مل جاتی ہوں، صرف درمیان میں دیوار ہی حائل ہو تو اقتدا صحیح ہے، جب کہ امام کی نقل وحرکت اس پر مشتبہ نہ رہتی ہو۔ [۲]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[۱] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الدين النصيحة، قلنا: لمن؟ قال: لله ولكتابه ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم". (صحيح مسلم / الرقم: ٥٥)

[۲] "فلو اقتدى رجل في داره بإمام المسجد، وكانت داره منفصلة عن المسجد بطريق ونحوه، فإن الاقتداء لا يصح لاختلاف المكان، أما إذا كانت ملاصقة للمسجد بحيث لم يفصل بينهما إلا حائط المسجد، فإن صلاة المقتدي تصح إذا لم يشتبه عليه حال الإمام". (الفقه على المذاهب الأربعة: ١ / ص٤١٥ / كتاب الصلوٰة)

فاسق اِمام کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: (۲۹) اگر کوئی اِمام لواطت جیسے گھناونے گناہ میں مبتلا ہو اور فسق و فجور میں مبتلا ہو، تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز صحیح ہے؟ بسا اوقات وہ بدفعلی کرنے کے بعد بغیر غسل ہی کے نماز پڑھاتا ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... جو امام واقعۃً اس طرح کے گناہ میں مبتلا ہو وہ گنہگار اور شرعی رو سے فاسق ہے، ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے، وہ امامت کے اہم منصب کا مستحق نہیں ہے۔ [1]

البتہ اِمام اپنے گناہ کا اعتراف کر کے صدقِ دِل سے توبہ کر لے اور مقتدیوں کو ان کی توبہ کا یقین ہو جائے تو وہ امامت کر سکتا ہے۔ بندہ جب صدقِ دِل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں، حدیث پاک میں وارِد ہے: "التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ" کہ گناہ ہو جانے کے بعد بندہ صدقِ دِل سے توبہ کر لے تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ [2] اگر توبہ نہ کرے اور ایسے گناہ میں مبتلا رہے تو ایسے آدمی کو امامت سے معزول کر دینا چاہیے۔ [3]

نوٹ: جو نمازیں امام نے ایسا کام کرنے کے بعد بغیر غسل کے پڑھائی ہیں ان کی قضا کرنا تمام پر ضروری ہے، اور جو نمازیں غسل کرنے کے بعد پڑھائی ہیں وہ صحیح ہیں، ان کی قضا کی ضرورت نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

"وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کے مد کو اس کی مقدار سے زیادہ کھینچنا

سوال: (۶۳) امام صاحب سورۂ فاتحہ میں "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کے مد کو حد سے زیادہ کھینچتے ہیں اور یہ عذر بیان کرتے ہیں کہ مد کے بعد لفظ "لِيْنَ" زبان سے جلدی ادا نہیں ہو پاتا، جب کہ دوسری سورتوں میں اس جیسا مد برابر ادا کرتے ہیں، تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

---

[1] ویکرہ إمامة عبد ... وفاسق الخ: (الشامي: ۲ / ص۳۸۰، ط: دار الحديث، القاهرة)

[2] أخرجه ابن ماجه / الرقم: ۴۲۵۰.

[3] فإن أمكن الصلاة خلف غيرهم فهو أفضل، وإلا فالاقتداء أولىٰ من الانفراد.
(رد المحتار: ۲ / ص۳۸۰)

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... کسی عذر کی وجہ سے "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کا مد اس کی مقدار سے زیادہ کیا جارہا ہے تو اس سے نماز کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔
(فتاویٰ دار العلوم: ۲/۱ ۲۳، مکتبہ دار العلوم دیو بند)

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا حکم

سوال: (۶۹) کیا فرض نمازوں میں بلا ضرورت لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی اجازت ہے؟ ایک صاحب کہتے ہیں کہ علماء نے اجازت دی ہے، کیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے؟

اگر بلا ضرورت لاؤڈ اسپیکر استعمال کیا جارہا ہو تو اس کو روکا جائے یا نہیں؟ نیز روکنے کی ذمّے داری کس پر ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... نماز ایک اہم فریضہ ہے، لہٰذا اس کو ادا کرنے میں اس کی ایک ایک سنّت اور ادب کی رعایت کرنا نہایت ضروری ہے، اور نماز کو مکروہ بنانے والے اعمال سے احتیاط لازم ہے، نماز میں مائک استعمال کرنے سے کئی مفاسد پیدا ہوتے ہیں، جس کی بنا پر کئی مفتیانِ کرام فرض نمازوں میں اس کے استعمال کی مطلق اجازت نہیں دیتے، البتہ بعض فقہائے کرام نے ضرورتِ شدیدہ کے وقت اس کے استعمال کی اجازت دی ہے۔

لہٰذا اُس آدمی کا یہ کہنا کہ علمائے کرام نے بلا ضرورت مائک کے استعمال کی اجازت دی ہے، یہ غلط ہے، پھر بھی لوگ استعمال کرتے ہوں تو ان کو روکا جائے، نرمی سے سمجھایا جائے، اگر روکنے کی صورت میں لڑائی، جھگڑا یا فتنے کا اندیشہ ہو تو مصلحت سے کام لیا جائے۔

روکنے کی ذمّے داری تو ویسے ہر مسلمان پر ہے، لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر اسی گاؤں کا مقتدا (خواہ امام ہو یا اور کوئی ذمّے دار شخص) روکنے کی کوشش کرے، اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ فتنہ نہ ہو۔ (کتاب الفتاویٰ: ۲/ ۲۵۳، فتاویٰ رحیمیہ: ۶/ ۲۸ تا ۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

والدین کی تیمارداری کی وجہ سے جماعت ترک کرنا

سوال: (۷۱) ماں باپ کی تیمارداری کرتے ہوئے جماعت کو ترک کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... اگر ماں باپ بیمار ہیں اور اس شخص کے علاوہ اہل خانہ میں

سے کوئی دوسرا نہیں جو ان کی تیمارداری کر سکے اور اس کے ماں باپ کے پاس سے غائب رہنے کی صورت میں ان کو مشقّت اور وحشت لاحق ہونے کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں اس کے لیے جماعت ترک کرنا جائز ہے۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نماز میں متعدد قراءات کو جمع کرنا

سوال: (۸۹) اگر صاحب فن ایک رکعت میں سات یا دس روایات کو جمع کر کے پڑھتا ہے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ مفتیانِ کرام نے کس پہلو کو اختیار فرمایا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......تمام قراءاتِ متواترہ منقول عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، منقول کے اتباع میں کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا، حدیث پاک میں اَحرفِ قرآنیہ کے باب میں "كُلُّهَا شَافٍ كَافٍ" فرمایا گیا ہے، لہٰذا اس کو پڑھنے سے فسادِ صلوٰۃ کا سوال ہی نہیں۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/ ۳۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

حنفی مقتدی کا شافعی امام کے پیچھے وِتر ادا کرنا

سوال: (۱۰۹) حنفی نے وِتر میں شافعی امام کی اقتدا کی، حالانکہ امام نے دو رکعات پر سلام پھیر دیا، تو حنفی مقتدی کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

امام حنفی ہے، جس نے قنوت سراً پڑھا، جب کہ مقتدی حنبلی ہے، اس کے مسلک کے مطابق قصداً قنوت سراً پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، اور سہواً سراً پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے، تو ایسے مقتدی کا حنفی امام کے پیچھے وِتر پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......حنفی المسلک آدمی نے اگر شافعی المسلک امام کی اقتدا وِتر میں کی، اور امام نے دو رکعات پر سلام پھیر دیا، تو اس مقتدی کی نماز صحیح نہ ہوگی، اور حنبلی المسلک آدمی وِتر میں حنفی مسلک والے امام کی اقتدا کرے، اور امام قنوت سراً پڑھتا ہے، اور مقتدی کے خیال میں یہ نماز فاسد ہے، اس لیے اس کی اقتدا صحیح نہیں ہوگی۔[2] (شامی: ۲/ ۵۷۹)

---

[1] "وقيامه بمريض" أي: يحصل له بغيبته المشقة والوحشة. (الشامي: ۲/ ص۳۷۳)

[2] صحح الشارح الزيلعي أنه لا يجوز اقتداء الحنفي بمن يسلم من الركعتين في الوتر. (البحر الرائق: ۲/ ص۶۸)

اِمام کا لوگوں کی رنجیدگی کے خوف سے نہی عن المنکر ترک کردینا

سوال: (۱۶۴) اگر کوئی امام خلافِ شرع بات سنے یا خلافِ شرع عمل ہوتا ہوا دیکھے، لیکن محض اس اندیشے سے خاموش رہے کہ لوگ رنجیدہ ہوجائیں گے، تو ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا......امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر غالب گمان ہو کہ یہ شخص میری بات کو اور حکم شرع کو مان لے گا تو اس کو امر بالمعروف اور نہی المنکر کرنا واجب ہے، اور اگر یہ گمان ہے کہ یہ شخص حکم شرعی کو نہیں مانے گا تو واجب نہیں ہے۔[1] لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی اگر کہنا مفید ہو تو کہہ دے، ورنہ خاموش رہے۔

اور کسی عالم کے بارے میں یہ گمان رکھنا کہ وہ اِس وجہ سے خاموش رہتے ہیں کہ کہیں لوگ رنجیدہ نہ ہوجائیں یہ غلط ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۳/ ۱۲۰)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

تراویح کی اُجرت کا ایک مسئلہ

سوال: (۱۶۵) ایک حافظ صاحب تراویح سناتے ہیں اور بقیہ نمازیں بھی پڑھاتے ہیں، رمضان کے اختتام پر ان کو کچھ رقم اور تحفے تحائف دیے جاتے ہیں، کیا ان کے لیے یہ لینا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا......قرأتِ قرآن کی اُجرت لینے کو فقہائے کرام نے ناجائز قرار دیا ہے، لہٰذا تراویح کے لیے بھی اُجرت لینا اور دینا جائز نہیں ہے، لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہوتے ہیں۔[2] (فتاویٰ دار العلوم: ۴/ ۲۴۵، ۲۶۳)

لوجہ اللہ تراویح پڑھانا اور لوجہ اللہ اِمداد کرنا جائز ہے، لیکن اِس زمانے میں یہ کہاں ہے؟ ایک مرتبہ پیسے نہ دیے جائیں تو حافظ صاحب دوسری مرتبہ نہیں آئیں گے، تو یہ لوجہ اللہ کہاں رہا؟ اصل مسئلہ تو یہی ہے، لیکن اگر کہیں لوجہ اللہ تراویح پڑھانے والا حافظ نہ ملے تو وہاں ایک قابل عمل شکل یہ ہے کہ تراویح پڑھانے والے کو ماہِ رمضان کے لیے نائب امام بنایا جائے اور اس کے ذمّے ایک یا دو نمازیں

---

[1] رأىٰ في ثوب غيره نجسا مانعا، إن غلب على ظنه أنه لو أخبره أزالها وجب، وإلا لا، فالأمر بالمعروف علىٰ هٰذا. (الشامي: ۱/ ص۷۳۹، ط: دار الحديث القاهرة)

[2] لا لأجل الطاعات مثل (الأذان والحج والإمامة ...) (الشامي: ٦/ ص٥٥)

سپرد کی جائیں، تو اِس مذکورہ حیلے سے تنخواہ دینا اور لینا جائز ہوجائے گا۔ [۱]

(فتاویٰ رحیمیہ: ۶/ ۲۴۴، فتاویٰ محمودیہ: ۱۰/ ۱۷-۷۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

امام کے بارے میں بدگوئی کرنے والے کی نماز کا حکم

سوال: (۱۷۲) اگر کوئی شخص مقتدی امام سے متعلّق بدگوئی کرتا رہتا ہو تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... بلا وجہ امام کی بُرائی کرنا بڑے گناہ کا کام ہے، توبہ کرنی چاہیے، البتہ ایسے شخص کی نماز امام کے پیچھے صحیح ہوجائے گی۔

(فتاویٰ محمودیہ: ۶/ ۳۳۱، بحوالہ احکام القرآن للجصاص)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

فاسق امام کی امامت کا حکم

سوال: (۱۷۵) اگر کوئی امام شادی شدہ ہونے کے باوجود اجنبی عورتوں سے تعلقات رکھے تو کیا ایسے شخص کو امام رکھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... جو امام نامحرم عورتوں سے ناجائز تعلقات رکھنے کا عادی ہو وہ فاسق ہے، ایسے امام کا امامت کرانا اور لوگوں کا اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ [۲]

البتہ اس کے پیچھے نماز صحیح ہوجائے گی۔ نیز اگر امام اِس فعل قبیح سے توبہ نہ کرے اور اس میں مبتلا رہے تو پھر ایسے آدمی کو امامت جیسے اہم منصب پر باقی نہ رکھنا چاہیے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مؤذّن سودی کاروبار کرنے والا ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۸۹) سودی معاملات کرنے والا شخص اگر مؤذّن ہو تو شرعاً اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... مؤذّن نیک، صالح اور متقی ہونا چاہیے، حدیث پاک میں

---

[۱] "يفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والإمامة والأذان". (رد المحتار: ۹ / ص۱٦٦)

[۲] ويكره إمامة عبد وفاسق. (الشامي: ۲ / ص۳۷۹، ط: دار الحديث، القاهرة)

وارِد ہے: "یُؤَذِّنُ لَکُمْ خِیَارُکُمْ" یعنی تم میں سے جو آدمی نیک صالح ہو وہ اذان کہے۔ [۱]

لہٰذا جو شخص پابندِ شرع نہ ہو بلکہ فاسق اور گنہگار ہو، سودی معاملات کا عادی ہو، ایسے شخص کو سمجھایا جائے، اگر سچّی توبہ کر لے تو اس کو بطورِ مؤذّن برقرار رکھا جائے تو کوئی حرج نہیں، البتہ اگر سمجھانے کے بعد بھی توبہ نہ کرے تو ایسے شخص کو مؤذّن جیسے اعلیٰ منصب پر باقی نہ رکھنا چاہیے۔ [۲]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

اذان کا جواب دینا کن لوگوں کو اور کس حالت میں دینا چاہیے؟

سوال: (۱۹۳) اذان کا جواب دینا کن پر واجب ہے؟ مسجد کے اندر جو لوگ موجود ہیں اُن پر یا باہر والوں پر؟ وضو اور کھانے پینے کے دوران اذان کے جواب دینے کا کیا حکم ہے؟ نیز کیا وضو کے دوران، کھاتے وقت یا اذان کے دوران کوئی سلام کرے تو جواب دے سکتے ہیں؟ اسی طرح درسِ حدیث کے دوران اَذان ہو تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......اذان کا جواب زبان سے دینا اگرچہ بعض حضرات کے نزدیک واجب ہے، لیکن راجح ومختار مذہب یہ ہے کہ زبان سے اذان کا جواب دینا واجب نہیں ہے، بلکہ افضل ومستحب ہے، یہ حکم مسجد کے اندر اور باہر والے تمام کے لیے ہے۔ [۳]

کھاتے وقت، نیز درس وتدریس اور وضو کے درمیان اذان کا جواب دینا ضروری نہیں ہے، لیکن اگر پھر بھی کسی نے جواب دے دیا تو ثواب کا مستحق ہوگا۔

کھاتے وقت، نیز وضو اور اذان کے دوران سلام کا جواب دینا واجب نہیں ہے، البتہ جواب دے سکتے ہیں۔ [۴] (کتاب الفتاویٰ: ۶/ ۱۲۱-۱۲۲، فتاویٰ دار العلوم: ۱۷/ ۲۰۵)

درسِ حدیث کے وقت اذان کا جواب دینا ضروری نہیں ہے، لیکن اگر کسی نے جواب دے دیا

---

[۱] "يؤذن لكم خياركم، ويؤمكم أقرأكم". (الحاوي الكبير: ۲/ ۵۶، دار الكتب العلمية)

[۲] "ويكره أذان جنب ... وفاسق، ولو عالما ... الخ". (الدر المختار: ۲/ ص۸۳، ط: دار الحديث، القاهرة)

[۳] "ولو كان في المسجد حين سمعه ليس عليه الإجابة ...الخ". (الدر المختار: ۲/ ص۹٤)

[۴] "رد السلام واجب إلا على من في الصلوٰة، أو بأكل شغلا ...الخ". (الشامي: ۲/ ص٤٨٤)
(ويجيب) وجوبا، وقال الحلواني ندبا، والواجب الإجابة بالقدم. (الدر المختار: ۲/ ص۸۹)

تو ثواب ملے گا۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سجدۂ سہو کے متعلق ایک مسئلہ

سوال: (۲۰۱) امام صاحب فجر کی نماز پڑھا رہے تھے، ان سے غلطی ہوئی، کسی نے لقمہ دیا تو امام صاحب نے غلطی درست کر لی، تو کیا اس سے سجدۂ سہو واجب ہوگا؟ اگر سجدۂ سہو واجب ہوا اور امام سجدہ نہ کرے تو کیا نماز کا اعادہ کرنا ہوگا؟ اگر نماز کا اعادہ کیا تو پہلی نماز معتبر ہوگی یا دوسری؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا......اگر امام سے قراءت میں غلطی ہوئی تھی جس کو امام صاحب نے لقمہ دینے کے بعد درست کرلیا، تو اِس صورت میں نماز صحیح ہوگئی، سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔

اور اگر کوئی ایسی غلطی ہوئی جس سے سجدۂ سہو واجب ہوجاتا ہے، اور سجدۂ سہو کرلیا تب بھی نماز صحیح ہوجائے گی، اعادے کی ضرورت نہیں ہے۔[2] لیکن اگر سجدۂ سہو واجب ہوا تھا، پھر بھی امام نے سجدۂ سہو نہیں کیا، تو اِس صورت میں نماز واجب الاعادہ ہوگی۔[3]

اور پہلی دو رکعات کا حکم یہ ہے کہ اس سے فرض ساقط ہوجاتا ہے، لیکن سجدۂ سہو نہ کرنے کی وجہ سے وہ واجب الاعادہ رہتی ہیں۔[4] اور دوسری دو رکعات پہلی دو رکعات میں جو نقصان ہوا اس کی تلافی کے لیے ہیں، جب دوسری دو رکعات سے اگلے نقصان کی تلافی ہوگئی تو اب نماز تام و کامل ہوگئی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جس کی بینائی کمزور ہو اس کے لیے جماعت اور عیدین کا حکم

سوال: (۲۰۲) ایک شخص کی بینائی کمزور ہے، نیز وہ بیمار ہونے کی وجہ سے گھر پر نماز پڑھتا ہے اور عیدین کے لیے عیدگاہ نہیں جاسکتا، تو ایسا شخص عیدین کے لیے کیا کرے؟

---

[1] لا حائضا ونفساء ... وجماع مستراح وأكل وتعليم علم وتعلمه ...الخ.
(الدر المختار: ۲ / صـ۹۰-صـ۹۱)

[2] (قوله بترك واجب) أي: من واجبات الصلوٰة الأصلية، لا كل واجب. (الشامي: ۲ / صـ۷۰٦)

[3] (ولها واجبات) لا تفسد بتركها، وتعاد وجوبا في العمد والسهو إن لم يسجد.
(الدر المختار: ۲ / صـ۱۹۷)

[4] والمختار أنه جابر للأول؛ لأن الفرض لا يتكرر. (الدر المختار: ۲ / صـ۱۹۹)

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......اگر کوئی شخص اس قدر بیمار ہے کہ چل کر مسجد تک نہیں جا سکتا، یا پیدل چلنے میں بے حد تکلیف ہوتی ہو تو ایسا شخص مسجد کے بجائے اپنے گھر تنہا پنج وقتہ نماز پڑھ سکتا ہے۔[۱] البتہ اگر ایسی کوئی خاص تکلیف یا بیماری نہیں ہے تو مسجد کی جماعت کو ترک نہ کرے، کیوں کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی خوب فضیلت وارد ہے۔

اور عیدین کو اگر کسی شرعی معقول عذر کی بِنا پر عید گاہ میں جا کر نہ پڑھ سکتا ہو تو گھر پر تنہا نہیں پڑھ سکتا، کیوں کہ عیدین کے لیے جماعت شرط ہے، تنہا پڑھنا صحیح نہیں۔[۲]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

استحقاقِ امامت کی ترتیب کے خلاف کرنا

سوال: (۲۱۶) کتب فقہ میں امامت کے زیادہ حقدار کے بارے میں جو ترتیب ہے کہ اعلم، پھر اقرأ، پھر اتقیٰ وغیرہ، اگر کسی جگہ اس ترتیب کے خلاف عمل ہو رہا ہو تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......کتب فقہ میں استحقاقِ امامت کی جو ترتیب بیان فرمائی گئی ہے اس کے مطابق امام مقرّر کرنا افضل ہے، اب اگر کہیں ایسا امام نہیں ملتا اور خلافِ ترتیب کسی نے امامت کروائی تو یہ بھی جائز ہے۔[۳] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

اَمرد کا اِمامت کرنا

سوال: (۲۵۲) اَمرد لڑکے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......اَمرد یعنی وہ لڑکا جو بے ریش ہو، اگر بڑی عمر کا یعنی بیس پچیس سال کا ہو اور دیکھنے میں اِتنا حسین وخوبصورت نہیں ہے کہ لوگوں کا اس کی طرف میلان ہو، تو وہ بلا کراہت امامت کر سکتا ہے، البتہ اگر اَمرد چھوٹی عمر کا ہے اور اس کے چہرے میں صباحت وملاحت ہے

---

[۱] (فلا تجب علی مریض ومقعد ... الخ) (الدر المختار: ۲ / ص۳۷۱)

[۲] (تجب صلاتهما) في الأصح (على من تجب عليه الجمعة بشرائطها) (الدر المختار: ۳ / ص۸۸)
والسادس (الجماعة، وأقلها ثلاثة رجال) (الدر المختار: ۳ / ص۵۹)

[۳] "ولو قدموا غير الأولیٰ أساؤوا بلا إثم ...الخ" (الدر المختار: ۲ / ص۳۷۸)

جس کی وجہ سے لوگوں کا میلان اس کی طرف ہوتا ہے تو ایسے لڑکے کی امامت مکروہ ہے۔[1]

والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مقتدی جماعت کے لیے کب کھڑے ہوں؟

سوال: (۲۷۹) تکبیر شروع ہوتے ہی یا اس سے پہلے جماعت کے لیے کھڑا ہونا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... ''حی علی الفلاح'' کے وقت مقتدیوں کا کھڑا ہونا صرف آداب میں سے ہے۔[2] لہٰذا اس سے پہلے شروع تکبیر ہی سے کوئی کھڑا ہوجائے تو جائز ہے، اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، بلکہ افضل ہوگا کہ شروع تکبیر ہی سے کھڑا ہوجائے، تاکہ تکبیر ختم ہونے تک صفوں کو سیدھا کرلیا جائے، کیوں کہ صفوں کو سیدھا کرنے کی بہت تاکید وارد ہے، اور صفیں درست نہ رکھنے پر سخت وعیدیں وارِد ہیں۔[3] لہٰذا ان وعیدوں سے بچنے کے لیے ابتدائے اقامت ہی سے کھڑا ہوجانا افضل ہے، چنانچہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یہ ثابت ہے کہ وہ ابتدائے اقامت ہی سے کھڑے ہوجاتے تھے۔[4] (فتاویٰ دار العلوم: ۲/ ۱۱۲-۱۱۳)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

قعود میں التحیات کے وقت انگلیاں کیسی رکھنی چاہیے؟

سوال: (۲۸۰) قعود میں التحیات کے وقت شہادت کی انگلی اٹھا کر حلقے کی شکل بنا کر رکھنا درست ہے یا انگلیاں سیدھی کرلینا درست ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... التحیات میں "أَشْهَدُ أَنَ لَا إِلٰهَ" کے وقت شہادت کی

---

[1] (قوله: وكذا تكره خلف أمرد) الظاهر أنها تنزيهية أيضا ... أن المراد به الصبيح الوجه. (الشامي: ٢ / ص٣٨٤)

[2] (والقيام) لإمام ومؤتم (حين قيل: حي على الفلاح) (الدر المختار: ٢ / ص٢٣٤- ص٢٣٥)

[3] "لتسون صفوفكم، أو ليخالفن الله بين وجوهكم". (صحيح مسلم / باب تسوية الصفوف / الرقم: ٤٣٦)

[4] عن عبد الرزاق عن ابن جريج قال: أخبرني ابن شهاب أن الناس كانوا ساعة يقول المؤذن: الله أكبر، الله أكبر، يقيم الصلاة، يقوم الناس إلى الصلاة، فلا يأتي النبي صلى الله عليه وسلم مقامه، حتى تعتدل الصفوف. (المصنف لعبد الرزاق / الرقم: ٢٠٠٤، ط: دار التأصيل)

انگلی اٹھانا اور "اِلَّا اللہ" کے وقت اس کو رکھ دینا اور بقیہ انگلیوں کا حلقہ بنانا مسنون ہے، اور حلقہ فارغ ہونے تک بنائے رکھنا چاہیے۔ (شامی: ۱/ ۴۱۴، فتاویٰ محمودیہ: ۵/ ۶۳۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا

سوال: (۲۸۱) چین والی گھڑی پہن کر نماز درست ہوگی یا فاسد ہوجاتی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... اسٹیل، پیتل وغیرہ سے بنی ہوئی چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا حرام تو نہیں ہے، جیسا کہ فتاویٰ محمودیہ میں حضرت مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ [1] (فتاویٰ محمودیہ: ۶/ ۶۶۹)

البتہ بعض حضرات نے اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ قرار دیا ہے، جیسا کہ فتاویٰ اشرفیہ گجراتی (جلد: ۳/صفحہ: ۹۸) میں حضرت مولانا اشرف صاحب راندیری رحمۃ اللہ علیہ نے مکروہ قرار دیا ہے۔

لہٰذا ورع وتقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو پہن کر نماز پڑھنے سے گریز کیا جائے۔ جیسا کہ حضرت اقدس مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رحیمیہ میں رقم فرمایا ہے کہ اسٹیل کا پٹہ چھوڑ کر چمڑے کا پٹہ استعمال کیا جا سکتا ہے تو پھر اسٹیل وغیرہ کا پٹہ استعمال کرنے سے بچنا احتیاط کا تقاضا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/ ۱۵۷) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

اقامت میں حیعلتین کے وقت دائیں اور بائیں جانب چہرہ پھیرنا

سوال: (۳۵۱) اقامت میں حیعلتین کے وقت دائیں اور بائیں جانب چہرہ پھیرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... اِمداد الفتاویٰ کے حاشیے میں ہے کہ اقامت میں حیعلتین کے وقت تحویل وجہ سے متعلّق تین اقوال ہیں: اوّل یہ کہ تحویل نہ کرے، اس لیے کہ اقامت حاضرین کے اِعلام کے لیے ہے، برخلاف اذان کے، کہ وہ غائبین کے لیے اِعلام ہے۔ دوم یہ کہ اگر جگہ وسیع ہو یعنی مسجد بڑی ہو تو تحویل کرے، ورنہ نہ کرے۔ سوم یہ کہ خواہ جگہ وسیع ہو یا نہ ہو، بہر صورت تحویل

---

[1] ولا يكره في المنطقة حلقة حديد أو نحاس. (الد المختار: ۹ / ص۷۲۵/ فصل في اللبس)

کرے۔ یہ تیسرا قول صاحب درمختار کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ ؎۱

(امداد الفتاویٰ: ۱/ ۴۴۰/ باب الاذان والاقامۃ)

لیکن السراج الوہاج میں پہلا قول ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے منحۃ الخالق حاشیہ البحر الرائق میں النہر الفائق شرح کنز الدقائق سے اسی کی ترجیح نقل کی ہے۔ ؎۲

نیز حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے محمود الروایہ حاشیہ شرحِ نقایہ میں اذان واقامت کا فرق بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: "وكذا لا تحويل فيها". (۱/ ۶۱) یعنی ایک فرق یہ بھی ہے کہ اذان میں تحویل ہے، اقامت میں تحویل نہیں ہے۔ اور گو یہ بات صحیح ہے کہ اِقامت احد الاذانین ہے، لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ اذان کی تمام سنتیں اقامت میں بھی ہوں، جیسے اذان میں انگلیوں سے کان بند کرنا مسنون ہے، نیز ترسّل یعنی ٹھہر ٹھہر کر اذان دینا بھی مسنون ہے، لیکن اقامت میں یہ دونوں چیزیں مسنون نہیں ہیں، لہٰذا صحیح قول یہ ہے کہ اقامت میں تحویل مسنون نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مریض کا نماز کے عوض فِدیہ دینا

سوال: (۱۴۴) ہمارے گاؤں میں ایک عورت کو ضعف اور پیرانہ سالی کی وجہ سے نماز پڑھنے میں بہت دقّت ہے، وہ چاہتی ہے کہ ہر نماز کے عوض فِدیہ دے دے، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... نماز کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی نماز کو کسی عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر ادا نہیں کر سکتا تو بیٹھ کر ادا کرے، اور اگر بیٹھ کر بھی نماز ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو لیٹ کر اشارے سے نماز ادا کرے۔

لہٰذا اگر مذکورہ عورت ضعف کی وجہ سے قیام کی طاقت نہ رکھتی ہو تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ رکھتی ہو تو لیٹ کر اشارے سے نماز ادا کرے، محض ضعف و دقّت کی وجہ سے نماز کو ترک کرنا

؎۱ "وكذا فيها مطلقا، أي: في الإقامة، سواء كان المحل متسعا أو لا". (الشامي: ۲/ ص۷۲)

؎۲ قوله في السراج الوهاج: "لا يحول ...الخ" قال في النهر: الثاني أعدل الأقوال.

مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے السعایہ میں اسی کو حق کہا ہے: "قلت والحق الصريح هو القول الأول". (السعاية: ۲/ ص۱۸)

اوراس کے عوض فِدیہ ادا کردینا جائز نہ ہوگا۔ [1] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نیت کرتے وقت تعدادِ رکعات میں غلطی ہوجائے

سوال: (۱۴۹)......(۱) فجر کی نماز کی نیت میں زبان سے دو کے بجائے چار رکعات نکل گیا، جب کہ دِل میں دو ہی رکعات پڑھنے کی نیت تھی، تو کیا حکم ہے؟

مسافر امام کا مقیم مقتدیوں کو چار رکعات پڑھانا

(۲)......مسافر امام نے مقیم مقتدیوں کو چار رکعات پڑھا دیں، جب کہ امام کو تحریمہ کے بعد اپنا مسافر ہونا یاد آگیا تھا، تو کیا حکم ہے؟ نماز صحیح ہوگی؟ امام نے آخر میں سجدۂ سہو بھی نہیں کیا۔

سورۂ فاتحہ کا تکرار

(۳)......اگر کوئی سورۂ فاتحہ کے بعد ضم سورۃ کے بجائے دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......(۱) دِل میں فجر کی دو رکعات کی نیت تھی اور زبان سے چار رکعات کا لفظ نکل جائے تو کوئی حرج نہیں، نماز صحیح ہوجائے گی۔ [2]

(۲)......مسافر امام چار رکعات والی نماز میں قصر کے بجائے اِتمام کرے تو مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی، اور مسافر کی نماز بھی سجدۂ سہو نہ کرنے کی صورت میں واجب الاعادہ ہے۔ [3]

(فتاویٰ دارالعلوم جدید: ۴)

(۳)......نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا ایک مستقل واجب ہے، اور اس کے بعد ضم سورۃ ایک

---

[1] في البحر عن القينية: لا فدية في الصلوات حالة الحياة، بخلاف الصوم.
(الشامي: ۲ / ص۷٤۲ / باب صلوٰة المريض)

[2] (والمعتبر فيها عمل القلب اللازم للإرادة) فلا عبرة بالذكر باللسان إن خالف القلب.
(الدر المختار: ۲ / ص۱۲۷ / باب شروط الصلوٰة)

[3] (قوله: لم يصر مقيما) فلو أتم المقيمون صلاتهم معه فسدت؛ لأنه اقتداء المفترض بالمتنفل.
(الشامي: ۳ / ص۲۱)
(فلو أتم مسافر إن قعد في) القعدة (الأولىٰ تم فرضه) ولكنه (أساء) لو عامدا لتأخير السلام، وترك واجب القصر. (الشامي: ۲ / ص۱۸)

مستقل واجب ہے، لہٰذا سورۂ فاتحہ کے بعد اس کے ساتھ سورۃ ملانا واجب ہے، سورۂ فاتحہ کو مکرّر پڑھنا درست نہ ہوگا۔ [1]

سفر واِقامت کے درمیان تردّد ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال:(۱۶۶) مجاہد کے لیے نماز میں قصر ہے یا نہیں؟ کیوں کہ مجاہد کہیں بھی جائے یا اپنے گھر پر ہو، ہر وقت یہ اندیشہ رہتا ہے کہ دُشمن سے مقابلے کے لیے روانہ ہونا پڑے، تو وہ نماز میں قصر کرے یا اِتمام؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... مجاہد اگر سفرِ شرعی پر ہے، یعنی اپنے وطن سے اڑتالیس میل کی دوری پر ہے، اور اس نے وہاں پندرہ دِن یا اس سے زیادہ اِقامت کی نیت نہیں کی ہے تو اِس صورت میں وہ قصر کرے، اور اگر کسی جگہ اِقامت کی نیت تو کی ہے لیکن وہاں اقامت کا یقین نہیں ہے کہ معلوم نہیں کب یہاں سے نکلنا پڑے، تو اِس صورت میں بھی وہ قصر کرے گا، اور اگر اِقامت کی نیت کی اور یقین بھی ہے کہ یہاں سے پندرہ دِن سے پہلے نکلنا نہیں ہوگا، کیوں کہ وہ جگہ مامون ہے، تو اِس صورت میں وہ اِتمام کرے گا۔ اور اگر مجاہد اپنے وطنِ اصلی میں ہے تب تو بہر صورت وہ اِتمام کرے گا۔ [2]

یاد رہے کہ سفر میں متبوع کی نیت کا اعتبار ہے، اور مجاہد تابع ہے اور امیرِ لشکر متبوع ہے، تو یہاں بھی امیرِ لشکر کی نیت کے مطابق قصر واِتمام کا حکم ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسبوق کی ترتیب قراءت سے متعلّق ایک مسئلہ

سوال:(۱۸۵) مسبوق جب اپنی چھوٹی ہوئی رکعت کی قضا کے لیے کھڑا ہو تو کیا اس کے لیے ضروری ہے کہ اِمام نے جس ترتیب سے قراءت کی ہے اُس ترتیب کا لحاظ رکھے یا اِمام کی ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری نہیں ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... مسبوق کے ذمّے امام کی ترتیب لازم نہیں ہے، وہ اپنی نماز

---

[1] (قوله: وكذا ترك تكريرها ... إلخ) فلو قرأها في ركعة من الأولين مرتين وجب سجود السهو لتأخير الواجب. (الشامي: ۲ /صـ۲۰٤؁ / باب صفة الصلوٰة)

[2] (أو دخل بلدة ولم ينوها) أي مدة الإقامة (بل ترقب السفر) غدا أو بعده (ولو بقي) على ذلك (سنين) إلا أن يعلم تأخر القافلة نصف شهر. (الشامي: ۲ /صـ۱۵ - صـ۱٦)

میں منفرد کے حکم میں ہے۔[1]　　واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

رمضان میں وِتر جماعت سے پڑھنا افضل ہے یا منفرداً

سوال: (۱۹۲) رمضان میں وِتر کو جماعت کے ساتھ پڑھنا واجب ہے یا مسنون؟ کیا وِتر کی جماعت کسی واعظ کا وعظ سننے کے لیے ترک کر سکتے ہیں؟ رمضان میں تہجد کی جماعت قائم کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......رمضان میں با جماعت وِتر ادا کرنا مسنون ہے۔ اور اس کو کسی واعظ کا وعظ سننے کے لیے ترک نہیں کرنا چاہیے۔ (البحر الرائق: ۲/ ۱۲۲)

تہجد کی نماز با جماعت پڑھنا مکروہ ہے، البتہ اگر کبھی کبھار دو تین آدمی جو بغیر بُلائے اور بغیر کسی اہتمام کے جمع ہو جائیں اور جماعت سے تہجد پڑھ لیں تو مکروہ نہیں ہے۔

امام کے سوا دو آدمی ہوں تو بالاتفاق مکروہ نہیں ہے، تین ہوں تو اختلاف ہے، اور چار ہوں تو بالاتفاق مکروہ ہے۔ (شامی: ۲/ ۶۵۳/ باب الوتر والنوافل)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

فوت شدہ نمازوں کی قضا سے متعلق ایک مسئلہ

سوال: (۲۵۰) میری عمر فی الحال (مئی/ ۱۹۹۷ء) میں ۶۴ سال کی ہوئی، میری ولادت مئی/ ۱۹۳۳ء میں ہوئی تھی، مجھ پر نماز اس وقت فرض ہوئی جب میں پندرہ سال کی تھی، مجھے ۵۷ سال اور اوپر چار یا پانچ ماہ کی عمر تک حیض کا خون آیا، کچھ مجبوریوں کی وجہ سے پابندی کے ساتھ نمازیں ادا نہیں کر سکی، اب تقریباً ۳۰ سال سے پابندی کے ساتھ تمام نمازیں پڑھتی ہوں، اور سولہ سال سے فوت شدہ نمازوں کی قضا بھی کرتی ہوں، اب مجھ پر کتنی نمازیں قضا کرنا باقی ہے؟ مطلع فرمائیں۔

نیز میں بارہ رکعات تہجد، دس رکعات اِشراق اور بارہ رکعات چاشت پڑھتی ہوں، کیا اِن نوافل کی وجہ سے میرے فرائض میں اضافہ ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... پندرہ سال تک آپ نابالغہ تھیں، اس لیے اِتنے سال منہا

---

[1] والمسبوق من سبقه الإمام بها أو ببعضها، وهو منفرد فيما يقضيه. (الشامي: ۲ / ص۴۴۳/ كتاب الصلوٰة / باب الإمامة)

کردیے جائیں، کیوں کہ آپ مکلّف نہیں تھیں، نیز پندرہ سال کے بعد سے ۵۷ سال اور پانچ ماہ تک آپ کو جو ہر ماہ آٹھ دِن حیض آتا تھا وہ ایام نیز پانچ مرتبہ بچّوں کی ولادت کے وقت پندرہ پندرہ دِن نفاس کا خون آتا تھا وہ ایام، اس طرح دونوں کا ملایا جائے تو گیارہ سال اور بانوے دِن ہوتے ہیں، ان کو بھی منہا کردیا جائے اس طرح ۶۴ سال میں سے کل ۲۶ سال اور آٹھ ماہ آپ کے لیے معافی کے ایام ہیں، باقی رہے ۳۸ سال، اور آپ کے بیان کے مطابق ۳۰ سال سے پابندی کے ساتھ تمام نمازیں ادا کررہی ہیں، اگر ان تیس سالوں کو نکال دیں تو آٹھ سال باقی رہتے ہیں، اور آپ سولہ سال سے قضائے فوائت کررہی ہیں، تو اگر آپ نمازوں کی قضا کررہی ہیں تو آپ کے ذمّے کسی بھی نماز کی قضا باقی نہیں رہتی۔ ہاں اگر آپ نے قضا نہ کی ہو تو اِن آٹھ سالوں کی قضا لازم ہوگی۔

رہا دوسرا سوال کہ نوافل سے فرائض میں اضافہ ہوتا ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نوافل کی وجہ سے فرائض میں زیادتی نہیں ہوتی، جتنی فرائض ذمّے ہوں وہ تمام قضا کرنی پڑتی ہیں، ہاں البتہ نوافل سے اتنا فائدہ ضرور ہوتا ہے کہ اگر فرائض میں کچھ نقص وکوتاہی رہ جائے تو نوافل سے اس کی تلافی ہوجاتی ہے۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عورتوں کے لیے تراویح کا حکم

سوال: (۲۷۰) جن علاقوں میں مستورات کے اندر رمضان المبارک کی تراویح کا رِواج نہیں ہے، تو اگر وہ مستورات عشاء کی نماز کے بعد بیس رکعات نفل بہ نیت تراویح ادا کریں تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا ...... درست ہے جب کہ تنہا پڑھیں۔[2] بلکہ عورتوں کو بھی چاہیے کہ تراویح ادا کرنے کا اہتمام کریں، کیوں کہ وہ سنّت مؤکدہ ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] (قوله لجبر النقصان) أي ليقوم في الآخرة مقام ما ترك منها لعذر كنسيان، وعليه يحمل الخبر الصحيح أن فريضة الصلاة والزكاة وغيرهما إذا لم تتم تكمل بالتطوع، وأوّله البيهقي بأن المكمل بالتطوع هو ما نقص من سنتها المطلوبة فيها: أي فلا يقوم مقام الفرض.

(الشامي: ۲ / ص۵۹۰)

[2] (التراويح سنة) مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين (للرجال والنساء) إجماعا.

(الدر المختار: ۲ / ص٦٤٤ - ٦٤٥)

عصر کے بعد نماز پڑھنے سے متعلّق تفصیل

سوال: (۲۹۶) عصر کے بعد نماز پڑھنے کے بارے میں کیا تفصیل ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......عصر کے بعد کسی بھی قسم کی نفل یا سنّت پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ عصر کے بعد سورج کے زرد ہونے سے پہلے یعنی جب تک سورج میں تیزی باقی ہو وہاں تک کوئی فرض یا واجب نماز پڑھنا جائز ہے۔ (یہ بھی تنہائی میں پڑھے، علانیہ نہ پڑھے) اسی طرح مذکور وقت میں نمازِ جنازہ اور سجدۂ تلاوت بھی جائز ہے۔[1] سورج کے زرد ہو جانے کے بعد ان کی بھی اجازت نہیں، ہاں اگر اسی وقت سجدۂ تلاوت یا نمازِ جنازہ واجب ہو تو مع کراہت جائز ہے، اسی طرح اسی دِن کی عصر باقی ہو تو مذکور وقت میں اس کو بھی پڑھ سکتے ہیں۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ستر (۷۰) کلومیٹر کی مسافت سے زائد سفر ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۵۲) میں مکاتب دینیہ کے تعلیمی معاینے کے لیے کھروڈ گاؤں سے ستر (۷۰) کلومیٹر کی مسافت پر ایک بستی تک جاتا ہوں، پھر وہاں سے آگے دیگر بستیوں میں بھی جاتا ہوں، تو میرے لیے حکم قصر کا ہے یا اِتمام کا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......آپ کھروڈ سے جس گاؤں کے سفر کا ارادہ رکھتے ہیں اگر وہ کھروڈ سے ۷۷ کلومیٹر (۷۲۴ میٹر) ہے، تو آپ قصر کریں گے، ورنہ نہیں۔ لہٰذا آپ اس بستی سے آگے دیگر دیہاتوں میں جانے کا ارادہ یہیں کھروڈ سے رکھتے ہیں اور ان کی مسافت کھروڈ سے ۷۷ کلومیٹر (۷۲۴ میٹر) ہے تو آپ مسافر شمار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

رمضان میں عورتوں کا عشاء کے بعد وِتر سے پہلے ۲۰ رکعات پڑھنا

سوال: (۳۵۶) کیا عورتیں رمضان میں بعد العشاء قبل الوتر ۲۰ رکعات انفراداً تراویح کی نیت سے پڑھ سکتی ہیں؟

---

[1] (وسجدة تلاوة، وصلوٰة جنازة تليت) الآية. (الشامي: ۲ / ص۴۷)

[2] وكره نفل ... إلخ بعد صلاة فجر وعصر. (الشامي: ۲ / ص۵۰)

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا......عورتوں کا گھر میں انفراداً نمازِ تراویح ادا کرنا جائز ہے۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

منہ میں پان یا سپاری رکھ کر نماز پڑھنا

سوال: (۳۶۲) اگر کوئی شخص منہ میں پان یا سپاری رکھ کر نماز پڑھے، لیکن چبائے نہیں، تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا......اگر پان کا عرق حلق میں جاتا ہے تب تو نماز فاسد ہو جائے گی، ورنہ مکروہ ہوگی۔اسی طرح اگر سپاری کا کچھ حصہ ٹوٹ کر حلق میں داخل ہوجائے تو اگر چہ تھوڑا ہوتب بھی نماز فاسد ہوجائے گی۔[2] ورنہ صرف بغیر چبائے منہ میں رکھنے سے نماز فاسد نہ ہوگی، البتہ مکروہ ضرور ہوگی۔[3] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

فرض کی آخری دو رکعات میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھنا

سوال: (۳۹۱) کسی نے فرض کی آخری دو رکعات میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا......نماز صحیح ہوجائے گی۔(عمدۃ الفقہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

فرض کی آخری دو رکعات میں فاتحہ کے بعد سورۃ پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۹۲) اگر کسی نے فرض کی آخری دو رکعات میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۃ بھی ملا لی، تو کیا اس پر سجدۂ سہو لازم ہوگا؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا......فرض کی آخری دو رکعات میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملا لی تو اس سے سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا، کیوں کہ آخری دو رکعات میں صرف سورۂ فاتحہ پر اکتفا کرنا ضروری

---

[1] (التراويح سنة) مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين (للرجال والنساء) إجماعا.

(الدر المختار: ۲ / ص٦٤٤- ٦٤٥)

[2] (قوله: أما المضغ فمفسد) أي: إن كثر، وتقديره بالثلاث المتواليات. (الشامي: ۲ / ص٤٩٤)

[3] (وأكله وشربه مطلقا) ولو سمسمة ناسيا ...الخ ... أما المضغ فمفسد كسكر في فيه يبتلع ذوبه. (الشامي: ۲ / ص٤٩٣- ص٤٩٤)

نہیں ہے۔ لہ (فتاویٰ رحیمیہ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نماز میں کونسی دعا مفسد ہے؟

سوال: (۳۹۳) نماز میں کس طرح کی دعا کرنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... نماز میں عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں دعا کرنے سے، نیز عربی زبان ہی میں کوئی ایسی دعا کرنے سے جو قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو، یا ایسی چیز کی دعا کرنے سے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی بندے سے بھی طلب کی جاتی ہو، اس طرح کی دعاؤں سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ ٢ہ (علم الفقہ)

غیر عربی زبان میں دعا کے بارے میں تین قول ہیں: حرام، مکروہِ تحریمی اور مکروہِ تنزیہی۔ کراہت تحریمی کا قول ارجح واحوط ہے۔ (احسن الفتاویٰ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ایصالِ ثواب ہی میں نمازوں کے فِدیے کی نیت کرنا

سوال: (٦٨) اگر میّت کی طرف سے ایصالِ ثواب کے طور پر غرباء کو رقم دی جائے اور اسی میں میّت کی چھوٹی ہوئی نمازوں کے کفّارہ کی بھی نیت کرلی جائے تو کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ کیا اس طرح کفّارہ ادا ہو جائے گا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... میّت کے ایصالِ ثواب کے لیے جو رقم غرباء کو دی جائے اسی رقم سے اس کی چھوٹی ہوئی نمازوں کے فِدیے کی نیت کی جائے تو یہ صحیح نہیں ہے، کیوں کہ ایصالِ ثواب الگ چیز ہے، اور فِدیہ الگ چیز ہے، لہٰذا ایک ہی رقم سے دونوں کی نیت کرنا صحیح نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

لہ وفي أظهر الروايات: لا يجب؛ لأن القراءة فيهما مشروعة من غير تقدير، والاقتصار على الفاتحة مسنون لا واجب. (الشامي: ٢ / صـ٢٠١)

٢ہ ولو قال بالفارسية: ''خدابزرگ است'' ... الخ (فتاویٰ قاضي خان: ١ / صـ٨٢)

زکوٰۃ کے مسائل

سونا، چاندی اور نقد تینوں ہوں تو زکوٰۃ کس طرح واجب ہوگی؟

سوال: (۴۲۶) میرے پاس آٹھ تولہ سونا، گیارہ تولہ چاندی اور ڈھائی سو روپیے نقد ہیں، تو ان کی زکوٰۃ کتنی ہوگی؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......سال کے ختم پر زکوٰۃ ادا کرتے وقت آٹھ تولہ سونا، گیارہ تولہ چاندی کی جو بازار کی قیمت ہو وہ اور ڈھائی سو روپیے ملا کر کل رقم جتنی ہو اس کا چالیسواں حصّہ نکالا جائے گا، جیسا کہ آج کل (۲۰۰۰ء میں) سونے کے ایک تولے کا بھاؤ چار ہزار پانچ سو (۴۵۰۰) روپیے ہیں، اس حساب سے آٹھ تولے کی قیمت چھتیس ہزار (۳۶۰۰۰) روپیے ہوگی۔ اور چاندی کے ایک تولے کی قیمت اسّی روپیے ہیں، تو اس حساب سے گیارہ تولے کی قیمت آٹھ سو اسّی (۸۸۰) روپیے اور ڈھائی سو روپیے نقد ملا کر کل سینتیس ہزار ایک سو تیس (۳۷۱۳۰) روپیے ہوئے، اس کا چالیسواں حصّہ (۹۲۸۰،۲۵) نو ہزار دو سو اسّی روپیے اور پچیس پیسے نکالے جائیں۔[1]

والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

زکوٰۃ کی رقم ہسپتال میں دینا اور ہسپتال والوں کا زکوٰۃ کی رقم جمع رکھنا

سوال: (۴۸۵) زکوٰۃ کی رقم ہسپتال میں دینے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ کیوں کہ انتظامیہ اُن پیسوں کو جمع کر کے کبھی بھی سال کے دوران یا کئی سالوں بعد مسلمان مریضوں کے لیے استعمال کرتی ہے، تو اس طرح رقم کو جمع کر کے رکھنا صحیح ہے؟ اور اس سے زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......زکوٰۃ کی ادائیگی میں اصل یہ ہے کہ غریب فقیر کو اس رقم کا مالک بنانا ضروری ہے، لہٰذا زکوٰۃ کی رقم سے دوا خرید کر غریب حاجت مند مریضوں کو اُس دوا کا مالک بنا دیا جائے، اس طریقے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اور اگر آپ نے ہسپتال میں دی ہوئی زکوٰۃ کی رقم یا

---

[1] "وَيُضَمُّ الذَّهَبُ إِلَى الفِضَّةِ، وعَكسهُ لجامعِ الثمنيةِ قيمةً". (الدر المختار: ۳ / ۲۳۴، ط: زکریا)

اس سے دوا خرید کر ہسپتال والے کسی غریب فقیر مریض کو دے دیں تو بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ [1]

(۲)......زکوٰۃ کو سالوں تک صرف جمع کر کے رکھنے سے ادا نہیں ہوگی۔ [2]

ہسپتال والوں کو یہ رقم اسی سال استعمال کر دینی چاہیے، سالوں تک اس کو جمع نہ رکھیں، اگر سالوں تک رقم جمع رکھتے ہوں تو ایسی جگہ زکوٰۃ نہیں دینی چاہیے، اس سے زیادہ ضرورت مند جہاں ہوں ان کو دینی چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

ہبہ کرکے واپس لیے ہوئے زیور کی زکوٰۃ کس پر واجب ہوگی؟

سوال: (۴۸۵) میری والدہ کا نکاح ۱۹۶۵ھ میں ہوا تھا، اس وقت شادی میں دادا نے بارہ (۱۲) تولہ سونا دیا تھا، اس کے بعد گھر میں جھگڑا ہونے کی وجہ سے وہ سونا دادا نے واپس لے لیا تھا، اور جب بھی والدہ وہ سونا مانگتیں تو وہ منع کر دیتے اور کہتے کہ وہ استعمال ہو گیا ہے، اور والد صاحب کے پاس مانگتیں تو کہتے کہ مل جائے گا۔ خیر آج دادا کا انتقال ہو گیا ہے اور میراث بھی تقسیم ہو چکی ہے، والدہ کو سونے کے بدلے تینتیس ہزار (۳۳۰۰۰) روپیے دیے گئے ہیں، اب ہمیں نہیں معلوم کہ اس کی زکوٰۃ ادا کی ہے یا نہیں؟ تو کیا گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟ اگر زکوٰۃ ادا کریں تو وہ رقم ہی ختم ہو جائے گی تو اس رقم کا کیا جائے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......آپ کی والدہ کو شادی کے موقع پر جو سونا دیا گیا ہے اس کو شریعت کی زبان میں ہبہ کہتے ہیں، (کیوں کہ یہ سونا مہر کے طور پر نہیں دیا گیا) اور شریعت میں ہبہ کا حکم یہ ہے کہ جس کو ہبہ کیا گیا ہے وہ واہب کا ذی رحم محرم (جس کے ساتھ خونی رِشتہ ہو اور نکاح حرام ہو) نہ ہو تو ہبہ کرنے والا اپنی چیز موہوب لہٗ سے واپس لے سکتا ہے۔ [3]

اور اس کا واپس لینا اس صورت میں صحیح ہوگا، اگرچہ پسندیدہ نہیں ہے۔

---

[1] "يَصرِفُ المُزكي إلىٰ كلّهم، أَو إلىٰ بَعضهم، ... تمليكًا، لا إِباحةً".
(كتاب المسائل، الشامي : ١ / صـ١٨٣)

[2] "وَلَا تَجوزُ الزكوٰةُ إِلَّا إِذَا قَبَضَهَا الفقيرُ، أو قبضها من يجوزُ قبضُه لهٗ بولايتِه عليه".
(المحيط البرهاني: ٣ / صـ٢١٤)

[3] "وَإِذَا وَهَبَ هِبَةً لِأَجْنَبِيٍّ فَلَهُ الرُّجُوْعُ فِيْهَا". (الهداية : ٣ / صـ٤٠٨، ط: بشرىٰ)

اس تفصیل کے بعد مذکورہ مسئلے میں آپ کی والدہ کا آپ کے دادا سے خونی رِشتہ نہیں ہے، لہٰذا والدہ کے پاس سے واپس لینا صحیح ہوگا، اب یہ سونا دادا کی ملک ہے، والدہ کی ملکیت نہیں رہی، لہٰذا جب سے دادا نے والدہ سے سونا واپس لے لیا ہے اس وقت سے زکوٰۃ ادا کرنے کی ذمّے داری دادا کی ہوگی، والدہ کی نہیں، اب پچھلے سالوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی آپ کے ذمّے نہیں رہے گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

میراث کے مال میں زکوٰۃ کس پر واجب ہوگی؟

سوال: (۱۹۴/۱) ایک شخص کو اس کی ساس نے چالیس ہزار روپیے دیے اور کہا کہ اُن روپیوں کو میری لڑکیوں کو اس وقت دینا جب کہ اُن کی لڑکیوں (نواسیوں) کی شادی ہو، یہ پیسے ۱۹۹۷ء میں دیے تھے، ان پیسوں میں سے بعض لڑکیوں کو پیسے دے چکا ہوں اور بعض کو دینے باقی ہیں، کیوں کہ اُن کی لڑکیوں کی شادی نہیں ہوئی ہے، اب ساس کا انتقال ہو چکا ہے، تو جو رقم میرے پاس جمع ہے اس کی زکوٰۃ کی ذمّے داری کس کی ہوگی؟ اور کتنی زکوٰۃ دینی ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا ...... آپ کی ساس نے آپ کو جو چالیس ہزار روپیے اُن کی لڑکیوں کو دینے کے لیے دیے ہیں اور آپ نے ان کے کہنے پر جن لڑکیوں کو جو رقم دے دی ہے وہ لڑکیاں اس رقم کی مالک بن چکی ہیں، آپ کی ساس کے انتقال کے وقت جو رقم آپ کے پاس بچی ہے اس رقم کے حقدار اب آپ کی ساس کے وارثین ہوں گے، حتیٰ کہ وہ لڑکیاں جن کو آپ پہلے ساس کی حیات میں ان کے حصے کی رقم دے چکے ہیں ان کو بھی وراثت میں سے حصّہ ملے گا، جس وارث کے حق میں جتنی رقم آئے گی اس اعتبار سے ہر وارث اپنی رقم کی زکوٰۃ کا ذمّے دار ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

چھ(۶) تولہ سونے اور پکے مکان میں کتنی زکوٰۃ واجب ہوگی؟

سوال: (۵۰۵) ایک شخص کے پاس چھ(۶) تولہ سونا اور پکّا مکان ہے، تو اس میں کتنی زکوٰۃ واجب ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا ...... چھ(۶) تولہ سونے کے ساتھ کچھ چاندی یا کچھ روپیے یا تجارت کا مال ہو تو چھ تولہ سونے کو چاندی کے ساتھ یا روپیوں کے ساتھ یا تجارت کے مال کے ساتھ ملا

کر اس کی قیمت لگائی جائے، اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (درّ مختار: ۳/ ۲۳۴)

اور اگر چھ تولہ سونے کے ساتھ چاندی یا روپے یا تجارت کا مال یا اِن تینوں میں سے کچھ بھی نہ ہو اور صرف چھ تولہ سونا ہی ہو تو اس صورت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ اسی طرح چھ تولہ سونے کے ساتھ صرف مکان ہو جو رہائش کے لیے ہو، تجارت کے لیے نہ ہو، تو اس صورت میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، کیوں کہ رہائشی مکان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ [1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مقروض شخص کا زکوٰۃ کی رقم لینا

سوال: (۵۰۷) میرے ذمّے ایک لاکھ روپے قرض ہے، تو کیا میں زکوٰۃ یا سود کی رقم لے سکتا ہوں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... سب سے پہلے شرعی قانون کے اعتبار سے آپ کے ذمّے جو قرض ہے اسے وضع کرنے کے بعد آپ نصاب کے مالک ہیں تو زکوٰۃ وسود کی رقم نہیں لے سکتے، شرعی اعتبار سے نصاب کا مالک وہ شخص ہے جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہو، یا تھوڑا سونا اور تھوڑی چاندی ہو، یا کچھ پیسے ہوں یا تجارت کا مال ہو جو ملانے سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے، یا ضرورت سے زائد مکان، کپڑے، برتن یا کوئی اور ضرورت سے زائد چیز جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر ہو جائے تو ایسا شخص شرعاً نصاب کا مالک ہے، ایسا آدمی زکوٰۃ یا سود کی رقم نہیں لے سکتا، لہٰذا آپ بھی اپنا ایک لاکھ قرض وضع کرنے کے بعد مذکور تفصیل کے حساب سے نصاب کے مالک نہ بنتے ہوں تو آپ زکوٰۃ وسود کی رقم لے سکتے ہو۔ [2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے علیحدہ کی گئی رقم کا چوری ہو جانا

سوال: (۷ ۶۳) ایک شخص نے زکوٰۃ کی رقم الگ کر کے رکھی تھی وہ چوری ہو گئی، تو ایسی صورت میں

---

[1] "لَيْسَ فِيمَا دُونَ عِشْرِيْنَ مِثْقَالاً مِنَ الذَّهَبِ صَدَقَةٌ". (الهداية : ۱ / ص۳۱۳)

[2] "هُوَ الفَقِيرُ، وَهُوَ مَنْ يَمْلِكُ مَا لَا يَبْلُغُ نِصَابًا، وَلَا قِيمَتَهُ". (رد المحتار: ۳ / ص۲۸۹، ط: زكريا)

زکوٰۃ ادا ہوگئی یا پھر سے دینی ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......زکوٰۃ کی نیت سے الگ رکھی ہوئی رقم اگر چوری ہوجائے، یا گُم ہوجائے تو زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں ہوگی، لہٰذا مذکورہ صورت میں زکوٰۃ پھر سے ادا کرنی ہوگی۔

(فتاویٰ رحیمیہ، محمودیہ، دارالعلوم)

واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

چندہ کر کے جمع کی ہوئی زکوٰۃ کی رقم اگر بچ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۶۵۱) ہمارے گاؤں میں ایک بوڑھے شخص بہت ہی غریب تھے، وہ بیمار ہوگئے تو ان کے علاج کے لیے چندہ کیا گیا، بیرونِ ملک سے بھی پیسے آئے، اب ان کا انتقال ہوگیا ہے اور چندے میں سے کچھ رقم بچ گئی ہے، تو کیا اس رقم کو دوسرے غریب آدمی کے علاج کے لیے استعمال کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......جن لوگوں کے پاس سے چندے کی رقم وصول کی گئی ہے ان کو پوچھ لیا جائے اور وہ لوگ مذکور شخص کے لیے استعمال کی اجازت دیں تو استعمال کر سکتے ہیں، اگر وہ اجازت نہ دیں تو استعمال نہیں کر سکتے، بلکہ دینے والے جس کام میں کہیں اسی میں استعمال کرنا ضروری ہے۔ (کتب فتاویٰ) واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ شبیر احمد دیولوی

غریب کسے کہتے ہیں؟ اپنے نام کے ساتھ شاہ، فقیر لکھنے والے غریب ہیں؟

سوال: (۶۵۲) شریعت میں غریب کس کو کہتے ہیں؟ بہت سے لوگ اپنے نام کے پیچھے ''شاہ'' یا ''فقیر'' لکھتے ہیں، جب کہ ان کی مالی حالت اچھی ہوتی ہے، تو یہ لوگ فقیر کہلائیں گے یا نہیں؟ کیا ان کو زکوٰۃ وصدقات دے سکتے ہیں؟ کیوں کہ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس کے حقدار ہیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......جس شخص کے پاس ۸۷ گرام اور ۴۸۰ ملی گرام سونا نہ ہو، یا ۶۱۲ گرام اور ۳۶۰ ملی گرام چاندی نہ ہو، یا تھوڑا سونا اور تھوڑی چاندی یا نقد رقم یا تجارت کا مال جس کی قیمت ۶۱۲ گرام ۳۶۰ ملی گرام چاندی کے برابر نہ ہو یا اتنی چاندی کی قیمت کے برابر ضرورت سے زائد سامان (کپڑے، برتن، بستر، فرنیچر وغیرہ) نہ ہو، اسی طرح ضرورت سے زائد مکان نہ ہو تو

ایسا شخص شریعت کی نگاہ میں غریب ہے، وہ زکوٰۃ کا حقدار ہوگا۔ [۱]

جن لوگوں کا سرنیم شاہ، فقیر اور دیوان ہو محض اِن سرنیم کی بنیاد پر وہ زکوٰۃ کے حقدار نہیں ہوں گے، اس کے باوجود اگر انھیں زکوٰۃ کی رقم دی گئی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ (کتب فتاویٰ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ڈپوزٹ کی رقم میں زکوٰۃ کس پر واجب ہوگی؟

سوال: (۷۰۲) ایک شخص نے پچاس ہزار روپے ڈپوزٹ ادا کر کے دُکان کرایے پر لی اور کہا کہ جب دُکان واپس دیں گے تب پچاس ہزار واپس ملیں گے، تو اب اس رقم کی زکوٰۃ کس پر واجب ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جس شخص نے ڈپوزٹ ادا کی ہے وہی اِس رقم کا اصل مالک ہے، لہٰذا اسے اس رقم کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔ (کتاب المسائل: ۱/ ۱۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

زکوٰۃ کی رقم کو مدرسے میں بورِنگ اور پانی کی ٹنکی کے لیے استعمال کرنا

سوال: (۷۳۶) کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام مندرجۂ ذیل مسئلے کے بارے میں کہ زکوٰۃ کی رقم کو مدرسے میں پانی کے لیے بورِنگ، ٹنکی اور پائپ وغیرہ میں خرچ کر سکتے ہیں؟ اگر خرچ کر سکتے ہیں تو اس کا طریقہ کیا ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... زکوٰۃ کی رقم مذکورہ فی السوال کاموں میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ زکوٰۃ میں تملیک شرط ہے، اور مذکورہ کاموں میں خرچ کرنے میں تملیک نہیں پائی جاتی۔ [۲]

البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ کوئی غریب آدمی (طالب علم) قرض لے کر مدرسے کے یہ کام کرادے، پھر زکوٰۃ کی رقم اس غریب کو قرض ادا کرنے کے لیے دے دی جائے۔ واللہ اعلم۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

---

[۱] "ولا يَصِحُّ دفعُها لكافر وغنيٍ يملِكُ نصابًا، أَو ما يُساوي قيمتَه من أَيِّ مالٍ كان فاضل عن حوائجِه الأصليةِ". (كتاب المسائل، الدر المختار، مراقي الفلاح: ۱/ ص۱۸۶)

[۲] "لا يُصرَفُ مَالُ الزكٰوةِ إِلىٰ بِنَاء المَسجد. وفي الشامية : كَبِنَاءِ القناطيرِ وَالسِّقَايَاتِ، وَإِصلاحِ الطرقاتِ، وَكرى الأنهارِ، والحج والجهادِ، وَكُلِّ مَا لَا تَمليكَ فيه". (الشامي : ۱ ص۲۹۱)

امانت کی رقم اگر چوری ہو جائے تو کیا زکوٰۃ کی رقم اس کی جگہ دے سکتے ہیں؟

سوال: (۷۴۷) ایک بیوہ عورت کو میں نے بڑی رقم امانت کے طور پر دی تھی، اب وہ رقم چوری ہو گئی ہے، رقم اتنی ہے کہ وہ کما کر مجھے نہیں دے سکتی، تو کیا وہ بیوہ عورت زکوٰۃ و خیرات لے کر اپنا یہ قرض ادا کر سکتی ہے؟ اس سلسلے میں مذہب اسلام کیا رہبری کرتا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... جس بیوہ عورت کو امانت کے طور پر رقم دی تھی انھوں نے اس رقم کو مکمّل حفاظت سے رکھا تھا پھر بھی چوری ہو گئی ہو، اور اس میں ان کی طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہوئی ہو تو ایسی صورت میں یہ عورت چوری شدہ رقم کو واپس کرنے کی ذمّے دار نہیں ہوگی، یہ رقم امانت رکھنے والا اُس کے پاس سے واپس نہیں مانگ سکتا۔ [1]

لہٰذا اس صورت میں زکوٰۃ و خیرات کی رقم لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اگر اس عورت نے اُس رقم کی جس طرح حفاظت کرنی چاہیے (جہاں رکھنا چاہیے وہاں نہیں رکھا) نہیں کی تو ایسی صورت میں رقم کا مالک اپنی رقم اس عورت کے پاس سے واپس مانگنے کا حقدار ہے، اور ایسی صورت میں اُس عورت کے پاس اتنی رقم نہ ہو اور وہ زکوٰۃ کی مستحق ہو تو وہ زکوٰۃ اور خیرات کی رقم لے کر اس کو ادا کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

صدقہ کیا چیز ہے؟ زندہ بکرا یا گوشت کا صدقہ کرنا

سوال: (۷۴۹) محترم مفتی صاحب! مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ، للہ اور صدقے کا حکم فرمایا ہے، ہم جب زکوٰۃ اور للہ کی رقم لوگوں کو دیتے ہیں تو لے لیتے ہیں، لیکن صدقہ لینے سے بعض لوگ انکار کرتے ہیں، صدقے کو لوگ حقیر سمجھتے ہیں، تو یہ صدقہ کیا چیز ہے؟ صدقہ زندہ بکرے کی شکل میں، گوشت کی شکل میں اور پیسوں کی شکل میں دیتے ہیں، ہمیں صدقہ کس طرح ادا کرنا چاہیے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کو صدقہ کہا جاتا ہے، خواہ وہ زکوٰۃ کی صورت میں ہو یا صدقۃ الفطر کی صورت میں ہو، یا نفل

---

[1] "الوَدِيعةُ أَمانةٌ فِي يدِ المودَعِ، إذا هَلَكَتْ لم يَضمَنْهَا، وللمُودَعِ أَن يَحفظَها بنفسِه، فإِن حفظَها بغيرِهم، أَو أَودَعَهَا غيرَهم ضَمِن". (الهداية: ۳ / ۳۸۸ / كتاب الوديعة، ط: بشرىٰ)

صدقہ ہو، یا للہ رقم ہو، یا کوئی منّت مانی ہو اس پر مال دیا گیا ہو، ان سبھی پر صدقے کا اطلاق ہوتا ہے۔

ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر صرف مالداروں پر واجب ہے اور اس کے مستحقین صرف غریب لوگ ہیں، منّت کا مال بھی اسی پر واجب ہے جس نے منّت مانی ہو اور اِس کے مستحق بھی غرباء ہیں۔

رہی بات للہ رقم اور نفل صدقہ کی، تو یہ ہر کوئی دے سکتا ہے، خواہ مالدا ہو یا غریب، اور ہر کوئی خواہ مالدار ہو یا غریب اسے لے سکتا ہے، لہٰذا زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور منّت کی رقم از روئے شرع غریبوں کو لینا جائز ہے، اس لیے اِس رقم کو حقیر سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں، ہاں اتنی بات ہے کہ حدیث شریف میں زکوٰۃ کے مال کو ''میل'' کہا گیا ہے، اس لیے کچھ لوگ مستحق ہونے کے باوجود اسے لینا پسند نہیں کرتے، اور کچھ لوگ خوددار ہوتے ہیں، وہ اپنے ہاتھ اور محنت کی کمائی ہی کھانا پسند کرتے ہیں، اس لیے اسے لینا پسند نہیں کرتے، ورنہ جو لوگ زکوٰۃ لے لیتے ہیں ان کا صدقہ لینے کو حقیر سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ اور للہ رقم اور نفل صدقہ ہر کسی کے لیے لینا جائز ہے، لیکن اس میں بھی کچھ لوگ خودداری کی وجہ سے لینا پسند نہیں کرتے۔ اور زندہ بکرے، گوشت یا پیسوں کا صدقہ دیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

زکوٰۃ کی رقم مسجد میں استعمال کرنا

سوال: (۳/۷۶۹) مسجد میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا کیسا ہے؟ اور مسجد کی کمیٹی والے زکوٰۃ کی رقم حیلہ کر کے مسجد کے باہر کے کام میں اسے لے سکتے ہیں یا نہیں؟ جیسا کہ مسجد کی آمدنی کے لیے بلڈنگ بنانا، یا بیت الخلا بنانا، یا کوئی دوسرا تعمیری کام کرنا۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... زکوٰۃ کی رقم کے مستحق محتاج لوگ ہیں، لہٰذا اصل حکم تو یہ ہے کہ زکوٰۃ اصل مستحقین کو پہنچائی جائے، حیلہ کر کے مسجد میں استعمال نہ کی جائے، بلکہ مسجد کے لیے للہ رقم استعمال کی جائے۔

البتہ اگر مسجد کی دوسری کوئی آمدنی نہ ہو اور آمدنی کے لیے بلڈنگ بنانا از حد ضروری ہو یا مسجد میں بیت الخلا بنانا ضروری ہو، اور ان کاموں کے لیے مسجد کے پاس للہ رقم نہ ہو تو ایسی مجبوری میں زکوٰۃ کی رقم صحیح حیلہ کر کے ان کاموں میں استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔ واللہ اعلم۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

موبائل فون، گاڑی اور فریج حاجت اصلیہ میں شمار ہوں گے یا نہیں؟

سوال: (۲/۷۸۲)......(۱) موجودہ زمانے میں سونے اور چاندی کے نصاب کی مقدار کیا ہے؟

(۲)......موجودہ زمانے میں موبائل فون، گاڑی اور فریج وغیرہ حاجاتِ اصلیہ میں داخل ہوں گے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......(۱) سونے میں ۸۷ گرام ۴۸۹ ملی گرام اور چاندی میں ۶۱۲ گرام ۳۵ ملی گرام نصاب کی مقدار ہے۔

(۲)......سوال میں مذکورہ چیزیں موجودہ زمانے میں حاجت اصلیہ میں شمار ہوں گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

بارِش کے پانی سے پیدا ہونے والی پیداوار میں کیا واجب ہوگا؟

سوال: (۸۷۶)......(۱) ایک سو دس مَن چاول بارِش کے پانی سے پیدا ہوئے ہیں، ان میں کتنی زکوٰۃ واجب ہوگی؟

(۲)......سو (۱۰۰) ٹن گنّا نہر کے پانی سے پیدا ہوا ہے، اس میں کیا واجب ہوگا؟

(۳)......اگر سو مَن چاول نہر کے پانی سے پیدا ہوئے ہوں تو ان میں کیا واجب ہوگا؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......جو عُشری زمین بارِش کے پانی سے سیراب کی گئی ہو تو اس کی کُل پیداوار کا دسواں حصّہ اور جو زمین نہر کے پانی سے سیراب کی گئی ہو تو کل پیداوار کا بیسواں حصّہ واجب ہوگا۔ (شامی)

لہٰذا سوال میں مذکور پہلی صورت میں گیارہ مَن چاول، دوسری صورت میں پانچ ٹن گنّا اور تیسری صورت میں پانچ مَن چاول زکوٰۃ واجب ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

گھر کے افراد کا صدقۃ الفطر کس پر واجب ہوگا؟

سوال: (۵۴۲) گھر کے سارے ساز و سامن کے مالک والد صاحب ہیں، گھر میں دوسرے افراد بھی ہیں جو نصاب کے مالک نہیں ہیں، تو کیا والد صاحب پر گھر کے دیگر افراد کا صدقۃ الفطر واجب ہوگا؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......جو شخص نصاب کا مالک ہو اُس پر صدقۃ الفطر واجب ہے،

لہٰذا ساز وسامان کے مالک والد صاحب ہیں تو صدقۃ الفطر بھی ان ہی پر واجب ہوگا۔ اور والد کی پرورش میں جو نابالغ اولاد ہیں ان کا صدقۃ الفطر بھی والد کے ذمّے ہوگا، کیوں کہ وہ سب والد کے تابع ہیں، گھر کے دیگر افراد جو بالغ ہیں لیکن نصاب کے مالک نہیں ہیں تو ان پر صدقۃ الفطر واجب نہیں ہوگا اور والد صاحب کے ذمّے بھی ان کی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کرنا ضروری نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ شبیر احمد دیولوی

قبرستان کی حد بندی کے لیے زکوٰۃ کی رقم کا استعمال کرنا

سوال: (٦٤٠) قبرستان کی حد بندی کے لیے زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ تملیک فقراء ہو، یعنی محتاجوں کو اس کا مالک بنا دیا جائے، تملیک فقراء نہیں ہوگی تو زکوٰۃ بھی ادا نہیں ہوگی، قبرستان کی حد بندی میں زکوٰۃ کی رقم صرف کرنے کی صورت میں بھی تملیک فقراء والی شرط نہیں پائی جاتی، لہٰذا مذکور کام کے لیے زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس کام کے لیے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

اگر اس کام کے لیے زکوٰۃ کی رقم کے علاوہ للہ وغیرہ کوئی رقم نہ ہو اور نہ ملنے کی امید ہو، دوسری طرف قبرستان کی حد بندی کرنے کی بھی سخت ضرورت ہے تو ایسی مجبوری میں حیلہ کرکے زکوٰۃ کی رقم اس میں استعمال کی جائے تو یہ جائز ہوگا۔ (کتب فتاویٰ) واللہ اعلم بالصواب۔　　　　کتبہ شبیر احمد دیولوی

عُشر ادا کرنے کے بعد باقی ماندہ اناج پر اور سود کی رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

سوال: (٥٦٥)......(١) عُشر ادا کرکے سال گزرنے کے بعد باقی ماندہ اَناج پر یا اس کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

(٢)......سود کی رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(١) ایک مرتبہ عُشر ادا کردینے کے بعد اُس اَناج کو جب تک بیچا نہ جائے اس میں دوبارہ نہ عُشر واجب ہوگا اور نہ ہی زکوٰۃ۔ جب اس اناج کو بیچ دیا جائے اور اس سے ملنے والی رقم نصاب کے برابر ہو تو اس رقم پر سال کے اخیر میں (یعنی رقم پر سال گزر جانے کے بعد) زکوٰۃ واجب ہوگی۔

یا یہ آدمی پہلے سے ہی نصاب کا مالک ہو تو نصاب پر سال پورا ہو اس وقت نصاب کے ساتھ اس رقم پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی، خواہ اس رقم پر سال پورا نہ ہوا ہو، اس کو دوسرے نصاب کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (کتب فتاویٰ)

(۲)......سود کی رقم یہ حرام رقم ہے، اور حرام رقم کا جب مالک معلوم نہ ہو تو وہ واجب التصدق ہے، لہٰذا سود کی رقم پر سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ (کتب فتاویٰ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سال کے درمیان حاصل ہونے والی رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

سوال: (۵٦۸) ......(۱) میرے پاس سونے کا زیور ہے، جس پر ایک سال گزر گیا ہے، تو اس پر کتنی زکوٰۃ واجب ہوگی؟ کیا اس کا وزن کر کے زکوٰۃ دینی ہوگی؟ ایک سو روپیے پر کتنی زکوٰۃ واجب ہوگی؟

(۲)......سال کے درمیان میں کچھ رقم میرے پاس آئی تھی تو کیا اس رقم پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا ......(۱) آپ کے پاس موجود سونے کا زیور نصاب کے برابر ہے یا دوسرے مال (جیسا کہ چاندی، نقد رقم، تجارت کا مال) کے ساتھ ملا کر نصاب کے برابر ہو جاتا ہے تو اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔ زیور کی زکوٰۃ ادا کرتے وقت اس کی بازار کی قیمت دیکھی جائے گی، بازار میں اس کی جتنی قیمت ہوتی ہو اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے گا۔ اور ہر سو روپیے میں ڈھائی روپیہ واجب ہوگا۔ (کتاب المسائل: ۲/۱۳۱)

(۲)......آپ سال کے شروع میں نصاب کے مالک تھے اور اُس نصاب پر سال بھی گزر گیا تو اس سال کے درمیان آپ کے پاس جتنا مال آیا ہے اس مال کو بھی نصاب کے ساتھ جوڑ کر سال کے اخیر میں جتنا مال موجود ہو اس تمام مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ [1]

واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

فِدیے کی رقم کس کو دی جائے؟

سوال: (۵۸۰) میرے والدین کا انتقال ہو گیا ہے، ان کی زندگی میں جتنی نمازیں چھوٹ گئی ہوں

---

[1] "وَمَن كان لهُ نصابٌ، فاستفادَ في أثناءِ الحَولِ مِن جنسِه ضَمَّهُ إليهِ وزكَّاهُ بِه".
(الهداية: ١/ ص٣٠٩)

ان کا فِدیہ دینے کا ارادہ ہو تو ایک نماز کا کتنا فِدیہ ہوگا؟ فِدیے کی رقم کس کو دے سکتے ہیں؟ مسجد میں، مدرسے میں، غریبوں اور بیواؤں کو اور اس وقت گجرات میں چل رہے قومی فسادات میں جن مسلمانوں کا نقصان ہوا ہے اُن کو فِدیے کی رقم دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......آپ کے مرحوم والدین کی جتنی نمازیں چھوٹی ہوں (دونوں کی نمازیں الگ الگ شمار ہوں گی) ہر ایک نماز کے بدلے میں پونے دو کلو گیہوں یا اس کی قیمت دی جائے۔

یہ فِدیہ اُن غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کو دیا جائے جو زکوٰۃ کے حقدار ہوں، نیز قومی فسادات میں جن لوگوں کا نقصان اتنا ہوا ہو کہ وہ زکوٰۃ کے مستحق ہو گئے ہوں اُن کو بھی دے سکتے ہیں۔[1]

واجب فِدیہ مسجد یا مدرسے میں نہیں دے سکتے۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

بیرونِ ملک رہنے والا صدقۃ الفطر کس حساب سے نکالے؟

سوال: (۴/۶۱۲) ایک آدمی دوسرے ملک میں رہتا ہے، وہاں ڈالر یا پاؤنڈ کے حساب سے صدقۃ الفطر ادا کرے یا ہندوستانی نقد کے حساب سے؟ کیا وہ اس رقم کا حیلہ کر کے مدرسے یا مسجد میں جمع کر سکتا ہے؟ جیسا کہ زکوٰۃ کی رقم میں حیلہ کیا جاتا ہے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......دوسرے ملک میں رہنے والا آدمی اپنا فطرہ وہاں بیرون میں ادا کرنا چاہے تو وہاں پونے دو کلو گیہوں یا اتنے گیہوں کی قیمت کے جتنے ڈالر یا پاؤنڈ ہوتے ہوں وہ ادا کرے، وہاں ہندوستانی نقدی سے صدقۃ الفطر ادا نہ کرے۔[3]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

وکیل کا مستحق و غیر مستحق سب کو زکوٰۃ کی رقم دینا

سوال: (۶/۶۱۲) ایک شخص اپنے وکیل کو کہتا ہے کہ میرے زکوٰۃ کے پیسے اپنے گاؤں کے تمام لوگوں کو دے دیے جائیں، وکیل نے مالدار اور غریب سب کو دے دیے، بعض مالداروں نے لے کر غریبوں کو

---

[1] "وَمَصْرِفُ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ مَا هُوَ مَصْرِفُ الزَّكٰوةِ. كَذَا فِي الخلاصَةِ". (الفتاوى الهندية: ۱/ص۱۹٤)

[2] "لَا يُصْرَفُ إِلٰى بِنَاءِ المسجدِ". (الدر المختار مع الشامي: ۳/ص۲۹۱)

[3] "وَيُعْتَبَرُ مَكَانُهُ لِنفسِه، وَعَلَيهِ الفَتوىٰ". (كتاب المسائل: ۱/ص۲۰٦، الدر المنتقىٰ، الولوالجية)

دے دیے اور بعض نے اپنے خرچ کے لیے رکھ لیے، تو کیا زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......زکوٰۃ ادا کرنے والے نے ایک شخص کو غریب اور زکوٰۃ کا مستحق سمجھ کر زکوٰۃ کی رقم دی، لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ زکوٰۃ کا حقدار نہیں تھا، تو ایسی صورت میں زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ اور اگر زکوٰۃ ادا کرنے والے کو معلوم ہو کہ یہ شخص زکوٰۃ کا حقدار نہیں ہے، پھر بھی اس کو زکوٰۃ دی، تو وہ زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

ہندوستان کی زمین عُشری ہے یا خِراجی؟

سوال: (۵/۶۱۲) ہندوستان کی زمین عُشری ہے یا خِراجی؟ کیوں کہ سرکار ہمارے پاس سے زمین کا ٹیکس وصول کرتی ہے اور اسی طرح دوسرے ٹیکس بھی وصول کرتی ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......اگرچہ ہندوستان کی بعض قسم کی زمینوں کو بعض علمائے کرام خِراجی کہتے ہیں، البتہ اکثر قسم کی زمینیں عشری ہیں، لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ تمام قسم کی زمینوں سے عشر ادا کیا جائے، جیسا کہ ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا چھٹا فقہی سمینار اُمس آباد (تمل ناڈو) میں منعقد ہوا تھا، جس میں تمام علماء نے اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ احتیاط اسی میں ہے کہ ہندوستان کی تمام زمین میں عشر ادا کیا جائے۔ زمینی ٹیکس یا دیگر ٹیکس وصول کرنے کی وجہ سے زمین خِراجی نہیں بن جاتی۔ واللہ اعلم۔

کتبہ شبیر احمد دیولوی

تین تولہ سونے کے ساتھ دس ہزار نقد ہو تو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۴/۶۱۶) ایک عورت کے پاس تین تولہ سونے اور دس ہزار نقد پر سال گزر چکا ہے، چاندی بالکل نہیں ہے، تو پیسوں کی زکوٰۃ تو دی جائے گی، لیکن کیا سونے کی زکوٰۃ بھی دینی ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... پیسوں کے ساتھ سونے کی بھی زکوٰۃ دینی ہوگی، دس ہزار

---

[1] (دَفَعَ بِتَحَرٍّ) لمنْ يَظُنُّهُ مَصْرِفًا (فَبَانَ أَنَّهُ عَبْدُهُ أَوْ مُكَاتَبُهُ أَوْ حَرْبِيٌّ وَلَوْ مُسْتَأْمَنًا أَعَادَهَا) لما مَرَّ (وإِن بَانَ غِنَاهُ، أَو كونُهُ ذِمِّيًّا، أو أنهُ أبوهُ، أو ابنُهُ، أو امرأَتهُ، أو هاشميٌّ، لا) يعيد، لأنهُ أتىٰ بمَا في وُسعِهِ". (الدر المختار: ۳/ ص۳۰۲، ط: زكريا)

روپیے اور سونے کی قیمت دونوں کو ملا کر جو کل رقم ہو اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے گا۔[۱]

کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہ

زکوٰۃ کی رقم پانی کی ٹنکی کی تعمیر میں استعمال کرنا

سوال: (۵۴) ایک شخص کے پاس زکوٰۃ کی رقم ہے، وہ اس کو گاؤں میں پانی کی ٹنکی بنانے کے لیے استعمال کرنا چاہتا ہے۔ (گاؤں میں ٹنکی کی سخت ضرورت ہے) تو کیا زکوٰۃ کی رقم ٹنکی کی تعمیر میں یا دیگر رفاہی کاموں میں خرچ کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......زکوٰۃ کی رقم کو ٹنکی کی تعمیر کے لیے یا گاؤں کے کسی بھی دوسرے رفاہی کام کے لیے استعمال نہیں کر سکتے، کیوں کہ زکوٰۃ کی رقم میں تملیک یعنی مستحق کو مالک بنانا ضروری ہے، اور مذکورہ بالا صورتِ مسئلہ میں یہ شرط مفقود ہے، لہٰذا ایسے کام میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا صحیح نہیں۔[۲] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

زکوٰۃ کی رقم سے مقروض کا قرض ادا کرنا

سوال: (۵۵) ایک غریب شخص مقروض ہے، قرض کی ادائیگی کے لیے اس کے پاس نقد رقم یا جائداد کچھ نہیں ہے، کرایے کے مکان میں رہتا ہے، کیا ایسا شخص زکوٰۃ کی رقم سے قرض ادا کر سکتا ہے؟ نیز اگر اس کو زکوٰۃ کی رقم دی جائے تو ممکن ہے وہ قبول نہ کرے، تو کیا زکوٰۃ دہندہ براہِ راست قرض خواہوں کو دے کر قرض ادا کر سکتا ہے؟ نیز اِس شخص کی بیوی بھی غریب ہے، تو ایسی صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......مقروض شخص جو حوائج اصلیہ سے زائد نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا دونوں میں سے کسی ایک کی قیمت) کا مالک نہ ہو وہ زکوٰۃ کی رقم لے سکتا ہے، لہٰذا مذکور شخص بھی زکوٰۃ کی رقم لے کر اپنے قرض کو ادا کر سکتا ہے۔[۳]

---

[۱] "وَتُضَمُّ قِيْمَةُ العروضِ إِلَى الثَّمَنَيْنِ، وَيُضَمُّ الذَّهَبُ إِلَى الفِضَّةِ، وَعَكْسُه بِجامعِ الثَّمَنِيَّةِ قِيمةً". (الدر المختار: ۳ / ص۲۳٤)

[۲] ولا يجوز أن يبني بالزكاة المسجد، وكذا القناطر والسقايات، وإصلاح الطرقات، وكري الأنهار والحج والجهاد وكل ما لا تمليك فيه. (الفتاوى الهندية: ۱ / ص۱۸۸)

[۳] (ومنها الغارم) وهو من لزمه دين، ولا يملك نصابا فاضلا عن دينه. (الفتاوى الهندية: ۱ / ص۱۸۸)

اگر یہ شخص زکوٰۃ کی رقم قبول کرنے پر راضی نہ ہو تو زکوٰۃ کی رقم مذکور شخص کو بخشش، ہدیہ اور تحفے کے نام سے بھی دے سکتے ہیں۔[۱]

اس شخص کے رشتے دار زکوٰۃ کی رقم کا اس کو مالک بنائے بغیر براہِ راست قرض ادا کرنا چاہیں تو یہ صحیح نہیں ہے۔[۲]

نوٹ: اگر مذکور شخص کی بیوی نصاب کی مالک نہ ہو تو اس کو بھی زکوٰۃ کی رقم دی جا سکتی ہے، تا کہ وہ اپنے شوہر کا قرض ادا کر سکے۔[۳] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

زکوٰۃ کس پر اور کن اموال میں واجب ہے؟

سوال: (۸۴) میرے پاس کل دولاکھ پچاس ہزار (۲۵۰۰۰۰) کی جائداد ہے، ہر ماہ (۳۴۰۰) روپے تنخواہ آتی ہے، تین تولہ سونا ہے، اور میرے ذمے (۲۶۲۵۰) روپیے کا قرض ہے۔ تو کیا مجھ پر قربانی اور زکوٰۃ واجب ہوگی؟ اگر واجب ہو تو کتنی مقدار؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... آپ کی جائداد میں کیا کیا چیزیں ہیں ان کی صراحت نہیں کی ہے، اگر جائداد سے مُراد کھیتی ہے، یا ایسے مکانات اور پلاٹ ہیں جن کو بیچنے کی نیت نہیں ہے، تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ زکوٰۃ اور قربانی اس شخص پر واجب ہوتی ہے جس کے پاس دین کی ادائیگی کے بعد ضروریاتِ اصلیہ کے علاوہ اتنے پیسے یا مالِ تجارت ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو اور اس پر سال گزر گیا ہو۔[۴]

نیز جس کے پاس حوائج اصلیہ سے زائد مالِ غیر نامی ہو اُس پر بھی قُربانی واجب ہے۔

یا پھر جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی ہے، یا نصاب سے کم سونا اور چاندی ہے، یا تھوڑا سونا اور کچھ پیسے ہیں، جن کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہے، اور اس پر سال گزر

---

[۱] ولا يشترط علم الفقير أنها زكوة. (مراقي الفلاح: صـ۷۱۵)

[۲] ولا إلىٰ (قضاء دينه) (الشامي: ۳ / صـ۴۲۷)

[۳] ويدفع إلىٰ امرأة غني إذا كانت فقيرة. (الفتاوى الهندية: ۱ / صـ۱۸۹)

[۴] فرضت على حر مسلم مكلف مالك لنصاب من نقد ... أو ما يساوي قيمته من عروض تجارة فارغ عن الدين وعن حاجته الأصلية. (مراقي الفلاح: صـ۷۱۴)

جائے تو ایسے شخص پر بھی زکوٰۃ اور قربانی واجب ہوجائے گی۔[1]

جتنے پیسے یا مال ہو اس کا چالیسواں حصّہ زکوٰۃ کے طور پر ادا کیا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نصاب سے کم مقدار کے مخلوط سونے اور چاندی اور جانور کی زکوٰۃ

سوال: (۱۲۵) کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی اور تین تولہ سونا ہے، تو سونے میں زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ اگر واجب ہو تو اس کا طریقہ کیا ہے؟ اور اس کے ساتھ دس گایے یا بھینس ہوں تو ان میں بھی زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی اور تین تولہ سونا ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوجائے گی، کیوں کہ نصاب پورا ہوگیا ہے، اب اس کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی اور تین تولہ سونے کی بازار میں جو قیمت ہو اس قیمت کا چالیسواں حصّہ زکوٰۃ میں ادا کیا جائے۔[2]

گایے اور بھینس بھی ہیں (جو سال کا اکثر حصّہ گھر کے باہر چَرتے ہوں) تو ان میں زکوٰۃ واجب ہے، جب کہ وہ نصاب کے برابر ہوں، لہٰذا جس کے پاس صرف دس گایے یا بھینس ہیں اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، کیوں کہ اس کا نصاب پورا نہیں ہوا ہے۔[3]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ادارہ قائم کرنے کے لیے جمع کردہ رقم پر زکوٰۃ

سوال: (۲۵۶) ایک عورت کے پاس پانچ لاکھ روپیے ہیں، دوسرے پانچ لاکھ روپیے آنے والے ہیں، وہ عورت اُن دس لاکھ روپیوں سے غرباء کی اِمداد کے لیے ایک ادارہ قائم کرنا چاہتی ہے، خود استعمال کی نیت نہیں ہے، تو کیا اُن روپیوں پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... اس عورت نے ابھی ادارہ قائم کرنے کا صرف ارادہ کیا

[1] وتضم قيمة العروض إلى الثمنين والذهب إلى الفضة قيمة. (مراقي الفلاح: ص۷۱۷)

[2] وتضم قيمة العروض إلى الثمنين والذهب إلى الفضة قيمة. (مراقي الفلاح: ص۷۱۷)

[3] ليس في أقل من ثلاثين من البقر صدقة. (الفتاوى الهندية: ۱ / ص۱۷۷)

ہے، ادارہ قائم نہیں کیا ہے اور نہ ہی اُس ادارے میں رقم دی ہے، بلکہ وہ رقم اس عورت کی ملکیت میں ہے، لہٰذا سال پورا ہونے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ ؎۱

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

زکوٰۃ کی ادائیگی سے متعلّق ایک مسئلہ

سوال: (۳۰۰) زید نے بکر کو کچھ سامان فروخت کرنے کے لیے دیا، اب زید اس سامان کے ذریعے زکوٰۃ کی ادائیگی کی نیت کر لے اور رمضان میں اپنے اہل خانہ کی طرف سے نکالی جانے والی زکوٰۃ کی رقم پہلے ادا کی ہوئی زکوٰۃ کے بدلے میں خود لے لے، تو کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... زید نے بکر کو جو سامان فروخت کرنے کے لیے دیا ہے اس کی قیمت زید کے قبضے میں آنے سے پہلے زید کا اس قیمت سے متعلّق زکوٰۃ کی نیت کر لینا صحیح نہیں ہے، لہٰذا اس طرح ادا کی ہوئی زکوٰۃ صحیح نہیں ہوگی، نیز زید کا اہل خانہ کی طرف سے نکالی ہوئی زکوٰۃ کو اپنے پاس رکھ لینا بھی صحیح نہیں ہے۔ ؎۲

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

صدقۃ الفطر کس پر واجب ہے؟

سوال: (۳۱۲) کیا ہر مرد، عورت اور بچّے پر صدقۃ الفطر واجب ہے؟ یا صرف صاحب نصاب پر؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... صاحب نصاب پر صدقۃ الفطر واجب ہے۔ ہر ایک پر نہیں۔ ؎۳

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نصاب سے کم سونے چاندی پر زکوٰۃ

سوال: (۳۱۸) اگر کسی کے پاس سونے کی بالی یا ناک کا زیور ہو، یا ایک دو تولہ سونا چاندی ہو تو کیا اس پر زکوٰۃ فرض ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... تھوڑا سونا اور تھوڑی چاندی ہو، لیکن دونوں کو ملانے سے اس

؎۱ الزكوٰة تجب في النقد كيفما أمسكه للنماء أو للنفقة. (الشامي: ٣ / ص٢٧٤)

؎۲ وشرط صحة أدائها نية مقارنة ... الخ. (مراقي الفلاح: ص٧١٥)

؎۳ هي واجبة على الحر المسلم المالك لمقدار النصاب. (الفتاوى الهندية: ١ / ص١٩١)

کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہوجاتی ہے تو زکوٰۃ واجب ہوگی، ورنہ نہیں۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

گنّے کی کھیتی پر زکوٰۃ کا مسئلہ

سوال: (۳۸۵)......(۱) ہم گنّے کی کھیتی کرتے ہیں، تو اس کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

(۲)......کتنی زکوٰۃ نکالی جائے؟

(۳)......کل آمدنی میں سے زکوٰۃ نکالی جائے؟ یا اخراجات منہا کرنے کے بعد بچی ہوئی رقم میں سے زکوٰۃ نکالی جائے؟

(۴)...... گنّے کے علاوہ جوار، گیہوں، چنا، کپاس اور سبزیوں وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

(۵)......زکوٰۃ کے طور پر پیداوار دی جائے یا اس کی بازار کی قیمت نکالی جائے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا ...... (۱) گنّے کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ واجب ہے، جس کو اصطلاحِ شرع میں عشر کہا جاتا ہے۔[2]

(۲)......گنّا نہر کے پانی سے سینچا جاتا ہے، لہٰذا اس میں زکوٰۃ کا حساب بیسواں حصّہ ہوگا، یعنی کل پیداوار کا بیسواں حصّہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔[3]

(۳)......اخراجات منہا کیے بغیر کل پیداوار کی زکوٰۃ نکالی جائے۔[4]

(۴)......جوار، گیہوں، چنا، کپاس اور سبزیوں کا بھی یہی حکم ہے کہ ان کو اگر نہر کے پانی سے سینچا گیا ہو تو اس کی زکوٰۃ کل پیداوار کا بیسواں حصّہ نکالی جائے۔ اور اگر بارِش، دریا یا قدرتی چشمے کے پانی سے سینچا جائے تو کل پیداوار کا دسواں حصّہ نکالا جائے۔ (بحوالہ سابقہ عالمگیری: ۱/۱۸۶)

(۵)...... پیداوار کی زکوٰۃ میں پیداوار یا اس کی قیمت دونوں میں سے جو چاہے ادا کرے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] وتضم قيمة العروض إلى الثمنين والذهب إلى الفضة قيمة. (مراقي الفلاح: صـ٧١٧)

[2] ويجب العشر عند أبي حنيفة في كل ما تخرجه الأرض من الحنطة والشعير.
(الفتاوى الهندية: ١ / صـ١٨٦)

[3] وما سقي بالدواب والدالية ففيه نصف العشر. (الفتاوى الهندية: ١ / صـ١٨٦)

[4] ولا تحسب أجرة العمال ونفقة البقر. (الفتاوى الهندية: ١ / صـ١٨٧)

روزے کے مسائل

عورت حالت حیض میں روزہ کیوں نہیں رکھ سکتی؟

سوال: (۴۱۰) عورت حالت حیض میں روزہ نہیں رکھ سکتی، اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......عورت حالت حیض میں روزہ نہیں رکھ سکتی، کیوں کہ حیض کی حالت یہ ناپاکی کی حالت ہے، جب کہ روزے کی حالت اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ کا قرب ناپاکی کی حالت میں حاصل نہیں ہوسکتا، حقیقت یہ ہے کہ ناپاکی اور قربت دونوں متضاد چیزیں ہیں، اس وجہ سے عورت کے لیے حالت حیض میں روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ شبیر احمد دیولوی

بھول کر کھانے کے بعد مسئلہ جانتے ہوئے عمداً جماع وعمداً کھانے کے درمیان قضا وکفّارے میں فرق کیوں ہے؟

سوال: (۱/۴۳۷) کیا فرماتے ہیں حضرت مفتی صاحب مسئلۂ ذیل کے بارے میں؟

کتاب ''مسائل روزہ'' (صفحہ: ۵۹) میں لکھا ہے کہ مسئلہ جانتے ہوئے بھول کر کھانا کھانے کے بعد عمداً جماع کرنے کی صورت میں کفّارہ بھی لازم ہوگا، اور عمداً کھانا کھانے کی صورت میں صرف قضا ہی ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ جب دونوں ہی عمداً ہیں تو دونوں صورتوں میں کفّارہ ہونا چاہیے، ایک میں کفّارہ اور ایک میں صرف قضا کیوں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......نسیاناً کھانے کے بعد مسئلہ جانتے ہوئے عمداً کھالیا تو اس پر کفّارہ واجب نہ ہونے کی وجہ تو ملتی ہے کہ یہاں اشتباہ بالنظیر کی صورت ہے، اور نظیر عمداً کھانا ہے، کیوں کہ کھانا روزے کی ضد ہے، خواہ سہواً ہو یا عمداً، یعنی سہواً کھانا کھانے کے مشابہ ہے، لہٰذا اس میں شُبہ پیدا ہوا کہ جیسے قصداً روزہ ٹوٹتا ہے تو سہواً بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اس صورت میں اختلافِ ائمہ کا شُبہ بھی ہے، کیوں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھول کر کھانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے،

لیکن نسیاناً کھانے کے بعد عمداً جماع کرنے کی صورت میں وجوبِ کفّارہ کی وجہ باوجود بسیار تلاش کے مجھ ناقص العلم والعمل کو نہیں مل سکی۔

کسی کتاب میں تو اس کی وجہ نہیں دیکھی البتہ میری ناقص فہم میں یہ وجہ سمجھ میں آتی ہے (إن كان صحيحًا فمن عند الله، وإن كان خطأً فمن عند نفسي، وأعوذ بالله من شرور نفسي) کہ عمداً جماع کرنے کی صورت میں وجوبِ کفّارہ کا حکم صراحۃً حدیث سے ثابت ہے، اس لیے اس صورت میں اشتباہ بالنظیر اور اختلافِ ائمہ کا اعتبار نہیں کیا گیا، بلکہ حدیث کو مدّنظر رکھتے ہوئے وجوبِ کفّارہ کا حکم دیا گیا۔ اگرچہ اس جواب پر احقر کو بھی مکمّل انشراح نہیں ہے اس لیے اس کو حتمی جواب نہ سمجھا جائے۔ بلکہ دیگر حضرات علمائے کرام سے بھی تحقیق کرلی جائے اور ہوسکے تو تحقیق ہوجانے کے بعد احقر کو بھی مطلع کردیا جائے، آپ کا ممنون رہوں گا۔　　واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

شوال کے مہینے میں چھ روزوں میں سے تین روزے رکھے جائیں اور بقیہ تین ایامِ بیض میں رکھے جائیں تو کیا شوال کے روزوں کی فضیلت حاصل ہوگی؟

سوال: (۵۶۵/۳) شوال کے مہینے میں چھ روزوں میں سے تین روزے رکھے جائیں اور بقیہ تین روزے ایامِ بیض میں رکھے جائیں تو کیا شوال کے روزوں کی فضیلت حاصل ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... ایامِ بیض کے روزوں میں شوال کے مذکورہ بقیہ تین روزوں کی بھی نیت کرلی جائے تو اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ چھ روزوں کی فضیلت حاصل ہوجائے گی۔ (الاشباہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

معتکف کا بغرضِ تفریح ایک مسجد سے دوسری مسجد میں جانا

سوال: (۷۶۲)...... (۱) ایک مسجد میں صرف پانچ وقت کی نماز ہوتی ہے اور وہ اس کے لیے خاص ہے، اور اس سے ایک دیوار کے فاصلے پر دوسری مسجد ہے جس میں صرف جمعہ کی نماز ہوتی ہے، اور وہ اسی کے لیے خاص ہے، تو کیا معتکف ایک مسجد سے دوسری مسجد میں محض تفریح کے لیے جاسکتا ہے؟

(۲)...... ایک مسجد میں صرف فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور دوسری مسجد میں صرف جمعہ کی نماز ہوتی ہے، دوسری نمازیں جماعت سے نہیں ہوتیں، تو کیا ان میں سے ایک میں

اعتکاف کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......(۱) دونوں مسجدیں الگ الگ ہیں اور دونوں کی حدود بھی الگ ہیں تو اس صورت میں محض تفریح کی غرض سے مسجد میں جانا جائز نہ ہوگا۔

(۲)......جی ہاں، ان میں سے کسی بھی ایک مسجد میں اعتکاف کرنا صحیح ہے۔

(عمدۃ الفقہ: ۳/ ۴۰۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سحری کھانے کے بعد ایک شخص بے ہوش ہوگیا اور دوسرے دِن افطار کے وقت ہوش آیا تو کتنے دِنوں کی قضا لازم ہوگی؟

سوال: (۸۰۷) ایک شخص نے بہ نیت روزہ سحری کھائی، پھر نمازِ فجر پڑھ کر بے ہوش ہو گیا، پھر وہ بے ہوش ہی رہا، یہاں تک کہ دوسرے دِن بوقت افطار ہوش میں آیا، تو اس پر کتنے دِنوں کے روزوں کی قضا لازم ہوگی؟ یا بالکل قضا لازم نہیں ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......قَالَ فِي الهداية: [1]

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اس شخص پر صرف دوسرے دِن کی قضا لازم ہوگی، پہلے دِن کا روزہ ادا ہوجائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

رمضان میں مریض کا رمضان کے علاوہ کسی دوسرے روزے کی نیت کرنا

سوال: (۴۸۷) رمضان میں مریض واجب آخر کا روزہ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ جب کہ نور الانوار کے صفحہ: ۶۰ کی عبارت اور شرح الوقایہ کے صفحہ: ۲۴۳ کی عبارت سے تعارض معلوم ہو رہا ہے۔ شرح الوقایہ کی عبارت ہے: "إِنْ فِي سفرٍ، أَو مَرَضٍ؛ بل عما نوىٰ". اور نور الانوار میں "لَا يَصِحُّ" کہہ کر اسے مختار کہا گیا ہے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......رمضان کے مہینے میں مریض کے روزے کی نیت کا حکم

---

[1] "وَمَن أُغمِيَ عليهِ في رَمَضَانَ لم يَقْضِ اليومَ الَّذي حَدَثَ فيهِ الإِغماءُ؛ لوجودِ الصومِ فيهِ، وهو الإمساكُ المقرونُ بالنيةِ؛ إذ الظاهرُ وجودُها منهُ، وقَضىٰ ما بعدَه؛ لانعدام النية".

(الهداية: ۱/ ص۲۰۳)

مذہب مختار کے مطابق تندرست اور صحیح و مقیم کی نیت کے حکم کے مانند ہے، یعنی اگر کوئی مریض آدمی رمضان کے مہینے میں کسی دوسرے روزے کی نیت کرے تو اس کی نیت کا اعتبار نہیں ہوگا اور تمام حالات میں رمضان ہی کا روزہ شمار ہوگا۔[1]

معلوم ہوا کہ مریض کے لیے یہی قول صحیح و مختار ہے، اس کے علاوہ جو قول ہے وہ غیر مختار ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ شبیر احمد دیولوی

اعتکاف پر اُجرت لینا یا دینا

سوال: (۳۱۷) اعتکاف کرنے والے کو روپیہ دینا یا معتکف کا دوسرے کے پاس سے روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... اعتکاف کے بدلے میں روپیہ لینا اور دینا جائز نہیں ہے، ہاں ویسے ہی کوئی بطورِ ہدیہ دے تو جائز ہے۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عورت کا رمضان میں مانع حیض دوائیں استعمال کرنا

سوال: (۱۸۵) رمضان المبارک میں عورت روزوں کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے مانع حیض دوائیں استعمال کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......حیض یہ حکیم مطلق کا حکمتی نظام ہے، بندے کو اس نظام کے بدلنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے، اس میں صحت کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے، روزوں کی قضا بعد میں

---

[1] (قَوْلُهُ: "الصَّحِيحُ وُقُوعُ الْكُلِّ عَنْ رَمَضَانَ"...الخ) الْمُرَادُ بِالْكُلِّ: هُوَ مَا إِذَا نَوَى الْمَرِيضُ النَّفَلَ، أَوْ أَطْلَقَ، أَوْ نَوىٰ وَاجِبًا اٰخَرَ، وَمَا إِذَا نَوَى الْمُسَافِرُ كَذٰلِكَ، إِلَّا إِذَا نَوىٰ وَاجِبًا اٰخَرَ؛ فَإِنَّهُ يَقَعُ عَنْهُ، لَا عَنْ رَمَضَانَ". (رد المحتار: ۲ / صـ۳۷۸)

[2] (ولا يجوز الاستيجار على الأذان) لأن هٰذه طاعات، وكل طاعة يختص بأدائها مسلم لا يصح أخذ الأجر عليها. (المختصر القدوري: صـ۴۰۶، ط: مكتبة البشرى)

کرلے۔[1] (کتاب الفتاویٰ: ۳/ ۴۰۵)　　واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

روزے کی حالت میں بلوفلم دیکھنا اور اس کی وجہ سے انزال کا حکم

سوال: (۱۸۶) روزے کی حالت میں بلوفلم (Blue Movie) دیکھتے ہوئے شہوت کے ساتھ انزال ہوگیا، تو روزہ فاسد ہوجائے گا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... مذکورہ صورت میں روزہ فاسد نہیں ہوگا،[2] لیکن رمضان جیسے مبارک مہینے میں بلوفلم دیکھنا جس میں انتہائی فحش اور حیا سوز مناظر دِکھائے جاتے ہیں ایک مسلمان کو ہرگز زیب نہیں دیتا، یہ گناہِ کبیرہ ہے، اس سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔ آمین۔ (کتاب الفتاویٰ: ۳/ ۳۸۴)　واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بیدار ہونا مشکل ہونے کی وجہ سے سحری کیے بغیر روزہ رکھنا

سوال: (۲۴۲) اگر سحری کے لیے بیدار ہونا مشکل ہو تو کیا رات کو کھائے ہوئے کھانے سے روزہ رکھ سکتے ہیں؟ اِس صورت میں نیت کیا کی جائے؟ اس طرح روزہ رکھنا کن حالات میں صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... سحری کھانا سنّت ہے، حدیث پاک میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔[3] لہٰذا حتی الامکان سحری ترک نہیں کرنی چاہیے۔[4] البتہ اگر ایسے حالات ہوں کہ سحری کھانا ممکن نہ ہو، مثلاً سحری کے لیے بیدار ہونا ممکن نہ ہو، اسی طرح بیدار ہونے کے لیے کوئی نظم ممکن نہ ہو، یا ایسی جگہ ہو جہاں سحری کے وقت کھانا میسّر نہ ہوسکتا ہو، تو ایسی صورتوں میں رات کے کھانے سے بھی روزہ رکھ سکتے ہیں، روزے کی صحت کے لیے سحری لازم نہیں ہے، بغیر سحری کے بھی روزہ رکھ سکتے ہیں۔ اور اس صورت میں نیت بھی اسی طرح کرے جس طرح عام حالات میں کی جاتی ہے کہ میں آئندہ کل اللہ تعالیٰ کے لیے روزہ رکھتا ہوں، اس کے لیے کسی الگ طریقے کی نیت ضروری

---

[1] لا يجوز للمرأة أن تمنع حيضها، أو تستعجل إنزاله إذا كان ذٰلك يضر صحتها؛ لأن المحافظة على الصحة واجبة. (الفقه على المذاهب الأربعة: ١ / صـ١٠١، ط: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان)

[2] (أو أنزل بنظر) إلى فرج امرأة لم يفسد ...الخ. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: صـ٦٥٨)

[3] قال النبي ﷺ: "تسحروا؛ فإن في السحور بركة. (صحيح البخاري / الرقم: ١٩٢٣)

[4] ويستحب له ثلاثة أشياء: السحور ...الخ (حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح: صـ٦٨٢)

نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

روزے سے متعلّق چند مسائل

سوال: (۳۰۱) روزے سے متعلّق چند سوالات پیش خدمت ہیں، براہِ کرم ان کے جوابات عنات فرما کرشکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

(۱) ایک نومسلم طالب علم کا سوال ہے کہ روزہ کس لیے رکھتے ہیں؟

(۲) کیا امتحان کے لیے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے؟

(۳) روزے کی حالت میں تھوک منھ میں جمع کرنا کیسا ہے؟

(۴) روزے کی حالت میں دریا اور تالاب وغیرہ میں دیر تک نہانا کیسا ہے؟

(۵) بعض لوگ روزے کی حالت میں ٹی وی دیکھتے ہیں، بعض لوگ ٹی وی پر کرکٹ میچ دیکھنے کو بُرا نہیں سمجھتے، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۶) صبح صادق کے بعد بھی کھاتے رہنا یا غروبِ آفتاب سے پہلے روزہ افطار کرنا کیسا ہے؟

(۷) روزے کی حالت میں سَر میں تیل ڈالنا، آنکھ میں سُرمہ ڈالنا، کان میں دوا ڈالنا، قے ہو جانا اور بھول کر کھانا کھا لینے سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

(۸) سحری میں کچھ کھائے بغیر روزہ رکھنا کیسا ہے؟ کسی نے سحری کی، روزے کی نیت بھی تھی، لیکن عربی میں زبان کے ذریعے نیت کے کلمات بولنا بھول گیا، تو کیا حکم ہے؟

(۹) کیا محنت ومزدوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے؟

(۱۰) روزہ رکھ کر دِن بھر سوئے رہنا اور نماز وغیرہ نہ پڑھنا کیسا ہے؟

(۱۱) پاکی نہ رہنے کی وجہ سے یا حیض اور نفاس کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

(۱۲) روزے کی شدّت کے سبب دوپہر میں غسل کرنے کا کیا حکم ہے؟

(۱۳) کسی نے بھول کر کھا پی لیا، اب یہ سمجھ کر کہ میرا روزہ تو رہا نہیں، کیا وہ روزہ توڑ دے یا ویسے ہی رہے؟

(۱۴) روزے کی حالت میں عطر لگانے، منھ میں مکھی داخل ہو جانے سے، یا دھنواں وغیرہ منھ یا ناک میں داخل ہونے سے، یا انجکشن لگانے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۱) اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔[1] اس لیے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور ثواب حاصل کرنے کے لیے روزہ رکھتے ہیں۔ نیز روزہ رکھنے میں بہت سے جسمانی و روحانی فوائد بھی ہیں۔ (بدائع الصنائع: ۲/ ۵۴۷، فتاویٰ رحیمیہ: ۷/ ۲۰۳)

(۲)...... کتنے ہی اہم امتحان کی وجہ سے روزہ چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے، روزہ رکھ کر بھی امتحان دے سکتے ہیں، روزہ امتحان کے لیے مانع نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۷/ ۲۵٦)

(۳)...... تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، لیکن منہ میں جمع شدہ لعاب نگل جانا مکروہ ہے۔[2]

(۴)...... پانی میں تیرنے کی وجہ سے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، لیکن ایسا کرنے سے اگر پانی حلق سے نیچے اُتر جائے تو پھر روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔[3]

(۵)...... ٹی وی اور سینما دیکھنا گناہ کا کام ہے، ٹی وی پر کرکٹ میچ دیکھنا یہ بھی لہو ولعب اور گناہ میں داخل ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔ (بخاری شریف: ۱/ ۲۵۷)

(٦)...... صبح صادق کے بعد کھاتے رہنے سے روزہ نہیں ہوتا، نیز غروبِ آفتاب سے پہلے (خواہ ایک منٹ پہلے ہی کیوں نہ ہو) بھی کھا پی لینے سے روزہ نہیں ہوتا۔ البتہ افطار میں تاخیر کرنے سے روزے میں کچھ نقصان نہیں آتا۔[4]

(۷)...... سَر میں تیل رکھنے یا آنکھ میں سُرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کان میں داوڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ بھول سے قے ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، نیز بھول کر کھانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (شامی: ۳/ ۵۲۰-۵۱۸، کتاب الفتاویٰ: ۳/ ۳۹۳)

(۸)...... دونوں صورتوں میں روزہ صحیح ہے۔ (شامی: ۳/ ۴۸۷، مراقی الفلاح: ٦۸۲)

(۹)...... کام کے بہانے سے روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہے۔[5]

---

[1] ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ [البقرة:۱۸۳]

[2] وكره له (جمع الريق في الفم) قصدًا (ثم ابتلاعه) ...الخ (مراقي الفلاح: ص٦٨٠)

[3] (أو دخل حلقه مطر) ...الخ (الدر المختار: ٣ / ص٥٣٥)

[4] أو تسحّر، أو جامع شاكا في طلوع الفجر ...الخ. (مراقي الفلاح: ص٦٧٥)

[5] لا يجوز أن يعمل عملا يصل به إلى الضعف ...الخ (رد المحتار: ٣ / ص٥٦٤)

(۱۰)......روزہ ہوجائے گا لیکن نماز نہ پڑھنے کا گناہ ہوگا۔

(۱۱)......روزے کی حالت میں حیض ونفاس آنے سے روزہ جاتا رہتا ہے، پاکی ٹوٹنے یعنی احتلام ہونے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔[۱] (مراقی الفلاح: ۶۵۸، مکتبہ بشریٰ)

(۱۲)......جائز ہے۔[۲]

(۱۳)......بھول کر کھانے کے بعد یہ سمجھ کر کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا ہے، پھر جان بوجھ کر کھائے تو اب اس کا روزہ جاتا رہا۔ بھول کر کھانے کے بعد روزہ نہ توڑے، بلکہ ویسے ہی رہے۔[۳]

(۱۴)......عطر لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، نیز بلا اختیار حلق میں مکھی یا دُھواں چلے جانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، اسی طرح انجکشن لگوانا بھی مفسد صوم نہیں ہے۔[۴]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بیمار عورت کے لیے اِفطار اور فِدیے کا حکم

سوال: (۳۶۵) ایک عورت ۴۰ سے ۴۵ سال کی ہے، بظاہر صحت مند ہے، لیکن اندرونی طور پر کچھ تکلیفیں ہیں، تو کیا وہ رمضان میں افطار کرسکتی ہے؟ اگر کرسکتی ہے تو کتنا فِدیہ ادا کرے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا ...... ماہِ رمضان میں سخت بیماری کے باعث روزہ رکھنے کی قدرت نہ ہو تو افطار کی اجازت ہے۔[۵] لیکن اس کے بعد جب یہ بیماری دور ہوجائے اور صحت حاصل ہوجائے تو متروکہ روزوں کی قضا ضروری ہے۔[۶] ایسی حالت میں فِدیہ کافی نہیں۔ ہاں البتہ اگر یہ بیماری دائمی ہوجائے اور صحت کی اُمید نہ رہے تو فِدیہ دینا صحیح ہے۔ فِدیے میں ہر ایک روزے کے

---

[۱] وإذا حاضت المرأة أفطرت وقضت ...الخ. (المختصر القدوري: ص۳۵؟)

[۲] وكذا لا تكره ... الاغتسال للتبرّد. (الدر المختار: ۳ / ص۵٦۲- ص۵٦۳)

[۳] (فظن أنه أفطر، فأكل عمدًا) للشبهة ...الخ. (الدر المختار: ۳ / ص۵۳۱، ۳ / ص۵۱۸)

[۴] أو دخل حلقه غبار، أو ذباب ...الخ. (الدر المختار: ۳ / ص۵۱۸)

أو ادهن أو اكتحل ...الخ. (الدر المختار: ۳ / ص۵۲۰)

وما يدخل من مسام البدن من الدهن لا يفطر. (الفتاوى الهندية: ۱ / ص۲۰۳)

[۵] (لمن خاف) وهو مريض (زيادة المرض) ... الخ. (مراقي الفلاح: ص٦۸٤)

[٦] قضوا ما قدروا على قضائه ...الخ. (حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح: ط٦۸٦- ط٦۸۸)

بدلے پونے دو کلو گیہوں یا ان کی قیمت ادا کرے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

حج وعمرہ کے مسائل

پیر ٹوٹ جانے کی وجہ سے واجبات کو ترک کرنا

سوال: (۳۹۴) ایک عورت حج کے لیے گئیں، وہاں جا کر ان کا پاؤں ٹوٹ گیا، جس کی بنا پر وہ واجباتِ حج ادا کرنے سے عاجز ہیں، فرائض حج تو کسی طرح وہاں کی حکومت ادا کرا دیتی ہے، ایسی صورت میں واجبات چھوڑنے سے دم واجب ہوگا یا نہیں؟ نیز ایسی حالت میں اگر ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... پاؤں کی ہڈی ٹوٹ جانے کی وجہ سے واجباتِ حج ادا کرنے سے عاجز ہو جائیں تو اس کی وجہ سے دَم واجب نہ ہوگا، کیوں کہ یہ عذر سماوی آفت کی وجہ سے لاحق ہوا ہے، اور سماوی آفت کی وجہ سے جو عذر لاحق ہو اور اس سے کوئی واجب ترک ہو جائے تو یہ موجب دم نہیں ہوتا۔[1]

البتہ اگر ایسی حالت میں ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب ہو جائے تو اس سے دم واجب ہوگا، کیوں کہ ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب خواہ عذر کی وجہ سے ہو یا بغیر عذر کے، بہر حال موجب دم ہے۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] "أيْ: أنَّهُ إنْ تَرَكَهُ بِلاَ عُذْر لَزِمَهُ دَمٌ، وَإنْ بِعُذْر فَلاَ شَيْءَ عَلَيْهِ مُطْلَقًا".
(رد المحتار: ۳ / ص۵۸۵، ط: رياض)

[2] "وَهٰذَا بِخِلاَفِ مَا لَوْ ارْتَكَبَ مَحْظُورًا، كَاللبْسِ وَالطِّيبِ، فَإِنَّهُ يَلْزَمُهُ مُوجَبُهُ؛ وَلَوْ بِعُذْرٍ".
(رد المحتار: ۳/ ص۵۸۵، ط: رياض)

عذر اور حرج کی وجہ سے مناسک میں ترتیب قائم نہ کر پانا

سوال: (۴۰۸/۳) عندالاحناف حاجی پر ترتیب واجب ہے، لیکن ترتیب پر عمل کرنا مشکل ہوتا ہے، کیوں کہ قربانی کرنے والے حکومت کے آدمی ہوتے ہیں اور وہاں بہت سارے اونٹ ہوتے ہیں، ہمیں کیسے پتا چلے کہ ہمارے اونٹ کی قربانی ہوئی یا نہیں؟ اگر قربانی سے پہلے حلق کرتے ہیں تو دم واجب ہوتا ہے۔ حضرت مولانا محمد مکی صاحب مدّظلہ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سب کرو، اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والے ہیں اور قبول کرنے والے ہیں۔ ان حالات میں احناف کا کیا فتویٰ ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اصل مسلک تو وہی ہے کہ ترتیب واجب ہے، لیکن سوال میں مذکور اور اس کے علاوہ دیگر اعذار اور حرج کی بنا پر ہمارے اکابر نے فرمایا ہے کہ ترتیب کے عدمِ وجوب کے بارے میں صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر بھی عمل کی گنجائش ہے۔ اب اگر ان اعذار کی بنا پر کسی سے ترتیب کی رعایت نہ ہو سکے تو اس پر دَم واجب نہ ہوگا۔[۱]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کیا حج کمیٹی کے ذریعے حج کرنا درست ہے؟

سوال: (۵۸۸) حاجی حج کرنے کے لیے حج کمیٹی سے جاتا ہے، حج کمیٹی سرکار چلاتی ہے، اور سرکار حج کمیٹی کے ذریعے حاجیوں کو سب سڈی دیتی ہے، شاید یہ ہوائی جہاز کے کرایے میں ہوتی ہے، جیسا کہ کرایہ اگر بائیس ہزار (۲۲۰۰۰) ہو تو بارہ ہزار حاجی کا اور دس ہزار سرکار دیتی ہے، تو کیا ایسی صورت میں حج کمیٹی سے حج کرنا درست ہے؟ اگر حج کمیٹی سے سفر کرتے ہیں تو کیسے کریں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......حاجی کے لیے سرکار کی طرف سے ملنے والی سب سڈی کا لینا جائز ہے، لہٰذا حج کمیٹی کے واسطے سے حج کرنا بھی جائز ہے، شرعی اعتبار سے اس میں کوئی خرابی نہیں

---

[۱] یہ فیصلہ دسویں فقہی سمینار منعقدہ بمبئی میں کیا گیا تھا۔ (جدید فقہی مباحث رصفحہ: ۵۹۹)

ہے۔ ؎ (کتب فقہ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ شبیر احمد دیولوی

کاروبار میں دو لاکھ روپیے لگانے والے پر حج فرض ہوگا یا نہیں؟

سوال: (۵۹۴) میں ایک سرکاری کمپنی میں ملازمت کرتا تھا، کمپنی بند ہو جانے کی وجہ سے ہم تمام ملازمین کو وی آر ایس کی اِسکیم کے حساب سے دو لاکھ پینتالیس ہزار (۲۴۵۰۰۰) روپیے دے کر رخصت کر دیا گیا، یہ پیسے ہمیں جولائی ۲۰۰۱ء میں ملے تھے، ان پیسوں میں سے میں نے ۲۰۰۱ء پچاسی ہزار کی ایک رَکشہ خریدی، اب میرے پاس ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیے باقی تھے، اس کے بعد جنوری ۲۰۰۲ء میں ہمیں پی پی ایف کے باقی (۶۷۰۰۰) روپیے ملے ہیں، اب کمپنی ہمیشہ کے لیے بند کر دی گئی ہے، پھر ذوالقعدہ میں دو لاکھ روپیے گاڑی، زمین وغیرہ کاروبار میں لگائے، آمدنی کا میرے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں ہے، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حج کے مہینے میں تمھارے پاس نقد رقم ہو تو تم پر حج فرض ہو جاتا ہے، تو کیا مجھ پر حج فرض ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......جس شخص کے پاس حج کے زمانے میں ضرورت سے زائد اتنا خرچ ہو کہ وہ مکہ جا کر حج کر کے واپس آ سکے، اور جتنی مدّت وہ حج میں رہے اتنی مدّت کا اہل وعیال کا خرچ بھی ہے، تو اس شخص پر حج فرض ہے۔ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی اگر آپ کے پاس گذشتہ سال حج کے مہینوں میں ضرورت سے زائد (آپ کے اور آپ کے اہل وعیال کے کھانے پینے، پہننے کا خرچ اور اگر آپ پر قرض ہو تو اس کو وضع کرنے کے بعد) اتنی نقد رقم (آمدنی کا سامان خریدنے کے بعد بچی ہوئی رقم) آپ کے پاس تھی کہ جس سے آپ مکہ جا کر حج کر کے واپس آ سکتے تھے اور اس درمیان یہاں بال بچّوں کا نان ونفقہ بھی دے سکتے تھے، تو اس صورت میں آپ پر حج فرض ہو چکا ہے، لہٰذا آپ پر حج کرنا

؎ "قَالَ الْفَقِيهُ أَبُو اللَّيْثِ - رَحِمَهُ اللهُ تَعَالىٰ - "اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي أَخْذِ الْجَائِزَةِ مِنَ السُّلْطَانِ، قَالَ بَعْضُهُمْ: يَجُوزُ مَا لَمْ يَعْلَمْ أَنَّهُ يُعْطِيهِ مِنْ حَرَامٍ. قَالَ مُحَمَّدٌ - رَحِمَهُ اللهُ تَعَالىٰ - وَبِهِ نَأْخُذُ مَا لَمْ نَعْرِفْ شَيْئًا حَرَامًا بِعَيْنِهِ. وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللهُ تَعَالىٰ - وَأَصْحَابِهِ، كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ".
(الفتاوى الهندية / كتاب الكراهية)

ضروری ہے، گذشتہ سال نہ کر سکے ہوں تو اِس سال یا زندگی میں ایک مرتبہ حج کرنا ضروری ہوگا۔ [1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کتنی رقم ہو تو حج فرض ہوگا؟ عورت کا دور کے رِشتے دار کے ساتھ حج کرنا

سوال: (۶۱۰) ......(۱) ہمارے گاؤں میں ایک مسلمان گھرانے کی زمین بکی ہے، اس کے پیسے مرحوم کے وارثین نے اپنے اعتبار سے تقسیم کر کے برابر لے لیے ہیں، مرحوم کی بیوی کے حصے میں ایک لاکھ پچھتّر ہزار روپیے آئے ہیں، جن کی عمر پچھتّر سال ہے، اب ان کو اپنے حصے کی رقم سے حج کرنا ہے، ان کے چار لڑکوں میں سے کوئی بھی ان کے ساتھ حج کرنے کے لیے تیّار نہیں ہے، ہمارے گاؤں کے دیگر حجاج جا رہے ہیں، جن میں سے ان کا قریبی رِشتے دار کوئی نہیں ہے، میں ان کا دور کا رِشتے دار ہوں، تو کیا میں ان کو اپنے ساتھ حج میں لے جاسکتا ہوں؟

(۲)......بیوہ عورت اور ان کے چار بیٹوں کے حصے میں ایک لاکھ پچھتّر ہزار روپیے آئے ہیں تو ان پر حج فرض ہوگی یا نہیں؟ کتنی رقم ہو تو حج فرض ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......(۱) عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی، اس کے لیے محرم (ایسا مَرد جس کے ساتھ کسی بھی حال میں نکاح کرنا درست نہ ہو) کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں ہے، لہٰذا سوال میں مذکورہ عورت کا محرم کے بغیر سفر (خواہ وہ سفرِ حج ہی کیوں نہ ہو) کرنا جائز نہیں، آپ ان کے محرم نہیں ہو، لہٰذا وہ عورت آپ کے ساتھ سفر میں نہیں آسکتی۔ [2]

پھر اس عورت کے پاس اپنے خرچ کے ساتھ اپنے محرم کو بھی ساتھ لے جانے کا خرچ ہو، وہ اس کا خرچ اٹھا سکتی ہو تو وہ خرچ دے کر محرم کو ساتھ لے جاسکتی ہے۔ اور اگر خرچ اٹھانے کی طاقت نہ ہو تو پھر محرم کے بغیر حج میں جانا ضروری نہیں، بلکہ اگر پوری زندگی بھی محرم نہ ملے تو پھر اپنی طرف سے

---

[1] "قَالَ - رَحِمَهُ اللهُ -: فُرِضَ مَرَّةً عَلَى الْفَوْرِ بِشَرْطِ حُرِّيَّةٍ وَبُلُوغٍ وَعَقْلٍ وَصِحَّةٍ وَقُدْرَةِ زَادٍ وَرَاحِلَةٍ فَضُلَتْ عَنْ مَسْكَنِهِ وَعَمَّا لَا بُدَّ مِنْهُ، وَنَفَقَةِ ذَهَابِهِ وَإِيَابِهِ وَعِيَالِهِ".

(تبيين الحقائق: ۲ / صـ۳، ط: مكتبة إمدادية، ملتان)

[2] "وَأَمَّا الَّذِي يَخُصُّ النِّسَاءَ فَشَرْطَانِ: أَحَدُهُمَا أَنْ يَكُونَ مَعَهَا زَوْجُهَا، أَوْ مَحْرَمٌ لَهَا، فَإِنْ لَمْ يُوجَدْ أَحَدُهُمَا لَا يَجِبُ عَلَيْهَا الْحَجُّ. وَهٰذَا عِنْدَنَا". (بدائع الصنائع: ۳ / صـ۷۴)

موت سے پہلے حجِ بدل کی وصیت کردے۔

(۲)......جس آدمی کے پاس ضروریات سے زائد اتنا خرچ ہو کہ وہ مکہ شریف جاکر حج کرکے واپس آسکے (وہاں کے کھانے، پینے اور رہنے کا خرچ بھی ہو) اور یہاں اپنے اہل وعیال کے لیے بھی خرچ ہو تو ایسے شخص پر حج فرض ہے۔[۱] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

حج بدل کرنے والے کا اپنی قربانی انڈیا میں کرنا

سوال: (۲/۶۱۲) حج بدل کرنے والا شخص اپنی قربانی انڈیا میں کرنا چاہتا ہے تو یہ قربانی صحیح ہوگی یا نہیں؟ یا پھر حج بدل کے ساتھ دونوں قربانی منیٰ میں کرے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......حج بدل کرنے والے پر حج قران یا حج تمتع کی صورت میں دمِ شکر کے طور پر قربانی واجب ہے، وہ تو حرم میں کرنا ضروری ہے۔[۲]

یہ قربانی انڈیا میں نہیں ہوسکتی۔ البتہ حج بدل کرنے والے پر اپنی عید الاضحیٰ کی جو قربانی واجب ہے وہ وہاں منیٰ میں یا انڈیا میں جہاں چاہے کرسکتا ہے۔

یہاں اس بات کا خیال رہے کہ حاجی مقیم ہو (یعنی آٹھ ذی الحجہ کو منیٰ آئے، یا جس کا قیام مکہ میں پندرہ دِن یا اس سے زیادہ کا ہو) تو اس پر یہ قربانی واجب ہوگی، حاجی اگر مسافر ہو تو اس پر یہ قربانی واجب نہیں ہوگی۔[۳] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عورت کو ۵۳ سال کی عمر میں آنے والا خون حج کے ارکان میں مانع ہوگا یا نہیں؟

سوال: (۶۷۸) ایک عورت کی عمر ۵۳ سال کی ہے، ان کی حیض کی کوئی مدّت طے نہیں ہے، کبھی ڈھائی مہینے میں، کبھی دو مہینے میں، کبھی پندرہ دِن تو کبھی دو چار دِن میں خون آتا ہے، تو وہ ایسی حالت میں

---

[۱] "قَالَ - رَحِمَهُ اللهُ -: فُرِضَ مَرَّةً عَلَى الْفَوْرِ بِشَرْطِ حُرِّيَّةٍ وَبُلُوغٍ وَعَقْلٍ وَصِحَّةٍ وَقُدْرَةِ زَادٍ وَرَاحِلَةٍ فَضُلَتْ عَنْ مَسْكَنِهِ وَعَمَّا لَا بُدَّ مِنْهُ، وَنَفَقَةِ ذَهَابِهِ وَإِيَابِهِ وَعِيَالِهِ".
(تبيين الحقائق: ۲ / صـ۳، ط: مكتبة إمدادية، ملتان)

[۲] "وَخُصَّ ذَبْحُ هَدْيِ الْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ بِيَوْمِ النَّحْرِ فَقَطْ، وَالْكُلُّ بِالْحَرَمِ". (البحر الرائق: ۳ / صـ۱۲۸)

[۳] "وَأَمَّا الْأُضْحِيَّةُ فَإِنْ كَانَ مُسَافِرًا فَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ، وَإِلَّا كَالْمَكِّيِّ، فَتَجِبُ. كَمَا فِي الْبَحْرِ".
(رد المحتار: ۳ / صـ۵۳٤، ط: بيروت)

حج کے ارکان کس طرح ادا کرے؟ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ یہ بیماری اندر گانٹھ کا خون ہے، اس وجہ سے آپریشن بھی کرنا پڑے گا، لیکن حج میں جانا ہے، اس وجہ سے آپریشن نہیں کراوایا ہے، تو اب حج میں کیا کیا جائے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... میرے خیال کے مطابق ڈاکٹر کا کہنا درست ہے کہ بیماری کا خون ہے، حیض کا نہیں ہے، کیوں کہ بعض فقہاء نے کہا ہے کہ حیض کی مدّت پچاس سال تک کی ہے، اس کے بعد جو خون آتا ہے اس کو بیماری کا خون کہا جائے گا، لہٰذا اِس خون کو بھی بیماری کا شمار کیا جائے گا، عورت اس صورت میں حج کے تمام ارکان ادا کرے گی، یہ خون مانع نہیں بنے گا۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: شامی: ۱/ ۵۰۳/ ۷۷۴)

پھر بھی فقہاء نے وضاحت کی ہے کہ اگر یہ خون کالا ہو یا اس عورت کو اس عمر میں پہلے حیض کے ایام میں جس رنگ کا خون آتا تھا اسی رنگ کا خون ہو تو پھر پچاس سال کے بعد بھی اس خون کو حیض کا خون شمار کیا جائے گا۔

لہٰذا حیض والی عورت طوافِ زیارت کے علاوہ حج کے دوسرے مناسک ادا کرے اور طوافِ زیارت کو پاک ہونے کے بعد ادا کرے۔

لیکن یہ بات یاد رہے کہ ایسا خون تین دِن سے کم آئے تو وہ حیض شمار نہیں ہوگا، اسی طرح دس دِن سے زیادہ آئے تو زائد خون بھی حیض شمار نہیں ہوگا، اسی طرح ایک مرتبہ حیض آنے کے بعد پندرہ دِن کے اندر خون آئے تو وہ بھی حیض کا خون شمار نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

حاجی تمام مرحومین کے لیے ایک عمرہ کرسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۴۴) حاجی تمام مرحومین کے لیے ایک عمرہ کرسکتا ہے یا نہیں؟ یا الگ الگ عمرہ کرے؟ اپنے رشتے دار جو حیات ہیں ان کی طرف سے ایک عمرہ کرے یا الگ الگ کرے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... اپنی طرف سے ایک نفل عمرہ کر کے اس کا ثواب ایک یا بہت سے مرحومین کو پہنچا سکتا ہے، تمام کی طرف سے الگ الگ عمرہ کرنا ضروری نہیں ہے۔[1]

---

[1] "الْأَصْلُ أَنَّ كُلَّ مَنْ أَتىٰ بِعِبَادَةٍ مَا، لَهُ جَعْلُ ثَوَابِهَا لِغَيْرِهِ، وَإِنْ نَوَاهَا عِنْدَ الْفِعْلِ لِنَفْسِهِ، لِظَاهِرِ الْأَدِلَّةِ". (رد المحتار: ۳/ صـ۱۰)

آپ کے رِشتے دار (ماں، باپ، بھائی، بہن) کی طرف سے الگ الگ مستقل ایصالِ ثواب کے لیے عمرہ کرنا چاہتے ہو تو ایسی صورت میں ہر ایک کی طرف سے الگ الگ عمرہ کرنا ہوگا۔ (مسائل حج)
واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

بار بار حلق کی وجہ سے سر پر بال نہ ہوں تو کیا کرے؟

سوال: (۷۴۵) حاجی عمرہ کرے تو حلق کروانا ضروری ہے، بار بار عمرہ کرنے کی وجہ سے سَر پر بالکل بال نہیں بچے، تو کیا اپنی بیوی یا کسی اور شخص کے پاس اُسترہ وغیرہ پھروالے تو صحیح ہے؟ سَر پر بالکل بال نہ ہونے کی وجہ سے اگر اُسترہ وغیرہ کچھ بھی نہیں پھیرا تو دم واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... جو محرم حلق سے پہلے کے یعنی حج وعمرہ کے تمام ارکان ادا کر چکا ہو تو وہ دوسرے کا سَر مونڈ سکتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ۴/ ۵۲۲)

بال بالکل نہ ہوں پھر بھی اُسترہ، لیزر یا مشین وغیرہ پھیرنا واجب ہے، ورنہ دَم لازم ہوگا۔ [1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نواسی کے شوہر کے ساتھ عورت کا حج کرنا

سوال: (۷۴۷) میں اس سال حج میں جانا چاہتی ہوں لیکن کوئی محرم نہیں ہے، میرے رِشتے داروں میں سے میری بھتیجی اور اس کا شوہر، میری نواسی اور اس کا شوہر حج میں جا رہے ہیں، تو کیا میں اِن کے ساتھ حج میں جاسکتی ہوں؟

نوٹ: یہ بھتیجی میرے جیٹھ (شوہر کے بڑے بھائی) کی لڑکی ہے، اور سعودیہ سے میرا بھتیجا (دیور کا لڑکا) بھی آنے والا ہے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... عورت کے لیے سفرِ حج میں بھی شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے، محرم یعنی ایسا شخص جس کے ساتھ عورت کا کبھی بھی نکاح نہ ہو سکے، ہمیشہ کے لیے ان کا آپس میں نکاح حرام ہو۔ [2]

---

[1] "وَيَجِبُ إِجْرَاءُ الْمُوسىٰ عَلَى الأَقْرَعِ عَلَى الْمُخْتَارِ". (تبيين الحقائق: ۲ / ص۳۰۹)

[2] "وَأَمَّا الَّذِي يَخُصُّ النِّسَاءَ فَشَرْطَانِ: أَحَدُهُمَا أَنْ يَكُونَ مَعَهَا زَوْجُهَا، أَوْ مَحْرَمٌ لَهَا، فَإِنْ لَمْ يُوجَدْ أَحَدُهُمَا لاَ يَجِبُ عَلَيْهَا الْحَجُّ. وَهٰذَا عِنْدَنَا". (بدائع الصنائع: ۳ / ص۷٤)

اس حساب سے بھتیجی کا شوہر اور بھتیجا محرم شمار نہیں ہوں گے۔البتہ نواسی اگر آپ کی حقیقی نواسی ہے تو اس کا شوہر آپ کا محرم شمار ہوگا،اس کے ساتھ آپ حج میں جاسکتی ہیں۔(شامی:۴/۹۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ شبیر احمد دیولوی

بغیر محرم کے حج کرنا، بھانجی کے شوہر کے ساتھ سفر حج کرنا

سوال:(۷۶۴) ......(۱) میں اس سال اپنے والد کے ساتھ حج کمیٹی کے ذریعے حج میں جارہی ہوں، میری پھوپھی (میرے والد کی بہن) ٹور کے ذریعے اکیلے حج میں جانا چاہتی ہیں، وہاں پہنچ کر ہمارے ساتھ ہوجائیں گی،تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ کیا وہ اس طرح حج کرسکتی ہیں؟

(۲)......اگر ہماری پھوپھی بذریعۂ ٹور حج میں جائے، ان کے ساتھ بطورِ محرم بھانجی کا شوہر جائے تو صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۱)عورت کے لیے ۴۸ میل سے زیادہ سفر میں (خواہ سفر حج ہی کیوں نہ ہو) محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے،لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی آپ کی پھوپھی اس طرح اکیلے سفر نہیں کرسکتیں، ورنہ گنہگار ہوں گی،آپ کے والد صاحب وہاں مکہ میں موجود ہوں تب بھی ان کا سفر کرنا گناہ ہے، کیوں کہ یہاں سے بمبئی اور وہاں سے مکہ کا سفر ان کا بغیر محرم کے ہوگا، جو جائز نہیں ہے۔

(۲)...... بھانجی یا اس کا شوہر بھی بطورِ محرم نہیں چل سکتے، اس سال اگر محرم نہ ملے تو آئندہ سالوں میں محرم کی تلاش میں رہیں، جب محرم کا انتظام ہوجائے تو حج کریں۔اور اگر پوری زندگی محرم کا انتظام ہی نہ ہو پائے اور ان پر حج فرض ہو تو پھر حج بدل کی وصیت کرجائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

رمی کے متعلق دو مسئلے

سوال:(۷۹۶) ......(۱) ہم لوگ پہلے دِن شیطان کو کنکری مار کے چار بجے قربانی کے لیے روانہ ہوئے لیکن ہمارے ایک ساتھی کے گُم ہوجانے کی وجہ سے بارہ بجے قربانی کرکے حلق کرلیا اور احرام اُتار دیا، بلڈنگ سے اُتر کر مِنیٰ کی طرف روانہ ہوئے لیکن راستہ دوتین گھنٹے کا تھا، اگر مِنیٰ جاتے تو صبح صادق ہو جاتی، اس لیے ہم مِنیٰ نہیں گئے اور طوافِ زیارت کیا، ہم تھک گئے تھے اس لیے واپس جاکر سو گئے،

دوپہر کو گیارہ بجے حرم میں نمازِ جمعہ ادا کر کے کنکری مارنے کے لیے گئے۔ تو کیا ہم پر دم واجب ہوگا؟

(۲)......تیسرے دِن کنکری مارنے کے لیے روانہ ہونے والے تھے کہ اس قدر بارِش ہوئی کہ نکلنا مشکل تھا، مغرب کی نماز کا وقت ہوگیا، نمازِ مغرب کے بعد کنکری مارنے کے لیے گئے، تو کیا اس صورت میں دَم واجب ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......دونوں صورتوں میں کوئی دَم واجب نہیں ہوگا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (شامی: ۳/ ۵۴۲، زکریا) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

لڑکی کا اپنے والد کی طرف سے حج بدل کرنا جب کہ حج اس پر فرض نہیں

سوال: (۱/۸۵۶) میرے ذمے قرض ہے، لہٰذا مجھ پر حج فرض نہیں، میری ایک بہن ہے، میرے والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے، میری بہن نے حج کرلیا ہے، ایک کھیت بیچنے کی وجہ سے اس کے پاس پیسے آئے ہیں، وہ مجھے میرے والد صاحب کی طرف سے حج بدل میں بھیجنا چاہتی ہے، تو کیا میں حج بدل میں جاسکتی ہوں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......آپ کے والد صاحب نے حج کی وصیت نہیں کی ہے، اس لیے ان کی طرف سے حج کرنا ضروری نہیں، پھر بھی اگر ان کی طرف سے حج کیا جائے تو حج صحیح ہے۔ آپ کے والد صاحب کی طرف سے آپ خود کریں گی تب بھی حج صحیح ہوگی، اگرچہ آپ نے کبھی حج نہ کی ہو، البتہ جس نے ایک مرتبہ حج کی ہو اس کو بھیجنا بہتر ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/ ۱۲۶، دارالاشاعت)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

حج بدل کرنے کے بعد پھر حج بدل میں جانے سے حج فرض ہوجائے گی؟

سوال: (۲/۸۵۶) حج بدل کرنے کے بعد جو شخص دوسری مرتبہ حج بدل میں گیا ہو تو کیا اس کے ذمے حج فرض ہوجائے گی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......جس شخص پر پہلے سے حج فرض نہیں تھی ایسا شخص اگر دوسرے کی طرف سے حج بدل کرے تو راجح قول کے مطابق اس پر حج فرض نہیں ہوگی، البتہ اگر اس کے بعد مالدار ہوگیا تو اس پر خود اپنی حج فرض ہوگی۔ (جواہر الفقہ: ۴/ ۲۱۵، دارالعلوم کراچی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

عمرہ سے فارغ ہوکر حلق یا قصر اپنے کمرے میں آکر کرنا

سوال: (۴۶۱) اگر معتمر عمرہ سے فارغ ہوکر حلق یا قصر اپنے کمرے میں آکر کرائے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ کیا اس کی وجہ سے دم لازم ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......عمرہ یا حج کے احرام سے حلال ہونے کے لیے حدودِ حرم میں حلق یا قصر کرنا ضروری ہے، اگر حدودِ حرم سے باہر سَر منڈوایا تو دَم لازم ہوگا۔[1]

لٰہذا اگر آپ کا کمرہ حدودِ حرم میں ہو تو اس میں حلق کرانے سے دم لازم نہ ہوگا، لیکن اگر کمرہ حدودِ حرم سے باہر ہو اور وہاں جا کر حلق کرایا تو دم واجب ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

عورت کا ایامِ حج میں حیض کو مؤخر کرنے کے لیے دوا استعمال کرنا

سوال: (۲/۵۸۳) عورت ایامِ حج میں دوا کا استعمال کر کے حیض کو مؤخر کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......حیض فطری چیز ہے، دوا کے ذریعے اس کو روکنے کی وجہ سے صحت کے متاثّر ہونے کا اندیشہ ہے، لٰہذا ایامِ حج میں بھی ایسی دوا استعمال کرنے سے حتی الامکان بچنا چاہیے، البتہ اگر وقت کم ہے اور بعد میں طوافِ زیارت کا موقع ملنے کا اِمکان نہیں ہے، کوشش کے باوجود حکومت سے مہلت ملنے کا اِمکان نہیں ہے تو پھر مجبوراً استعمال کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ٦)
واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

ایک ساتھ دو تین عمرہ کر کے سر منڈوانا، دو عمرہ کے درمیان وقفہ

سوال: (۳/۶۳۸)......(۱) ایک ساتھ دو تین عمرہ کر کے سَر منڈوانا ضروری ہے یا تھوڑے ہی بال کاٹ دینا کافی ہے؟

(۲)......ایک عمرہ کرنے کے بعد کتنے وقفے سے دوسرا عمرہ کر سکتے ہیں؟

(۳)......اپنا عمرہ کرنے کے بعد ہی دوسرے کی طرف سے عمرہ کر سکتے ہیں یا اپنا عمرہ کیے بغیر بھی دوسرے کی طرف سے عمرہ کر سکتے ہیں؟

---

[1] "وَإِنْ حَلَقَ فِي أيامِ النحرِ في غيرِ الحرمِ فعليهِ دمٌ. ومن اعتَمَرَ، فَخَرَجَ مِنَ الحرمِ، وَقَصَّرَ، فعليه دم عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالىٰ". (الهداية: صـ٤٣١)

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۱) ایک عمرہ کر کے حلق یا قصر کرائے، سَر کے تمام بال منڈوانا یا کٹانا سنّت ہے۔صرف چوتھائی سَر کے بال کٹوانے پر اکتفا کرنا جائز تو ہے لیکن یہ مکروہِ تحریمی ہے۔ پھر دوسرا عمرہ کرے تو حلق یا قصر کرائے۔ اگر پہلے حلق کروانے کی وجہ سے سَر پر بال نہیں ہیں تو صرف اُسترہ یا اس کے قائم مقام مشین پھیر دینا کافی ہے۔ الغرض ایک عمرہ کے بعد حلق یا قصر کرانا ضروری ہے، نہ کہ دو تین عمرہ کے بعد (جیسا کہ سائل نے لکھا ہے۔) (شامی)

(۲)......ایک عمرہ کے بعد فوراً دوسرا عمرہ کرنا جائز ہے، دو عمرہ کے درمیان وقفے کا کوئی وقت مقرّر نہیں ہے۔ (معلم الحجاج)

(۳) اپنا عمرہ کر کے دوسرے کی طرف سے عمرہ کرے، یا پہلے دوسرے کی طرف سے عمرہ کرے، پھر اپنا عمرہ کرے، دونوں صورتیں جائز ہیں۔ (معلم الحجاج) واللہ اعلم۔کتبہ شبیر احمد دیولوی

حاجی پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۶) حاجی پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟ اگر واجب ہو تو یہ واجب قربانی کا ہندوستان میں اپنے مقام پر کسی کو وکیل بنائے تو صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......حاجی مسافر پر قربانی واجب نہیں ہے۔[۱]

وضاحت: اگر حاجی یوم النحر میں مسافر ہے، یعنی اس کی مکہ معظّمہ (بشمولِ منیٰ ومزدلفہ) میں پندرہ دِن قیام کی نیت نہیں ہے تو اس پر مالی قربانی واجب نہیں، اور اگر مقیم وصاحب استطاعت ہے تو اس پر مالی قربانی واجب ہے۔[۲] (کتاب المسائل: ۳/۳۳۱)

مالی قربانی اگر واجب ہو تو حدودِ حرم میں بھی کر سکتے ہیں اور اپنے وطن میں وکیل بھی بنا سکتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

حکومتی قانون کی خلاف ورزی کر کے حج کرنا

سوال: (۲۷) ایک شخص عمرہ کے ویزا حاصل کر کے مکہ معظّمہ گیا اور غیر قانونی طور پر ایامِ حج تک قیام

---

[۱] فلا تجب علىٰ حاج مسافر. (الشامي: ٥ / ص٢٢٢)

[۲] وأما الأضحية فإن كام مسافرا فلا يجب عليه، وإلا كالمكي، فتجب.
(الشامي: ٣ / ص٥٣٤، تكملة البحر الرائق: ٨ / ص١٧٣)

کر کے حج کرے تو کیا حکم ہے؟ اس کا حج صحیح ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......عمرہ کے عنوان پر ویزا حاصل کیے تو عمرہ کر کے واپس آجانا چاہیے، غیر قانونی طور پر وہاں قیام نہیں کرنا چاہیے، پکڑے جانے پر بےعزّتی کا اندیشہ ہے، اور ہر آدمی کو اپنی عزّت کی حفاظت کرنا ضروری ہے، خود پر حج فرض ہو تو قانونی طور پر جائے، قاعدے کی خلاف ورزی کرنے کی اجازت نہیں ہے، پھر بھی اس نے جو حج ادا کیا ہے اس سے فریضہ ادا ہو جائے گا۔[1]

(فتاویٰ محمودیہ: ۱۰/ ۴۴۸)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نفل حج افضل ہے یا حاجت مند کی حاجت پوری کرنا

سوال: (۵۰) ایک میاں بیوی نے اپنا فرض حج ادا کر لیا ہے، والدین کے لیے ایصالِ ثواب کی نیت سے ان کا دوبارہ حج کا ارادہ ہے، حالانکہ والدین نے اس سلسلے میں کوئی وصیت نہیں کی تھی، لیکن اُن کو خلجان ہے کہ حج کرنا افضل ہے یا اِتنی رقم کسی حاجت مند کو دینا افضل ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......علّامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت فرمائی ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو صدقے کے مقابلے میں نفل حج کرنا افضل ہے، لیکن علّامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد علّامہ رحمتی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ دونوں میں جو زیادہ مفید ہو اور جس کی حاجت زیادہ ہو وہ افضل ہے۔[2]

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اگر کسی حاجت مند فقیر کو اِمداد کی زیادہ ضرورت ہو (مثلاً وہ بھوک کی شدّت سے بےچین ہو، یا اس کے پاس گھر نہیں ہے، گھر کی سخت ضرورت ہو، یا اس کو کپڑوں کی سخت ضرورت ہو، یا ان کے علاوہ کوئی دوسری ضرورت ہو) تو ایسی صورت میں نفل حج کے بالمقابل ایسے فقیر کی ضرورت پوری کرنا زیادہ بہتر اور افضل ہے، خصوصاً جب کہ ایسا حاجت مند آدمی نیک اور صالح بھی

---

[1] طاعة الإمام فيما ليس بمعصية فرض. (الدر المختار: ٦ / ص٥٠٤)

[2] الصدقة أفضل من الحج تطوعا، كذا روي عن الإمام لكنه لما حج وعرف المشقة أفتىٰ بأن الحج أفضل ... الخ، قال الرحمتي: والحق التفصيل، فما كانت الحاجة فيه أكثر والمنفعة فيه أشمل فهو الأفضل. (الشامي: ٢ / ص٢٧٥)

ہو، تو اس کی ضرورت پوری کرنا زیادہ افضل ہے۔ ؎

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

تکمیل اَرکان کے بعد محرم کا اپنے یا دوسرے کے بال کاٹنا

سوال: (۱۳۵) حاجی حج کے ارکان (رمی وقربانی) کے بعد اپنے یا دوسرے محرم کے بال کاٹ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کاٹ سکتا ہے تو اپنے بال کاٹنے کے بعد یا اس سے پہلے بھی جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... حاجی قربانی کے بعد خود اپنے بال بھی کاٹ سکتا ہے اور دوسرے مَرد یا اپنی بیوی کے بال بھی کاٹ سکتا ہے، جب کہ اس دوسرے محرم نے بھی تمام ارکان ادا کر لیے ہوں، خواہ اپنے بال کاٹنے سے پہلے ہو یا بعد میں۔

(کتاب الفتاویٰ بحوالہ: لباب المناسک: ۴/ ۳۸-۳۹، معلم الحجاج)

بحالت مجبوری طوافِ زیارت حیض کی حالت میں کرنا

سوال: (۱۳۶) ایک عورت نے حج کے تمام ارکان ادا کیے، البتہ طوافِ زیارت سے پہلے حیض کا خون آ گیا اور روانگی کی تاریخ قریب ہے، جس سے پہلے نہ وہ پاک ہو سکتی ہے اور قانونی مجبوری کی وجہ سے قیام کو بڑھا بھی نہیں سکتی، تو ایسی صورت میں عورت کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... یہ بات صحیح ہے کہ کوئی شخص طوافِ زیارت اصلاً نہ کرے، نہ پاکی کی حالت میں اور نہ ناپاکی کی حالت میں، اور اپنے وطن لوٹ جائے اور میقات سے تجاوز کر جائے تو جب تک نئے احرام کے ساتھ واپس لوٹ کر طوافِ زیارت نہ کرے احرام سے نہیں نکلے گا اور پوری زندگی عورت اس کے لیے حلال نہ ہوگی۔ ہاں اگر طوافِ زیارت کر کے میقات سے تجاوز کر جائے، خواہ جنابت کی حالت ہی میں طوافِ زیارت کیوں نہ کیا ہو، تو نئے احرام کے ساتھ واپس لوٹنا افضل ضرور ہے، لیکن اگر واپس نہ لوٹے اور دمِ جنایت (بدنہ) بھیج دے تو کافی ہے اور نقصان کی تلافی

؎ قلت: قد يقال: إن صدقة التطوع في زماننا أفضل ... الخ.
(منحة الخالق على البحر الرائق: ۲ / ص٥٤٤)

ہوجائے گی، یعنی اسے واپس لوٹ کر طوافِ زیارت کرنا واجب نہیں ہے۔ [1]

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی اگر کسی عورت کو مذکورہ بالا عذر ہے اور وہ ناپاکی کی حالت میں طوافِ زیارت کرلے اور میقات سے تجاوز کرجائے تو واپس لوٹ کر نئے احرام سے طوافِ زیارت کرنا افضل تو ہے، لیکن اگر وہ واپس نہ آئے، یا نہ آسکے اور دمِ جنایت (بدنہ) بھیج دے تو نقصان کی تلافی ہوجائے گی اور وہ اپنے شوہر کے لیے حلال ہوجائے گی۔ تاہم وہ اگر قربانی سے قبل کبھی بھی اس طواف کو دہرالے گی تو قربانی اس سے ساقط ہوجائے گی۔ (کتاب المسائل: ۳/ ۳۴۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بغیر محرم کے حج کا سفر

سوال: (۱۷۸) میں اپنی بیوی اور چچازاد بہن کے ساتھ حج کا ارادہ رکھتا ہوں، میری چچازاد بہن کا شوہر جدّہ سے ہمارے ساتھ شریک ہوگا، تو کیا میری چچازاد بہن کے لیے اس طرح سفر حج کرنا صحیح ہے؟ اس کا حج صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... شریعت میں عورتوں کے لیے اجازت نہیں ہے کہ وہ ۴۸ میل یا اس سے زائد مسافت کا سفر اپنے شوہر یا کسی محرم کے بغیر کرے، خواہ وہ حج کا سفر ہو یا کوئی اور سفر ہو، اس پر حج اسی وقت ادا کرنا فرض ہوتا ہے جب اس کو یہ سہولت میسّر ہو۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں جب کوسمبا سے جدّہ تک یا بمبئی سے جدّہ تک کے سفر میں آپ کی چچازاد بہن کا کوئی محرم ساتھ میں نہیں ہے، تو اس کے لیے یہ سفر کرنا جائز نہیں ہے، جب کوئی محرم میسّر ہو تب حج کرے، اور اگر تادمِ حیات محرم میسّر نہ ہو تو اپنی طرف سے حج بدل کی وصیت کرے۔ پھر بھی اگر وہ عورت بغیر محرم کے سفر کرکے حج کرے گی تو کراہت تحریمی کے ساتھ حج صحیح ہوجائے گا، لیکن وہ گنہگار رہوگی۔ [2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] وإن لم يعد وبعث بدنة أجزأه لما بينا أنه جابر له، أي: بعد أن طاف للزيارة بدنة.

(الهداية: ۱/ ص۲۹۵)

[2] (وشرط وجوب الأداء ... وخروج محرم ...الخ) ولو حجّت بلا محرم جاز مع الكراهة.

(حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح: ص۷۲۸)

پاؤڈر سے دھویا ہوا احرام استعمال کرنا

سوال: (۲۵۳) پاؤڈر سے دھویا ہوا احرام کا کپڑا استعمال کرنا کیسا ہے؟ جب کہ اس کپڑے سے پاؤڈر کی خوشبو آرہی ہو۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......اس طرح پاؤڈر سے دھویا ہوا کپڑا بطورِ احرام استعمال کرنا جائز ہے، احرام کی نیت سے پہلے کپڑوں پر ایسی خوشبو لگانا جس کا مادّہ (جسم) کپڑے پر باقی رہے یہ ممنوع ہے، البتہ اگر خوشبو کا جسم باقی نہ رہے، صرف اس کا اثر باقی رہے تو ایسی خوشبو لگانا جائز ہے، اسی طرح کپڑا خوشبودار چیز سے دھویا جائے اور اس کی خوشبو باقی رہے تو یہ بھی ممنوع ہے، ہاں اگر خوشبو باقی نہ رہے تو جائز ہے۔ مذکورہ مسئلے میں پاؤڈر سے دھونے کے بعد اس کی خوشبو باقی نہیں رہتی، یہ ایک تجربہ شدہ بات ہے، لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں۔[۱] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

حج بدل میں تمتع کا حکم

سوال: (۲۵۴) میرے والد صاحب پر حج فرض تھا، لیکن وہ ادا کیے بغیر وفات پا گئے اور انھوں نے حج بدل کی وصیت بھی نہیں کی ہے، لیکن میں ان کی طرف سے تبرعاً حج بدل کرنا چاہتا ہوں تو کیا میں حج تمتع کا احرام باندھ سکتا ہوں؟ کیوں کہ اِفراد کی صورت میں احرام طویل ہونے کی وجہ سے دشواری ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......آپ کے والد صاحب نے وفات کے وقت حج بدل کی وصیت نہیں کی ہے اس لیے آپ کا اپنے والد کی طرف سے حج کرنا ایک قسم کا تبرع ہے، اور یہ نفل حج ہے، اور نفل حج میں تمتع کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ)

اگر فرض حج بدل ہو تو اِفراد کرے، ہاں اگر آمِر نے تمتع یا قران کی اجازت دی ہو تو آمِر کی اجازت سے قران بالاتفاق جائز ہے، تمتع کے جواز میں علماء کا اختلاف ہے، ملّا علی قاری اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہما اللہ باذنِ آمِر بھی تمتع کے جواز کے قائل نہیں ہیں۔ جب کہ دیگر علمائے کرام نے باذنِ آمِر تمتع کو بھی جائز قرار دیا ہے، لیکن چوں کہ فرض کا معاملہ ہے، لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ حج بدل

---

[۱] وأجمعوا علىٰ أنه يجوز التطيب قبل الإحرام بما لا يبقى عينه ...الخ.

(الفتاوى الهندية: ۱ / صـ۲۲۲)

کرنے والا یا تو حج اِفراد کرے یا حج قران۔

اور اِس سلسلے میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ اِس زمانے میں حج یا عمرہ کرنے میں عام آدمی آزاد نہیں ہے کہ جب اور جس وقت چاہے جا سکے، اور طولِ احرام سے بچنے کے لیے ایامِ حج سے بالکل قریب سفر کرے، ہر طرف حکومتوں کی پابندیاں شدید ہیں، اس لیے اگر کسی حج بدل کرنے والے کو وقت سے بہت زیادہ ایام پہلے جانے کی مجبوری ہو اور طویل احرام میں واجباتِ احرام کی پابندی مشکل نظر آئے تو اس کے لیے تمتع کرنے کی بھی گنجائش ہے۔ (جواہر الفقہ: ۱/ ۵۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

حلال ہوتے وقت محرم کا خود اپنے یا دوسرے کے بال کاٹنا

سوال: (۲۵۹) حلال ہوتے وقت محرم خود اپنا حلق کر سکتا ہے یا نہیں؟ نیز دوسرے محرم کا حلق یا قصر کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... اگر محرم حج کے تمام اَرکان سے فارغ ہو گیا ہے اور حلق کا وقت آ گیا ہو تو خود اپنا حلق کر سکتا ہے، اسی طرح دوسرا محرم بھی اپنے تمام اَرکان سے فارغ ہو گیا ہو، صرف حلق باقی ہو تو دوسرا محرم (جس کے اَرکان مکمّل ہو گئے ہیں) اس کا حلق کر سکتا ہے۔

(معلم الحجاج: ۱۷۶، کتاب الفتاویٰ بحوالہ باب المناسک: ۴/ ۳۸-۳۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عورت کا اپنے خسر کے ساتھ حج کے لیے سفر کرنا

سوال: (۲۶۰) کیا عورت اپنے خسر کے ساتھ حج کے لیے جا سکتی ہے؟ جب کہ دوسرا کوئی محرم نہیں ہے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... خسر عورت کے لیے محرم ہے، لہٰذا حج کے لیے بطورِ محرم خسر ساتھ ہوں تو صحیح ہے، بشرطیکہ خسر کی طرف سے کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ اگر اس عورت کا خسر فاسق و فاجر ہو جس کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں ہے۔ [1] جیسا کہ مفتی سعید احمد صاحب سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ نے معلم الحجاج صفحہ: ۸۶ پر اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] (وخروج محرم) ولو من رضاع أو مصاهرة (مسلم مأمون عاقل بالغ ...الخ)

(حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح: ص۷۲۸)

عورت کے لیے بغیر محرم کے سفر حج کا حکم

سوال: (۳۲۲) میری اہلیہ اِمسال حج کا ارادہ رکھتی ہے، میں اور میری بیٹی ہسپتال کی ذمّے داریوں کی وجہ سے ساتھ نہیں جا سکتے، اس لیے میرے نسبتی بھائی (چار انگلینڈ میں اور ایک ریونین میں) سے ایک کے ساتھ حج کے لیے بھیجنے کا ارادہ ہے، تو اِس تناظر میں چند سوالات ہیں:

(۱)...... میری اہلیہ بمبئی سے جدّہ جائے اور وہاں سے اپنے بھائی کے ساتھ سفر کرے تو یہ صحیح ہے؟

(۲)...... میری بیوی کو انگلینڈ یا ریونین بھیج دوں، وہاں سے وہ اپنے بھائی کے ساتھ حج کا سفر کرے تو کیا یہ درست ہے؟

(۳)...... کیا اس کے کسی بھائی کا انڈیا آنا ضروری ہے؟ تاکہ دونوں ساتھ سفر کریں؟

(۴)...... میری بیوی کو کہاں سے اپنے بھائی کی ہمراہی لینی چاہیے؟

(۵)...... میں اپنی جوان بیٹی کے ساتھ انڈیا میں موجود ہوں، تو میری کوئی دوسری ذمّے داری ہے؟

(۶)...... اگر ہم میاں بیوی دونوں حج کے لیے جائیں تو لڑکی کے لیے کیا انتظام ضروری ہے؟ یعنی اس کے متعلّق شرعی ذمّے داری کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... بخاری اور مسلم شریف میں روایت ہے کہ کوئی بھی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔[۱] یعنی کسی عورت کے لیے ۴۸ میل یا اس سے زیادہ کا سفر اپنے شوہر یا کسی محرم (باپ، دادا، بیٹا، پوتا، بھائی) کے بغیر کرنا جائز نہیں ہے، اور حدیث کے عموم میں سفر حج بھی داخل ہے، لہٰذا حج کے سفر میں عورت کے ساتھ اس کے محرم کا ہونا ضروری ہے، مذکورہ بالا حکم سے آپ کے سوالات کے جوابات معلوم ہوتے ہیں۔

(۱)...... یہاں سے جدّہ تک کا سفر بغیر محرم کے ہوگا، جو جائز نہیں ہے، اس کے باوجود اگر چلی گئیں تو حج ادا ہو جائے گا، البتہ مکروہ اور باعث گناہ ہوگا۔

(۲)...... آپ کی بیوی انگلینڈ یا ریونین کا سفر کرے گی تو انڈیا سے وہاں تک کا سفر بھی بغیر محرم کے ہوگا، جو کہ جائز نہیں ہے، پھر بھی کراہت کے ساتھ حج ادا ہو جائے گا۔

(۳)...... لہٰذا بہتر صورت یہ ہے کہ یا تو آپ اپنی بیوی کے ساتھ حج کے لیے جائیں، یا اس

---

[۱] لا تسافر امرأة فوق ثلاث ليال إلا مع ذي محرم. (بخاري ومسلم)

کے بھائی کو یہاں بُلائیں، پھر دونوں بھائی بہن یہاں سے حج کے لیے سفر کریں۔

(۴)......انڈیا سے اپنے بھائی کے ہمراہ ہونا چاہیے۔

(۵)......آپ (والد) کی موجودگی میں بیٹی کے لیے یہاں کسی دوسرے انتظام کی ضرورت نہیں۔

(۶)......اگر آپ دونوں میاں بیوی سفرِ حج کے لیے جاؤ تو اگر آپ کی بیٹی کے لیے اپنے گھر میں اکیلی رہنے کی صورت میں کسی قسم کا اندیشہ ہو تو اس کے چچا یا دادا کے گھر چھوڑنی چاہیے، اگر اس کے چچا یا دادا بھی نہ ہوں تو کسی دین دار امانت دار گھرانے کے حوالے کرنی چاہیے اور اسے اپنی واپس تک کا خرچ دینا چاہیے۔

فرض حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ کرنا ہوتا ہے، لہٰذا اپنے کاموں کو ترتیب دے کر (اگر آپ کی بیٹی کے پاس بھی اتنے پیسے ہوں کہ جس سے حج فرض ہو جائے تو پھر) آپ کی بیٹی کو بھی اِمسال آپ کی بیوی اور اس کے بھائی کے ساتھ یا اپنے ساتھ حج میں لے جائیں۔ یہ سب سے بہتر صورت ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

حج بدل میں تمتع کی نیت کرنا

سوال: (۳۳۴) حج بدل میں تمتع کی اجازت ہے یا نہیں؟ اگر اجازت ہو تو کیا نیت کی جائے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... حج بدل کرنے والے کو اِفراد کرنا چاہیے، البتہ اگر آمِر نے تمتع یا قران کی اِجازت دی ہے تو پھر تمتع اور قران بھی کر سکتا ہے، مگر اس صورت میں دمِ شکر مامور پر واجب ہوگا، ہاں اگر آمِر اپنی خوشی سے ادا کر دے تو یہ بھی جائز ہے۔

اِس زمانے میں چوں کہ آمِر کی طرف سے تمتع، قران اور دمِ شکر کی اجازت ہوتی ہے عرفاً ہوتی ہے، اس لیے حج بدل کرنے والے کے لیے تمتع کرنا اور آمِر کی طرف سے دمِ شکر ادا کرنا جائز ہے، پھر بھی صراحۃً اجازت لے لینا بہتر ہے۔

اور حج کا احرام باندھتے وقت نیت یہ کرے کہ میں فلاں (آمِر کا نام لے) کی طرف سے حج کر رہا ہوں، اور عمرہ کے احرام کے وقت آمِر کی طرف سے عمرہ کی نیت کرے۔ (جواہر الفقہ: ۵۱۶/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

لڑکے کا اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ حج کے لیے جانا

سوال: (۳۶۴) لڑکا اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ حج کے لیے جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جی ہاں، جاسکتا ہے بشرطیکہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔

(مراقی الفلاح:۴۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

حج میں قربانی سے متعلّق حکم

سوال: (۳۷۲) میں اپنے والد کی طرف سے حج بدل کرنا چاہتا ہوں، تو حج بدل میں قربانی ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... حج کی تین اقسام ہیں: (۱) اِفراد (۲) قران (۳) تمتع۔

اِفراد کا مطلب یہ ہے کہ صرف حج کی نیت سے احرام باندھا جائے، قران یعنی حج اور عمرہ دونوں ایک ہی احرام سے ادا کیے جائیں، اور تمتع یعنی اولاً عمرہ کی نیت سے احرام باندھ کر عمرہ ادا کیا جائے، اس کے بعد حلال ہوجائے، اور بعد میں حج کے ایام میں حج کا احرام باندھا جائے۔

حج کی اِن تین اقسام میں سے دو قسمیں یعنی تمتع اور قران کرنے والے پر قربانی واجب ہے، اِفراد کرنے والے پر قربانی واجب نہیں ہے۔[1] لہٰذا آپ اپنے والد کی طرف سے حج بدل کے طور پر قران یا تمتع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو قربانی واجب ہوگی، اگر قربانی نہ کی جائے تو حج بدل میں نقص رہے گا۔ ہاں اگر اِفراد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو قربانی واجب نہ ہوگی۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

حاجی پر اپنے وطن میں قربانی کا حکم

سوال: (۳۸۱) حاجی پر اپنے وطن میں قربانی واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... اہل مکہ کے علاوہ دیگر شہروں اور ملکوں کے حجاج عموماً مسافر

---

[1] ویجب الدم علی المتمتع ...الخ. (الفتاوی الهندیة: ۱/ ص۲۳۸- ص۲۳۹)

[2] فإن کان معه نسك ذبحه، وإن لم یکن فلا یضر؛ لأنه مفرد بالحج ... الخ.

(الفتاوی الهندیة: ۱/ ص۲۳۱)

ہوتے ہیں، اور مسافر پر قربانی واجب نہیں ہے۔ لہٰذا حاجی پر بھی قربانی واجب نہیں ہے، نہ وطن میں اور نہ مکہ میں، البتہ حاجی اپنی رضامندی سے تبرعاً کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، خواہ اپنے وطن میں کرائے یا مکہ میں، دونوں صورتیں صحیح ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

قرض لے کر حج کرنا

سوال: (۳۸۱) قرضِ حسنہ لے کر حج کے لیے جانا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... آدمی کے پاس اتنی رقم ہو جس سے حج فرض ہو جاتا ہے، لیکن فی الحال یہ پیسے کسی کے ذمے باقی ہیں (جو ادا نہیں کر رہا ہے) تو اِس صورت میں فرض حج کی ادائیگی کے لیے قرضِ حسنہ لے کر حج کے لیے جانا درست ہے۔ [۲]

جنائز کے مسائل

مسلمان کا غیر مسلم کی موت کے وقت مرگھٹ پر جانا

سوال: (۴۲۵) میں ایسی جگہ رہتا ہوں جہاں غیر مسلم زیادہ ہیں، اور میرے اُن سے تعلقات زیادہ ہیں، ان کی خوشی و غمی کے مواقع میں شریک رہتا ہوں، اور دوسرے معاملات بھی ہیں۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا میں ان کی موت کے وقت مرگھٹ پر جا سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے غیر مسلموں کے ساتھ کاروباری تعلق رکھنے میں، ان کے ساتھ ضروری لین دین اور تکلیف کے وقت ان کی مدد کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

البتہ بغیر ضرورت کے ان کے ساتھ بہت پختہ قلبی تعلقات جائز نہیں، نیز ان کی موت کے وقت غیر مسلم کے ساتھ مرگھٹ پر جانا جب کہ وہ وقت غضب الٰہی کے نزول کا ہے، بالکل جائز نہیں ہے،

---

[۱] وأما الأضحية، فإن كان مسافرا فلا تجب ...الخ. (الشامي: ٣ / ص٧٣٨، ط: دار الحديث)

[۲] وقالوا: "لو لم يحج حتى أتلف ماله وسعه أن يستقرض ويحجّ ...الخ".

(الدر المختار: ٣ / ص٦٣١)

اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔(محمود الفتاویٰ:۳/ ۲۹۸) واللہ تعالیٰ اعلم۔کتبہ شبیر احمد دیولوی

غیر مسلم کے مَرنے پر اس کی میّت میں حاضر ہونا اور رسوم میں شریک ہونا

سوال: (۶/۴/۲۳۷) ایک غیر مسلم کے ساتھ میرے کاروباری تعلقات ہیں، اس کے گھر کوئی مَر جائے تو میرا میّت میں حاضر ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے بعد اگر وہ لوگ مجھے اپنی رسوم کے مطابق بارہویں، بیسویں وغیرہ میں دعوت دیں تو کیا میں شرکت کرسکتا ہوں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......غیر مسلم کے ساتھ کاروباری تعلقات رکھ سکتے ہیں، لیکن ان کے یہاں کوئی مَر جائے اس وقت یا ان کی دیگر کسی بھی مذہبی رسومات میں شرکت جائز نہیں ہے۔اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ شبیر احمد دیولوی

رِشتے دار کا قبرستان تک جنازے کو پکڑ کر چلنا اور لوگوں کا جنازے سے آگے چلنا

سوال: (۱۱/۴/۲۳۷) میّت کو قبرستان لے جاتے وقت رِشتے دار جنازے کو پکڑ کر چلتے ہیں اور اس کو بالکل چھوڑتے نہیں ہیں، اس طرح جنازہ پکڑ کر چلنا کیسا ہے؟ اور عام لوگ جنازے سے بہت آگے چلتے ہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جنازہ لے کر چلنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ چار آدمی جنازے کے چار پایوں کو پکڑیں اور ہر ایک ابتداءً جنازے کی دائیں جانب والے پایے کو پکڑے اور دس قدم چلے، پھر جنازے کی دائیں جانب کے پیچھے والے پایے کو پکڑ کر دس قدم چلے، پھر بائیں جانب کے آگے والے پایے کو پکڑ کر دس قدم چلے، پھر بائیں جانب کے پیچھے والے پایے کو پکڑ کر دس قدم چلے، یہ جنازہ اٹھا کر چلنے کا مسنون طریقہ ہے۔[۱]

(کتاب المسائل بحوالہ: بدائع الصنائع:۵۶۵، شامی:۳/ ۱۳۵، عالمگیری، مراقی الفلاح)

لہٰذا جنازے کو بیچ میں سے، آگے سے یا پیچھے سے اخیر تک پکڑے رکھنا خلافِ سنّت ہے۔

دوسری بات کہ جنازے کے ساتھ شریک لوگوں کے لیے جنازے کے پیچھے چلنا بہتر ہے۔[۲]

---

[۱] "أَنْ تَضَعَ يَسَارَ السَّرِيرِ الْمُقَدَّمَ عَلىٰ يَمِينِكَ، ثُمَّ يَسَارَهُ الْمُؤَخَّرَ، ثُمَّ يَمِينَهُ الْمُقَدَّمَ عَلىٰ يَسَارِكَ، ثُمَّ يَمِينَهُ الْمُؤَخَّرَ؛ لِأَنَّ فِي هٰذَا إِيثَارًا لِلتَّيَامُنِ". (فتح القدير: ۲ / ص۱۳۶، ط: دار الفكر، بيروت)

[۲] "الْأَفْضَلُ لِلْمُشَيِّعِ لِلْجِنَازَةِ المشْيُ خَلْفَهَا". (فتح القدير: ۲ / ص۱۴۳، ط: زكريا)

جنازے کو اٹھاتے وقت دنیوی باتیں کرنا

سوال: (۲/۵۰۳) جس وقت جنازہ اٹھایا جاتا ہے اس وقت لوگ دنیوی باتیں کرتے ہیں اور جنازے کے آگے چلتے ہیں۔ اسی طرح جب کسی کے والد کا انتقال ہوجاتا ہے تولڑکا جنازے کو پیر یا سر کی جانب سے پکڑ کر قبرستان تک چلتا ہے، تو کیا یہ کہیں سے ثابت ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... یہ وقت اپنی موت اور آخرت کو یاد کرنے کا ہے، جو لوگ دنیا سے رُخصت ہوکر آخرت کی طرف جارہے ہیں اُن سے عبرت حاصل کرنے کا وقت ہے، لہٰذا ایسے وقت میں دنیوی باتیں کرنا بالکل مناسب نہیں، اس سے بچنا چاہیے، جنازے کے پیچھے چلنا بہتر ہے، البتہ اگر بعض لوگ جنازے کو اٹھانے میں سہولت کے پیش نظر آگے چلیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح لڑکے کا ایک طرف سے جنازے کو پکڑ کر قبرستان تک چلنا سنّت طریقے کے خلاف ہے، سنّت طریقہ یہ ہے کہ ابتداءً جنازے کی دائیں جانب والے پایے کو پکڑے اور دس قدم چلے، پھر جنازے کی دائیں جانب کے پیچھے والے پایے کو پکڑ کر دس قدم چلے، پھر بائیں جانب کے آگے والے پایے کو پکڑ کر دس قدم چلے، پھر بائیں جانب کے پیچھے والے پایے کو پکڑ کر دس قدم چلے۔[1]

(کتاب المسائل بحوالہ: بدائع الصنائع: ۵۶۵، شامی: ۳/۱۳۵، عالمگیری، مراقی الفلاح)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جنازے کے نیچے والے حصے کو سہارا دے کر نیچے چلنا

سوال: (۵۲۵) ہمارے یہاں ایک چیز یہ دیکھی جارہی ہے کہ جنازے کے چار پایے پکڑ کر لوگ کندھا دیتے ہوئے چلتے ہیں، لیکن آج کل کچھ لوگ جنازے کے نیچے والے حصے کو سہارا دے کر جنازے کے نیچے چلتے رہتے ہیں۔ تو کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... یہ خلافِ سنّت ہے، اس سے بچنا چاہیے۔

والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] "أَنْ تَضَعَ يَسَارَ السريرِ الْمُقَدَّمَ عَلىٰ يَمِينِكَ، ثُمَّ يَسَارَهُ الْمُؤَخَّرَ، ثُمَّ يَمِينَهُ الْمُقَدَّمَ عَلىٰ يَسَارِكَ، ثُمَّ يَمِينَهُ الْمُؤَخَّرَ؛ لِأَنَّ فِي هٰذَا إِيثَارًا لِلتَّيَامُنِ". (فتح القدير: ۲/ ص۱۳٦، ط: دار الفكر، بيروت)

انتقال کے بعد مصنوعی دانت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۶۰۱ / ۳) مصنوعی دانت کا پورا جبڑا جو تمام دانت گر جانے کے بعد استعمال کیا جاتا ہے تو انتقال کے بعد مصنوعی دانت کو قبرستان میں دفن کیا جائے گا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... یہ جبڑا چوں کہ منہ کے اندر جڑا ہوا نہیں ہوتا بلکہ آسانی سے الگ ہوجاتا ہے اس لیے یہ میّت کے بدن کا حصہ شمار نہیں ہوگا، لہٰذا اس کو نکال دیا جائے، ساتھ میں دفن نہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

نمازِ جنازہ میں صفوں کے درمیان فاصلہ رکھا جائے یا نہیں؟

سوال: (۶۵۳) نمازِ جنازہ کے وقت عام طور پر صفوں کے درمیان بالکل فاصلہ نہیں رکھا جاتا، جب کہ قیام کے دوران نظر سجدے کی جگہ کی طرف ہونی چاہیے، اور فاصلہ نہ ہونے کی وجہ سے جگہ ہی نہیں ہوتی، تو کیا جنازے کی نماز میں صفوں کے درمیان فاصلہ رکھا جائے گا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... نمازِ جنازہ میں دو صفوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہیے اس کی صراحت کسی کتاب میں نہیں مل سکی، لیکن آج تک اُمّت کا عمل اسی طرح چلا آرہا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس طرح صف بندی کرنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ اِتنے مل کر کھڑے نہ رہیں کہ ایک دوسرے کو تکلیف ہو، دو صفوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ ضرور رکھیں۔ واللہ اعلم۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

قبر پر کتبہ لگانا

سوال: (۷۲۱) قبر پر نام کے ساتھ تختی لگانا کیسا ہے؟ صرف سرہانے کی جانب تختی لگا سکیں اتنی دیوار بنانے کا کیا حکم ہے؟ بہتر کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... ویسے تو پہچان کے خاطر اور بے حرمتی سے بچانے کے لیے نام کی تختی لگانے کی اجازت ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ اس کے لیے چھوٹی دیوار نہ بنائی جائے، خواہ سر کی جانب ہی کیوں نہ ہو؟ اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ قبر پر کوئی چیز نہ لکھی جائے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ۵۶۱/۳، مکتبہ الاحسان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

کسی متعین جگہ دفن کرنے کی وصیت کو پورا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

سوال: (۱/۸۱۱) کسی متعین جگہ دفن کرنے کی وصیت کو پورا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......شریعت مطہرہ میں کسی متعین جگہ دفن کرنے کی وصیت کو پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔ [1] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

قبر کے سامنے قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا

سوال: (۸۲۹) کوئی شخص قبر کے سامنے فاتحہ (ایصالِ ثواب) کی نیت سے قرآن کی تلاوت کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... درست ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ قرآنِ پاک وہاں نہ لے جائے، بلکہ حفظاً پڑھے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۴/ ۳۰۲، ۹/ ۲۶۴، دار المعارف)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

میّت کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہوئے رونا یا موت کی خبر سن کر رونا

سوال: (۸۳۰) اگر کوئی میّت کی مغفرت کے لیے دعا کرتے وقت روئے یا موت کی خبر سُن کر روئے جب کہ وہ خود میّت کے پاس نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......آواز سے رونا ممنوع اور ناجائز ہے، البتہ قلب کا غمگین ہونا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہونا اور بلا آواز رونا شرعاً ممنوع نہیں ہے۔ [2] (فتاویٰ محمودیہ: ۱۰/ ۲۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] "أَوْصىٰ بِأَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْه فُلَانٌ، أَوْ يُحْمَلَ بَعْدَ مَوْتِه إِلىٰ بَلَد اٰخرَ، أَوْ يُكَفَّنَ فِي ثَوْب كَذَا، أَوْ يُطَيَّنَ قَبْرُهٗ، أَوْ يُضْرَبَ عَلىٰ قَبْرِه قُبَّةٌ، أَوْ لِمَنْ يَقْرَأُ عِنْدَ قَبْرِه شَيْئًا مُعَيَّنًا، فَهِيَ بَاطِلَةٌ".

(رد المحتار: ٦ / صـ٦٦٦/ كتاب الوصايا)

[2] "وقد أَجمعتِ الأُمةُ علىٰ تحريمِ النَّوْحِ، ... (وَلَا بَأسَ بالبُكَا بِدَمْعٍ)

(حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح: صـ٦٠٧، الفتاوىٰ القاسمية)

ایصالِ ثواب کے وقت ذہن کا میّت کی طرف منتقل ہوجانا

سوال:(۸۳۱) مُردے کی بخشش کے لیے کوئی شخص قرآن پڑھ رہا ہو، اس وقت اس کا ذہن مُردے کی طرف منتقل ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... قرآن پڑھتے وقت قلب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجّہ ہونا چاہیے، البتہ اگر بلا اختیار ذہن میّت کی طرف متوجّہ ہوجائے تو اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔(فتاویٰ محمودیہ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔　　کتبہ شبیر احمد دیولوی

گنہگار شخص کا میّت کے لیے استغفار کرنا

سوال:(۸۳۲) کوئی شخص گناہ کا کام کرتا ہے، اس کا میّت کے لیے استغفار کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

قبر پر ایک دوفِٹ کی چہار دیواری بنانا

سوال:(۸۴۰) قبر پر ایک دوفِٹ کی چہار دیواری بنانا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... قبر پر کسی بھی قسم کی تعمیر بغرضِ زینت حرام ہے اور بغرضِ استحکام مکروہِ تحریمی ہے اور گناہ میں مکروہِ تحریمی بھی حرام ہے۔(احسن الفتاویٰ: ۱۹۹/۴)

لہٰذا قبر پر ایک دوفِٹ کی چہار دیواری بنانا بھی حرام ہے۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

میّت کو قبر میں کون اُتارے؟ میّت عورت ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال:(۲/۸۶۰) میّت مَرد ہو تو اسے قبر میں کون اُتارے گا؟ میّت عورت ہو تو غیر محرم اسے قبر میں اُتار سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... میّت اگر مَرد ہو تو اس کو رِشتے دار یا ان کے علاوہ کوئی بھی قبر میں اُتارے تو کوئی حرج نہیں، لیکن میّت اگر عورت ہو تو اس کو اس کے محرم رِشتے دار (یعنی وہ رِشتے دار

---

[1] "وَ لَا يُطَيَّنُ، (وَلَا يُرْفَعُ عَلَيْهِ بِنَاءٌ) أَيْ: يَحْرُمُ لَوْ لِلزِّينَةِ، وَيُكْرَهُ لَوْ لِلْإِحْكَامِ بَعْدَ الدَّفْنِ".
(رد المحتار: ۲ / ص۲۳۷، ط: دار الفكر، بيروت، لبنان)

جن سے کبھی بھی نکاح نہ ہو سکتے ہوں، مثلاً باپ، دادا، بھائی، بیٹا وغیرہ) ہی قبر میں اُتاریں یہ بہتر اور اولیٰ ہے، اگر محرم رِشتے دار نہ ہوں تو غیر محرم رِشتے دار (یعنی وہ رِشتے دار جن سے نکاح ہو سکتا ہے، مثلاً ماموں زاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی وغیرہ) اسے قبر میں اتاریں تو بہتر ہے۔ البتہ اگر عورت کے ایسے رِشتے دار بھی نہ ہوں تو پھر اجنبی مَرد بھی اس کو قبر میں اتار سکتا ہے۔ (عمدۃ الفقہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

تدفین کے بعد چھوہارے تقسیم کرنا اور قبرستان سے نکلتے ہوئے مل کر دعا کرنا

سوال: (۴۰۰) کوئی انسان مرتا ہے تو قبرستان میں دفن کرنے کے بعد چھوہارے تقسیم ہوتے ہیں اور قبرستان سے نکلتے ہوئے سب مل کر دعا کرتے ہیں، اس بارے میں شریعت کا حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......تدفین کے بعد چھوہارے تقسیم کرنے میں ایصالِ ثواب کی نیت کے بجائے عموماً رسم و رواج کا دخل زیادہ ہوتا ہے، اس لیے یہ عمل بدعت اور خرافات میں شامل ہے، قابل ترک ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ: ۴۰/۳۰)

نیز تدفین کے بعد ایک مرتبہ قبر کے پاس دعا اور استغفار کر لینے کے بعد پھر دوبارہ قبرستان سے نکلتے ہوئے اس طرح اجتماعی طور پر دعا کرنا نہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور نہ ہی خلفائے راشدین و دیگر حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور نہ تابعین عظام سے ثابت ہے۔ اس لیے یہ عمل واجب الترک ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ۱/ ۳۵۳) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

مَرنے والے کے لیے قرآن خوانی کرنا اور لوگوں کو بُلا کر کھانا کھلانا

سوال: (۲/۴۰۶) اگر کوئی شخص مَر جائے تو اس کے گھر والے تین دِن تک ماتم مناتے ہیں اور تیسرے دِن گھر والے قرآن خوانی کرتے ہیں اور لوگوں کو بُلاتے ہیں، ان کو کھانا بھی کھلاتے ہیں، تو کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ اگر تیسرے دِن قرآن خوانی جائز نہ ہو تو گھر والے کیا عمل کریں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......میّت کے گھر والوں کا اس طرح تیسرے دِن سب کو بُلا کر قرآن خوانی کرنے کا اہتمام کرنا نہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے، نہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، اور نہ تابعین عظام سے، بلکہ یہ بدعت اور اِحداث فی الدین ہے، جس سے احتراز لازم ہے، البتہ دِن

اور وقت متعین کیے بغیر سب کو جمع کیے بغیر انفرادی طور پر قرآن خوانی کر کے ایصالِ ثواب کیا جائے تو یہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

سوال: (۵۰۳/ ۳) قبر کے سامنے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟ کیا وہاں بیٹھ کر دعا کر سکتے ہیں؟ کیا اس وقت قبلہ رُخ ہونا ضروری ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جی ہاں، قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا کر سکتے ہیں، خود حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے۔ (مسلم شریف) البتہ جہاں قبر پر اس کے سامنے دعا مانگنے میں اعتقاد خراب ہونے کا ڈر ہو، جیسا کہ کسی کو ایسی صورت میں صاحب قبر سے دعا مانگنے کا شُبہ ہو، تو اس صورت میں ہاتھ نہ اٹھانا بہتر ہے، مذکورہ تفصیل کے مطابق اعتقاد کی خرابی کا اندیشہ نہ ہو تو بیٹھ کر بھی دعا کر سکتے ہیں اور دعا کرتے وقت قبلے کی طرف رُخ کرنا ضروری نہیں ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

کفن میں سِلا ہوا کپڑا استعمال کرنا

سوال: (۱۳۶) کفن کی لمبائی یا چوڑائی کم پڑنے کی وجہ سے سِلائی کر کے دوسرا کپڑا اس کے ساتھ جوڑنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... کفن کی لمبائی یا چوڑائی کم پڑنے کی بِنا پر اس کے ساتھ دوسرا کپڑا جوڑنا اور سِلائی کر کے اس کو بڑا کرنا بلا کراہت جائز ہے، خواہ سِلائی ہاتھ سے کی جائے، یا مشین سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

اُجرت لے کر نمازِ جنازہ پڑھانا

سوال: (۱۳۷)...... (۱) اگر بستی والے اُجرت دے کر نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے کسی کو مقرر کریں تو یہ پیسے لینا امام کے لیے صحیح ہے؟

(۲)...... اگر کسی نے وصیت کی کہ فلاں شخص میری نمازِ جنازہ نہ پڑھائے، پھر لوگوں کے کہنے پر اس نے نمازِ جنازہ پڑھائی تو کیا یہ صحیح ہے؟ جب کہ کوئی دوسرا پڑھانے والا موجود تھا پھر بھی اس کو منع کر

کے خود نماز پڑھائی۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے اُجرت لینا جائز نہیں ہے، کیوں کہ نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ عبادت ہے، اور عبادت پر روپے پیسے لینا جائز نہیں ہے۔ [۱]

نمازِ جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار سلطان، پھر اس کا نائب، پھر محلے کے امام صاحب، پھر میّت کا ولی ہے، لہٰذا میّت نے جس شخص کے متعلّق اپنی نمازِ جنازہ نہ پڑھانے کی وصیت کی ہے اگر اس کو حق تقدّم حاصل ہے (اور میّت نے بغیر کسی معتبر وجہ کے اس کے لیے اپنی نمازِ جنازہ نہ پڑھانے کی وصیت کی ہے) تو پھر ایسے شخص کے لیے اس میّت کی نمازِ جنازہ پڑھانا جائز ہے۔ میّت کا اس قسم کی وصیت کرنا باطل ہے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی مذکور شخص کا اس میّت کی نمازِ جنازہ پڑھانا صحیح ہوگا۔ [۲]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مجنون کی نمازِ جنازہ میں کیا دُعا پڑھی جائے؟

سوال: (۱۵۱) اگر کسی مجنون کا انتقال ہو جائے تو اس کی نمازِ جنازہ میں بالغ کی دعا پڑھی جائے یا نابالغ کی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......مجنون کی نمازِ جنازہ میں نابالغ بچّے کے لیے جو دعا پڑھی جاتی ہے وہی دعا پڑھی جائے گی۔ [۳]		واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مخلوط لاشوں پر نمازِ جنازہ کا طریقہ

سوال: (۳۵۵) دو غریب الوطن عورتیں ایکسیڈنٹ میں فوت ہوگئیں، ان میں سے ایک مسلمان تھیں، دوسری غیر مسلم، لیکن ظاہری حال سے تمیز نہیں ہورہی ہے، تو اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... علامات کے ذریعے ان کے مسلم اور غیر مسلم ہونے میں

---

[۱] لا لأجل الطاعات مثل (الأذان والحج والإمامة) (الدر المختار: ۹ / ص۱٦٥- ص۱٦٦)

[۲] وفي الكبرى: "الميت إذا أوصى بأن يصلي عليه فلان فالوصية باطلة وعليه الفتوى، كذا في المضمرات". (الفتاوى الهندية: ۱ / ص۱٦۳، ط: دار إحياء التراث العربي)

[۳] (ولا يستغفر فيها لصبي ومجنون) ومعتوه لعدم تكليفهم (بل يقول بعد دعاء البالغين: اللّٰهم اجعله لنا فرطا) (الدر المختار: ۱ / ص٦٤٥)

امتیاز کرنا ممکن ہو تو اس طرح کیا جائے، اور اگر شناخت ممکن ہی نہ ہو تو ان کی تجہیز و تکفین اور نمازِ جنازہ سے متعلّق شرعاً حکم یہ ہے کہ دونوں کو غسل دیا جائے اور دونوں کو کفن پہنایا جائے، اور دونوں کے جنازے کو سامنے رکھا جائے، اور نماز مسلمان عورت کے جنازے کی نیت سے پڑھائی جائے، جو ان میں سے مسلمان ہے اس کی نمازِ جنازہ ہوجائے گی، کافرہ کی نہ ہوگی۔ [1] (شامی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نکاح کے مسائل

باپ کا لڑکی کی اجازت کے بغیر چچا کو وکیل بالنکاح بنانا

سوال: (۱) بندے کا نکاح ضلع بیڑ (مہاراشٹر) کے اجتماع میں ہوا تھا، اس اجتماع میں ترکیسر سے فارغ ایک مفتی صاحب سے ملاقات ہوگئی، انھوں نے کہا کہ اجتماع میں نکاح صحیح نہیں ہوتا، پھر آپ کیوں اجتماع میں نکاح کرتے ہیں؟ میں نے کہا: یہ آپ سے کس نے کہا؟ تو انھوں نے کہا کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا شیر علی صاحب قطعاً منع کرتے ہیں۔

اب میں اپنے نکاح کی صورت بیان کرتا ہوں کہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ لڑکی کی طرف سے وکیل کا نام لکھا گیا تھا، جو ایک عالم صاحب تھے، لیکن وہ وقت پر نہیں پہنچ سکے، جس کی وجہ سے لڑکی کے والد نے ان کی جگہ لڑکی کے چچا کو طے کیا، لیکن اس چچا کو خود پتا نہیں کہ وہ وکیل ہیں، تو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ لڑکی کے والد کا لڑکی کے چچا کو وکیل بنانا صحیح ہے یا خود لڑکی کا ان کو وکیل بنانا ضروری ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ نکاح کے وقت خطبے کی حیثیت کیا ہے؟ سنّت یا واجب؟ نیز کیا ایک ہی خطبے سے کثیر نکاح ہوسکتے ہیں؟

---

[1] موتیٰ المسلمين إذا اختلطوا بموتیٰ الكفار، أو قتلی المسلمين بقتلی الكفار، إن كان للمسلمين علامة يعرفون بها يميز بينهم. ... وإن لم تكن علامة إن كانت الغلبة للمسلمين يصلیٰ على الكل وينویٰ بالصلاة والدعاء للمسلمين ويدفنون في مقابر المسلمين.

(الفتاوى الهندية: ۱ / ص۱۵۹، ط: دار إحياء التراث العربي، بيروت)

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......لڑکی کے والد نے اگر لڑکی سے اجازت لی ہے اور لڑکی نے اجازت دی ہے تو ایسی صورت میں اگر باپ نے چچا کو وکیل بنایا اور چچا نے پورے تیقظ کے ساتھ وکالت بھی کی تو اس صورت میں نکاح صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور اگر باپ نے اجازت لیے بغیر ہی کسی کو وکیل بنا دیا، یا جس کو وکیل بنایا گیا ہے اس کو وکالت کا علم بھی نہیں تو ایسی صورت میں نکاح درست نہیں ہوگا، کیوں کہ اگر لڑکی عاقلہ بالغہ ہو تو اس کی اجازت لینا ضروری ہے، البتہ اگر اس صورت میں لڑکی کو بعد میں اس طرح نکاح کا علم ہوا اور بعد میں اس نے صراحۃً یا دلالۃً اجازت دے دی تو پھر یہ نکاح صحیح ہو جائے گا۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند جدید: ۸/ ۱۹۲، ۱۸۴)

نکاح کے وقت خطبہ پڑھنا مسنون ہے اور ایک ہی خطبے سے کئی نکاح پڑھائے جا سکتے ہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ: ۱۶/ ۱۹۲) واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ماموں زاد لڑکے کی لڑکی سے نکاح کرنا
ممانی کی نواسی یا پھوپھی زاد لڑکی کی بیٹی سے نکاح کرنا

سوال: (۴۰۷) عائشہ نامی لڑکی کا نکاح اسماعیل سے ہوا ہے، ابراہیم نامی شخص عائشہ کا پھوپھی زاد بھائی ہے، اس کے ساتھ عائشہ کی حرمت مصاہرت ہوئی، عائشہ کا حقیقی بھائی غلام محمد ہے، اس کی لڑکی زینب کے ساتھ ابراہیم جس کے ساتھ حرمت مصاہرت ثابت ہوئی ہے اگر نکاح کرنا چاہے تو کر سکتا ہے یا نہیں؟ ابراہیم کی پھوپھی آمنہ ہے، اس کا پہلا نکاح آدم سے ہوا تھا، جس سے دو بچّے ہیں: یعقوب اور شمیم، پھر شمیم کی بیٹی فاطمہ ہے، پھر آمنہ نے طلاق لے کر عائشہ جس کے ساتھ ابراہیم کی حرمت مصاہرت ثابت ہوئی ہے اس کے باپ (عائشہ کے باپ) کے ساتھ شادی کی، اب ابراہیم شمیم کی بیٹی فاطمہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے تو کیا یہ کر سکتا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... (الف) ابراہیم غلام محمد (جو کہ ابراہیم کا ماموں زاد لڑکا ہے) کی لڑکی زینب سے نکاح کر سکتا ہے۔

(باء) شمیم کی بیٹی فاطمہ ابراہیم کے لیے اپنی ممانی کی نواسی ہے، یا پھوپھی زاد لڑکی کی بیٹی ہے، بہر صورت ابراہیم کا شمیم کی بیٹی فاطمہ سے نکاح صحیح ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/ ۲۱۳، دار الاشاعت)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

دوسرے ملک جانے کے لیے نکاح کرنا

سوال: (۴۱۲) اس وقت ہمارے بہت سے مسلمان بھائی اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو دوسرے ملک بھیجنے کے لیے رجسٹرڈ نکاح کرا کر دوسرے ملک میں بھیج دیتے ہیں، وہاں لڑکا یا لڑکی کو حق ملتے ہی عدالت سے طلاق لے لیتے ہیں، تو کیا اس طرح کیا ہوا نکاح درست ہے؟ یا اسلامی اعتبار سے نکاح کرنا ضروری ہے؟ اس طریقے سے دوسرے ملک بھیجنے کا کام بہت سے ایجنٹ کرتے ہیں تو اس طرح بھیجنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......(۱) رجسٹرڈ نکاح کرتے وقت لڑکا اور لڑکی دو مسلمان گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کرلیں تو اس طرح کیا ہوا نکاح شرعی اعتبار سے درست تو ہے، لیکن سنّت کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/ ۱۴۸، دارالاشاعت، فتاویٰ دارالعلوم جدید: ۷/ ۶۷)

خلافِ سنّت نکاح پڑھنے کی وجہ سے اس میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اگر نکاح پڑھتے وقت یہ بات طے ہوئی ہے کہ یہ نکاح اتنی مدّت تک ہی ہے، تو اس صورت میں یہ نکاح درست نہ ہوگا۔ [1]

(۲)......صرف دوسرے ملک کا باشندہ بننے ہی کے لیے ایسی تدبیر کی جارہی ہو تو یہ ایک طرح کا دھوکہ ہے جو ناجائز ہے۔ [2] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

غلطی سے اپنی بیٹی پر شہوت سے ہاتھ ڈالنا

شرک پر مجبور لڑکی کا نکاح باقی رہے گا؟ عورت کو جنّت میں کیا ملے گا؟

سوال: (۴۱۳)......(۱) ایک شخص نے بھول سے اپنی بیٹی کو بیوی سمجھ کر اس پر شہوت سے ہاتھ ڈالا، تو کیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جائے گی؟ اس کی وجہ سے عورت اگر نکاح سے نکل جاتی ہے تو پھر طلاق دینا لازم کیوں ہے؟ یہ بات بہشتی زیور میں ہے۔ اور کیا اس صورت میں توبہ قبول نہیں ہوگی؟ اللہ تعالیٰ تو غلطی کو معاف کرنے والے ہیں، جیسا کہ کوئی شخص روزے میں بھول کر کھا پی لے تو اس کا روزہ قبول ہوجاتا ہے۔

(۲)......ایک مسلمان نے ایک غیر مسلم (ہندو) لڑکی کے ساتھ اسلامی اعتبار سے اور عدالت

کے اعتبار سے قانوناً نکاح کیا، اس کے بعد چار دِن لڑکا لڑکی ساتھ رہے، پھر تلاش کے بعد لڑکی کے ماں باپ لڑکی کو پولس کے تعاون سے زبردستی اپنے گھر لے گئے، اس کے بعد لڑکی دو سال تک والدین کے گھر رہی، اس دوران اس لڑکی کو زبردستی مندر بھیج کر پوجا کروائی گئی اور تہوار بھی کروائے گئے، لیکن لڑکی دِل میں کلمہ پڑھتی رہتی تھی، اس وقت اس کو صرف کلمہ ہی آتا تھا، اس کے بعد لڑکی موقع ملتے ہی لڑکے کے ساتھ رہنے لگی، تو کیا پہلا نکاح باقی رہے گا یا پھر سے نکاح کرنا ہوگا؟ اس وقت ان کا دو تین سال کا لڑکا بھی ہے۔

(۳)......مَردوں کو جنّت میں حوریں ملیں گی تو عورت کو کیا ملے گا؟ مَرد کو جنّت میں ۷۰ حوریں ملیں گی تو اس کی بیوی کو جنّت میں کیا ملے گا؟ اگر عورت جنّتی ہے تو عورت مَرد کی جنّت میں جائے گی؟ یا عورت کے لیے مستقل الگ جنّت ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۱) جی ہاں اپنی بالغہ (اتنے سال کی کہ جس کو ہاتھ لگانے سے شہوت پیدا ہوتی ہو) لڑکی کو شہوت کے ساتھ اس طرح ہاتھ لگایا جائے کہ ہاتھ اور بدن کے درمیان موٹا کپڑا (اتنا موٹا کہ جس سے بدن کی گرمی محسوس نہ ہو) نہ ہو یا بالکل پتلا کپڑا ہو (کہ جس کے ہوتے ہوئے بدن کی گرمی محسوس ہو) تو ایسی صورت میں اپنی بیوی (اس لڑکی کی ماں) نکاح سے نکل جائے گی، اس میں طلاق دینے کی ضرورت نہیں رہے گی، البتہ اگر یہ عورت اب دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے تو ضروری ہے کہ یہ شوہر زبان سے یوں کہے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ۸/۱۹۹، ط: دارالاشاعت)

اللہ تعالیٰ نے کچھ کاموں میں خاص خاصیت رکھی ہے، اس لیے وہ کام خواہ انجانے میں کیا جائے یا بھول سے اس کام کا اثر ظاہر ہوکر ہی رہتا ہے، جیسا کہ زہر میں ہلاک کرنے کا اثر ہے، اگر کوئی آدمی اسے استعمال کرے تو خواہ بھول سے ہو یا انجانے میں وہ اپنا اثر ضرور دکھائے گا۔ (دوسری بہت سی مثالیں ہیں) اسی طرح اس کام (اپنی لڑکی کو شہوت سے ہاتھ لگانا) میں بھی ایک خاص اثر رکھا ہوا ہے، لہٰذا جب یہ کام ہوگا تو اس کا اثر ضرور ظاہر ہوگا، خواہ بھول کر ہو یا انجانے میں، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ توبہ کرنے سے گناہ ختم ہو جائے گا، لیکن اس کام کا جو خاص اثر ہے وہ ختم نہیں ہوگا، جیسا کہ زہر پینے والا کتنی ہی توبہ کرلے لیکن اس کا اثر ختم نہیں ہوگا۔

جہاں تک تعلق ہے روزے کا کہ بھول سے کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اگر روزے دار بھول سے کھالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف منسوب کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کھلایا ہے، معلوم ہوا کہ روزے میں بھول سے کھانا پینا بندے کا عمل نہیں ہے، اس وجہ سے روزہ ٹوٹتا نہیں ہے، بلکہ قبول ہوجاتا ہے۔ جب کہ اوپر ذکر کردہ کام بندے کا خود کا فعل ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف منسوب نہیں کیا، لہٰذا اس کا اثر بندے کے خلاف ظاہر ہوکر رہے گا۔ (مستفاد از: نفائس الفقہ، حرمت مصاہرت اور فقہ اسلامی: ۱۰۴، ۱۰۵)

(۲)...... جب یہ لڑکی سچّے دِل سے مسلمان ہوگئی ہے تو اس کے مسلمان ہونے میں کوئی شک نہیں، اس کے بعد اس کے والدین نے اس کو مندر میں بھیجا، زبردستی پوجا کروائی، جب کہ اس کا دِل ایمان پر ثابت تھا، جیسا کہ سوال میں مذکور ہے کہ وہ اس وقت بھی کلمہ پڑھتی تھی، تو وہ اسلام سے نہیں نکلے گی، واپس جب وہ اپنے شوہر کے پاس آئی ہے تو اس کے نکاح ہی میں رہے گی، پھر سے نکاح کرنا ضروری نہیں ہے، تاہم پھر سے نکاح پڑھ لیں تو بہتر ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم جدید: ۸/ ۴۰۰)

(۳)......عورت کو جنّت میں اپنا شوہر ملے گا اور عورت حوروں کی سردار ہوگی، اگر عورت جنّتی ہوگی تو وہ اپنے شوہر کے ساتھ جنّت میں رہے گی۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۱/ ۴۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

لڑکی کا خط کے ذریعے اپنے والد کو نکاح کا وکیل بنانا

سوال: (۴۳۰) ایک شخص جو بہار کا باشندہ ہے دارالعلوم کے سالانہ اجلاس میں نکاح کرنا چاہتا ہے، لڑکے اور لڑکی دونوں کے خاندان بہار میں مقیم ہیں، لڑکا گجرات میں تعلیم حاصل کررہا ہے، لہٰذا اس نکاح کے احکام وشرائط کے متعلّق چند باتیں جاننا چاہتا ہے، ان کے جوابات شریعت کی روشنی میں تحریر فرماکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

(۱)...... جانبین کے وکیل وشاہد کا نکاح کی مجلس میں حاضر ہونا ضروری ہے یا صرف ایک کاغذ پر ان کا اپنی رضامندی کے متعلّق دستخط کردینا کافی ہے؟

(۲)...... لڑکی بہار میں اور اس کے والد دہلی میں مقیم ہیں، تو کیا والد کا لڑکی سے اجازت لینا ضروری ہے؟ اس کی کیا شکل ہوسکتی ہے؟

(۳)...... یہاں نکاح کی مجلس میں جانبین کے کتنے افراد کا ہونا ضروری ہے؟

(۴)......آپس میں کیا معاملات کیے جائیں؟ یعنی کیا لیا جائے اور کیا دیا جائے؟

(۵)......نکاح کا فارم وہاں سے بنا کر لایا جائے یا یہاں بنوالیں؟ اس کی کیا شکل ہوسکتی ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......(۱) آپ کے لیے بہتر اور آسان صورت یہی ہے کہ لڑکی دہلی خط کے ذریعے اپنے والد کو آپ کے ساتھ نکاح کرانے کا وکیل بنا دے، پھر اس کے والد یہاں آئیں گے تو ان کی حاضری میں ان سے اجازت لے کر نکاح پڑھایا جائے گا، اس صورت میں وہاں سے صرف ایک ہی آدمی کو آنے کی ضرورت رہے گی، گواہ تو یہاں سے بنا لیے جائیں گے جن کے سامنے نکاح کے وقت لڑکا اور اس کے باپ دادا کا نام لے کر نکاح پڑھایا جائے گا۔

(کتاب المسائل: ۴/ ۹۸)

(۲)......رہا لین دین کا معاملہ تو صرف لڑکی کو مہر دیا جائے، رسوم و رواج کے ماتحت دیگر چیزوں کی لین دین کی پابندی کرنا شرعاً ممنوع ہے۔ (اسلامی شادی: ۱۴۹، مؤلفہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۳)......نکاح کا فارم وہاں سے لایا جائے تو بہتر ہے، ورنہ یہاں کے فارم میں بھی نکاح درج کیا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔		کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

لڑکی کا بیرونِ ملک سے اپنے نکاح کی اجازت لکھ کر انڈیا میں وکیل بنانا

سوال: (۲۶۹) میری بھتیجی جو فی الحال کینیڈا میں ہے اس کی شادی ہندوستان میں طے ہوئی ہے، لڑکی نے کینیڈا سے نکاح کے متعلّق اجازت لکھ کر بھیج دی ہے، اس میں اس نے مجھے وکیل کی حیثیت دی ہے، کیا اس طرح نکاح درست ہوگا؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......کینیڈا میں مقیم مذکورہ لڑکی نے جب اپنے نکاح کے لیے انڈیا میں وکیل بنا دیا ہے تو آپ خود یا آپ کی موجودگی میں آپ کی اجازت سے دوسرا کوئی شخص اس لڑکی کا نکاح پڑھائے تو شرعی اعتبار سے نکاح درست ہوگا، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

لڑکے اور لڑکی کے صرف دستخط کرنے سے ایجاب وقبول درست ہوگا؟

سوال: (۴۴۸) میرے ایک بھائی امریکہ رہتے ہیں، جب وہ انڈیا آئے تھے تب ان کا رِشتہ دڈھال گاؤں کی ایک لڑکی کے ساتھ طے ہوا، رِشتہ طے ہونے کے بعد وہ امریکہ چلے گئے، اس کے بعد ہم نے ایک دوسرا لڑکا جو کینیڈا میں ہے اسے اس لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کے لیے راضی کیا، تا کہ وہ لڑکی کینیڈا پہنچ جائے، پھر وہاں سے میرے بھائی کے پاس امریکہ پہنچ جائے، لہٰذا کینیڈا والے لڑکے نے ایک کاغذ بھیجا جس پر اس کے نکاح کے دستخط تھے اور اس نے انڈیا میں ایک آدمی کو اپنے نکاح کے لیے وکیل بنایا، لیکن وکیل نے اس سے انکار کر دیا، پھر ہم نے ایک دوسرے آدمی کو تیّار کیا جو اس کینیڈا والے لڑکے کی طرف سے نکاح کا وکیل ہو، پھر اس دوسرے وکیل نے صرف نام کے نکاح پڑھوائے، جس میں اس کی طرف سے نہ لڑکی کی اجازت لی گئی اور نہ لڑکے سے قبول کروایا گیا، صرف ہم دس بارہ افراد جمع ہو کر دعا کر رہے ہوں ایسی تصویر نکلوائی، تا کہ ایم بی سی میں نکاح کے نام سے ان تصویروں کو پیش کر سکیں، اس طرح یہ لڑکی کینیڈا پہنچی اور وہاں سے ہمارے بھائی کے پاس امریکہ پہنچ گئی۔

اب بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس لڑکی کا نکاح کینیڈا والے لڑکے کے ساتھ صحیح شمار کیا جائے گا، لہٰذا یہ لڑکی اب تمھارے بھائی کے ساتھ نکاح نہیں پڑھ سکتی جب تک کہ وہ لڑکا طلاق نہ دے دے اور اس کی عدت ختم نہ ہو جائے۔

تو اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا کینیڈا والے لڑکے کے ساتھ اس لڑکی کا نکاح صحیح ہو گیا ہے؟ اگر نکاح صحیح ہوا ہے تو کیا طلاق کے بعد اس کو عدت گزارنی ہوگی؟ اور کتنی مدّت عدت گزارنے کے بعد ہمارا بھائی نکاح کر سکتا ہے؟ ان سوالات کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں دے کر شکریہ کا موقع فراہم فرمائیں گے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......ازروئے شریعت نکاح صحیح ہونے کے لیے لڑکا، لڑکی یا ان کے وکیل کا دو مسلمان گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کرنا ضروری ہے۔

لہٰذا سوال میں مذکورہ صورت کے مطابق جب کینیڈا والے لڑکے نے صرف وہاں سے دستخط والا نکاح کا کاغذ بھیجا ہے، (جس میں معلومات کے حساب سے ازروئے شریعت ایجاب ہوتا نہیں ہے اور یہاں جب لڑکی اس کاغذ پر جب دستخط کرتی ہے تو معلومات کے حساب سے قبول ہوتا نہیں ہے،

صرف وہاں سے نکاح کا کاغذ آتا ہے اور لڑکی اس پر دستخط کرتی ہے اور لڑکے لڑکی کی دستخط کے وقت گواہ بھی موجود نہیں ہوتے) تو ایسی صورت میں نکاح کے کاغذ پر لڑکے اور لڑکی کے صرف دستخط کرنے سے نکاح درست نہیں ہوتا۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (شامی: ۴/ ۴۳۷، ط: ریاض)

کینیڈا والے لڑکے نے جو وکیل بنایا تھا اس نے بھی نکاح پڑھانے سے انکار کر دیا، پھر تم لوگوں نے دوسرے آدمی کو وکالت کے لیے جو تیار کیا ہے اس کو اس لڑکے نے وکیل بنایا نہیں ہے، دوسری بات یہ کہ اس نے بھی سوال میں بتائی گئی صورت کے مطابق شرعی اعتبار سے لڑکے کی طرف سے نکاح نہیں پڑھا، اس میں نہ ایجاب ہوا ہے نہ قبول، خلاصہ یہ کہ نکاح جیسی کوئی چیز ہوئی ہی نہیں، صرف ایم بی سی میں پیش کرنے کے لیے نکاح ہو رہے ہیں ایسا ڈھونگ کیا گیا ہے، لہٰذا اس طرح کینیڈا والے لڑکے سے کیا گیا نکاح درست نہیں ہوا۔ جب نکاح ہی صحیح نہیں ہوا تو اب طلاق دینے اور عدت گزارنے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔

مذکورہ بالا سوال کی مزید وضاحت:

مذکورہ مسئلے کی صورت میں میرے بھائی کی طرف سے وکیل بن کر یہاں (انڈیا) میں ہمارے بہنوئی نے نکاح پڑھا ہے، تو کیا ہمارے بھائی کا نکاح صحیح شمار ہوگا؟ اور کیا ہمارے بھائی اس لڑکی کے ساتھ میاں بیوی کا تعلق قائم کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... اگر آپ کے بھائی نے آپ کے بہنوئی کو اس لڑکی کے ساتھ نکاح پڑھوانے کا وکیل بنایا ہے اور آپ کے بہنوئی نے آپ کے بھائی کی طرف سے وکیل بن کر مذکورہ لڑکی یا اس کے وکیل کے ساتھ دو مسلمان گواہوں کی موجودگی میں شرعی طریقے سے ایجاب و قبول کیا ہو تو ایسی صورت میں آپ کے بھائی کے اس لڑکی کے ساتھ نکاح کو صحیح شمار کیا جائے گا، آپ کے بھائی اس لڑکی کے ساتھ میاں بیوی کا تعلق قائم کر سکتے ہیں۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عورت کو طلاقِ رجعی دینے کے بعد شوہر نے عدت میں رجوع کر لیا پھر اس عورت سے کسی دوسرے مَرد نے نکاح کیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۴۸۷) میں سنجالی سے ایوب اسماعیل بھیّات عرض کر رہا ہوں کہ میرے فرزند اسماعیل

ایوب بھیّات کی شادی ۱۹۹۲ء میں افریقہ میں مقیم صابرہ یعقوب پٹیل کے ساتھ ہوئی تھی، نکاح کے بعد زوجین افریقہ میں رہتے تھے، نکاح کے آٹھ نو ماہ بعد صابرہ کے بھائی سے ان کے شوہر کا جھگڑا ہو گیا، تاریخ: ۷ / ۲ / ۱۱ / ۱۹۹۲ء کو میرے فرزند اسماعیل نے اس کو ایک طلاق دی، اس کی اطلاع افریقہ کے ایک شخص احمد بھائی کو ہوئی، انھوں نے زوجین کے درمیان صلح کروائی اور میرے فرزند اسماعیل نے طلاق سے رجوع کر لیا۔ پھر پندرہ دِنوں تک دونوں میں زوجیت کے تعلقات بھی قائم رہے، پھر میرا فرزند اسماعیل لنڈن چلا گیا، لنڈن جانے کے بعد بھی میاں بیوی کے درمیان فون کے ذریعے تعلقات باقی تھے۔

اس دوران کوسمبا کے باشندے یعقوب نے اپنی بہن رابعہ محمد موتالہ کے لڑکے کو افریقہ بھیج کر وہاں صابرہ کے بھائی یوسف سے کہا کہ تمھاری بہن کو طلاق ہوگئی ہے، اس کی غلط تفصیل بتا کر ترکیسر سے فتویٰ منگوایا اور فتویٰ دیکھ کر یوسف نے اپنی بہن صابرہ کا نکاح رابعہ محمد موتالہ کے فرزند کے ساتھ کرا دیا، جس کی خبر میرے فرزند اسماعیل کو نہیں تھی اور نہ ہی میرے فرزند سے اس نے طلاق لی تھی، جب صابرہ کو فون کیا تو اس نے کہا کہ میرا نکاح ہو گیا ہے، تم فون مت کرنا۔

پھر میں نے افریقہ میں رہنے والوں سے اس کی تحقیق کی اور تین جگہوں سے فتوے منگوائے، جن میں جواب تھا کہ پوچھی گئی تفصیل کے اعتبار سے طلاق ہوئی نہیں ہے، صابرہ اسماعیل کی بیوی ہے۔ (۱) راندیر میں مفتی اسماعیل صاحب واڈی والا (۲) مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری (۳) کرمالی سے مفتی احمد صاحب بیمات کے فتوے میں نے ان کو بھیجے، پھر بھی انھوں نے میرے فرزند کے پاس سے طلاق مانگی نہیں ہے اور میرے فرزند نے طلاق دی بھی نہیں ہے، تو کیا صابرہ کا دوسرا نکاح صحیح ہوا؟ اور یہ لوگ کونسے گناہ کے مرتکب ہیں؟ اس کی وضاحت مطلوب ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جب اسماعیل نے اپنی بیوی صابرہ کو ایک طلاق دے کر عدت کے دوران اس سے رجوع کر لیا ہو (جیسا کہ اس کے گواہ بھی ہیں، نیز دونوں میں پندرہ دِن رات تک میاں بیوی کے تعلقات بھی قائم تھے) تو ایسی صورت میں صابرہ اسماعیل کے نکاح سے نہیں نکلی ہے، دونوں میاں بیوی ہیں اور شرعی اعتبار سے کوئی عورت کسی کے نکاح میں ہو تو جب تک شرعی طریقے سے وہ نکاح سے الگ نہ ہو تب تک دوسرا کوئی شخص اس کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا، اگر نکاح کرے گا تو

نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ ؎

ایسے نکاح کے بعد مرد اور عورت اگر میاں بیوی کے تعلقات قائم کریں تو شرعی اعتبار سے یہ لوگ زانی کہے جائیں گے اور زنا کا گناہ اور اس کی سزا کے حقدار ہوں گے، بلکہ اگر اسلامی حکومت ہو تو ایسے انسان کی سزا رجم (پتھر مار کر ہلاک کرنا) ہے۔

لہٰذا مذکورہ مسئلے میں جس شخص نے صابرہ کے ساتھ نکاح کیا ہے وہ صابرہ کے ساتھ اگر میاں بیوی کا تعلق قائم کرے گا تو وہ شریعت کی روشنی میں زانی شمار ہوگا اور وہ جب تک صابرہ کو الگ نہ کر دے دونوں زنا کے گناہ میں مبتلا رہیں گے۔ اور زنا کے متعلّق قرآن وحدیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا ہے کہ زانی جب زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان اس کے سینے سے نکل جاتا ہے جب تک وہ اس کام میں مشغول رہتا ہے واپس نہیں آتا، جب وہ اس کام سے جدا ہوتا ہے تب واپس آتا ہے، اللہ اکبر، زنا کتنا سخت گنا ہے یہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، بلکہ اگر اسلامی حکومت ہو تو ایسے شخص کو رجم کردیا جائے گا اور جن لوگوں نے اس کام میں ساتھ دیا ہے وہ بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۲﴾ [المائدة: ۲]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

لڑکے اور لڑکی کا والدین کی رضامندی کے بغیر دوستوں کے سامنے نکاح کرنا

سوال: (۴۹۹) احمد نامی لڑکے نے جس کی عمر ساڑھے اکیس سال ہے ایک لڑکی زینب کے ساتھ جس کی عمر ساڑھے انیس سال ہے اپنے دو دوستوں کی موجودگی میں نکاح پڑھ لیا، نکاح پڑھانے والے کوئی مولانا نہ تھے، تو کیا مذکورہ نکاح صحیح ہوں گے؟ جب کہ مذکورہ نکاح والدین کی اجازت کے بغیر ہوا ہے اور اس کا سرٹیفکیٹ بھی نہیں بنایا گیا ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... بالغ لڑکا اور لڑکی دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کرلیں تو نکاح تو صحیح ہوجائے گا لیکن اس طرح نکاح کرنا سنّت کے خلاف ہے۔

؎ "أَمَّا نِكَاحُ مَنْكُوحَةِ الْغَيْرِ وَمُعْتَدَّتِهِ فَالدُّخُولُ فِيهِ لَا يُوجِبُ الْعِدَّةَ، إِنْ عُلِمَ أَنَّهَا لِلْغَيْرِ لِأَنَّهُ لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ بِجَوَازِهِ، فَلَمْ يَنْعَقِدْ أَصْلًا". (رد المحتار: ٤ / صـ٢٧٤، ط: زكريا، ديوبند)

لہٰذا پوچھی گئی صورت میں بھی اگر لڑ کا لڑکی سے خاندان، دین داری اور کاروبار میں غیر کفو نہ ہو اور دونوں نے مسلمان گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کیا ہو تو ماں باپ کی رضامندی کے بغیر بھی یہ نکاح صحیح ہوجائے گا اور دونوں میاں بیوی شمار ہوں گے۔ اور غیر کفو ہو یعنی خاندان، دین داری اور کاروبار میں لڑ کا لڑکی سے کم درجے کا ہو تو ایسی صورت میں لڑکی کا کیا ہوا نکاح والدین کی رضامندی کے بغیر صحیح نہیں ہوگا۔ ۱؎ (فتاویٰ رحیمیہ بحوالہ شامی: ۸/ ۲۲۴، ط: دارالاشاعت)

اگر کوئی لڑکی گھر والوں کی مرضی کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرلے تو یہ بالاتفاق پسندیدہ نہیں ہے، اسے اولیاء کی رضامندی ہی سے نکاح کرنا چاہیے، لیکن اگر اس طرح نکاح ہوجائے تو حنفیہ کی ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ نکاح تو منعقد ہوجاتا ہے لیکن اولیاء کو شرعی عدالت میں حق اعتراض حاصل ہوتا ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے جس میں اس طرح کے نکاح کو سرے سے غیر منعقد قرار دیا گیا ہے اور بہت سے متاخرین نے اسی روایت پر فتویٰ دیا ہے۔

نوٹ: تاہم موجودہ زمانے میں مخلوط تعلیم وغیرہ کی بنا پر لڑکے لڑکیوں کا عام طور پر میل جول بڑھتا جارہا ہے اور اس معاشرے میں کفائت کا اعتبار بھی باقی نہیں رہا اس لیے عمومی حالات میں مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلے میں ظاہر الروایۃ پر فتویٰ دیتے ہوئے نکاح کے انعقاد کا حکم دیا جائے، البتہ اولیاء کو حق اعتراض حاصل ہو، تاکہ دونوں پہلوؤں کی رعایت رکھی جاسکے۔

(کتاب المسائل: ۴/ ۲۷، مستفاد از کفایت المفتی: ۵/ ۱۹۷/ کتاب النکاح)

اگر عاقلہ بالغہ خاتون نے غیر کفو میں ولی کی رضامندی کے بغیر نکاح کرلیا تو یہ نکاح شرعاً منعقد ہوگا، لیکن اولیاء کو قاضی کے یہاں مرافعہ کا حق ہوگا۔ (نئے مسائل اور علمائے ہند کے فیصلے: ۹۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کسی عورت کو مسلمان بنا کر بغیر نکاح کے اپنے ماتحت رکھنا

سوال: (۴۵۰) ......(۱) ۱۹۷۲ء ۱۹۷۳ء میں میری پہلی شادی سِوِتا نامی عورت سے ہوئی تھی، جن کو میں نے مسلمان بنا کر ان کا نام شریفہ رکھا، اس کے بعد شریعت کے مطابق ان کے ساتھ نکاح کیا،

۱؎ "فَإِنَّ حَاصِلَهُ: أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا زَوَّجَتْ نَفْسَهَا مِنْ كُفْءٍ لَزِمَ عَلَى الْأَوْلِيَاءِ، وَإِنْ زَوَّجَتْ مِنْ غَيْرِ كُفْءٍ لَا يَلْزَمُ، أَوْ لَا يَصِحُّ". (رد المحتار: ۳ / ۸۵، ط: دار الفكر، بيروت)

وہ فی الحال میرے ساتھ رہتی ہیں، ان سے کوئی اولاد نہیں ہے، ان کے نام پر میں نے کوئی گھر وغیرہ بھی نہیں لکھ کر دیا ہے۔

(۲)......میری پہلی بیوی شریفہ کی چھوٹی بہن جن کا نام پالی ہے، ان کو مولانا یعقوب صاحب سریگت نے ۱۹۸۲ء ۱۹۸۳ء میں کلمہ پڑھا کر مسلمان بنایا اور ان کا نام فاطمہ رکھا، میں نے ان کے ساتھ نکاح نہیں کیا ہے لیکن انھیں اپنی بیوی کے طور پر تسلیم کیا ہے۔

(۳)......میری دوسری عورت فاطمہ جن کے ساتھ میں نے نکاح نہیں کیے ہیں ان کے ایک لڑکا اور تین لڑکیاں ہیں: (۱) سب سے بڑی لڑکی کا نام سلمیٰ ہے، اس کی عمر ۲۱ سال ہے، اس کی شادی میرے بھتیجے سلیم بن ایوب آدم پیر کے ساتھ ہوئی ہے، سلیم کی تین لڑکیاں ہیں۔ (۲) میری دوسری لڑکی کا نام سائرہ ہے، اس کی عمر سولہ سال ہے۔ (۳) میرے لڑکے کا نام صادق ہے جس کی عمر گیارہ سال ہے۔ (۴) سب سے چھوٹی لڑکی کا نام شمیم ہے، اس کی عمر نو سال ہے۔

نوٹ: میری دوسری عورت فاطمہ کو میں نے اپنی خوشی سے دو مکان لکھ کر دیے ہیں، جہاں میں رہتا ہوں وہ دونوں مکان میں نے فاطمہ کے نام کر دیے ہیں۔ اور دونوں بہنیں میرے ساتھ رہتی ہیں۔

(۴)......کیتی بہن بنت دُلجی بھائی کی شادی رَمن بھائی کے ساتھ ہندوانہ طریقے سے ہوئی تھی، ان کا ایک لڑکا ہے جس کا نام وِجے ہے۔ ۱۹۹۰ء میں میرے تعلقات کیتی کے ساتھ ہو گئے، اس کے شوہر رَمن کو خبر ہوتے ہی اس نے اسے چھوڑ دیا، اس کے بعد میں نے ۱۹۹۰ء میں کیتی کو تیسری عورت کے طور پر تسلیم کر لیا۔ ۱۹۹۷ء تک میرے ان کے ساتھ بغیر نکاح کے میاں بیوی جیسے تعلقات رہے، جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا، اس کا نام تعریف رکھا۔ پھر اس کے بعد کیتی اور اس کے اگلے شوہر کے بیٹے وِجے کو میں نے مسلمان بنایا اور کیتی کا نام ریشما رکھا اور وِجے کا نام عارف رکھا، پھر ریشما کے ساتھ نکاح پڑھا، اور عارف کو بیٹے کے طور پر تسلیم کیا ہے۔

یہ سب میرے ساتھ رہتے ہیں، تاڈ محلے میں جو میرا مکان ہے وہ بیوی ریشما کے نام کر دیا ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ میں ان تین عورتوں میں سے کس کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہوں اور کس کو چھوڑ دینا ہے؟ اس سلسلے میں میری شرعی رہنمائی فرمائیں، تاکہ میں اس کے مطابق عمل کر سکوں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......آپ کی بیوی شریفہ کو مسلمان بنا کر آپ نے ان کے ساتھ

صحیح طریقے سے نکاح کیے ہیں، لہٰذا وہ آپ کی بیوی ہے، آپ کی حیات میں اور وفات کے بعد بیوی کے طور پر ملنے والے سارے حقوق کی یہ عورت حقدار ہوگی۔

دوسری عورت فاطمہ شرعی اعتبار سے آپ کی بیوی نہیں ہے، اگرچہ آپ نے انھیں بیوی کے طور پر قبول کیا ہے، کیوں کہ آپ نے ان کے ساتھ نکاح نہیں کیے ہیں۔ دوسرا یہ کہ اگر آپ نے ان سے نکاح کیا بھی ہو تب بھی وہ آپ کی بیوی نہیں، کیوں کہ وہ آپ کی اگلی بیوی کی حقیقی بہن ہیں، اور شریعت میں دو حقیقی بہنوں کے ساتھ نکاح درست نہیں ہے۔[1]

لہٰذا فاطمہ آپ کی بیوی نہیں ہے، اس کے ساتھ بیوی جیسا تعلق رکھنا حرام ہے، لہٰذا وہ بیوی کے طور پر ملنے والے حقوق کی بھی حقدار نہیں ہوں گی، نہ آپ کی حیات میں اور نہ ہی آپ کی وفات کے بعد، نیز اس عورت کے پیٹ سے جو اولاد ہوئی ہے ایک لڑکا اور تین لڑکیاں وہ آپ کی اولاد شمار نہیں ہوگی۔[2]

فاطمہ آپ کی بیوی تو شمار نہیں ہوں گی، البتہ اگر آپ نے مذکورہ دونوں مکان اپنی حیات میں پورے ہوش و ہواس کے ساتھ اپنی خوشی سے ان کو دے کر قبضہ بھی دے دیا ہے تو اب یہ دونوں مکان ان کے ہوں گے، ان میں کسی کا کوئی حق نہیں رہے گا۔

ریشما سے جو آپ نے ۱۹۹۷ء میں نکاح کیے اس وقت سے وہ آپ کی حقیقی بیوی ہے، اب ان کو بیوی کے مکمّل حقوق (حیات میں بھی اور وفات کے بعد بھی) ملیں گے۔

البتہ ۱۹۹۷ء سے پہلے اس عورت سے جو لڑکا پیدا ہوا ہے وہ آپ کا لڑکا شمار نہیں ہوگا، اسی طرح یہ عورت اگلے شوہر سے جو لڑکا لے کر آئی ہے وہ بھی آپ کا لڑکا شمار نہیں ہوگا، لہٰذا ان دونوں لڑکوں تعریف و عارف کو آپ کے لڑکے ہونے کے طور پر جو حقوق ملنے چاہیے وہ نہیں ملیں گے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہ

---

[1] "وَالجَمعُ بَينَ الأُختينِ لاَ يجوزُ، فإِذَا تَزوَّجَ أُختين معًا فَسَدَ نِكَاحُهُمَا، فإِنْ تَزَوَّجَ إِحدَاهُمَا بعدَ الأُخرىٰ فَنِكَاحُ الثانية فَاسدٌ". (الفتاوى التاتارخانية: ٤ / ص٦١)

[2] "فَالوَطْءُ فِيْهِ زِنًا لَا يَثْبُتُ بِهِ النَّسَبُ". (رد المحتار: ٥ / ص٢٥٢، ط: بيروت، لبنان)

عقیقے کا گوشت شادی کی دعوت میں کھلانا

سوال: (۵۶۰) اگر کوئی شخص شادی کی دعوت میں عقیقہ کرنا چاہتا ہے تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... عقیقے کا گوشت مفت میں کھلانا چاہیے، شادی کے موقع پر کھانا کھلاکر عموماً پیسے لیے جاتے ہیں، جس سے بدل کا شُبہ ہوتا ہے، نیز شادی کے موقع پر عقیقے کا گوشت کھلانے کا رواج بنانے میں ایک یہ بھی خرابی ہے کہ اس میں استحباب کی رعایت نہیں ہوتی۔ (کیوں کہ عقیقے میں مستحب یہ ہے کہ پیدائش کے ساتویں دِن کیا جائے اور تیسرا حصّہ غریبوں کو دیا جائے) ان وجوہ کو سامنے رکھتے ہوئے شادی میں عقیقے کا گوشت کھلانے سے بچنا چاہیے۔

البتہ جس شادی میں پیسوں کا لین دین نہ ہو اور اس میں مستحبات کی بھی رعایت کی جائے تو ایسی صورت میں بلاکسی حرج کے عقیقے کا گوشت کھلانا جائز ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/۶۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شادی کے لیے شرعاً کتنی عمر درکار ہے؟

سوال: (۵۶۲) ازروئے شرعِ اسلامی شادی کے لیے کم سے کم کتنی عمر ہونی چاہیے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... ازروئے شرعِ اسلامی نکاح صحیح ہونے کے لیے عمر کی کوئی حد مقرّر نہیں ہے، کسی بھی عمر میں نکاح ہوسکتا ہے۔

البتہ اگر لڑکا اور لڑکی ایجاب وقبول کرلیں تو اس کے نافذ ہونے کے لیے ان کا بالغ ہونا ضروری ہے، یعنی پندرہ سال کا ہونا ضروری ہے، کیوں کہ پندرہ سال کی عمر شرعی اعتبار سے لڑکے اور لڑکی کے لیے بلوغ کی عمر شمار ہوتی ہے۔

اور اگر ان کے اولیاء نکاح کرا رہے ہوں تو پھر شرعی اعتبار سے عمر کی کوئی شرط نہیں ہے، ان کے والی ان کی طرف سے ایجاب وقبول کرکے ان کا نکاح کرواسکتے ہیں، خواہ لڑکا اور لڑکی نابالغ ہی کیوں نہ ہوں۔ [۱]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[۱] "وَأَمَّا بَيَانُ شَرَائط الْجَوَازِ وَالنَّفَاذ فَأَنْوَاعٌ. مِنْهَا: أَنْ يَكُونَ الْعَاقِدُ بَالِغًا؛ فَإِنَّ نِكَاحَ الصَّبِيِّ الْعَاقِلِ وَإِنْ كَانَ مُنْعَقِدًا عَلَىٰ أَصْلِ أَصْحَابِنَا فَهُوَ غَيْرُ نَافِذٍ، بَل نَفَاذُهُ يَتَوَقَّفُ عَلَىٰ إِجَازَةِ وَلِيِّهِ".
(بدائع الصنائع: ۲ / ص۲۳۳، ط: دارالكتب العلمية، بيروت)

بیوی کو دیے گئے زیورات اس کی وفات کے بعد واپس کرنا اور جہیز واپس لینا

سوال: (۵۱۹) ہماری لڑکی کا انتقال ہو گیا ہے، اب لڑکی کو دیے گئے زیورات شوہر کو واپس کر دیے جائیں اور لڑکی کی طرف سے دیا گیا جہیز لڑکی کے گھر والوں کو واپس کر دیا جائے اس معاملے پر دونوں فریق راضی ہیں، لڑکی کی کوئی اولاد نہیں ہے، تو کیا شرعاً یہ معاملہ درست ہے؟ اب وہ لڑکا دوسرے نکاح کرنا چاہتا ہے تو کیا کر سکتا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......(۱) مہر کے علاوہ شوہر کی طرف سے عورت کو دیے جانے والے زیورات اسی طرح لڑکی کے والدین کی طرف سے دیا جانے والا جہیز کا سامان کس کی ملکیت شمار ہوگا اس کا اعتبار قوم اور سماج کے عرف و رواج پر ہے، جس جگہ زیورات عورت کی ملکیت شمار ہوتے ہوں وہاں عورت مالکہ ہوگی اور جہاں زیورات صرف پہننے کے لیے دینے کا رواج ہو وہاں عورت ان زیوات کی مالکہ شمار نہ ہوگی، بلکہ دینے والا شوہر اس کا مالک ہوگا۔ یہی حکم جہیز پر بھی دائر ہوگا کہ جہاں پر جہیز لڑکی کو مالک بنا کر دیا جاتا ہو تو اس کی مالکہ لڑکی ہے، اور اگر لڑکی کے بجائے داماد کو مالک بنایا جاتا ہو تو اس کا مالک داماد (شوہر) ہے۔ (کفایت المفتی: ۵/ ۱۲۳، بحوالہ فتاویٰ قاسمیہ: ۱۲/ ۶۵۰)

اس تفصیل کے بعد آپ کے مسئلے میں بھی اگر آپ کے یہاں عرف میں زیورات کا مالک لڑکی کو بنایا جاتا ہو یا اس کی ملکیت کی صراحت کر دی گئی ہو تو ان زیورات کی مالکہ لڑکی ہوگی، لڑکی کے انتقال کے بعد اس کے حقدار لڑکی کے وارثین ہوں گے، وارثین کے علاوہ کسی کو یا کسی ایک ہی وارث کو دینا جائز نہیں ہے۔

البتہ تمام وارثین کو ان کا حق دیے جانے کے بعد اگر ہر وارث اپنا حصّہ خوشی سے کسی ایک وارث کو دینا چاہے تو دے سکتا ہے، لہٰذا یہاں بھی ان زیورات میں سے ہر ایک کو ان کا حصّہ دے دیا جائے، اس کے بعد شوہر کے علاوہ وارثین اپنا حصّہ شوہر کو اپنی خوشی سے دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔

اور اگر آپ کے یہاں زیورات صرف لڑکی کو پہننے کے لیے دیے جاتے ہوں (ملکیت کے طور پر نہیں) یا صرف پہننے کے لیے دیے جانے کی صراحت کر دی گئی ہو تو ایسی صورت میں ان زیورات کا مالک دینے والا شوہر ہوگا، اب لڑکی کے انتقال کے بعد وہ زیورات شوہر کو واپس دے دیے جائیں۔ اور جہیز میں میرے خیال سے لڑکی کو مالکہ بنایا جاتا ہے، لہٰذا جہیز کے سامان کی مالکہ لڑکی ہوگی اور لڑکی

کے انتقال کے بعد اس سامان کے حقدار لڑکی کے وارثین ہیں۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ سوال میں ذکر کیے گئے طریقے کے مطابق زیورات مطلقاً لڑکے کو اور جہیز کا سامان لڑکی کے گھر والوں کو دے دیا جائے یہ شرعی اعتبار سے درست نہیں ہے۔ بلکہ مذکورہ تفصیل کو مدّنظر رکھ کر اس پر عمل کیا جائے۔ ؎١

(۲)...... یہ لڑکا دوسری شادی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، اس میں شرعی اعتبار سے کوئی ممانعت نہیں ہے۔ (کتب فقہ وفتاویٰ)

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ [النساء : ۳]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

انڈیا میں سیّد گھرانے کی لڑکی سے نکاح کرنا

سوال: (۶۸۴/ ۲) کیا انڈیا میں سادات ہیں؟ ان کی لڑکی سے شادی کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... جی ہاں سیّد کی لڑکی سے شادی کر سکتے ہیں، انڈیا میں بھی سادات موجود ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عاقلہ بالغہ لڑکی کا اپنی مرضی سے والدین کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا

سوال: (۶۸۷) اگر کوئی عاقلہ بالغہ لڑکی اپنی رضامندی وخوشی سے اپنے باپ کی اجازت کے بغیر کسی لڑکے سے نکاح کر لے تو کیا شرعی اعتبار سے یہ نکاح درست ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... اگر خاندان، دین داری اور پیشے کے لحاظ سے لڑکا لڑکی کے برابر ہو (مذکورہ امور میں لڑکا لڑکی سے پست اور کم درجے کا نہ ہو کہ لڑکی کے اولیاء کے لیے باعث عار ہو) ایسے لڑکے سے کوئی عاقلہ بالغہ لڑکی اپنی خوشی اور رضامندی سے (خواہ باپ کی اجازت کے بغیر) نکاح کرے تو شرعی اعتبار سے یہ نکاح صحیح ہوگا۔ اور والدین بھی بلا وجہِ شرعی ناراض نہ ہوں بلکہ نکاح کر دینا چاہیے، ورنہ گنہگار ہوں گے۔ ؎٢

؎١ "وَالْمُعْتَمَدُ البِنَاءُ عَلَى العُرْفِ، كَمَا عَلِمْتَ".

(رد المحتار: ٤ / ص٣٠٩/ مطلب في دعوى الأب أن الجهاز عارية)

؎٢ "إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا زَوَّجَتْ نَفْسَهَا مِنْ كُفْءٍ لَزِمَ عَلَى الأَوْلِيَاءِ". (رد المحتار: ٤ / ص٢٠٧، ط: بيروت)

البتہ اگر لڑکا خاندان، دین داری اور پیشے میں لڑکی سے کم درجے کا ہو تو اس صورت میں باپ کی رضامندی شرط ہے، بلا رضامندی نکاح درست نہ ہوگا۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بیوی کا شوہر کو دوسرے نکاح سے روکنا

سوال: (۷۴۸) زید نے اسلامی طریقے سے شادی کی، اس کے چھ بچّے ہیں، اب زید دوسری شادی کرنا چاہتا ہے، جس سے اس کی بیوی رضامند نہیں ہے۔ تو زید کا اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور اگر بیوی اجازت نہ دے تو کیا بیوی کی عند اللہ پکڑ ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... دوسری شادی کرنے کے لیے پہلی بیوی سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے اور نہ ہی دوسرا نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہے، لہٰذا پہلی بیوی اجازت دے یا نہ دے، بہر صورت زید کا دوسری عورت سے نکاح شرعی اعتبار سے صحیح اور درست ہوگا۔

البتہ دوسری عورت سے نکاح کے بعد ہر ایک کے حقوق کی ادائیگی، دونوں کے درمیان عدل و انصاف اور برابری کا معاملہ بہت ضروری ہوگا، حتیٰ کہ رات گزارنے میں بھی باری طے کرنا ضروری ہے، اگر شوہر کو خطرہ ہو کہ دونوں بیویوں کے درمیان عدل و انصاف اور برابری نہیں کر پائے گا تو پھر ایک ہی بیوی پر اکتفا کرے۔ (مستفاد از فتاویٰ قاسمیہ: ۱۲/ ۳۴۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نکاح کے وقت دو گواہوں کا ہونا اور وکیل کا لڑکی کی اجازت پر گواہ نہ بنانا

سوال: (۷۵۴) ......(۱) حضرت مفتی صاحب! مجلس نکاح میں وکیل کے ساتھ دو گواہ کا ہونا ضروری ہے یا صرف وکیل سے بغیر گواہ کے نکاح صحیح ہو جائے گا؟

(۲)......اسی طرح وکیل لڑکی سے اجازت طلب کرتا ہے بغیر گواہ کے، پھر وہ مجلس میں آکر ایسے دو شخصوں کو گواہ بناتا ہے جنھوں نے لڑکی کی اجازت کو سنا نہیں ہے، تو کیا یہ صحیح ہے؟ نیز لڑکی کی

---

[1] (وَالْكَفَاءَةُ مُعْتَبَرَةٌ) قَالُوا: "مَعْنَاهُ: مُعْتَبَرَةٌ فِي اللُّزُومِ عَلَى الْأَوْلِيَاءِ، حَتَّى أَنَّ عِنْدَ عَدَمِهَا جَازَ لِلْوَلِيِّ الْفَسْخُ. وَهٰذَا بِنَاءً عَلٰى ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ مِنْ أَنَّ الْعَقْدَ صَحِيحٌ، وَلِلْوَلِيِّ الِاعْتِرَاضُ، أَمَّا عَلٰى رِوَايَةِ الْحَسَنِ الْمُخْتَارَةِ لِلْفَتْوٰى مِنْ أَنَّهُ لَا يَصِحُّ". (رد المحتار: ٤ / ص٢٠٦، ط: بيروت)

طرف سے اس کے باپ کا وکیل بننا کیسا ہے؟ نکاح میں ایجاب وقبول کتنی مرتبہ ضروری ہے؟ کیا تین مرتبہ ایجاب وقبول ضروری ہے؟ اور کیا مجلس میں موجود تمام لوگوں کا ایجاب وقبول سننا ضروری ہے؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا...... یہاں دو مسئلے ہیں: (۱) نکاح کے وقت دو گواہوں کا موجود ہونا۔ (۲) وکیل جس وقت لڑکی سے اجازت طلب کرے اس وقت گواہوں کا موجود ہونا۔

(۱)...... جہاں تک تعلق ہے نکاح کے وقت دو گواہوں کی موجودگی کا تو وہ ضروری ہے۔[1] جب نکاح کی مجلس میں ایجاب وقبول ہو اس وقت اس عقد نکاح پر دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے، تب ہی نکاح درست ہوگا، ورنہ درست نہ ہوگا۔[2]

(۲)...... جہاں تک تعلق ہے دوسرے مسئلے کا کہ وکیل جب لڑکی سے اجازت طلب کرے تو اس وقت دو گواہوں کا ہونا ضروری نہیں ہے، البتہ بہتر ضرور ہے۔[3]

لڑکی کی اجازت کے گواہوں کا اجازت سننا ضروری ہے، اجازت کے وقت جو حاضر نہ ہوں وہ اجازت کے گواہ نہیں بن سکتے، البتہ وہ نکاح کے گواہ بن سکتے ہیں۔ لڑکی کی طرف سے لڑکی کے باپ کا وکیل بننا جائز ہے بلکہ بہتر ہے۔

(۳)...... صرف ایک مرتبہ ایجاب وقبول ضروری ہے، تین مرتبہ نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۶/ ۶۹)

اور اس ایجاب وقبول کو گواہوں کا سننا ضروری ہے، مجلس میں موجود تمام لوگوں کا سننا ضروری نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہ

لڑکی کا بیرونِ ملک سے میرج سرٹیفکیٹ بھیج کر لڑکے کو وکیل بنانا

سوال: (۸۲۴) میری شادی کینیڈا میں مقیم ایک لڑکی کے ساتھ اس طرح ہوئی کہ اس لڑکی نے وہاں سے بطورِ وکیل میرج سرٹیفکیٹ مجھے یہاں انڈیا بھیجا جس میں مجھ ہی سے نکاح پڑھانے کی اجازت

---

[1] "وَشَرطُهٗ: أَن يكونَ كلاَ شَطْرَيْه بحضور شَاهِدَيْن عَاقِلَيْن بَالِغَيْن مُسْلِمَيْن".
(الفتاوى التاتارخانية: ٤ / ص٣٦)

[2] "وَاعْلَمْ: أَنَّهٗ لَا تُشْتَرَطُ الشَّهَادَةُ عَلَى الْوَكَالَة بالنِّكَاح، بَلْ عَلىٰ عَقْدِ الْوَكِيل".
(رد المحتار: ٤ / ص٢٢١، ط: بيروت)

[3] "وَإِنَّمَا يَنْبَغِي أَنْ يَشْهَدَ عَلَى الْوَكَالَةِ إِذَا خِيفَ جَحْدُ الْمُوَكِّلِ إِيَّاهَا". (رد المحتار: ٤ / ص٢٢١)

دی گئی تھی، اس کی بنیاد پر انڈیا میں مسجد کے امام صاحب نے نکاح پڑھائے، تو کیا یہ نکاح صحیح ہوگا؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا ...... بیرونِ ملک رہنے والی لڑکی اگر یہاں انڈیا میں رہنے والے لڑکے کے ساتھ نکاح کرنے کے لیے کسی بھی شخص کو (خواہ اس کا بننے والا شوہر ہی کیوں نہ ہو) خط یا فون کے ذریعے وکیل بنائے، پھر یہاں وکیل خود یا وکیل کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح پڑھائے تو یہ نکاح شرعاً درست ہوگا۔[۱]

لہٰذا سوال میں مذکورہ صورت میں بھی جب کہ لڑکی نے سرٹیفکیٹ کے ذریعے خود اپنے ہونے والے شوہر کو اپنے ساتھ نکاح کروانے کا وکیل بنایا اور یہاں کوسمبا میں شوہر کی موجودگی میں دو گواہوں کی گواہی کے ساتھ امام صاحب نے نکاح پڑھایا تو یہ نکاح شرعاً درست ہے۔ (کتاب المسائل: ۴/ ۱۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

لڑکی کا غیر کفو میں والدین کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا

سوال: (۸۴۷) میں ایک لڑکی سے دِل و جان سے محبّت کرتا ہوں اور وہ بھی مجھ سے اسی طرح محبّت کرتی ہے، ہم دونوں آپس میں نکاح کرنا چاہتے ہیں، لیکن کچھ رکاوٹیں ہیں۔ ہم دونوں کی عمر انیس سال کی ہے، لڑکی کالج میں پڑھتی ہے جب کہ میں دسویں کلاس میں پڑھ رہا ہوں، لڑکی والے مجھ سے زیادہ مالدار ہیں، نیز دین داری میں بھی وہ لوگ مجھ سے بہت آگے ہیں، اس لیے ہم دونوں کو ایسا لگتا ہے کہ ہمارے گھر والے نکاح نہیں کرنے دیں گے، میرے گھر والوں کو پتا چلا تو وہ بھی منع کرتے ہیں۔

اب ہم نے دو رکعات نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا کی کہ یا اللہ! ہم دونوں تیرے سامنے نکاح کرتے ہیں، اس طرح صرف دعا کی ہے۔ اس سلسلے میں میں جاننا چاہتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا ...... عاقلہ بالغہ لڑکی اپنے والدین کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) ایک یہ کہ وہ ایسے لڑکے کے ساتھ نکاح کرے جو اس کی برادری کا ہو اور مالداری، خاندانی، تعلیم، اخلاق اور دین داری میں اس کے برابر ہو، تو یہ نکاح صحیح ہوگا، والدین کو بھی ایسے نکاح پر راضی رہنا چاہیے، کیوں کہ اس میں ان کے لیے کوئی بات قابل عار نہیں ہے، لہٰذا ان کو

---

[۱] "مِثلُ: أَن يَقُولَ: "زَوِّجْنِيْ"، فَيَقُولُ: "زَوَّجْتُكَ"؛ لِأَنَّ هٰذَا تَوكِيلٌ بِالنكَاحِ، وَالوَاحِدُ يَتَوَلّٰى طَرْفَيِ النكَاحِ". (الهداية: ٢ / ص٧)

لڑکی کی چاہت پوری کرنی چاہیے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ لڑکی ایسے لڑکے کے ساتھ نکاح کرے جو مذکورہ امور میں لڑکی کے برابر کا نہ ہو، (غیر کفو میں ہو) بلکہ اس سے کم درجے کا ہو، تو ایسی صورت میں لڑکی کا بذاتِ خود کیا ہوا نکاح رد اور باطل ہوگا، ایسی صورت میں اس کے والدین اجازت دیں تبھی وہ نکاح کرسکتی ہے۔[۱]

(فتاویٰ رحیمیہ بحوالہ شامی: ۸/ ۲۲۴، ط: دارالاشاعت)

لہٰذا تمھارے معاملے میں خود تمھاری بتائی ہوئی تفصیل کے مطابق تمھارا خاندان مذکورہ بالا امور میں لڑکی کے خاندان سے کم درجے کا ہے، لہٰذا تم اس کے ساتھ اس کے والدین کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کرسکتے، اگر کروگے تو یہ نکاح رد و باطل شمار ہوگا۔

دو رکعات نفل نماز پڑھ کر دعا کرنے سے کہ اللہ! ہم نے تیرے سامنے نکاح کیے ہیں، یہ نکاح صحیح نہیں ہوں گے۔ لہٰذا تم لڑکی کے والدین کو راضی کرنے کی کوشش کرو، اگر وہ راضی ہو جائیں تو خیر، ورنہ تم اس سے تعلق ختم کردو، تاکہ شریعت کی نگاہ میں تم دونوں گنہگار نہ رہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شوہر کے طلاق دیے بغیر لڑکی کا دوسرا نکاح کرنا

سوال: (۸۴۸) کچھ سال پہلے میں نے لنڈن سے آئی ہوئی ایک لڑکی سے نکاح کیا، اس کے بعد وہ لڑکی لنڈن چلی گئی، ہم دونوں اس کے لنڈن جانے سے پہلے دو تین دِن ساتھ رہے تھے، پھر میں نے لنڈن جانے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہوا، لڑکی نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ جب میرے نکاح انڈیا میں ہو گئے ہیں تو میں انڈیا جا کر رہوں، لیکن اس کے والدین نے اس کا نکاح وہاں دوسرے کسی مَرد سے کروادیا اور ان سے اولاد بھی ہے۔ تو اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... جس عورت کا نکاح شرعی طور پر ایک مَرد سے ہوگیا ہو تو اس عورت کو جب تک شوہر طلاق نہ دے یا شوہر کا انتقال نہ ہو یا قاضی کسی وجہ سے دونوں کے درمیان جُدائی نہ کرے تب تک وہ عورت دوسرے کسی بھی مَرد سے نکاح نہیں کرسکتی۔ اگر وہ نکاح کرتی ہے تو وہ

---

[۱] "فَإِنَّ حَاصِلَهُ: أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا زَوَّجَتْ نَفْسَهَا مِنْ كُفْءٍ لَزِمَ عَلَى الْأَوْلِيَاءِ، وَإِنْ زَوَّجَتْ مِنْ غَيْرِ كُفْءٍ لَا يَلْزَمُ، أَوْ لَا يَصِحُّ". (رد المحتار: ۳ / ۸۵، ط: دار الفكر، بيروت)

نکاح رد اور باطل ہوگا۔[1]

لہٰذا جب تم نے لنڈن سے آنے والی عورت کے ساتھ شرعی طور پر نکاح کر لیے ہیں اور اس کے بعد تم نے اس کو طلاق نہیں دی ہے اور نہ قاضی اور شرعی پنچایت نے تم دونوں کے درمیان تفریق کی ہے تو وہ تمھاری ہی بیوی شمار ہوگی، اس لڑکی کے والدین کے کہنے پر جو نکاح وہاں ہوا ہے وہ شرعاً درست نہیں، وہ اولاد بھی صحیح نہیں ہوگی، اس عورت کو تم لانا چاہو تو لا سکتے ہو، کیوں کہ وہ تمھاری بیوی ہی ہے، اس کے والدین اگر اس کو روکیں گے اور دوسرے نکاح والے مَرد کے ساتھ رہنے کو کہیں گے تو وہ سخت گنہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کسی غیر محرم کا لڑکی سے نکاح کی اجازت حاصل کرنا

سوال: (۲/۸۶۰) ہمارے یہاں لڑکی سے نکاح کی اجازت لینے کے لیے غیر محرم مَرد ہی جاتا ہے، یہ رواج بن گیا ہے، جس میں پردے کا اہتمام نہیں ہوتا، نکاح کے وقت اجازت لینے کے لیے کس کو جانا چاہیے؟ اس کے متعلّق شرعی رہنمائی فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... سنّت اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ لڑکی سے نکاح کی اجازت اس کا ولی ہی لے، مثلاً لڑکی کے والد، اگر وہ نہ ہوں تو دادا، وہ نہ ہوں تو اس کا بھائی، وہ نہ ہو تو چچا وغیرہ، کسی غیر محرم کا اجازت لینا یہ سنّت اور صحیح طریقے کے خلاف ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔ البتہ اگر عورت کا کوئی محرم رشتے دار نہ ہو تو پھر غیر محرم اجازت لے سکتا ہے، لیکن اس صورت میں پردے کا اہتمام ضروری ہے۔[2]

نیز یہاں ایک دوسرا مسئلہ بھی جان لینا بہت ضروری ہے کہ لڑکی کا محرم اجازت لینے جائے اور لڑکی سے نکاح کی اجازت مانگے اور لڑکی صاف لفظوں میں اجازت نہ دے بلکہ وہ روئے یا ہنسے یا خاموش رہے تو وہ بھی اجازت شمار ہوگی، لیکن اگر اجنبی مَرد اجازت لے تو ایسی صورت میں لڑکی صاف لفظوں میں لڑکے کے ساتھ نکاح کی اجازت دے یہ ضروری ہے۔ (ہدایہ، کتاب المسائل: ۹۹/۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] "لَا يَجُوزُ للرَّجُلِ أَنْ يَتَزَوَّجَ زَوْجَةَ غَيْرِهِ". (الفتاوى الهندية: ١ / ص٣٠٩، رد المحتار: ٤ / ص٢٧٤)

[2] (فَإِنْ اسْتَأْذَنَهَا هُوَ) أَيْ: الْوَلِيُّ وَهُوَ السُّنَّةُ (فَهُوَ إِذْنٌ) أَيْ: تَوكِيلٌ فِي الْأَوَّلِ. (فَإِنْ اسْتَأْذَنَهَا غَيْرُ الْأَقْرَبِ) (فَلَا) عِبْرَةَ لِسُكُوتِهَا (بَلْ لَا بُدَّ مِنَ الْقَوْلِ، كَالثَّيِّبِ) (رد المحتار: ٤ / ص١٦٣)

حقیقی بھانجی کی لڑکی سے نکاح کرنا

سوال: (۴۶۶) سلیم اور ہاشم دونوں چچازاد بھائی ہیں، ہاشم کے نکاح میں سلیم کی حقیقی بھانجی ہے، تو سلیم اپنی بھانجی کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟ یہ لڑکی رشتے میں سلیم کی نواسی ہوتی ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جس طرح اپنی حقیقی بہن سے نکاح حرام ہے اسی طرح بہن کی لڑکی سے بھی نکاح حرام ہے اور اس کی لڑکی کی لڑکی سے بھی نکاح حرام ہے، لہٰذا سلیم اپنی بھانجی کی لڑکی (جو اس کی نواسی ہے) کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتا۔[۱] لقولہٖ تعالیٰ:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْأَخِ وَبَنٰتُ الْأُخْتِ﴾ [النساء : ۲۳] (فتاویٰ محمودیہ: ۱۶/ ۷ ۴۳، ط: میرٹھ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

علّاتی خالہ سے نکاح کرنا

سوال: (۴۷۱) گرامی قدر استاذِ مکرّم! ایک مسئلہ دریافت طلب ہے کہ ابوبکر نے شادی کی، اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس لڑکی سے صدیق نے شادی کی، اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا، اس کے بعد لڑکی کی ماں کا انتقال ہوگیا اور صدیق کی ساس کا بھی انتقال ہوگیا، ابوبکر نے دوسری شادی کی، اس سے بھی دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، تو اب صدیق اور اس کا لڑکا ان دونوں بہنوں سے شادی کرسکتے ہیں یا نہیں؟ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... ابوبکر کی دوسری بیوی کی لڑکی صدیق کے بیٹے کی علّاتی خالہ ہیں، اور جس طرح حقیقی خالہ سے نکاح حرام ہے اسی طرح علّاتی خالہ سے بھی حرام ہے، لہٰذا صدیق کا بیٹا اس سے نکاح نہیں کرسکتا۔[۲]

البتہ صدیق ابوبکر کی دوسری بیوی کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے، اس لیے کہ یہ اس کی سالی

---

[۱] "وَتُحَرَّمُ عَلَيْه بَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ بِالنَّصِّ، وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالىٰ: ﴿وَبَنٰتُ الْأَخِ وَبَنٰتُ الْأُخْتِ﴾ وَبَنَاتُ بَنَاتِ الْأَخِ وَالْأُخْتِ وَإِنْ سَفَلْنَ بِالْإِجْمَاعِ". (بدائع الصنائع: ۲ / ص۲۷۵)

[۲] "يَحْرُمُ عَلَى الرَّجُلِ عَمَّتُهُ وَخَالَتُهُ لِأَبٍ وَأُمٍّ أَوْ لِأَحَدِهِمَا". (مجمع الأنهر: ۱ / ص۴۷۶)

ہے۔اور بیوی کی وفات کے بعد سالی سے نکاح درست ہے۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

چچیری بھتیجی سے نکاح کرنا

سوال: (۴۷۲) سلیمان اور محمد علی دونوں حقیقی بھائی ہیں، یوسف ان کا چچازاد بھائی ہے، تو کیا یوسف ان دونوں کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......کر سکتا ہے، کیوں کہ سلیمان اور محمد علی کی لڑکی یوسف کی چچیری بھتیجی ہے۔اور اس سے نکاح صحیح ہے۔(فتاویٰ دار العلوم جدید: ۷/ ۳۲۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نکاح کے متعلق لڑکے پر والدین کی اطاعت ضروری ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۹۷) کیا والدین کی اطاعت ہر بات میں ضروری ہے؟ شادی کا مسئلہ درپیش ہے، بیٹا جہاں شادی کرنا چاہتا ہے وہاں والدین رضامند نہیں ہیں، اور جہاں والدین چاہتے ہیں وہاں بیٹا راضی نہیں ہے، تو کیا ایسی حالت میں بیٹے کے لیے والدین کی اطاعت ضروری ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......والدین کی اطاعت ہر حال میں اور تمام امور میں واجب اور ضروری نہیں، مثلاً جو امر شرعاً واجب ہو اور والدین اس سے منع کریں تو اس میں ان کی اطاعت جائز ہی نہیں، چہ جائے کہ واجب ہو، اسی طرح جو امر شرعاً ناجائز ہے اور والدین اس کو کرنے کا حکم دیں تو اس میں بھی ان کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

اور جو امر شرعاً نہ واجب ہو نہ ممنوع، بلکہ مباح ہو، خواہ مستحب ہی کیوں نہ ہو، اور والدین کے اس کو کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیں تو اس میں تفصیل ہے کہ اگر اس امر کی اولاد کو ایسی ضرورت ہو کہ اس کے بغیر تکلیف ہوگی تو ایسی صورت میں والدین کی اطاعت ضروری نہ ہوگی۔اور اگر اس درجے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس کے بغیر تکلیف ہوگی تو بھی اس عمل سے باز رہنا ضروری نہیں، بلکہ دیکھنا چاہیے کہ اس کام کے کرنے میں اسے کوئی خطرہ یا ضرر ہے یا نہیں؟ اگر اس کام میں خطرہ یا ضرر ہے تو اس

---

[1] "مَاتَتْ امرَأَتُهُ، لَهُ التَّزَوُّجُ بِأُخْتِهَا بعدَ يومٍ مِنْ مَوْتِهَا". (الشامي: ٤ / ص١١٦)

صورت میں والدین کی مخالفت جائز ہے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ والدین جس لڑکی سے آپ کی شادی کرنے سے منع فرما رہے ہیں اگر اس لڑکی سے شادی کرنے میں واقعۃً کوئی ظاہری ضرر یا خرابی ہے تب تو آپ کے لیے اس مسئلے میں والدین کی مخالفت کرنا جائز نہ ہوگا۔ (مستفاد از: آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۸/ ۵۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

حُرمتِ مصاہرۃ کے مسائل

خالہ نے بھانجے سے زنا کیا ہو تو خالہ کی لڑکی کا نکاح بھانجے کے ساتھ صحیح ہوگا؟

سوال: (۸۱۴)...... (۱) ایک عورت نے اپنی بہن کے لڑکے (بھانجے) کے ساتھ زنا کیا، پھر اس نے اپنی اسی بہن کے دوسرے لڑکے کے ساتھ بھی زنا کرنے کی بہت کوشش کی لیکن اس میں وہ کامیاب نہیں ہو سکی۔ اب سوال یہ ہے کہ جس لڑکے سے زنا کیا ہے وہ اپنی اس خالہ کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے؟ نیز جس لڑکے کے ساتھ زنا کی کوشش کی گئی تھی وہ لڑکا اپنی اس خالہ کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے؟

(۲)...... یہ دونوں بھائی اپنے لڑکے لڑکی کے نکاح آپس میں کر سکتے ہیں؟

(۳)...... ان دونوں بھائیوں کے لڑکے اور لڑکیاں مذکورہ عورت کے لڑکے اور لڑکیوں کے ساتھ یا ان کی اولاد کے ساتھ نکاح کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... خالہ نے جس لڑکے (بھانجے) کے ساتھ زنا کیا ہے وہ بھانجا خالہ کی لڑکی کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا، یہ نکاح ناجائز اور حرام ہے۔

اسی طرح دوسرا بھانجا جس کے ساتھ خالہ نے زنا کی کوشش کی ہے اگر خالہ نے اس کو شہوت کے ساتھ پکڑا ہو یا شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا ہو تو یہ بھانجا بھی اس خالہ کی لڑکی کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا۔ حرام ہے۔[1]

---

[1] وَحَرُمَ أَيضًا بالصِّهرِيَّةِ (أَصلُ مَزنِيَّتِهِ)... (و) أَصلُ (مَمْسُوسَتِهِ بِشَهْوَةٍ) (وَأَصْلُ مَاسَّتِهِ وَنَاظِرَةٍ إِلىٰ ذَكَرِهِ، وَالْمَنْظُورُ إِلىٰ فَرْجِهَا) الْمُدَوَّرِ (الدَّاخِلِ)... (وَفُرُوعُهُنَّ) مُطْلَقًا". (الدر المختار: ٤/ ص١٠٧)

(۲)...... یہ دونوں بھائی اپنی اولاد (لڑکا، لڑکی) کا نکاح آپس میں کرواسکتے ہیں۔

(۳)......ان دونوں بھائیوں کے لڑکے لڑکی کا نکاح مذکورہ عورت (خالہ) کے لڑکے لڑکی کے ساتھ کر سکتے ہیں۔[1]

﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ [النساء : ٢٤]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سُسر کا اپنی بہو کے ہاتھ اور چھاتی کو پکڑنا اور اوڑھنی کھینچنا

سوال: (۸۱۵) میری لڑکی کے سُسر نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کی چھاتی پر بھی ہاتھ رکھا تھا اور پکڑا تھا، اس بات کو اس کی ساس نے قرآن پر ہاتھ رکھوا کر قسم دے کر دَبا دِیا تھا، اس کے بعد پھر سُسر نے میری بیٹی کا ہاتھ پکڑا اور اوڑھنی کھینچی تھی، تو سوال یہ ہے کہ اب یہ عورت اپنے شوہر کے لیے حلال رہے گی یا نہیں؟ اس کو اپنے سُسرال بھیجی جائے یا نہیں؟ اور طلاق کی صورت کیا ہوگی؟

نوٹ: شادی کے بعد سُسر کی اس حرکت کے بعد لڑکی کے بطن سے ایک لڑکا ہے، تو اس لڑکے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... جب یہ بات سچ ثابت ہو چکی ہے کہ خُسر نے اپنی بہو (لڑکے کی بیوی) کے ہاتھ اور چھاتی کو پکڑا ہے تو ایسی صورت میں یہ عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو چکی ہے۔ اس کے لیے اب کبھی بھی حلال نہیں ہوگی۔[2]

اب شوہر اپنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا یا طلاق دے دی، تو وہ عورت اس کے نکاح سے نکل جائے گی۔ اب اس عورت کو سسرال میں نہ بھیجا جائے۔[3] (شامی: ۲)

اس حرکت کے بعد اس عورت کے بطن سے جو لڑکا پیدا ہوا ہے وہ حلال شمار ہوگا، حرامی نہیں ہوگا،

---

[1] مذکورہ مسئلہ شامی کی عبارت کے مفہوم مخالف سے ثابت ہے۔

[2] "قَبَّلَ الأَبُ امرأَةَ ابنه بشهوة وَهيَ مُكْرَهَةٌ وَقَعَت الفُرْقَةُ". (التاتارخانية: ٤ / ص٥٨)

"ثُمَّ المَسُّ إِنَّما يُوجِبُ حُرمَةَ المُصَاهَرَةِ إِذَا لَم يكُنْ بَينهُمَا ثَوبٌ".(التاتارخانية: ٤ / ص٥٣)

[3] "وَبحُرْمَة الْمُصَاهَرَة لَا يَرْتَفِعُ النِّكَاحُ، حَتّٰى لَا يَحِلَّ لَهَا التَّزَوُّجُ بِآخَرَ إِلَّا بَعْدَ الْمُتَارَكَةِ وَانْقِضَاءِ الْعِدَّةِ، وَالْوَطْءُ بِهَا لَا يَكُونُ زِنًا". (رد المحتار: ٤ / ص١١٤)

اس لیے کہ شریعت کی نظر میں یہ لڑکا اس شوہر ہی کا شمار ہوگا اور یہ دونوں اس کے والدین ہوں گے۔[1]

والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بیوی کا شوہر پر الزام لگانا کہ وہ بیٹی کو شہوت سے چھوتا ہے

سوال: میری بیوی تقریباً آٹھ مہینے سے مجھ پر یہ الزام لگا رہی ہے کہ میں اپنی بڑی بیٹی جس کی عمر چودہ سال ہے اس کو شہوت سے چھوتا ہوں، اس کے پستان دباتا ہوں، اس کے ساتھ شہوت سے بات چیت کرتا ہوں، اسی جھگڑے کی وجہ سے بیوی میرے بچّوں کو لے کر اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی ہے اور کہتی ہے کہ میں تم پر حرام ہوگئی ہوں، حالانکہ میرے دِل میں بھول سے بھی ایسا خراب خیال نہ آیا ہے اور آئندہ بھی الله تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔ تو مذکورہ صورت میں شرعی رہنمائی کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... بیوی کی طرف سے شوہر کے بارے میں جو باتیں کہی جا رہی ہیں اگر حقیقت اور سچائی سے اس کو کوئی واسطہ نہیں ہے، محض الزام اور تہمت ہے (جیسا کہ شوہر قسم کھا کر کہتا ہے) تو یہ بیوی اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوئی، دونوں کا نکاح باقی ہے۔ ایسی صورت میں بیوی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہیں جا سکتی، اس کو چاہیے کہ وہ شوہر کے گھر واپس چلی آئے۔

اور اگر بیوی کی باتیں سچّی ہیں اور شوہر نے لڑکی کو شہوت سے چھوا ہے تو ایسی صورت میں بیوی شوہر پر حرام ہوگئی۔[2] والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مہر کے مسائل

عورت کے انتقال کے بعد اس کے مہر کے زیورات کا حقدار کون ہوگا؟

سوال: (۷۰۵) ہمارے ضلع باڑمیر (راجستھان) میں رواج ہے کہ عورت کو مہر میں سونے اور چاندی کے زیورات دیے جاتے ہیں، جنھیں عورت اپنی زندگی میں پہنتی ہے، عورت کے انتقال کے بعد

[1] (وَالوَطْءُ بِهَا) وَلَا حَدَّ عَلَيْهِ، وَيَثْبُتُ النَّسَبُ". (رد المحتار: ٤ / ص١٤)

[2] وكما تثبت هٰذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبيل والنظر إلى الفرج بشهوة. (الفتاوى الهندية: ١ / ص٣٠٢)

اُن زیورات کا حقدار کون ہوگا؟ شوہر اگر دوسرا نکاح کرنا چاہے تو کیا اُن زیورات کو بطورِ مَہر دے سکتا ہے؟ اگر دے تو مَہر ادا ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جو چیز عورت کو مَہر میں دی جائے اس کی مالکہ عورت ہے، عورت کی وفات کے بعد اس کے مالک ورثاء ہوں گے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/ ۲۳۰، ۲۲۹)

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں سونے یا چاندی کے زیورات جو عورت کو مَہر میں دیے جاتے ہیں عورت تاحیات ان کی مالکہ اور حقدار ہوگی، اس کی وفات کے بعد عورت کے ورثاء زیورات کے حقدار ہوں گے۔

لہٰذا شوہر یہ زیورات دوسری عورت کو بطورِ مَہر نہیں دے سکتا۔ اگر دے دیے تو چوں کہ دیگر ورثاء کی اجازت کے بغیر دیے ہیں اور ان میں دوسرے ورثاء کا بھی حق ہے اس لیے مَہر میں یہ زیورات دینا صحیح نہیں ہے۔　　　واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نکاح سے قبل دیے ہوئے زیورات کا حکم کیا ہے؟

سوال: (۸۸۴) میرا رشتہ عمرواڈا گاؤں کی ایک لڑکی کے ساتھ طے ہوا تھا، لیکن آپسی رنجش کی وجہ سے نکاح نہیں ہو سکا، سوال یہ ہے کہ ہم نے لڑکی کو زیورات خریدنے کے لیے ۷۵۰۰۰ پچھتّر ہزار روپیے دیے تھے اور تین ہزار روپیے کا ایک موبائل فون دیا تھا، اب ہم واپس مانگ رہے ہیں تو وہ لوگ منع کر رہے ہیں، ہم نے کہا کہ جو زیورات تم نے خریدے ہیں وہ اور موبائل فون ہی دے دو، بقیہ رقم ہم معاف کر دیں گے، لیکن وہ بھی دینے کے لیے تیّار نہیں ہیں، تو اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... آپ کی جانب سے بیوی کو دیے جانے والے زیورات یا کپڑے وغیرہ تین طرح کی نیت سے دیے جاتے ہیں، یا زیورات اور کپڑے وغیرہ خریدنے کے لیے رقم دی جاتی ہے، ایک تو یہ کہ یہ چیزیں بطورِ مَہر دی جائیں، دوسرے یہ کہ بیوی کو بطورِ ہدیہ دی جائیں، تیسرے یہ کہ بطورِ عاریت دی جائیں، پہلی اور دوسری صورت میں شوہر ان چیزوں کو واپس نہیں لے سکتا، جب کہ تیسری صورت میں شوہر ان چیزوں کو واپس لے سکتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/ ۲۳۵)

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں آپ نے پچھتّر ہزار (۷۵۰۰۰) روپیے عاریۃً دیے ہوں (جیسا کہ ہمارے یہاں سماج کے رواج کے مطابق لڑکی کو عاریۃً دیا جاتا ہے) تب تو آپ یہ رقم واپس لے سکتے

ہیں، موبائل فون کا بھی یہی حکم ہے کہ ہدیۃً دیا ہو تب تو واپس نہیں لے سکتے اور اگر عاریۃً دیا ہے تو واپس لے سکتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مہر کے طور پر دی گئی زمین کو عورت بیچ سکتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۸۹) میں نے اپنی بیوی کو بطورِ مہر زمین دی ہے، جس کا قبضہ بھی اس کو دے دیا ہے، اب وہ اس زمین کو بیچنا چاہتی ہے، لیکن اس کے سوتیلے بیٹے اس زمین کو بیچنے سے روکتے ہیں، تو کیا ان کو اس طرح روکنے کا حق ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... شوہر اپنی بیوی کو مہر کے طور پر جو کچھ دیتا ہے شرعاً عورت اس کی مالکہ بن جاتی ہے، اس میں کسی دوسرے کا کوئی حق یا حصّہ نہیں رہتا۔ ؎۱

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں جب شوہر نے مذکورہ جائداد اپنی بیوی کو مہر کے طور پر دے دی تو وہ اس کی مالکہ ہو گئیں، اس میں کسی کا کوئی حق نہیں رہے گا، وہ اگر اس کو بیچنا چاہیں تو انھیں اختیار ہے، انھیں روکنے کا حق کسی کو نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

طلاق کے مسائل

طلاق کی خبر بیوی یا اس کے اولیاء کو نہ دی جائے تو گنہگار کون ہوگا؟

سوال: (۶۰۸) ہمارے گاؤں میں ایک لڑکے نے اپنی بیوی کو اس کی غیر موجودگی میں تین طلاق دی ہیں، طلاق جب دی گئی تو لڑکے کے والد کے علاوہ گھر کے تمام افراد موجود تھے، طلاق دینے کے بعد تقریباً ایک مہینہ ہو چکا ہے، لیکن لڑکی اپنے والدین کے گھر ہونے کی وجہ سے اسے اس طلاق کا علم نہیں ہے، جب تک لڑکی کو اس طلاق کی خبر نہ ہو اس کا گناہ کس کو ہوگا؟ لڑکے کو یا اس کے گھر والوں کو؟ کیا جنھوں نے اس طلاق کی خبر کو سنا ہے وہ بھی گنہگار ہوں گے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلّق شریعت کا حکم یہ

؎۱ "قَالَ فِي الْبَدَائع: وَإِذَا تَأَكَّدَ الْمَهْرُ لَا يَسْقُطُ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَإِنْ كَانَتِ الْفُرْقَةُ مِنْ قِبَلِهَا؛ لِأَنَّ الْبَدَلَ بَعْدَ تَأَكُّدِهِ لَا يَحْتَمِلُ السُّقُوطَ إِلا بِالْإِبْرَاءِ". (رد المحتار: ٤ / ص٢٣٣، ط: زكريا، ديوبند)

ہے کہ جس شخص کے بارے میں ہمیں یقین ہو کہ جس بُرائی میں وہ مبتلا ہے اگر اس کو روکیں گے تو وہ ہماری بات مانے گا اور بُرائی رُک جائے گی تو ایسی صورت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے، اس کا ترک کرنے والا گنہگار ہوگا۔

اور اگر کسی شخص کے بارے میں یقین ہو یا ظن غالب ہو کہ وہ ہماری بات نہیں مانے گا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں ہے۔ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں جن لوگوں نے طلاق دیتے ہوئے سُنا ہے اگر انھیں یقین یا ظن غالب ہو کہ اگر ہم اس طلاق کی خبر لڑکی یا اس کے والدین کو دیں گے تو وہ ہماری بات مانیں گے تو ایسی صورت میں اطلاع دینا ضروری ہے، اطلاع نہ دینے کی صورت میں وہ گنہگار ہوں گے، اگر خود اطلاع دینے میں فتنے اور جھگڑے وغیرہ کا خطرہ ہو تو کسی اور طریقے سے یہ بات لڑکی یا لڑکی کے اولیاء تک پہنچا دیں، تاکہ شرعی حکم پر عمل ہو سکے اور لڑکا لڑکی گناہ سے بچ جائیں۔

(مستفاد از دعوت وتبلیغ کے اصول: حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) واللہ اعلم۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

لفظ ’’طلاق دے دوں گا‘‘ بولنے سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

سوال: (٦/٦١٦) ایک شخص کا اپنی بیوی کے ساتھ جب بھی جھگڑا ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا، حالانکہ اس کا طلاق دینے کا ارادہ بالکل نہیں ہوتا، تو کیا اس طرح کہنے سے طلاق واقع ہوگی؟ ’’طلاق دیتا ہوں‘‘ نہیں کہتا، بلکہ ’’طلاق دے دوں گا‘‘ کہتا ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... ’’طلاق دے دوں گا‘‘ کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

حالتِ حمل میں طلاق دینے سے شوہر کے ذمّے کون کونسے حقوق عائد ہوں گے؟

سوال: (٦٢٦) میرا نام نفیسہ ہے، میرا نکاح تاریخ: ١١/٩/٢٠٠٠ء کو بھادی گاؤں کے باشندے مولانا شبیر صاحب سے ہوا تھا۔

(١)...... نکاح کے تین سال بعد مجھے حالت حمل میں بغیر کسی قصور کے فون پر طلاق دے دی گئی اور عدت کا کوئی خرچ بھی نہیں دیا گیا۔

---

[1] "وَفِي المحيطِ: "لَوْ قَالَ بِالعَرَبِيَّةِ: "أُطَلِّقُ"، لَا يَكُونُ طَلَاقًا". (الفتاوى الهندية: ١/ ص٤٢٠)

(۲)......تو اس حالت میں طلاق ہوگی یا نہیں؟ کس حالت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے؟

(۳)...... پیدا ہونے والا اگر بچّہ ہے تو باپ کے ذمّے کیا حقوق رہیں گے؟ اور اگر بچّی ہے تو کیا حقوق رہیں گے؟

(۴)...... پیدا ہونے والے بچّے کے کھانے پینے اور پہننے کا خرچ کب سے شروع ہوگا؟ ولادت کے بعد فوراً یا بعد میں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا ...... (۱) کسی بھی قصور اور عذر کے بغیر عورت کو طلاق دینا شریعت میں سنگین گناہ اور نہایت قبیح عمل ہے، البتہ اگر کوئی سخت مجبوری ہو اور طلاق کے بغیر کوئی چارۂ کار نہ ہو تو ایسی حالت میں شریعت نے طلاق کی اجازت دی ہے، لیکن عام حالات میں اسے بہت ہی ناپسند امر شمار کیا گیا ہے۔[۱]

حدیث میں ہے: ’’مباح چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسند چیز طلاق ہے۔‘‘

لٰہذا آپ کے شوہر نے واقعۃً کسی عذر کے بغیر طلاق دی ہے تو یہ ایک گناہ کا کام ہے، جس کا انھیں ایک دِن جواب دینا ہوگا۔

(۲)......اسی طرح اگر عورت کی طرف سے نشوز (نافرمانی) مثلاً عورت کا طلاق کے بعد شوہر کے گھر عدت گزارنے کے بجائے اپنے گھر چلا جانا وغیرہ نہ ہوا ہو تو شوہر کے ذمّے عورت کو عدت کا خرچ دینا ضروری ہے، نہ دینے سے شوہر گنہگار ہوگا۔

(۳)......عورت حاملہ ہو تو ایسی حالت میں بھی اگر شوہر طلاق دے تو واقع ہوجاتی ہے، عورت کسی بھی حالت میں ہو، خواہ ناپاکی کی حالت میں ہو یا پاک ہو، حاملہ ہو یا غیر حاملہ، ہر حالت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے۔[۲]

(۴)...... پیدا ہونے والا اگر لڑکا ہو تو کھانے پینے، پہننے اور ناپاکی دور کرنے کے لیے والدہ

---

[۱] حدیث شریف میں ہے:
"عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَبْغَضُ الْحَلاَلِ إِلَى اللهِ تَعَالَىٰ الطَّلَاقُ". (سنن أبي داود / الرقم: ٢١٧٨)

[۲] (وَجَازَ طَلَاقُهُنَّ) أَيْ: الْآيِسَة، وَالصَّغِيرَةِ، وَالْحَامل".
(مجمع الأنهر: ٢ / ص٦، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

کی ضرورت پڑے گی، وہاں تک اسے والدہ کے پاس رکھا جائے، جس کی مدّت سات سال ہے۔اور اس کا مکمّل خرچ باپ کے پاس سے وصول کیا جائے اور اس کے بعد لڑکا باپ کے سپرد کر دیا جائے۔[1]

اور اگر پیدا ہونے والی لڑکی ہو تو حیض آنے تک اس کو والدہ کے پاس رکھا جائے۔(اور اس کا خرچ بھی والد کے پاس سے وصول کیا جائے) پھر اس کو باپ کے سپرد کر دیا جائے۔[2]

(۵)...... لڑکے یا لڑکی کی ولادت کے بعد کھانے پینے کا خرچ شوہر کے ذمّے ہوگا۔[3]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شوہر کا کہنا کہ ’’میں نے سو مرتبہ طلاق دی‘‘

سوال:(۶۳۵) مجھے اپنی بیوی پر غصّہ آیا اور میں نے ایک ہی جگہ ایک ہی سانس میں کہہ دیا کہ تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، اس کو صرف محلے کی عورتوں نے سنا، اس وقت کوئی مَرد وہاں نہیں تھا، پھر میرے لڑکے نے آکر مجھے کہا کہ آپ نے میری والدہ کو طلاق دے دی، تو میں نے کہا کہ ایک مرتبہ نہیں، سو مرتبہ طلاق دی۔تو اب پوچھنا یہ ہے کہ کتنی طلاق واقع ہوں گی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... مذکورہ صورت میں آپ کی بیوی کو تین طلاق واقع ہوگئی ہیں، لہٰذا بغیر حلالے کے وہ آپ کے لیے حلال نہ ہوں گی۔[4]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] (وَالْحَاضِنَةُ)...(أَحَقُّ بِهِ) أَيْ بِالْغُلَامِ حَتَّى يَسْتَغْنِيَ عَنِ النِّسَاءِ، وَقُدِّرَ بِسَبْعٍ وَبِهِ يُفْتَىٰ؛ لِأَنَّهُ الْغَالِبُ. وَلَوِ اخْتَلَفَا فِي سِنِّهِ، فَإِنْ أَكَلَ وَشَرِبَ وَلَبِسَ وَاسْتَنْجَىٰ وَحْدَهُ دُفِعَ إِلَيْهِ؛ وَلَوْ جَبْرًا، وَإِلَّا لَا". (رد المحتار: ۵ / ص۳۱۷)

[2] (وَالْأُمُّ وَالْجَدَّةُ)... (أَحَقُّ بِهَا) بِالصَّغِيرَةِ (حَتَّى تَحِيضَ) أَيْ: تَبْلُغَ، فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ. وَلَوِ اخْتَلَفَا فِي حَيْضِهَا، فَالْقَوْلُ لِلْأُمِّ". (رد المحتار: ۵ / ۳۱۷، ط: بیروت)

[3] "وَنَفَقَةُ الأَولاد الصِّغَار عَلَى الأَب، لا يُشَارِكهُ فيهَا أَحدٌ، كما لا يُشاركهُ في نفقةِ الزوجةِ، لِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ: ﴿وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ﴾ [البقرة: ۲۳۳] والمولودُ لهُ هُوَ الأَبُ".

(البناية: ۵ / ص۵۳۳، ط: دا الفكر)

[4] "وَإِن كَانَ الطَّلَاقُ ثلاثًا في الحُرةِ، أَو ثِنتين في الأَمةِ لم تَحِلَّ لهُ، حتَّى تَنكِح زَوجًا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخلَ بها، ثم يُطَلِّقَها، أَو يَمُوتَ عنهَا".

(الهداية: ص۱۳۲، ط: المكتبة اليوسفية، ديوبند)

دھمکی دے کر زبردستی طلاق لکھوانے کا حکم

سوال: (۵۱۹) ایک شخص کی شادی پہلے ایک گاؤں میں ہوئی تھی، نباہ نہ ہونے کی وجہ سے اس عورت کو طلاق دے دی، پھر ایک مہینے کے بعد ایک اور گاؤں میں اس کی شادی ہوئی، پھر کچھ لوگوں نے اسے پکڑ کر پیٹا اور دھمکی دی کہ تو طلاق نہیں دے گا تو تجھے جان سے مار دیں گے اور تین دِن تک ایک کمرے میں بند کر دیا اور کاغذ پر ''طلاق، طلاق، طلاق'' تین مرتبہ لکھنے پر مجبور کیا تو اس نے تین مرتبہ طلاق لکھ کر دستخط بھی کر دیے، تو کیا اس سے طلاق واقع ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... زبردستی کر کے دھمکا کر طلاق لکھنے پر مجبور کرنے کی وجہ سے اگر شوہر مجبور ہو کر عورت کو طلاق لکھ کر دے اور منھ سے نہ بولے تو اس طرح زبردستی مجبوری میں لکھنے سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور اگر شوہر منھ سے بولے خواہ زبردستی ہو تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی۔

لہٰذا مذکورہ مسئلے میں طلاق صرف لکھوائی ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی، اگر لڑکا اس تحریر کو اپنے منھ سے بولا بھی ہو تو ایسی صورت میں عورت کو تین طلاق واقع ہوں گی اور اب حلالے کے بغیر اس کے لیے وہ حلال نہ ہوگی۔[۱] واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

دھمکی دے کر طلاق لکھوانے یا بلوانے سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

سوال: (۵۱٦) میرا نام محمد حسن ملتانی ہے، میں انکلیشور منیب سوسائٹی کا باشندہ ہوں، میں نے ۱۹۹۹ء میں اپنے گھر والوں کی رضامندی کے بغیر نکاح کیا تھا، اس میں لڑکی والے بھی ناراض تھے، ہم نے یہاں سے دور آ ہوا گاؤں میں جا کر نکاح کر لیا تھا، پھر ہم نے اپنے گاؤں والوں کو اطلاع دی تو انھوں نے ہمیں سمجھا کر بُلا لیا اور کہا کہ ہم تمھارا علانیہ نکاح کروائیں گے، ہمارے گھر آنے کے بعد لڑکی کو اپنے گھر لے گئے، مجھے اور میرے گھر والوں کو مار ڈالنے کی دھمکی دی، لڑکی کی ایک ہی ضد تھی کہ مجھے میرے شوہر کے پاس بھیج دو، اور مجھے مار ڈالنے کی دھمکی دے کر کاغذ پر طلاق لکھوالی، یہ سب کچھ میری اور میری بیوی کی رضامندی کے بغیر کیا گیا، پھر مجھے زبردستی زبان سے طلاق بولنے کے لیے کہا گیا تو

---

[۱] "وَفِي الْبَحْرِ: أَنَّ الْمُرَادَ الْإِكْرَاهُ عَلَى التَّلَفُّظِ بالطَّلَاقِ، فَلَوْ أُكْرِهَ عَلَىٰ أَنْ يَكْتُبَ طَلَاقَ امْرَأَتِهِ، فَكَتَبَ، لَا تُطَلَّقُ؛ لِأَنَّ الْكِتَابَةَ أُقِيمَتْ مَقَامَ الْعِبَارَةِ بِاعْتِبَارِ الْحَاجَةِ، وَلَا حَاجَةَ هُنَا. كَذَا فِي الْخَانِيَّةِ". (رد المحتار: ٤ / صـ٤٤٠، ط: بيروت)

میں نے صرف اتنا کہا تھا کہ طلاق دیتا ہوں۔

اب میں جاننا چاہتا ہوں کہ اگر میں دوبارہ اسی لڑکی سے نکاح کروں تو نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟ اگر نکاح ہوسکتا ہے تو کس طرح؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا...... دھمکی دے کر زبردستی جو طلاق آپ کے پاس لکھوائی گئی ہے وہ شرعی اعتبار سے طلاق شمار نہیں ہوگی، البتہ آپ نے جو زبان سے کہا ہے کہ میں طلاق دیتا ہوں، اس سے ایک طلاق واقع ہوگئی ہے اور عدت بھی پوری ہوگئی ہے، لہٰذا پھر سے نکاح کرنے سے وہ عورت دوبارہ آپ کے نکاح میں آجائے گی۔[۱]

مطلّقۂ رجعیہ عدت ختم ہونے کے بعد بائنہ ہوجاتی ہے۔[۲]

واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شوہر کا کہنا کہ میں تجھے ”طلاق دے دوں گا“ سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

سوال: (۶۷۲) میری بیوی سے پریشان ہوکر میں نے اس سے کہا کہ اب میں تجھے طلاق دے دوں گا، تو کیا اس سے طلاق واقع ہوگی؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا...... سوال میں مذکورہ الفاظ: ”اب میں تجھے طلاق دے دوں گا“ سے طلاق واقع نہیں ہوگی، لہٰذا وہ عورت آپ کے نکاح میں ہوگی۔[۳] (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۹/ ۹۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[۱] "وَفِي الْبَحْرِ: أَنَّ الْمُرَادَ الْإِكْرَاهُ عَلَى التَّلَفُّظِ بِالطَّلَاقِ، فَلَوْ أُكْرِهَ عَلَىٰ أَنْ يَكْتُبَ طَلَاقَ امْرَأَتِهِ، فَكَتَبَ، لَا تُطَلَّقُ؛ لِأَنَّ الْكِتَابَةَ أُقِيمَتْ مَقَامَ الْعِبَارَة بِاعْتِبَار الْحَاجَة، وَلَا حَاجَةَ هُنَا، كَذَا فِي الْخَانِيَّة". (رد المحتار: ٤/ ص٤٤٠، ط: بيروت)

[۲] "أَمَّا الطَّلَاقُ الرَّجْعِيُّ... فَإِنْ طَلَّقَهَا، وَلَمْ يُرَاجِعْهَا؛ بَلْ تَرَكَهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، بَانَتْ، وَهٰذَا عِنْدَنَا". (بدائع الصنائع: ٤ / ص٣٨٧)

"وَإِنْ كَانَ الطَّلَاقُ بَائِنًا دُونَ الثَّلَاثِ، فَلَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا فِي العدةِ، وبعدَ انقِضَائِهَا".

(الفتاوى التاتارخانية: ٥ / ص١٤٨/ مسائل المحلل وغيرها)

[۳] "وَلَوْ قَالَ بِالْعَرَبِيَّةِ: "أُطَلِّقُ"، لَا يَكُوْنُ طَلَاقًا". (الهندية: ١ / ص٤٢٠، ط: بيروت)

طلاق کے عدد کے متعلّق میاں بیوی میں اختلاف ہو تو کس کا اعتبار ہوگا؟ کیا طلاق میں بیٹے کی گواہی اپنے والد کے حق میں مانی جائے گی؟

سوال: (۱۰۷) ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی، طلاق کے بعد عورت اپنے والد کے گھر چلی گئی، اب شوہر کا اِصرار ہے کہ میں نے دو ہی طلاق دی ہیں، اس کے پاس دو گواہ بھی ہیں: ایک ان کا لڑکا، اور دوسرے ان کے بہنوئی۔ عورت سے جب پوچھا گیا تو اس نے ایک مرتبہ کہا کہ دو طلاق دی ہیں، دوسری مرتبہ جب ایک عالم صاحب نے پوچھا تو بتایا کہ تین طلاق دی ہیں، اب کس کی بات مانی جائے؟ شوہر کی یا عورت کی؟ دوسری بات یہ کہ بیٹے کی گواہی اس سلسلے میں اپنے والد کے حق میں مانی جائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......اگر شوہر اور بیوی کے درمیان طلاق دینے اور نہ دینے میں یا طلاق کے عدد کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) گواہ موجود ہوں تو اس صورت میں اگر گواہ عادل، نیک اور قابل اعتماد ہوں تو ان کی گواہی کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائے گا۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ گواہ موجود نہ ہوں، تو منکر قسم کے ساتھ جو بیان دے اس کو بنیاد بنا کر فیصلہ کیا جائے گا۔

لہٰذا مذکورہ صورت میں شوہر کی طرف سے جو گواہ گواہی دے رہے ہیں اگر وہ گواہ عادل، نیک اور قابل اعتماد ہیں تو ان کی گواہی کے مطابق دو ہی طلاق مانی جائیں گی۔

طلاق کے سلسلے میں اولاد کی گواہی والدین کے خلاف قبول کی جائے گی یا نہیں؟ اس سلسلے میں احناف کے دو قول ہیں: (۱) قبول کی جائے گی (۲) قبول نہیں کی جائے گی۔ اور دونوں اقوال کی تصحیح کی گئی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۹/ ۲۳۱، ط: میرٹھ)

لہٰذا پہلے قول کے مطابق لڑکے کی گواہی یہاں بھی قبول کی جائے گی۔ اور اگر گواہ نہ ہوں تو شوہر کا قول اس کی قسم کے ساتھ معتبر مانا جائے گا، کیوں کہ صورتِ مسئولہ میں عورت مدّعی ہے اور شوہر منکر ہے، مدّعی کے پاس گواہ نہیں ہیں، لہٰذا شوہر کا قول اس کی قسم کے ساتھ معتبر ہوگا کہ شوہر اگر قسم کے

ساتھ دو ہی طلاق کہتا ہو تو دو ہی طلاق مانی جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

میاں بیوی کے دو سال تک الگ رہنے سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

سوال: (۷۰۷)...... (۱) میں کوسمڑی گاؤں کا باشندہ ہوں، میرے تین بیٹے ہیں، میرا اپنی بیوی کے ساتھ جھگڑا ہوگیا تو اس کے بھائیوں نے مجھے اپنے گھر سے نکال دیا اور بیوی نے گھر پر قبضہ کرلیا، میری بیوی مجھ سے دو سال سے الگ رہتی ہے، اس کے والدین کا کہنا ہے کہ اس طرح الگ رہنے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے، تو کیا اس طرح الگ رہنے سے شرعاً طلاق ہوجائے گی؟ جب کہ میں نے اب تک کچھ نہیں کہا ہے اور نہ ہی میرا ارادہ طلاق دینے کا ہے۔

(۲)...... میرے دوسرے بھی تین مکان ہیں، ان پر بھی بیوی کا قبضہ ہے اور وہی ان کا کرایہ بھی وصول کرتی ہے، تو کرایے کا حقدار کون ہوگا؟ میرے تینوں بیٹوں کو وہ اپنے ساتھ رکھتی ہے اور ان کے کھانے پینے کا خرچ بھی مجھ سے مانگتی ہے، تو کیا وہ اس صورت میں مجھ سے کھانے پینے کا خرچ مانگ سکتی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... (۱) ازروئے شرع جہاں تک شوہر طلاق نہ دے تب تک عورت کو طلاق واقع نہیں ہوگی، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی جب آپ نے طلاق نہیں دی ہے تو صرف الگ رہنے کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔[1] (شامی، عالم گیری)

(۲)...... مکانات کے مالک آپ ہیں، لہٰذا ان کے کرایے کے حقدار بھی آپ ہیں، آپ کی رضامندی کے بغیر دوسرا کوئی بھی ان مکانات کو کرایے پر دینے کا یا کرایہ وصول کرنے کا حقدار نہیں ہوگا، اگر کیا تو گنہگار ہوگا۔[2]

(۳)...... عورت آپ کی مرضی کے بغیر آپ سے علاحدہ رہتی ہے، لہٰذا وہ کھانے پینے کے خرچ کی حقدار نہیں ہے۔ (شامی)

البتہ آپ کے بیٹوں کا خرچ آپ کے ذمّے ہوگا، اس لیے بیٹوں کے کھانے پینے کا خرچ وہ آپ سے مانگ سکتی ہے۔ (کتب فقہ)　　واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] "رَفْعُ قَيْدِ النِّكَاحِ فِي الحَالِ، أَوِ المَآلِ بلفظٍ مخصوصٍ". (تنوير الأبصار: ٤ / صـ٤٢٤)

[2] "لَا يَجُوْزُ التَّصَرُّفُ فِي مَالِ غَيْرِهِ بِلَا إِذْنِهِ، وَلَا وِلَايَتِهِ". (الشامي: ٩ / صـ٢٩١)

شوہر کا بیوی سے کہنا کہ ''میں تمھیں اپنے نکاح سے الگ کرتا ہوں۔''

سوال: (۷۲۹) شوہر نے اگر اپنی بیوی سے کہا کہ ''میں تمھیں اپنے نکاح سے الگ کرتا ہوں۔'' تو شرعاً کونسی طلاق واقع ہوگی؟ اس سلسلے میں رہنمائی فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... ''اپنے نکاح سے الگ کرتا ہوں'' ان الفاظ کا شمار الفاظِ کنایہ میں ہوتا ہے، جیسا کہ فتاویٰ دارالعلوم (۱۹ / ۵۶، ۵۷) اسی طرح صفحہ: ۲۲۰ پر نیز فتاویٰ دارالعلوم جدید (۹ / ۴۱۹) پر ان جیسے الفاظ کو الفاظِ کنایہ شمار کیا گیا ہے اور ان سے واقع ہونے والی طلاق پر طلاقِ بائن کا حکم لگایا گیا ہے، لہٰذا اگر ان الفاظ سے طلاق کی نیت ہو تو ایک طلاقِ بائن واقع ہوگی۔ پھر اگر دونوں رضامند ہوں تو نکاح پڑھ سکتے ہیں، خواہ عدت میں ہو یا عدت کے بعد، دونوں طرح جائز ہے۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شوہر کا ایک طلاق دینے کے ایک سال بعد دوسری طلاق دینا

سوال: (۷۳۱) میں نے اپنی بیوی کو تقریباً پانچ سال پہلے ایک طلاق دی تھی، پھر ایک سال بعد ایک اور طلاق دی تھی، کل دو طلاق دی ہیں، اب دوبارہ اس کو بیوی بنا کر رکھنا چاہتا ہوں، تو شریعت کا اس میں کیا حکم ہے؟ رہبری فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... پہلی طلاق دینے کے بعد اگر عدت میں رجوع کرلیا ہو، پھر دوسری طلاق دی ہو تو اس صورت میں دو طلاق واقع ہوں گی۔

اور اگر پہلی طلاق دینے کے بعد عدت میں رجوع نہ کیا ہو اور عدت پوری ہونے کے بعد طلاق دی ہو تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی، کیوں کہ عدت پوری ہونے کے بعد عورت نکاح سے نکل گئی تھی، اور ختم نکاح کے بعد طلاق واقع نہیں ہوتی۔

لہٰذا اب دونوں صورتوں میں خواہ ایک طلاق واقع ہوئی ہو یا دو، اسے بیوی بنا کر لانے کے لیے نکاح پڑھنا ہوگا، مذکورہ صورت میں حلالے کی ضرورت نہیں ہے۔ (شامی وعالمگیری)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] "وَإِنْ كَانَ الطَّلَاقُ بَائِنًا دُونَ الثَّلَاثِ فَلَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا فِي العدةِ وَبعدَ انقِضَائِهَا".

(الفتاوی التاتارخانية: ٥ / صـ١٤٨)

شوہر کا اپنی بیوی سے متعلّق دوست کے سامنے کہنا کہ ’’چھوٹا چھیڈ ا ہو گیا‘‘

سوال: (۷۲۲) بکر اپنی بیوی سے تین چار دِن سے ناراض ہے۔ایک دِن اس کے دوست زید کے سوال کرنے پر کہ کیا بات ہے بیوی سے؟ بکر نے جواب میں یہ جملہ کہا کہ ’’چھوٹا چھیڈ ا ہو گیا‘‘۔ در حقیقت بکر نے نہ کوئی طلاق دی تھی اور نہ ہی اس جملے سے اس کا کوئی طلاق کا ارادہ تھا، یہ محض ایک جھوٹی خبر تھی۔کیا اس صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی؟ اگر ہوگی تو کونسی طلاق ہوگی اور اس سے رجوع کی کیا صورت ہوگی؟

ہمارے یہاں ایک عالم دین حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی احسن الفتاویٰ (۵/ ۱۵۲) پر درج ایک سوال جواب کا حوالہ دیتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ اس سے کوئی طلاق نہیں ہوئی، کیا یہ صحیح ہے؟ بَيِّنُوا بَيانًا شَافيًا، تُوجَرُوا أَجرًا وَافيًا.

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......طلاق کی بابت غلط اور جھوٹا اقرار کرنے سے یا جھوٹی خبر دینے سے اگر چہ دیانۃً تو طلاق واقع نہیں ہوتی لیکن قضاءً طلاق واقع ہو جاتی ہے (جیسا کہ آپ نے احسن الفتاویٰ کا جو حوالہ دیا ہے اس میں بھی یہی بات تحریر ہے) بلکہ فتاویٰ رحیمیہ (۵/ ۳۰۷) اور (۸/ ۴۰۱) میں اس طرح کے استفتاء کے جواب میں حضرت مفتی عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مطلقاً (قضاءً و دیانۃً کا فرق کیے بغیر) وقوعِ طلاق کا حکم لگایا ہے۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی ایک طلاقِ رجعی کا حکم ہوگا، ’’چھوٹا چھیڈ ا ہو گیا‘‘ یہ لفظ چوں کہ ہمارے عرف میں طلاق ہی کے معنیٰ میں مفہوم اور مستعمل ہے اس لیے یہ الفاظِ صریحہ میں شمار ہوگا، لہٰذا یہ لفظ بولتے ہی طلاقِ رجعی واقع ہو جائے گی، اب عدت میں بیوی سے رجوع کر لے (اس کو زبان سے کہہ دے کہ میں نے رجوع کر لیا) تو رجوع ہو جائے گا اور یہ عورت بدستور شوہر کے نکاح میں باقی رہے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شوہر کا دو یا تین مرتبہ بیوی سے کہنا کہ ’’میں نے تجھے چھوٹی کر دی‘‘

سوال: (۷۳۸) میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہوا، جس میں بیوی نے شوہر سے کہا کہ مجھے چھوٹی کر دے اور تو گھر سے نکل جا، (بیوی گھر کی مالکہ ہے) تو شوہر نے غصّے میں کہا کہ ’’میں نے تجھے چھوٹی کر

دی‘‘۔ جب یہ واقعہ پیش آیا اُس وقت گھر میں اس کی بالغ اولاد، ایک ساٹھ سال کے بھائی اور ایک بوڑھی عورت موجود تھیں، اب شوہر، بیوی، ایک بالغ لڑکے اور بالغہ لڑکی کا کہنا ہے کہ یہ الفاظ ’’میں نے تجھے چھوٹی کر دی‘‘ دو مرتبہ کہے ہیں، جب کہ ساٹھ سال والے بھائی اور بوڑھی عورت کا کہنا ہے کہ یہ الفاظ شوہر نے تین مرتبہ کہے ہیں۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا ان الفاظ سے طلاق واقع ہوجائے گی؟ اگر واقع ہوگی تو کتنی طلاق ہوں گی؟ عدت کا کیا حکم ہوگا؟ اور نکاح کی کیا صورت ہوگی؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... دو مرتبہ یا تین مرتبہ کا دعویٰ کرنے والوں میں سے کسی بھی فریق کے پاس شرعی گواہ موجود نہیں ہیں، تو ایسی صورت میں شوہر کا قول معتبر ہوگا اور اس کے کہنے کے اعتبار سے کہ دو مرتبہ یہ الفاظ کہے ہیں، اسی کو معتبر مانا جائے گا۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۹/ ۱۲۹)

لہٰذا شوہر کے الفاظ کہ ’’میں نے تجھے چھوٹی کر دی‘‘ شوہر کے کہنے کے مطابق دو مرتبہ کہے گئے ہیں، اس سے دو طلاقِ رجعی واقع ہوں گی۔

اس صورت میں عدت میں رجوع کرنے کی وجہ سے وہ عورت بدستور اس کے نکاح میں باقی رہے گی، اس صورت میں نہ نکاح کی ضرورت ہے اور نہ حلالے کی، البتہ اگر عدت پوری ہوگئی ہے تو نکاح کرنا ضروری ہوگا اور اس میں مہر بھی طے کیا جائے گا۔ (تاتارخانیہ: ۵/ ۱۴۸)

مگر یہ بات یاد رہے کہ اگر شوہر نے مذکورہ الفاظ تین مرتبہ کہے ہیں تو تین طلاق واقع ہوں گی اور اس صورت میں عورت حلالے کے بغیر شوہر کے لیے حلال نہیں ہوگی۔ [1]

لہٰذا بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھایا جائے، اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور آخرت کے عذاب کا خوف رکھیں، اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ عطا فرمائیں۔　　واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شوہر کے طلاق دیے بغیر عورت کا دوسرا نکاح کرنا

سوال: (۷۳۹) ایک شخص نے دو سال قبل شادی کی تھی، ملازمت کی وجہ سے دو سال سے غیر حاضر

---

[1] "وَإِن كَانَ الطَّلَاقُ ثلاثًا في الحُرةِ، أَو ثِنتينِ في الأَمةِ لم تَحِلَّ لهُ، حتّى تَنكِح زَوجًا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخلَ بها، ثم يُطَلِّقَها، أَو يَمُوتَ عنهَا".

(الهداية: ص۱۳۲، ط: المكتبة اليوسفية، ديوبند)

تھا، اس دوران لڑکی کے والدین نے اس کی دوسری جگہ شادی کروادی، جب کہ شوہر نے اسے طلاق نہیں دی ہے، ایک سال بعد اس کو لڑکا بھی پیدا ہوا، اب دوسرے شخص نے اس عورت کو گھر سے نکال دیا ہے، طلاق نہیں دی ہے، اب یہ عورت بہت ہی پریشان ہے، کیا اس کا پہلا شوہر اسے اپنے نکاح میں لا سکتا ہے؟ عورت بہت جھگڑالو اور فیشن پرست ہے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......شرعاً یہ عورت ابھی بھی پہلے شوہر ہی کی بیوی شمار ہوگی، کیوں کہ پہلے شوہر نے اسے طلاق نہیں دی ہے، لڑکی کے والدین نے اس کی جو دوسری جگہ شادی کروائی ہے وہ صحیح نہیں ہوئی ہے، کیوں کہ عورت پہلے شوہر کے نکاح میں باقی تھی۔ اور لڑکا بھی پہلے شوہر ہی کا شمار ہوگا۔ اب اس عورت کو لانا یا اس کو طلاق دینا یہ اختیار شوہر کا ہے، وہ چاہے تو لائے یا اسے طلاق دے کر چھوڑ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

طلاق نامے پر شوہر کے دستخط نہ ہوں تو طلاق ہوگی یا نہیں؟

سوال: (۷۵۸) میری بیٹی حسینہ کا نکاح احمد کے ساتھ ہوا تھا، پھر ۲۰۰۰ء میں میرے بھائی اور داماد احمد نے خود ایک طلاق نامہ لکھا تھا، لیکن داماد نے دستخط نہیں کیے ہیں، باقی سب نے دستخط کیے ہیں، تو کیا اس سے طلاق واقع ہوگی؟ نیز میری بیٹی کو احمد سے ایک لڑکی بھی ہے، اس کا خرچ آج تک احمد نے کبھی نہیں دیا، تو کیا یہ خرچ احمد کے ذمّے ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......سوال کے ساتھ بھیجا ہوا طلاق نامہ شوہر کی مرضی سے لکھا گیا ہے اور طلاق کے ارادے ہی سے لکھا گیا ہے، اس سے اس کی بیوی حسینہ کو طلاق واقع ہوجائے گی، خواہ شوہر احمد نے اس پر دستخط کیے ہوں یا نہ کیے ہوں۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/ ۳۱۰)

لہٰذا آپ کی بیٹی حسینہ اپنے شوہر احمد کے نکاح سے نکل گئی ہے۔ واللہ اعلم۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

شوہر کا بیوی کو بذریعہ فون ایک طلاق دینے کے ۱۱ مہینے بعد تین طلاق دینا

سوال: (۸۲۰) میں نے عائشہ نامی عورت سے نکاح کیا تھا، ہمارے درمیان نباہ نہ ہونے کے وجہ سے میں نے فون پر اسے ایک طلاق دی تھی، اس کے تقریباً گیارہ ماہ بعد تین طلاق لکھ کر دی تھیں، اب میں اس لڑکی کو اپنے نکاح میں واپس لانا چاہتا ہوں تو کیا کیا جائے؟ کیا میری دی ہوئی تین طلاق نکاحِ

ثانی میں رُکاوٹ بن سکتی ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......پہلی مرتبہ ایک طلاق دینے کے بعد اگر آپ نے عدت کے اندر (یعنی بیوی حاملہ ہو تو وضع حمل سے پہلے، اور حاملہ نہ ہو اور حائضہ ہو تو تین حیض مکمّل ہونے سے پہلے اور حیض نہ آنے کی صورت میں تین مہینے مکمّل ہونے سے پہلے) رجوع نہ کیا ہو اور عدت گزر گئی ہو تو ایسی صورت میں بعد میں دی گئی تین طلاق واقع نہ ہوں گی، کیوں کہ طلاقِ رجعی کے بعد عدت میں رجوع نہ کرنے کی وجہ سے عدت ختم ہوتے ہی عورت نکاح سے نکل جاتی ہے، اور عورت کے نکاح سے نکل جانے کے بعد دی جانے والی طلاق واقع نہیں ہوتی، تو اس صورت میں آپ اپنی عورت سے دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔[1]

اور اگر آپ نے پہلی طلاق دینے کے بعد عدت کے اندر رجوع کر لیا تھا تو ایسی صورت میں بعد میں دی جانے والی طلاق واقع ہو جائیں گی، کیوں کہ رجوع کر لینے کے بعد عورت بدستور نکاح میں آجاتی ہے، اور عقدِ نکاح باقی ہوتے ہوئے عورت کو طلاق دی جائے تو واقع ہو جاتی ہے، اس صورت میں آپ اس عورت سے حلالے کے بغیر نکاحِ ثانی نہیں کر سکتے۔[2] (شامی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

صرف خلوتِ صحیحہ سے (بغیر دخول کے) حلالہ درست ہوگا؟

سوال: (۱/۸۴۴) ایک شخص نے حلالہ کیا، لیکن عورت کے ساتھ دخول نہیں کیا، صرف خلوتِ صحیحہ ہوئی، تو کیا یہ عورت پہلے شوہر کے لیے حلال ہوگی؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......محض خلوتِ صحیحہ حلالے کے لیے کافی نہیں۔[3]

(امداد الفتاویٰ: ۲/ ۴۵۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] "فَلَا يَصِحُّ الطَّلَاقُ إلَّا فِي الْمِلْكِ، أَوْ فِي عَلَقَةٍ مِنْ عَلَائِقِ الْمِلْكِ، وَهِيَ عِدَّةُ الطَّلَاقِ".
(بدائع الصنائع: ٤ / ص٢٧٣)

[2] "وَالرَّجْعِيُّ لَا يُزِيلُ الْمِلْكَ إلَّا بَعْدَ مُضِيِّ الْعِدَّةِ" (رد المحتار: ٥ / ص٢٧)

[3] (لَا) تَكُونُ كَالْوَطْءِ (فِي حَقِّ) بَقِيَّةِ الْأَحْكَامِ، كَالْغُسْلِ وَ (الْإِحْصَانِ، وَحُرْمَةِ الْبَنَاتِ، وَحِلِّهَا لِلْأَوَّلِ وَالرَّجْعَةِ، (قَوْلُهُ: وَحِلِّهَا لِلْأَوَّلِ) أَيْ: لَا تَحِلُّ مُطَلَّقَةُ الثَّلَاثِ لِلزَّوْجِ الْأَوَّلِ بِمُجَرَّدِ خَلْوَةِ الثَّانِي؛ بَلْ لَا بُدَّ مِنْ وَطْئِهِ لِحَدِيثِ الْعُسَيْلَةِ. (رد المحتار: ٢ / ص٣٧٠)

شوہر کا خلع میں مَہر سے زیادہ رقم لینا

سوال: (۶۳۶) ایک عورت اپنے شوہر سے ایک لاکھ روپیے پر خلع کرنا چاہتی ہے، تو کیا شوہر کے لیے خلع میں مَہر سے زیادہ رقم لینا صحیح ہے؟ عورت ایک لاکھ دینے پر رضامند ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......قرآن وحدیث میں خلع کی اجازت اس لیے دی گئی ہے کہ اگر عورت کسی مصیبت اور تکلیف میں ہو اور شوہر سے پیچھا چھڑوانے کی کوئی اور سبیل نہ ہو، تو پھر وہ کچھ دے کر اپنا پیچھا چھڑوالے، لہٰذا عورت کو خلع اسی حالت میں طلب کرنا چاہیے جب یہ خوف ہو کہ رشتۂ زوجیت قائم رکھنے کے لیے جو احکام دیے گئے ہیں ان کی پابندی ناممکن ہوگی، دوسرے عورت کو اس کے بدلے میں شوہر کو کچھ مال دینا چاہیے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ دونوں اس پر راضی ہونے چاہیے۔ یہ تینوں باتیں پائی جائیں تو عورت کے لیے خلع کرنا جائز ہوگا، لیکن اگر زیادتی وقصور شوہر کی جانب سے ہو تو تقریباً تمام فقہائے کرام کا اِس پر اتفاق ہے کہ شوہر کے لیے معاوضہ لینا جائز نہیں ہے۔ اسے چاہیے کہ معاوضے کے بغیر عورت کو طلاق دے دے، ایسی صورت میں اگر معاوضہ لیا تو وہ مرتکب حرام اور سخت گنہگار ہوگا۔

البتہ اگر زیادتی عورت کی جانب سے ہو اور وہی رشتۂ نکاح کو ختم کرنا چاہتی ہو تو اس صورت میں مرد کے لیے معاوضہ لینا جائز ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ معاوضہ مَہر کی مقدار سے زائد نہ ہو، تاہم اگر مَہر سے زیادہ مقدار باہمی رضامندی سے مقرّر کی گئی تو بھی خلع صحیح ہوگا اور عورت کو پورا مقرّرہ معاوضہ دینا ہوگا۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی اگر زیادتی اور قصور عورت کی طرف سے ہے تب تو شوہر کے لیے یہ معاوضہ لینا جائز ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ شوہر نے جتنا مَہر دیا ہے اسی کے بقدر لے، تاہم اگر دونوں کی رضامندی سے ایک لاکھ روپیے معاوضہ مقرّر ہوگیا تو اس کا لینا بھی جائز ہوگا، اگرچہ بہتر نہیں ہے۔ اور اگر زیادتی وقصور مَرد کی طرف سے ہے تو مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق مَرد کے لیے معاوضہ لینا جائز نہیں ہے، معاوضے کے بغیر اس کو طلاق دینا چاہیے۔ (اسلامی فقہ، آپ کے مسائل اوران کا حل: ۶/ ۶۵۰، فقہی مقالات: ۲/ ۱۴۰۔ ۱۳۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیلوی غفرلہٗ

بیوی کو طلاق دینے کے بعد گھر میں رہنا

سوال: (۴۱۵/۴) میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، وہ میرے گھر میں رہتی ہے، اور میری عورت کا جو گھر تھا وہ گھر میں نے اپنے لڑکے کے نام کر دیا ہے، تو کیا میں اس گھر میں رہ سکتا ہوں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......آپ نے اپنی بیوی (جن کو طلاق دی ہے) اپنی خوشی سے جو مکان اس کو رہنے کے لیے دیا ہے اس میں وہ رہ سکتی ہے، آپ کے اس مکان میں آپ کے اور اس عورت کے درمیان شرعی پردے کا اہتمام ہو سکتا ہو تو آپ کے لیے اُس مکان میں رہنے کی گنجائش ہے، اور اگر شرعی پردے کا اہتمام نہ ہو سکتا ہو اور فتنے کا اندیشہ ہو تو آپ کے لیے ایک مکان میں رہنے کی گنجائش نہیں ہے اور اس سے بچنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عورت کا اپنے ہاتھ سے نطفہ رحم تک پہنچا کر حاملہ بننا

سوال: (۸۰۴) ایک شخص کو چٹائی پر احتلام ہو گیا، اس کے وہاں سے چلے جانے کے بعد ایک عورت نے اس مَنی کو اپنی فرج میں داخل کیا، پھر کچھ مدّت کے بعد اس سے حمل ٹھہر گیا اور بچّہ پیدا ہوا، تو اب سوال یہ ہے کہ بچّہ کس کا شمار ہوگا؟ یہ بچّہ حلال ہوگا یا حرام؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......عورت اگر شادی شدہ ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ بچّہ اس شخص کا شمار ہوگا جس کی وہ بیوی ہے، خواہ شوہر نے اس سے کبھی صحبت نہ کی ہو۔ لحدیث: "الولد للفراش" اور ایسا بچّہ صحیح النسب اور حلال کہا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

دار القضاء کیا ہے؟ صرف طلاق کے لیے دار القضاء کا سہارا لینا

سوال: حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم! مندرجۂ ذیل سوالات کے جوابات عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۱)......دار القضاء کی حقیقت کیا ہے؟ اس کا آغاز کس طرح ہوا؟ اس کے ممبران کون ہو سکتے ہیں؟ ان کی ذمّے داری کیا ہے؟

(۲)...... ایک عورت اپنے شوہر سے علاحدگی چاہتی ہے۔ اور اس کے مقامی کورٹ (انگلینڈ) کا سہارا لیتی ہے، کیا عورت کا یہ اقدام صحیح ہے؟ دار القضاء اس سلسلے میں کیا رہنمائی کرتا ہے؟

(۳)...... اگر عورت حصولِ طلاق کے لیے دارالقضاء کا سہارا لے اور دیگر امور میں اس کا فیصلہ نہ مانے تو کیا حکم ہے؟

(۴)......اس شوہر کی دس سالہ لڑکی بھی ہے، اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اس کا حق پرورش کس کو حاصل ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۱) زمانۂ ماضی میں کئی جگہوں پر اسلامی حکومتیں قائم تھیں، جن کے تحت دارالقضاء نامی ایک شعبہ قائم کیا جاتا، جس میں ایک قاضی کا تقرر ہوتا، جو بذاتِ خود نیک عادِل ہونے کے علاوہ احکامِ شریعت سے پوری طرح واقف ہوتا، جو بے جا طرف داری، دنیوی حرص اور بُری عادتوں سے دور ہو، زمانے کے حالات کا علم رکھتا ہو، لوگ اپنے قضیے و معاملات ایسے قاضی کے سامنے پیش کرتے اور وہ اصول ومسائل شرعیہ کو مدّنظر رکھتے ہوئے ان کے مابین فیصلہ کرتا۔

لیکن موجودہ دور میں کئی ممالک ایسے ہیں جن میں اسلامی حکومتیں قائم نہیں ہیں اور وہاں لوگوں کے باہمی نزاعات میں فیصلوں کے لیے مقامی کورٹ ہوتی ہے، لیکن اس میں اکثر فیصلے اسلام کے خلاف ہوتے ہیں، لمبی مدّت گزر جاتی ہے، جو دونوں فریق کے لیے ناقابل برداشت ہوتا ہے، اس پس منظر میں دارالقضاء قائم کیا جاتا ہے، جو مسلمانوں کے باہمی نزاعات شریعت کی روشنی میں حل کرے، تاکہ اہل اسلام شریعت پر عمل کرکے دارین کی کامیابی حاصل کرسکیں۔

رہ گیا یہ سوال کہ دارالقضاء کے ممبران کیسے ہونے چاہیے؟ اس کے بارے میں فتاویٰ مالکیہ میں "جماعة المسلمين العدول" کے الفاظ آئے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ عادل ہونے چاہیے۔ عادل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ فاسق نہ ہو، یعنی تمام کبائر سے پرہیز کرنے والا اور صغائر پر مُصِر نہ ہو، کبھی گناہ کا ارتکاب ہوجائے تو فوراً توبہ کرلے۔ خلاصہ یہ ہے کہ دارالقضاء کے تمام ممبران کا دیندار ہونا ضروری ہے، نیز حتی الامکان تمام ممبران کا اہل علم ہونا بہتر ہے، ممبران کا اہل علم ہونا مشکل ہو تو کم از کم ایک عالم ممبر ہونا چاہیے، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دارالقضاء کے لیے ضروری ہے کہ از خود فیصلہ کرنے سے پہلے کسی ماہر مفتی سے اس قضیے کا حل دریافت کرلے، پھر فیصلہ کرے۔ [1]

---

[1] وقال في باب القضاء: "وأما الجاهل والكافر فلا يجوز تحكيمهما". قلنا: لعل عدم النفاذ مخصوص بما إذا لم يشاور الجاهل العلماء.

اس تفصیل کے بعد بات واضح ہوتی ہے کہ دار القضاء کے لیے ضروری ہے کہ فریقین کی باتیں سن کر مکمّل شریعت کی روشنی میں فیصلہ کرے۔

(۲)......لہٰذا مذکورہ بالا سوال میں دار القضاء کی یہ ذمّے داری ہے کہ حتی الامکان زوجین میں جوڑ پیدا کرنے کی اور طلاق تک نوبت نہ پہنچے اس کی کوشش کرے، کیوں کہ طلاق تو باہمی نزاع کے خاتمے کے لیے آخری مرحلہ ہے، باہمی ناچاکی کو دور کرنے کے لیے قرآنِ کریم میں طلاق سے قبل کئی مراحل ذکر گئے ہیں، جیسے: اگر تم کو بیوی کی جانب سے بدمزاجی اور بد دماغی کا اندیشہ ہو تو پہلے اس کو زبانی نصیحت کیجیے۔ پھر بھی اصلاح نہ ہو تو اپنا بستر الگ کر دیں۔ پھر بھی نہ مانے تو اعتدال کے ساتھ اس کی پٹائی کریں۔ اس کے بعد اگر وہ اطاعت قبول کر لے تو فبہا، ورنہ زوجین کی طرف سے حکم "فیصل" مقرر کیے جائیں، تا کہ وہ اس نزاع کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ [۱]

نیز حدیث پاک میں ہے کہ "أبغض المباحات عند الله الطلاق" تمام جائز اور مباح کاموں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ کام طلاق ہے، لہٰذا حتی الامکان کوشش کریں کہ زوجین میں طلاق تک نوبت نہ پہنچے۔

البتہ بسا اوقات طلاق کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں رہتا، اگر ایسی حالت میں طلاق پر پابندی عائد کر دی جائے تو بہت سے مفاسد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے، جیسے بعض مرتبہ زوجین میں سے کسی کی بداخلاقی، حماقت یا تنگئ معاش کی وجہ سے باہم سخت اختلاف کا اندیشہ رہتا ہے، اور یہ اختلاف اس حد تک جا پہنچتا ہے کہ ایک دوسرے کی حق تلفی ہوتی ہے، اگر اس صورت میں نکاح برقرار رکھنے پر اصرار کیا جائے تو دونوں کے لیے بڑی مصیبت کھڑی ہو جاتی ہے۔ [۲]

---

[۱] ﴿وَالّٰتِي تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ﴾ [النساء: ٣٤]

[۲] جیسے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:

"ومع ذٰلك لا يمكن سد هٰذا الباب والتضيق فيه؛ فإنه قد يصير الزوجان متناشزين، إما لسوء خلقهما، أو لطموح عين أحدهما إلى حسن إنسان آخر، أو لضيق معيشتهما، أو لخرق واحد منهما، ونحو ذٰلك من الأسباب، فيكون إدامة هٰذا النظم مع ذٰلك بلاءً عظيما وحرجًا".
(حجة الله البالغة: ٢ / ص٢١٤)

توان حالات میں دار القضاء فریقین کے مشورے سے طلاق کی راہ بھی اختیار کرسکتا ہے، لیکن طلاق دِلوانے کے بعد بھی دار القضاء کی ذمّے داری مکمّل نہیں ہوتی، بلکہ فریقین کو طلاق کے بعد کی شرعی کاروائیوں کو قبول کرنے اور ان پر عمل کروانے کے لیے اگر ممکن ہو تو دونوں کو مجبور کریں، اگر مجبور نہ کر سکیں تو کم از کم شرعی احکام پر عمل کرنے کے لیے ان کی ذہن سازی کی جائے اور شریعت کے خلاف کرنے سے روکا جائے۔

(۳)......لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی دار القضاء کی ذمّے داری ہے کہ جب عورت نے اس کے واسطے سے طلاق حاصل کی تو طلاق کے بعد کے احکام پر عمل کرنے کے لیے اس کو سمجھائیں اور دنیوی کورٹ سے مدد حاصل کرنے سے اسے روکیں، کیوں کہ دنیوی کورٹ جو فیصلہ کرتی ہے اکثر و بیشتر وہ خلافِ شرع ہوتا ہے۔ (جیسے شوہر کی جائداد میں سے بیوی کو آدھا حصّہ دینا اور دوسرا نکاح ہونے تک نفقہ دِلوانا وغیرہ) ایسی عورت کے لیے حکم شرع یہ ہے کہ بعد طلاق عورت کو نفقہ صرف عدت تک دیا جائے، عدت کے بعد کا نفقہ طلاق دینے والے شوہر کے ذمّے نہیں ہے، جیسے فقہ کی تمام کتابوں میں اس کا تذکرہ ہے۔[۱]

دار القضاء کی ذمّے داری صرف یہ نہیں ہے کہ زوجین میں صلح کے ذریعے طلاق دِلوا کر نفقے کے لیے عورت کو مقامی کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹانے کی اجازت دے، یہ تو ایسا ہی ہوا کہ "خلطوا عملا صالحا وأخر سيئا" نیکی کے ساتھ گناہ کا دروازہ بھی کھول دیا، لہٰذا دار القضاء کی شرعی و اخلاقی ذمّے داری ہے کہ عورت کو مقامی کورٹ سے فیصلہ طلب کرنے سے روکے۔

(۴)......رہی بات لڑکی کی تو اس باب میں شرعی حکم یہ ہے کہ جب تک اولاد کھانے، پینے، پہننے اور طہارت حاصل کرنے کے لیے والدہ کی محتاج ہو وہاں تک اسے والدہ کے پاس رکھا جائے، اس کے لیے لڑکے کے حق میں سات سال اور لڑکی کے حق میں نو سال یا حیض آنے تک کی مدّت ہے، اس کے بعد حق پرورش باپ کو حاصل ہے، کیوں کہ بلوغ کے بعد لڑکی حفاظت کی زیادہ محتاج ہے، اور یہ

---

[۱] وإذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى في عدتها رجعيا كان أو بائنا. قال عمر رضي الله عنه: سمعت رسول الله ﷺ يقول: "للمطلقة الثلاث النفقة والسكنى ما دامت في العدة".
(الهداية: ۲ / ص٤٤٣)

کام باپ بخوبی انجام دے سکتا ہے۔[1]

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی لڑکی چوں کہ دس سال کو پہنچ چکی ہے اور حفاظت کی زیادہ محتاج ہے، اس لیے باپ اس کو اپنے پاس رکھنے کا زیادہ مستحق ہے۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

تین طلاق کے بعد تجدید نکاح کافی نہیں

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیں، پھر افسوس ہونے پر اس نے تجدید نکاح کیا اور دونوں ایک ساتھ رہنے لگے، تو کیا ان کا یہ عمل درست ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... تین طلاق دینے سے بیوی اپنے شوہر کے لیے حرمت مغلّظہ کے ساتھ حرام ہوجاتی ہے، لہٰذا صرف تجدید نکاح سے وہ حلال نہیں ہوگی، حلالہ ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر وہ عورت اپنے اس شوہر کے لیے حلال نہ ہوگی۔[3]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شوہر کا خط میں لکھنا کہ میں تمھیں Free (چھٹی) دے رہا ہوں

سوال: ایک صاحب نے پریس سے اپنی بیوی کو خط میں لکھا کہ ”تم لوگوں کی طرف سے لڑائی جھگڑے کی خبریں موصول ہوتی رہتی ہیں، جس کی وجہ سے بہت پریشان ہوں اور تمھیں Free (چھٹی) دے رہا ہوں، دوسری مرتبہ لکھا کہ انتہائی مجبوری کی وجہ سے Free (چھٹی) دے رہا ہوں، سوال یہ ہے کہ یہ عورت اس شوہر کے نکاح میں باقی رہی یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... خط میں لکھا ہوا جملہ کہ میں تجھے Free (چھٹی) دے رہا

---

[1] والأم والجدة أحق بالجارية حتىٰ تحيض ... وبعد البلوغ تحتاج إلى التحصين والحفظ، والأب فيه أقوىٰ وأهدىٰ. (الهداية: ۲ / ص۴۳۵)

[2] وعن محمد: أنها تدفع إلى الأب إذا بلغت حد الشهوة، لتحقق الحاجة إلى الصيانة".
(الهداية: ۲ / ص۴۳۵)

[3] لا يحل للرجل أن يتزوج حرة طلقها ثلاثا قبل إصابة الزوج الثاني.
(الفتاوى الهندية: ۱ / ص۳۱۱)

ہوں، درحقیقت یہ الفاظ کنایہ میں سے ہے، جس کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ جملہ طلاق کی نیت سے بولا جائے یا لکھا جائے تو اس سے طلاقِ بائن واقع ہو جاتی ہے، لیکن موجودہ معاشرے میں یہ جملہ اب طلاق ہی کے لیے استعمال کیا جانے لگا ہے، لہٰذا اس کا شمار بھی الفاظِ صریحہ میں ہوگا، اور طلاق دیتے وقت اگر الفاظِ صریحہ استعمال کیے جائیں تو ان سے طلاقِ رجعی واقع ہوتی ہے، لہٰذا جب یہ جملہ خط میں دومرتبہ لکھا گیا ہے تو اس سے دو طلاقِ رجعی واقع ہوں گی، خواہ طلاق کی نیت ہو یا نہ ہو، اور طلاقِ رجعی سے عورت نکاح سے نکلتی نہیں ہے، لہٰذا عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کر لینے سے عورت بدستور نکاح میں باقی رہے گی، اگر ختم عدت تک رجوع نہیں کیا تو عورت نکاح سے نکل جائے گی، دوبارہ نکاح میں لانے کے لیے تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی، حلالے کی ضرورت نہیں ہے۔[۱]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

تحریراً طلاق دینے کے بعد شوہر کا رجوع کرنا

سوال: ایک صاحب نے تحریر کیا کہ میں اپنی بیوی مسماۃ فلاں کو اپنے نکاح سے علاحدہ کرتا ہوں، اس کے بعد وہ اپنی تحریر سے رجوع کرنا چاہتا ہے، تو کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... مذکورہ صورت میں عورت پر طلاق واقع ہوگئی، طلاق کے بعد واپس اپنی اُس تحریر سے رجوع نہیں کرسکتا، البتہ طلاقِ رجعی میں رجوع کرنے کی گنجائش ہے۔
(مستفاد از: فتاویٰ محمودیہ: ۱۲/ ۲۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شوہر کا بیوی سے کہنا کہ اگر تو فلاں وقت تک گھر نہیں آئی تو تجھے ایک طلاق

سوال: بیوی میکے گئی ہوئی تھی، شوہر اس کو لینے کے لیے پہنچا، ساس کے ساتھ کچھ سخت کلامی کی نوبت آ

---

[۱] وهو: كأنت طالق ... تقع واحدة رجعية ... وإن لم ينو شيئا. (الفتاویٰ الهندية: ۱/ ص۳۸۹)
ولو قال لها: قد طلقتك، قد طلقتك ... تقع ثنتان إذا كانت المرأة مدخولا بها ...
(الفتاوى الهندية: ۱/ ص۳۹۰)
إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها ...الخ.
(الهداية: ۲/ ص۳۹٤)

پہنچی، تو شوہر نے کہا کہ اگر آپ چاہتے ہو تو اس کو (بیوی کو) ہمیشہ کے لیے یہیں رکھو، یا میں ہمیشہ کے لیے اس کو یہیں چھوڑ جاؤں، اس کے بعد شوہر نے بیوی سے کہا کہ اگر تو فلاں متعین وقت میں گھر نہیں آئی تو تجھے ایک طلاق۔ اور یہ جملہ اس نے بیوی کے سامنے بات کو مؤکد کرنے کے لیے کئی مرتبہ کہا، بیوی اس کے مقرر کیے ہوئے وقت سے تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے بعد پہنچی، پھر دونوں میاں بیوی کی طرح رہنے لگے، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اِس صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کتنی؟ کیا دونوں کا ساتھ رہنا صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا ...... ''اگر تم چاہو تو ہمیشہ رکھو'' یا ''میں ہمیشہ کے لیے چھوڑ جاؤں'' یہ جملے اگر طلاق کی نیت سے کہے ہوں تو طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی، لہٰذا تجدید نکاح کے بغیر عورت حلال نہ ہوگی، اور اس صورت میں شوہر کے مقرر کیے ہوئے وقت کے بعد آنے کی صورت میں بھی طلاق واقع نہ ہوگی، کیوں کہ اولاً طلاقِ بائن واقع ہونے کی وجہ سے بیوی نکاح سے نکل چکی ہے، لہٰذا اس کے بعد دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

اور اگر مذکورہ بالا جملے (اگر تم چاہو......الخ) بغیر نیت طلاق کہے ہوں تو ان سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، البتہ اس صورت میں شوہر کے مقررہ وقت میں بیوی کے حاضر نہ ہونے کی وجہ سے ایک طلاقِ رجعی واقع ہوجائے گی، عدت کے دوران رجوع کرنے سے نکاح برقرار رہتا ہے، اِس صورت میں تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔ [1]

چوں کہ شوہر نے طلاق کو اپنی ساس کی مشیت پر معلق کیا ہے اس لیے جب تک ساس صاف الفاظ میں یہ نہ کہے کہ ہاں، ہم طلاق چاہتے ہیں، وہاں تک طلاق واقع نہیں ہوگی۔

(شامی: ۴/ ۵۵۹، ط: زکریا، بحوالہ کتاب المسائل: ۵/ ۲۳۶)

البتہ شوہر کے مقرر کردہ وقت میں بیوی کے حاضر نہ ہونے کی وجہ سے ایک طلاقِ رجعی واقع ہوجائے گی، عدت کے دوران رجوع کرنے سے نکاح برقرار رہتا ہے، تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] وإن أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط. (الهداية: ۲ / ص۳۸۵)

شوہر کا بیوی سے کہنا کہ ''تیّار ہوجا، تجھے چھوڑ آتا ہوں۔''

سوال: (۳۱) ایک شوہر نے اپنی بیوی کو مارتے ہوئے کہا کہ ''تیّار ہوجا، تجھے چھوڑ آتا ہوں۔'' یہ جملے چھ سات مرتبہ کہے، تو کیا اس سے طلاق ہوجائے گی؟ کونسی طلاق ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... ''تیّار ہوجا، تجھے چھوڑ آتا ہوں۔'' یہ الفاظ کنایہ میں سے ہیں، لہٰذا اگر طلاق کی نیت سے یہ جملہ کہا ہے تو ایک طلاقِ بائن واقع ہوگی، اگر نیت طلاق نہ ہو تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

اگر عورت شوہر کے ساتھ نہ رہے تو نفقے کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۴۹) ایک عورت تقریباً چھ سال سے شوہر سے علاحدہ رہتی ہے، شوہر کی کوششوں کے باوجود ساتھ رہنے کے لیے تیّار نہیں، بارہ سال کا لڑکا بھی اپنی ماں کے ساتھ رہتا ہے، تو کیا وہ عورت شوہر کے نکاح میں ہے؟ وہ نفقے کا مطالبہ کرتی ہے تو کیا یہ صحیح ہے؟ کیا شوہر کے ذمّے اس کا نفقہ لازم ہے؟ کیا اس حالت میں وہ بچّے کے لیے نفقے کا مطالبہ کرسکتی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جب عورت اپنے خاوند کے گھر سے بلا عذر چلی جائے تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمّے واجب نہیں ہوتا۔[2] البتہ بچّے کا نفقہ باپ کے ذمّے ہوتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

طلاقِ معلق بالشرط کا حکم

سوال: (۵۳) ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق نامہ لکھا، جس میں تین طلاق دیں بشرطیکہ اس کے والدین اس طلاق نامے پر راضی ہوکر دستخط کریں۔ نیز دوسری شرط یہ لگائی کہ اس طلاق نامے پر عمل درآمد صرف ایک گھنٹے تک ہوسکتا ہے، اس کے بعد یہ تحریر غیر معتبر قرار دی جائے گی۔ اس طرح کی تحریر کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... طلاق کی دو قسمیں ہیں: (۱) طلاقِ منجز (۲) طلاقِ معلق

---

[1] وبقية الكنايات إذا نوى بها الطلاق كانت واحدة بائنة. (الهداية: ۲ / ص۳۷٤)

[2] وخارجة من بيته بغير حق، وهي الناشزة، حتى تعود. (الشامي: ٥ / ص۲۸٦)

بالشرط۔ طلاقِ منجز (جس کو کسی زمانے یا شرط کی طرف منسوب نہ کیا ہو) فوراً واقع ہوجاتی ہے جب وہ طلاق دی جائے۔ البتہ طلاق بالشرط اس وقت واقع ہوگی جب وہ شرط پائی جائے۔

صورتِ مسئولہ میں بھی شوہر نے طلاق نامے میں والدین کی رضامندی کے ساتھ دستخط کو شرط قرار دیا ہے، لہٰذا جب تک والدین کے دستخط نہ ہوں گے یہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ نیز ایک گھنٹے کے بعد بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ "والمعلق بالشرط يقع عند وجود الشرط". یعنی جو طلاق کسی شرط پر معلق کی گئی ہو اس کا وقوع اس شرط کے وجود پر موقوف ہوگا۔[۱]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نفقہ نہ دینے کے وجہ سے عورت کا خلع کرنا

سوال: (٦٥) ایک شوہر اپنی بیوی کو پانچ سال سے نفقہ نہیں دے رہا ہے، اس کے تین بچّے بھی ہیں، جس کی وجہ سے وہ بدچلن ہوگئی ہے، کیا کوئی شخص اس عورت کو اس کے شوہر سے خلع حاصل کرنے میں تعاون کر کے بعد میں اس سے نکاح کر سکتا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... اگر میاں بیوی آپسی رضامندی سے خلع کرنا چاہیں تو جائز ہے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی اگر شوہر خلع کے لیے راضی ہے تو تیسرا آدمی اس کام میں عورت کی مدد کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۳/۳۴۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بیوی طلاق کا مطالبہ کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۷۲ تا ۷۷) زید کا نکاح ہوئے پانچ سال ہو گئے، بیوی شدّت سے طلاق کا تقاضا کرتی ہے، نیز دونوں کا نباہ بھی مشکل ہے، طلاق نہ دینے کی صورت میں اندیشہ ہے کہ بیوی خودکشی کر لے، بیوی اپنے شوہر کے مکان سے کئی بار سامان سمیت نکل چکی ہے، شوہر کی فہمائش پر بھی نہیں سمجھتی، تو کیا ان صورتوں میں طلاق دینا صحیح ہے؟

عورت خود طلاق کا تقاضا کرتی ہے تو کیا وہ مہر اور عدت کے نفقے کی مستحق ہوگی؟ دونوں نے باہمی مشورے سے ایک ہزار کی رقم طے کی تھی کہ شوہر بیوی کو دے دے، شوہر نے دے دیے، پھر بھی

---

[۱] وإن أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا. (الفتاوىٰ الهندية: ۱/ ص۴۵۷)

بیوی کا باپ پانچ چھ ہزار روپیے مانگتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ جب کہ شوہر کی حالت کمزور ہے۔ کیا میاں بیوی ایک دوسرے پر ہاتھ اٹھا سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... جہاں تک ہو سکے بیوی کو طلاق دینے سے بچنا چاہیے، کیوں کہ اگرچہ ضرورت کی بنا پر شریعت میں طلاق دینا مباح (جائز) ہے، لیکن اس کو ناپسند سمجھا گیا ہے۔ [۱]

البتہ اگر بیوی نافرمان ہے، شوہر کی اجازت کے بغیر وہ گھر سے نکل جاتی ہے اور شوہر کے بار بار سمجھانے کے باوجود نہ مانتی ہو، یا عورت کی بداخلاقی کی وجہ سے شوہر پریشان ہے اور کئی بار سمجھانے کے باوجود اپنی اس حرکت سے باز نہیں آتی اور دونوں کے نباہ کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو ایسی مجبوری کی حالت میں شوہر اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۹/ ۹۵)

طلاق دینے کے بعد شوہر کے ذمّے اگر مہر دینا باقی ہو تو مہر اور عدت کا نفقہ دینا ضروری ہے، نکاح کے وقت جو مہر طے ہوا تھا اتنا مہر دیا جائے، اس سے زائد دینا ضروری نہیں ہے، اور عدت کا نفقہ زوجین کی مالی حالت کے پیش نظر متعین کیا جائے، اگر دونوں غریب ہیں تو غریب آدمی کا جتنے میں گزر بسر ہو سکے اتنا طے کیا جائے۔ [۲]

عورت مَرد کے گھر رہ کر عدت گزارے، اگر عورت عدت کی مدّت میں شوہر کے گھر سے اپنے گھر چلی گئی، حالانکہ شوہر اس کو عدت کی مدّت تک اپنے گھر میں رہنے دینے کے لیے راضی ہے، اور دوسرا کوئی شرعی عذر بھی نہیں ہے، پھر بھی وہ چلی گئی تو ایسی عورت ''ناشزہ'' ہے، وہ نفقے کی مستحق نہیں ہوگی۔ [۳] (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/ ۴۳۴) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

تین طلاق دینے کے بعد اسی عورت سے نکاح کرنا

سوال: (۱۱۹) ایک شخص نے تقریباً سات ماہ قبل اپنی زوجہ کو تین طلاق دی تھیں، اب وہ اسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس سلسلے میں شرعی رہنمائی فرمائیں۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... تین طلاق دینے سے عورت نکاح سے نکل جاتی ہے اور وہ

---

[۱] أبغض الحلال إلى الله الطلاق. (سنن أبي داود / الرقم: ۲۱۷۸)

[۲] وإذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة ... وتعتبر في ذلك حالهما جميعا ...الخ. (الهداية: ص۴۳۷)

[۳] وعلى المعتدة أن تعتد في المنزل الذي يضاف إليها بالسكنى حال وقوع الفرقة. (الهداية: ص۴۲۸)

شوہر کے لیے حرام ہوجاتی ہے، واپس نکاح میں لانے کے لیے حلالہ ضروری ہے، اس کے بغیر وہ شخص اس عورت سے نکاح نہیں کرسکتا۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شوہر کا بیوی کو کہنا کہ ''تو گھر چلی جا، تجھے طلاق''

سوال: (۱۲۱) ایک شخص نے غصے کی حالت میں اپنی بیوی سے کہا کہ ''تو گھر چلی جا، تجھے طلاق، تو گھر چلی جا، تجھے طلاق'' اس وقت عورت کا بہنوئی وہاں موجود تھا، وہ اس کو اپنے گھر لے گیا، وہ اس عورت کو بھیجتا نہیں ہے بلکہ کہتا ہے کہ چھ ماہ بعد حلالہ کرکے دوبارہ نکاح کرنا ہوگا، اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... ''تو گھر چلی جا، تجھے طلاق'' یہ الفاظ کنایہ میں سے ہیں، ان سے طلاقِ بائن واقع ہوتی ہے۔[2] لہٰذا مذکورہ بالا صورت میں بھی عورت سے کہنا کہ ''تو گھر چلی جا، تجھے طلاق'' اس سے ایک طلاقِ بائن واقع ہوگئی، لہٰذا عورت شوہر کے نکاح سے نکل گئی، دوبارہ نکاح میں لانے کے لیے نیا عقد نکاح کرنا ہوگا، اور یہ نکاح عدت میں اور عدت کے بعد دونوں صحیح ہے، اور مذکورہ صورت میں حلالے کی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۹/ ۲۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شوہر کے نام سے اس کی بیوی کو تحریراً طلاق کا خط لکھنا

سوال: (۱۶۹) اسماعیل نامی شخص نے یعقوب کی بیوی کو یعقوب کے نام سے خط لکھا کہ ''میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔'' اور یہ خط فاطمہ تک پہنچا، تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... مذکورہ خط اگر اسماعیل نے یعقوب کے حکم کے بغیر اپنی طرف سے لکھا ہے جس میں نہ یعقوب کی اجازت درج ہے نہ دستخط، بلکہ وہ اس خط کا منکر ہے، تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

البتہ اگر یہ خط یعقوب نے اسماعیل سے لکھوایا اور اسماعیل نے یعقوب کو وہ پڑھ کر سنایا، اور

---

[1] وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة، أو ثنتين في الأمة، لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. والأصل فيه قوله تعالىٰ: ﴿فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره﴾ [البقرة: ٢٣٠] (الهداية: ٢ / ص٣٩٩)

[2] وإذا لحق الصريح البائن كان بائنا. (الشامي: ٤ / ص٥٤٠)

یعقوب نے اس خط کو لے کر اس پر اپنے دستخط کیے اور خود اپنی بیوی کو وہ خط بھیجا، اور اس کی بیوی کو پہنچا، تو اگر یعقوب اس خط کے متعلّق اپنی جانب سے ہونے کا اقرار کرتا ہے تو طلاق واقع ہوجائے گی۔

اور اگر یعقوب نے اسماعیل سے کہا کہ تو ہی یہ خط میری بیوی کے پاس روانہ کردے، اور اس نے روانہ کردیا، لیکن یعقوب اس خط کے متعلّق اپنی جانب سے ہونے کا منکر ہے تو اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اسی طرح جو خط یعقوب نے خود نہ لکھا ہو اور نہ دوسرے سے لکھوایا ہو تو ایسے خط سے بھی طلاق واقع نہیں ہوگی، جب تک کہ شوہر خود اس خط کے اپنے ہاتھ سے تحریر کیے جانے کا اقرار نہ کرے۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عورت کے مطالبے پر شوہر طلاق دے تو اسے نفقہ ملے گا یا نہیں؟

سوال: (۱۹۱) اگر عورت طلاق کا مطالبہ کرے اور شوہر اس کو طلاق دے دے تو کیا شوہر پر عدت کا نفقہ لازم ہے؟ یا عورت ناشزہ قرار دی جائے گی اور عدت کا نفقہ لازم نہیں ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... اگر عورت اپنے مطالبۂ طلاق کے سلسلے میں حق پر ہو، یعنی کسی شرعی عذر کی وجہ سے اس نے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کیا ہو، تو اس صورت میں وہ قصوروار نہیں قرار دی جائے گی اور اس کو نفقۂ عدت دینا ضروری ہے۔

البتہ اگر اس نے کسی شرعی عذر کے بغیر طلاق کا مطالبہ کیا ہے تو اس صورت میں خود عورت اس علاحدگی کی ذمّے دار ہونے کی بنا پر اس کو عدت کا نفقہ دینا ضروری نہیں۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها، وقرأه على الزوج، فأخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به إليها، فأتاها، وقع إن أقر الزوج أنه كتابه. أو قال للرجل: "ابعث به إليها"، أو قال له: "اكتب نسخة وابعث بها إليها"، وإن لم يقر أنه كتابه، ولم تقم بينة، لكنه وصف الأمر على وجهه، لا تطلق قضاء ولا ديانة. وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق ما لم يقر أنه كتابه. (رد المحتار: ٤ / ص٤٥٦، ط: بيروت)

[2] تجب (والفرقة بلا معصية) أي: من قبلها، فلو كانت بمعصيتهما فليس لها سوى السكنىٰ. (الشامي: ٥ / ص٣٣٣، ط: بيروت)

دوسری بیوی کے لڑکے کا پہلی بیوی کی لڑکی سے نکاح

سوال: (۲۲۵) ایک شخص کی پہلی بیوی سے دو لڑکیاں ہیں، پھر اس بیوی کو طلاق دی، اس کے بعد شوہر نے دوسرا نکاح کیا اور اس دوسری بیوی سے لڑکا پیدا ہوا، اُس پہلی بیوی نے بھی کسی مَرد سے نکاح کیا، اور اس سے بھی ایک لڑکی پیدا ہوئی، تو کیا اِس مَرد کی دوسری بیوی سے ہونے والے لڑکے کا اس لڑکی سے (جو کہ اس کی پہلی بیوی کے دوسرے شوہر سے ہے) جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جی ہاں، اس مَرد کے لڑکے کے ساتھ اس عورت کی لڑکی کا نکاح صحیح ہے، کیوں کہ دونوں کی باہم ایسی رشتے داری نہیں ہے کہ جس سے دونوں کا نکاح باہم حرام ہو، دونوں لڑکا لڑکی کے ماں باپ علاحدہ ہیں، کوئی وجہ حرمت نہیں ہے۔ ﴿وَاُحِلَّ لَكُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمۡ﴾ [النساء:٢٤] میں داخل ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۱۷۹/۷)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شوہر کا اپنی بیوی کو دو طلاقِ صریح دینا

سوال: (۲۵۵) ایک شخص نے اپنی بیوی کو خط لکھا کہ میں تجھے دو طلاق دیتا ہوں، طلاق طلاق۔ مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ایک طلاق باقی رکھتا ہوں۔ اس صورت میں عورت پر کتنی طلاق واقع ہوں گی؟ مَرد رجوع کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... مذکورہ صورت میں اس کی عورت کو دو طلاقِ صریح واقع ہو گئیں، عدت کے اندر اندر اس سے رجوع کرلے تو دوبارہ نکاح میں آجائے گی۔[1] لیکن اس کے بعد اب وہ صرف ایک طلاق کا مالک رہے گا۔[2] یعنی اب ایک طلاق بھی دے گا تو یہ عورت اس پر حرام بحرمت مغلظہ ہوجائے گی اور بغیر حلالے کے حلال نہ ہوگی۔ (مستفاد از: کتاب المسائل: ۱۲۵/۵)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها ...الخ.

(الهداية: ٢ / ص٣٩٤)

[2] ولو تزوجها قبل إصابة الزوج الثاني كانت عنده بما بقي من الطلاق.

(كشف الأسرار: ١ / ص٣٤)

شوہر طلاق نہ دے تو عورت کے لیے دوسرا نکاح جائز نہیں ہے

سوال: (۲۶۳)......(۱) ایک عورت ایک مسلمان مَرد کے نکاح میں ہے، ان کے چار بیٹے ہیں، یہ عورت ایک غیر مسلم مَرد سے ناجائز تعلقات رکھتی ہے اور دونوں ایک دوسرے سے نکاح کرنا چاہتے ہیں، اس عورت کے خاوند کو اس بات کا بالکل علم نہیں ہے، اگر شوہر نے طلاق نہیں دی تو دونوں فرار ہو کر نکاح کرنا چاہتے ہیں، اِن صورتوں میں شرعی حکم کیا ہے؟ اور مذکورہ مسئلے کا کوئی حل تحریر فرمائیں۔

(۲)......ایک شخص اپنی منکوحہ کی موجودگی میں اس کی بہن سے نکاح کرنا چاہتا ہے، گویا دو بہنوں کو ایک ساتھ اپنے نکاح میں رکھنا چاہتا ہے، تو اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......(۱) مذکورہ بالا صورت میں اس مسلم نوجوان کو اس کی بیوی کی صورتِ حال سے واقف کرنا چاہیے، اگر وہ اپنی بیوی کی ان ناجائز حرکتوں کے باوجود طلاق دینے کے لیے آمادہ نہ ہو تو اسے طلاق دینے پر مجبور کرنا جائز نہیں ہے، اور جب تک وہ اپنی بیوی کو طلاق نہ دے بیوی کے لیے کسی دوسرے سے نکاح جائز نہیں ہے، اگر نکاح کیا تو صحیح نہیں ہوگا۔

البتہ اگر صورتِ حال ایسی ہو کہ دوسرے مَرد کے ساتھ عشق و محبّت کی وجہ سے اس بات کا اندیشہ ہو کہ اب یہ میاں بیوی ایک دوسرے کے شرعی حقوق ادا نہیں کر سکیں گے اور اللہ تعالیٰ کے اوامر کو پامال کریں گے تو شوہر کو سمجھا کر بیوی کو طلاق دینے پر آمادہ کیا جائے، البتہ اس کو مجبور کرنا صحیح نہیں ہے۔ اگر وہ اپنی رضامندی سے طلاق دے تبھی یہ عورت کسی دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے، اگر شوہر طلاق نہ دے تو وہ کسی دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۹/ ۴۲)

(۲)......ایک عورت جب تک کسی کے نکاح میں ہو اس کی بہن کے ساتھ نکاح صحیح نہیں ہے، ایک نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

طلاقِ مغلظہ کا مسئلہ

سوال: (۲۸۴) شوہر نے بیوی سے کہا: ''طلاق، طلاق، طلاق، جا اپنے گھر چلی جا'' دریں صورت کیا حکم ہے؟

---

[1] ولا يجمع بين الأختين نكاحًا. (الهداية: ۲ / ص۳۰۸)

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......اگر شوہر نے یہ کہا ہو کہ ''طلاق، طلاق، طلاق، جا اپنے گھر چلی جا۔'' تو بیوی کو تین طلاق واقع ہو جائیں گی، بغیر حلالے کے وہ اپنے شوہر کے لیے حلال نہیں ہوگی۔[1]　　　واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ہوش وحواس ٹھکانے نہ ہوں ایسی حالت میں طلاق دینا

سوال: (۲۸۷) ایک شخص نے ایسی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دی کہ اس کے ہوش وحواس ٹھکانے نہیں تھے، یعنی ذہنی توازن باقی نہیں تھا، اور بیوی بھی اس کا اقرار کرتی ہے، تو کیا ایسی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... صورتِ مذکورہ میں شریعت کا قاعدہ یہ ہے کہ جب ایسی کیفیت ہو کہ مَرد کو معلوم نہ ہو کہ میں اپنے منھ سے کیا بول رہا ہوں اور ہوش وحواس برقرار نہ رہیں، اور ایسی حالت میں بہت سے معاملات ہوتے رہتے ہوں، تو ایسی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، لہٰذا مذکورہ صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، عورت اپنے شوہر کے نکاح میں برقرار رہے گی۔(از: مفتی حبیب اللہ صاحب، جامعہ اسلامیہ دار العلوم کراچی)

شامی میں غصے کی تین حالتیں بیان کر کے تینوں کے احکام بیان کیے ہیں: (۱) اگر غصّے کی وجہ سے عقل میں کوئی خلل نہیں آیا، زبان سے کیا کہہ رہا ہے اس سے باخبر ہے، تو ایسے غصّے کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جائے گی، اور عام طور پر غصّہ ایسا ہی ہوتا ہے۔[2]

(۲) اس کو اتنا سخت غصّہ آیا کہ شدّتِ غضب کی وجہ سے مجنون اور پاگل سا ہو گیا اور اس کو اپنے کہنے اور کرنے کی کچھ خبر نہیں، تو ایسے غصّے میں دی ہوئی طلاق معتبر نہیں ہوگی، لیکن یہ یاد رہے کہ ایسا غصّہ بہت کم اور نادر الوقوع ہے، لہٰذا غلط بیان دے کر بیوی بچانے کے لیے اپنی آخرت خراب نہ

---

[1] وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة، أو ثنتين في الأمة، لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. والأصل فيه قوله تعالىٰ: ﴿فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره﴾ [البقرة: ٢٣٠] (الهداية: ٢ / ص٣٩٩)

[2] أحدها: أن يحصل له مبادي الغضب بحيث لا يتغير عقله، ويعلم ما يقول ويقصد. (الشامي: ٤ / ص٤٥٢)

کرے۔[1]

(۳) بین بین اور درمیانی حالت، اس میں بھی قولِ مختار یہ ہے کہ ایسے غصّے کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔[2]

لہٰذا سوال میں مذکورہ صورت میں اگر شوہر نے ایسے غصّے کی حالت میں طلاق دی ہے جو پہلی اور تیسری صورت ہے تب تو طلاق واقع ہوجائے گی۔ اور اگر دوسری حالت والے غصّے میں طلاق دی ہے تو طلاق واقع نہیں ہوگی، لیکن جیسا کہ بتایا گیا کہ ایسا غصّہ بہت کم آتا ہے، لہٰذا صحیح صحیح بیان دے کر فیصلہ کروانا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

چھٹی (છૂટી) کا لفظ استعمال کر کے طلاق دینا

سوال: (۲۰۹) میں نے اپنی بیوی کو غصّے کی حالت میں تین مرتبہ (છૂટી, છૂટી, છૂટી) کہا، طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا، عورت حالت حمل میں ہے، میں دوبارہ اسے اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہوں، تو میرے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... (છૂટી) کا لفظ ہمارے عرف میں طلاق کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا مطلب طلاق ہی بیان کیا جاتا ہے۔[3] اس لیے صورتِ مسئولہ میں جب تین مرتبہ یہ لفظ استعمال کیا ہے اس لیے آپ کی زوجہ کو تین طلاق واقع ہوگئیں، یہ عورت آپ کے لیے حلال نہیں۔ حلالے کے بعد ہی حلال ہوسکتی ہے۔

حلالے کی صورت یہ ہے کہ وضع حمل کے بعد اس کا نکاح کسی مَرد سے ہو، دونوں کے مابین جماع کی نوبت آئے، بعد ازاں کسی وجہ سے اتفاقًا ان کے مابین بھی نباہ ممکن نہ رہے اور شوہر ثانی بھی اسے طلاق دے دے اور عدتِ طلاق پوری ہوجائے (تین حیض، یا اگر شوہر ثانی سے بھی حمل ٹھہر جائے تو وضع حمل کے بعد) اس عورت سے آپ دوبارہ نکاح کرسکتے ہو، اور اب یہ عورت آپ کے لیے حلال

---

[1] الثاني: أن يبلغ النهاية فلا يعلم ما يقول ولا يريده، فهذا لا ريب أنه لا ينفذ شيء من أقواله. (أيضًا).

[2] الثالث: من توسط بين المرتبتين بحيث لم يصر كالمجنون ... الخ. (أيضًا).

[3] (صريحه ما لم يستعمل إلا فيه) أي: غالبًا (ولو بالفارسية) (الدر المختار مع الشامي: ٤ / ص٤٥٧)

ہوجائے گی۔(فتاویٰ رحیمیہ :۸/۳۹۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

طلاق کے متعلّق چند سوالات

سوال:(۳۴۴۳تا۳۴۴۹)......(۱)مَرد کن حالات میں بیوی کوطلاق دے سکتا ہے؟

(۲)......غیر مناسب طریقے پر طلاق دینے سے شرعاً مَرد کونسی سزا کا مستحق ہوتا ہے؟ اور آخرت میں اس کی کیا سزا ہے؟

(۳)......حالت حمل میں طلاق دی،تو وہ بچّہ کس کا شمار ہوگا؟ اگر دوسرا شوہر (حلالہ کرنے والا) اس کوطلاق دینا نہ چاہے تو کیا حکم ہے؟ ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ پہلے سے طے شدہ مَرد کے ساتھ اس کا نکاح کرادیا جائے؟

(۴)......اسلام میں حلالے کی جوسزا عورت کودی جاتی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

(۵)......حلالے کی صورت میں دوسرے شوہر کا مادّہٴ منویہ عورت کے رحم میں رہ جائے تو کیا حکم ہے؟

(۶)......طلاق کون کونسی صورتوں میں ہوجاتی ہے؟

(۷)......محارم (ماں،بہن) کے ساتھ خوشی یاغم کے موقع پر بغلگیر ہونا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۱)عورت ایسی نافرمان ہوکہ شوہر کی اطاعت اس پرجن امور میں واجب ہے ان میں بھی نافرمانی کرے، نیز شرعاً جوحقوق شوہر کے عورت کے ذمّے ہیں ان کو ادانہ کرتی ہو، یادونوں کے مابین ایسے تُرش حالات پیش آجائیں کہ دونوں کے لیے زندگی گزارنا ناممکن ہو، اوران تمام صورتوں میں جانبین کے اولیاء کی تفہیم کے باوجود دونوں میں بناہ ناممکن معلوم ہواور صلح کی کوئی شکل نظر نہ آرہی ہوتو ایسی صورت میں شوہر اپنی بیوی کوطلاق دے سکتا ہے۔
(مستفاداز: قاموس الفقہ: ۴/۳۴۵)

(۲)......نامناسب طریقے پرسزا دینے کی صورت میں کسی متعین سزا کا ذکر کتابوں میں موجود نہیں ہے، البتہ اس کے ناجائز اورحرام ہونے میں کوئی شک نہیں، لہٰذا اُخروی اعتبار سے ناجائز اورحرام کے ارتکاب کی سزا کا مستحق ہوگا۔(مستفاداز: فتاویٰ رحیمیہ :۸/ ۲۶۳)

(۳)......اس کے پیٹ میں جوحمل ہے اس سے جوبچّہ پیدا ہوگا وہ پہلے شوہر کا کہا جائے گا۔

رہی یہ بات کہ دوسرا شوہر اس کو طلاق نہ دے وہاں تک پہلا شوہر اس کو اپنے نکاح میں واپس نہیں لا سکتا۔(یہ پہلے شوہر کے لیے سزا ہے اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کی۔)

(کتاب المسائل:۵/۱۸۵، بحوالہ تفسیر کبیر)

ہاں، یہ ممکن ہے کہ پہلے سے طے شدہ مرد کے ساتھ اس کا نکاح کروایا جائے، البتہ اس بات کا خیال رہے کہ نکاح کے وقت شرط نہ لگائی جائے کہ وہ ہم بستری کے بعد اس کو طلاق دے دے، کیوں کہ طلاق کی شرط کے ساتھ نکاح پڑھوانا گناہ ہے، لہٰذا پہلا شوہر اگر اس عورت کو دوبارہ اختیار کرنا چاہتا ہے تو حلالے کا مناسب طریقہ یہ ہے کہ شوہر کا کوئی رشتے دار یا دوست طلاق کی شرط کے بغیر اس عورت سے نکاح کر لے، اور نیت یہ ہو کہ نکاح کے بعد اس کو طلاق دے دوں گا، جب دوسرا شوہر طلاق دے دے تو عدت کے بعد پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کرا دیا جائے۔(کتاب المسائل:۵/۱۸۷)

(۴)......حلالہ یہ مطلّقہ کے لیے سزا نہیں بلکہ طلاق دینے والے شوہر کے لیے سزا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کے ذریعے شوہر کو بیوی کی شکل میں جو نعمت دی تھی اس کی قدر کرنی چاہیے تھی، لیکن اس نے تین طلاق دے کر یہ نعمت ٹھکرا دی، تو اس کو من جانب اللہ یہ سزا ملی کہ آئندہ اس نعمت کے حصول کے لیے لمبی مدّت تک انتظار کرنا پڑے گا۔(کیوں کہ پہلے شوہر کی طلاق کے بعد عدت گزارے، اس کے بعد دوسرا شوہر نکاح و جماع کے بعد اس کو طلاق دے، پھر اس کی عدت گزارنے کے بعد اب پہلا شوہر اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے، اس طرح کم از کم چھ ماہ کی مدّت انتظار کرنا پڑے گا۔)

نیز اس نعمت کی ناقدری کی دوسری سزا یہ ملی کہ یہ نعمت (بیوی) دوسرے کے پاس جائے گی اور اس کے پاس استعمال ہوتا ہوا دیکھنے کی نوبت آئے گی۔ ظاہر بات ہے کہ جس نعمت کے دوبارہ حصول کے لیے وہ بے تاب ہے اور وہ نعمت جلدی حاصل نہ ہو رہی ہو تو یہ اس کے لیے ایک بڑی سزا ہے، تو بیوی جیسی نعمت کی ناقدری پر حلالے کی شکل میں پہلے شوہر کے لیے سزا ہے، تا کہ کوئی بھی شوہر بلا ضرورت تین طلاق دینے کا اقدام نہ کرے اور عورت اس طرح تین طلاق کے ظلم سے محفوظ رہے۔

رہی بات کہ اس میں عورت کو دوسرے شوہر کے ساتھ ہم بستری کرنے پڑتی ہے جو کہ بظاہر اس پر زیادتی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں عورت مجبور تھوڑی ہے؟ جب تک وہ اپنی رضامندی سے دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح پر آمادہ نہ ہو وہاں تک کوئی اسے مجبور نہیں کر سکتا، لہٰذا اس میں بھی اس

کی رضامندی کو مدّنظر رکھا گیا ہے۔(مستفاد از کتاب المسائل:۵/۱۸۵)

(۵)......اگر دوسرے شوہر کی ہم بستری کے نتیجے میں مادّۂ منویہ عورت کے رحم میں قرار پکڑ لے تو اس کے طلاق دینے کے بعد جب تک وضع حمل نہ ہوجائے پہلا شوہر نکاح نہیں کرسکتا۔اور یہ بچّہ دوسرے شوہر کا شمار کیا جائے گا۔[1]

(۶)......ایسا عاقل بالغ مَرد جس کے ہوش وحواس درست ہوں، وہ کسی بھی صورت میں اپنی بیوی کو طلاق دے تو واقع ہوجائے گی۔[2]

طلاق انتہائی ناگزیر صورتِ حال میں استعمال کی اجازت ہے، اگر اس کو بے ضرورت استعمال کیا جائے تو اس میں شریعت کا قصور نہیں ہے، بلکہ استعمال کرنے والے کا قصور ہے۔جیسے ایک شخص دوسرے کو تلوار دے تا کہ وہ اسے صحیح جگہ استعمال کرے، اب اگر وہ اس تلوار سے کسی کو قتل کر دے تو تلوار تو اپنا کام کرے گی، اس میں نہ تلوار دینے والے کا قصور ہے، نہ تلوار کا، بلکہ تلوار چلانے والے کا قصور ہے کہ اس نے کسی بے گناہ کو قتل کر دیا۔اسی طرح بلاضرورت طلاق دینے کی صورت میں قصور طلاق دینے والے کا ہے، نہ کہ شریعت کا۔(فتاویٰ دار العلوم:۹/۵۰)

(۷)......اگر شہوت پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو بغلگیر ہوسکتے ہیں۔

(مستفاد از فتاویٰ محمودیہ:۱۹/۱۱۷،بحوالہ شامی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

تعلیق طلاق کے متعلّق ایک مسئلہ

سوال:(۱۷۳) ایک عورت یہاں انڈیا میں ہے، اس کا شوہر کینیڈا میں ہے، جو نہ خود یہاں انڈیا آتا ہے اور نہ بیوی کو وہاں بُلاتا ہے، اس بِنا پر عورت کی طرف سے ایک تحریر نامہ (پنچ نامہ) لکھا گیا کہ اگر شوہر اپنی بیوی کو چھ ماہ میں نہ بُلائے تو اسے طلاق واقع ہوجائے گی، اس کے باوجود شوہر نے بیوی کو نہیں بُلایا، تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟

نوٹ: اس تحریر میں شوہر کے دستخط نہیں ہیں، صرف حکم حضرات کے دستخط ہیں، عورت کے بھائی کا

---

[1] (و) في حق (الحامل) مطلقا ... (وضع) جميع (حملها) (الدر المختار: ۵ / ص۱۸۹-ص۱۹۰)

[2] ويقع طلاق كل زوجٍ بالغ عاقل. كتاب الطلاق: ۴ / ص۴۳۸)

کہنا ہے کہ شوہر کے دستخط والی تحریر شوہر کے پاس ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... پنچ نامے میں لکھے گئے الفاظ کہ ''اگر شوہر اپنی بیوی کو چھ ماہ میں نہ بُلائے تو اس کو طلاق ہو جائے گی۔'' اگر یہ شوہر کی اجازت اور رضامندی سے لکھا گیا ہے اور مذکورہ شرط شوہر نے یا تو زبانی قبول کی ہو، یا پنچ نامہ پڑھ کر اس کو سمجھ کر اس پر دستخط کیے ہوں تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی، ورنہ نہیں۔[1] واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شوہر طلاق دینے کے لیے آمادہ نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۷۳) ایک عورت پر اس کا شوہر بے حد زیادتی کرتا ہے، کئی بار سمجھانے کے باوجود باز نہیں آتا، بلکہ عورت کو قتل کر دینے کی دھمکی دیتا ہے، کافی وقت سے عورت اس سے تنگ آ کر اپنے میکے میں ہے، تو کیا وہ کسی دوسرے مَرد سے نکاح کر سکتی ہے؟ جب کہ اس کے جوان ہونے نیز ایک لڑکی بھی ہونے کی وجہ سے فتنے کا بھی اندیشہ ہے اور گزر بسر بھی مشکل ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... مذکورہ بالا صورت میں اگر بار بار تفہیم کے باوجود دونوں میں نباہ ممکن نہ رہے اور ایک دوسرے کی حق تلفی ہو رہی ہو تو شوہر سے طلاق کا مطالبہ کر لیا جائے، اگر شوہر بلا عوض طلاق کے لیے آمادہ نہ ہو تو کسی چیز کے عوض طلاق پر آمادہ کرنا چاہیے۔[2] (جس کو اصطلاحِ شرع میں خلع کہا جاتا ہے) اگر شوہر طلاق دینے پر آمادہ ہو جائے اور طلاق دے دے تو یہ عورت عدت ختم ہونے کے بعد دوسرے کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔

اور اگر شوہر کسی بھی صورت میں طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو (اور مذکورہ بالا صورتِ حال کے مطابق عورت کے حقوق بھی ادا نہیں کرتا) تو ایسی صورت میں عورت شرعی پنچایت (جس میں ایک معتبر عالم کا ہونا ضروری ہے) میں اپنا مدّعیٰ پیش کرے، شرعی پنچایت اس قضیے کی تحقیق کے بعد مناسب وقت پر دونوں میں تفریق کر دے، شرعی پنچایت کے تفریق کرا دینے کے بعد دونوں میں علاحدگی ہو جائے گی۔ اس کے بعد مذکورہ عورت عدت گزارنے کے بعد دوسرے مَرد سے نکاح کر سکتی ہے۔

---

[1] ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها وقرأه على الزوج، فأخذه الزوج وختمه. (الشامي: ٤ / ص٤٥٦)

[2] وإذا تشاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله، فلا بأس بأن تفتدي نفسها منه بمال يخلعها به. لقوله تعالىٰ: ﴿فلا جناح عليهما فيما افتدت به﴾ [البقرة : ۲۲۹]

شوہر کے طلاق دیے بغیر یا شرعی پنچایت کے دونوں میں تفریق کیے بغیر عورت کسی دوسرے مَرد سے نکاح نہیں کرسکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

صرف نکاح کے فارم پر لڑکے لڑکی کے دستخط سے نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟

سوال: (۳۷۹) ایک لڑکے کا رِشتہ لنڈن میں مقیم لڑکی کے ساتھ طے ہوا ہے، اب ویزا حاصل کرنے کے لیے دونوں کے گھر والوں نے ایک سرکاری فارم پر اور نکاح کے سرٹیفکیٹ پر (جو کہ مسجد کی طرف سے جاری کیا جاتا ہے) دونوں کے دستخط لیے، تاکہ یہ ظاہر کرسکیں کہ دونوں کا نکاح ہوگیا ہے، حالانکہ زبان سے ایجاب وقبول قطعاً نہیں ہوا ہے۔

اب کسی وجہ سے رِشتہ ٹوٹ چکا ہے، لیکن لڑکے والے کہتے ہیں کہ نکاح ہوگیا تھا اور اب ہم طلاق نہیں دیں گے، تو کیا اس طریقے سے نکاح منعقد ہوجاتا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا ......شرعاً نکاح کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ دو مسلمان گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کیا جائے، بصورتِ دیگر نکاح صحیح نہیں ہوگا، لہٰذا اگر سوال میں درج صورتِ حال حقیقت پر مبنی ہو تو اس سے تو صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے صرف فارم پر دستخط لیے گئے ہیں، دونوں نے دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول نہیں کیا تھا، لہٰذا یہ نکاح درست نہیں ہوگا اور ایسی صورت میں طلاق لینے کی ضرورت نہیں ہے۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عدّت کے مسائل

عدت کا خرچ کونسی کرنسی میں دیا جائے؟

سوال: (۶۵۵) میں فی الحال کینیڈا میں مقیم ہوں، میری شادی پانولی گاؤں میں فاطمہ کے ساتھ

---

[1] ولا ينعقد نكاح المسلمين إلا بحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين مسلمين رجلين أو رجل وامرأتين عدولا كانوا أو غير عدول. (الهداية: ۲ / صـ۳۰۶)

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره. (الفتاوىٰ الهندية: ۱ / صـ۲۸۰ / في المحرمات التي يتعلق بها حق الغير)

ہوئی تھی، فاطمہ فی الحال ہندوستان میں ہے، کینیڈا پہنچنے کے لیے تین مرتبہ انٹرویو میں ناکامی کی وجہ سے ناامیدی کی بِنا پر ان کے اولیاء کی طرف سے طلاق کا مطالبہ کیا گیا، جس پر میں نے طلاق دے دی ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ عدت کا خرچ ہندوستان کی کرنسی میں دیا جائے گا یا کینیڈا کی کرنسی کے مطابق؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......عورت کو اگر حیض آتا ہو تو تین حیض مکمّل ہونے تک، اور اگر حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ مکمّل، اور اگر عورت حاملہ ہو تو وضعِ حمل تک عدت گزارنی ہوگی۔

مذکورہ مدّت تک ایک عورت کے گزر بسر کے لیے کافی ہو جائے اتنا خرچ دیا جائے، عورت چوں کہ ہندوستان میں رہتی ہے اس لیے ہندوستان کی کرنسی میں عدت کا خرچ دیا جائے۔ [1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عورت کا عدتِ وفات میں گزر بسر کے لیے ملازمت کرنا

سوال: (۴۶۲) اگر کوئی غریب عورت عدتِ وفات گزار رہی ہے اور اس کے پاس کھانے پینے کے ظاہری اسباب کچھ نہیں ہیں، تو کیا یہ عورت ایسی حالت میں ملازمت کے لیے جا سکتی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......شوہر کے انتقال کے بعد عورت پر عدت گزارنا ضروری ہے اور شرعی عذر کے بغیر اس کا گھر سے باہر نکلنا حرام ہے، اگر اس کے کھانے پینے کا کوئی انتظام نہ ہو تو اس کے رشتے داروں کو چاہیے کہ اس کا انتظام کریں، تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کا ایک حکم اچھی طرح ادا کر سکے، جو اس میں مدد کرے گا وہ مستحق اجر ہوگا۔ البتہ اس عورت کا اگر کوئی انتظام نہ ہو سکے تو اس کے لیے اتنی گنجائش ہے کہ وہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے دِن میں ملازمت کے لیے گھر سے باہر نکلے اور رات کو اپنی جگہ واپس آجائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/ ۴۱۱، شامی) واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

طلاق کے بعد عورت کب تک کتنے نفقے کی حقدار ہوگی؟

سوال: (۵۹۳) میں نے اٹھارہ دِن پہلے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہیں، اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا عورت کو طلاق دینے کے بعد اس کا خرچ دینا ضروری ہے؟ اگر ضروری ہے تو کتنا دیا جائے اور کب

---

[1] "وَيُعْتَبَرُ فِي هٰذِهِ النَّفَقَةِ مَا يَكفِيهَا، وَهُوَ الْوَسطُ مِنَ الْكِفَايَةِ، وَهِيَ غَيرُ مُقَدَّرَةٍ؛ لِأَنَّ هٰذِهِ النَّفَقَةَ نَظِيرُ نَفَقَةِ النِّكَاحِ". (الفتاوى الهندية: ۱/ ص۵۸۰، ط: بيروت)

تک؟ طلاق دینے کے دو گھنٹے بعد میری عورت میرے گھر سے اپنے والدین کے گھر چلی گئی تھی۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......طلاق کے بعد عورت شوہر کے گھر رہ کر عدت گزارے تب ہی وہ نان و نفقے کی حقدار ہوگی، یا شوہر کی مرضی اور خوشی سے یا کسی شرعی عذر کی بِنا پر دوسری جگہ رہے تب بھی وہ نان و نفقے کی حقدار ہوگی۔[1]

نان ونفقہ شوہر کی اپنی حیثیت (یعنی اگر شوہر مالدار ہوتو اس کے حساب سے اور اگر درمیانی حالت ہوتو اس کے حساب سے اور اگر غریب ہوتو اس کے حساب سے) کے حساب سے عدت (تین حیض مکمّل ہونے تک اور اگر حاملہ ہے تو وضع حمل تک) پوری ہونے تک کا دیا جائے گا۔[2]

اور اگر عورت شوہر کی مرضی اور خوشی کے بغیر شوہر کے گھر کے علاوہ دوسرے کسی کے بھی گھر چلی جائے یا کسی شرعی عذر کے بغیر دوسری جگہ چلی جائے تو وہ نان و نفقے کی حقدار نہیں ہوگی، لیکن اگر شوہر اپنی طرف سے احسان کر کے نفقہ دینا چاہے تو دے سکتا ہے، لیکن اس صورت میں عورت شرعی اعتبار سے نفقے کی حقدار نہیں ہوگی۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی اگر آپ کی عورت آپ کے گھر سے آپ کی خوشی اور مرضی کے بغیر اور شرعی عذر کے بغیر (جیسے کہ شوہر کا مکان گر جائے ایسا ہو، یا اس میں دَب کر مَر جانے کا خطرہ ہو یا وہاں اپنا مال چوری ہونے کا خطرہ ہو یا مکان بالکل الگ جگہ واقع ہو جہاں ڈر لگتا ہو، وغیرہ) چلی گئی ہوتو وہ عورت نفقے کی حقدار نہیں ہوگی۔

البتہ اگر وہ آپ کی رضامندی سے یا مذکورہ بالا اعذار کی بِنا پر آپ کا گھر چھوڑ کر چلی گئی ہوتو وہ نان و نفقے کی حقدار ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/ ۴۳۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] "الْمُعْتَدَّةُ إِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِ الْعِدَّةِ تَسْقُطُ نَفَقَتُهَا مَا دَامَتْ عَلَى النُّشُوزِ فَإِنْ عَادَتْ إِلٰى بَيْتِ الزَّوْجِ كَانَ لَهَا النَّفَقَةُ وَالسُّكْنٰى". (البحر الرائق: ٤ / ص٣٣٨، ط: بيروت)

[2] "وَاتَّفَقُوا عَلٰى وُجُوب نَفَقَة الْمُوسِرِينَ إِذَا كَانَا مُوسِرَيْنِ، وَعَلٰى نَفَقَةِ الْمُعْسِرِينَ إِذَا كَانَا مُعْسِرَيْنِ، وَإِنَّمَا الاِخْتِلَافُ فِيمَا إِذَا كَانَ أَحَدُهُمَا مُوسِرًا وَالْآخَرُ مُعْسِرًا، فَعَلٰى ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ الِاعْتِبَارُ لِحَالِ الرَّجُلِ، فَإِنْ كَانَ مُوسِرًا وَهِيَ مُعْسِرَةٌ، فَعَلَيْهِ نَفَقَةُ الْمُوسِرِينَ، وَفِي عَكْسِهِ نَفَقَةُ الْمُعْسِرِينَ". (رد المحتار: ٤ / ص٢٨٤، ط: بيروت)

خلوتِ صحیحہ کے بغیر طلاق دینے سے عدت لازم ہوگی یا نہیں؟

سوال: (۵۱۰) ایک شخص کی شادی ہوئی، شادی کے بعد میاں بیوی ظاہر میں ملے ہیں، تنہائی میں ایک بار بھی نہیں ملے ہیں، اب شوہر نے بیوی کو طلاق دے دی ہے، تو کیا اس عورت پر عدت گزارنا ضروری ہے؟ یا بغیر عدت گزارے بھی نکاح کر سکتی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......شرعی قانون کے اعتبار سے نکاح کرنے کے بعد شوہر اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرے یا دونوں میں خلوتِ صحیحہ ہو جائے، خلوتِ صحیحہ یعنی میاں بیوی ایسی جگہ تنہائی میں ملیں کہ جہاں جماع کرنے میں شرعی، حسّی، طبعی کوئی مانع موجود نہ ہو، یا صحیح ومختار قول کے مطابق خلوتِ فاسدہ ہو جائے، خلوتِ فاسدہ یعنی میاں بیوی خلوت میں ایسی جگہ ملیں جہاں جماع کرنے میں شرعی، حسّی، طبعی کوئی مانع موجود ہو تو یہ تینوں صورتوں میں عورت پر عدت واجب ہے۔[1]

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں شوہر نے اپنی بیوی کے ساتھ نہ تو جماع کیا ہے اور نہ ہی دونوں کے درمیان خلوتِ صحیحہ یا فاسدہ ہوئی ہے تو ایسی صورت میں عورت پر طلاق کے بعد عدت واجب نہیں ہوگی اور عدت گزارے بغیر یہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عورت کو حالت سفر میں شوہر کی موت کی خبر ہو تو عدت کہاں گزارے؟

سوال: (۸۳۳) کسی عورت کو اپنے شوہر کے انتقال کی خبر سفر میں ملی تو عدت کا کیا حکم ہے؟ کیا وہ سفر کے دوران ہی عدت گزارے؟ یا اپنے گھر آ کر عدت گزارے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......اگر شوہر کا گھر جائے اقامت سے مسافت سفر سے کم ہو تو بیوی شوہر کے گھر آ کر عدت گزارے۔ اور اگر مسافت سفر سے زیادہ ہو تو جائے اقامت ہی میں عدت پوری کرے۔ (احسن الفتاویٰ: ۵/ ۴۳۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] (وَتجبُ الْعِدَّةُ عَلَى الْمُطَلَّقَةِ) بَعْدَ الْخَلْوَةِ احْتِيَاطًا، وَإِنَّمَا أُفْرِدَ هٰذَا الْحُكمُ مَعَ أَنَّهُ مَعْلُومٌ، وَمَنْ جَعْلِهَا كَالْوَطْءِ؛ لِأَنَّ هٰذَا الْحُكمَ لَا يَخُصُّ الصَّحِيحَةَ؛ بَلْ حُكْمُ الْخَلْوَةِ وَلَوْ فَاسِدَةً احْتِيَاطا اسْتِحْسَانًا لِتَوَهُّمِ الشُّغْلِ". (البحر الرائق: ۳ / صـ۲۷۲)

عورت کا بحالتِ عدت بادل دیکھنا یا اجنبی مرد کو دیکھنا

سوال: (۸۳۸/۳) میں اس وقت عدتِ وفات میں ہوں، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ عورت عدت کی حالت میں بادل نہیں دیکھ سکتی، نیز اجنبی مرد کو بھی نہیں دیکھ سکتی، تو کیا شرعاً یہ باتیں درست ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... حالت عدت میں ضرورت کے بغیر گھر سے نکلنا اور بناؤ سنگھار کرنا ممنوع ہے۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جس حیض میں طلاق دی ہو وہ حیض عدت میں شمار نہیں ہوگا

سوال: (۲۸) ایک شخص نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں تین طلاق دیں، تو کیا جس حیض میں طلاق دی ہیں وہ بھی عدت میں شمار ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... جس حیض میں طلاق دی گئی ہیں وہ حیض عدت میں شمار نہیں ہوگا، اس کے علاوہ تین حیض تک عدت گزارنا ضروری ہے۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

حلالے کے وقت دوسرے شوہر سے طلاق کی عدت کہاں گزارے؟

سوال: (۳۵) ایک عورت اپنے والد کے گھر عدتِ طلاق گزار رہی ہے، عدت ختم ہونے کے بعد حلالے کے ذریعے وہ اپنے سابق شوہر کے پاس جانا چاہتی ہے، سوال یہ ہے کہ حلالے کے بعد جب دوسرا شوہر طلاق دے گا تو اس کی عدت کہاں گزارے گی؟ کسی عذر کی وجہ سے اپنے چچا یا شوہر کے چچا کے گھر عدت گزارنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... عدتِ طلاق اسی گھر میں گزارنی ہوتی ہے جہاں طلاق کے بعد عدت واجب ہوئی ہے، ہاں اگر اپنی جان، مال عزّت کا خطرہ ہو یا اس جیسی کوئی دوسری ضرورت ہو تو

---

[1] "لَا تَخْرُجُ الْمُعْتَدَّةُ عَنْ طَلَاقٍ، أَوْ مَوْتٍ إِلَّا لِضَرُورَةٍ". (رد المحتار: ٥ / ص٢٢٥)
"بِتَرْكِ الزِّيْنَةِ". (الدر المختار: ٥ / ص٢١٧)

[2] وإن طلق الرجل امرأته في حالة الحيض لم تعتد بالحيضة التي وقع فيها الطلاق.
(الهداية: ٢ / ص٤٢٥)

اس گھر سے نکل کر اپنے والدین کے گھر یا اپنے چچا کے گھر عدت گزارنا چاہے تو اجازت ہے۔ البتہ پہلے شوہر کے چچا اس کے حق میں غیر محرم ہیں، لہٰذا ان کے گھر عدت گزارنا صحیح نہیں ہے۔ ؎۱

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عدتِ وفات کا کیا طریقہ ہے؟

سوال: (۲۸۶) عدتِ وفات گزارنے کا کیا طریقہ ہے؟ کہا جاتا ہے کہ عدت کے دوران عورت کھلے آسمان کو نہیں دیکھ سکتی، اس کی کیا حقیقت ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اس کے لیے چار ماہ دس دِن غم منانا یعنی عدت گزارنا ضروری ہے۔ عدت گزارنے کا طریقہ یہ ہے کہ عورت عدت کے دوران پُرانے کپڑے پہنے، سَر میں تیل استعمال نہ کرے، خوشبو سے الگ رہے، زیورات نہ پہنے، سُرمہ ومہندی وغیرہ سے بچے، پان کھا کر منھ سُرخ نہ کرے، بہت زیادہ رنگ والے کپڑے نہ پہنے، اسی طرح ہر طرح کے بناؤ سنگھار سے بچے۔ غرض وہ ایسی حالت میں رہے کہ اتفاقاً کسی اجنبی کی اس پر نظر پڑ جائے تو اس کی طرف میلان نہ ہو۔ نیز یہ عورت بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلے، البتہ اگر کوئی ضرورت ہو، مثلاً وہ عورت بے سہارا ہے، کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ہے، تو ایسی مجبوری میں صرف دِن کے وقت کمانے کے لیے باہر نکل سکتی ہے، رات کے وقت واپس اس گھر میں آجائے۔ ؎۲

اسی طرح بیماری کی وجہ سے سَر میں تیل ڈالنے کی ضرورت ہو یا آنکھ کی کسی بیماری کے سبب سُرمہ استعمال کرنا پڑے تو اجازت ہے، بغیر عذر کے تیل اور سُرمہ وغیرہ کا استعمال ممنوع ہے۔

(کتاب المسائل: ۵/ ۳۹۰-۳۹۲)

رہی بات یہ کہ عدت کے دوران کھلے آسمان کی طرف دیکھ سکتی ہے یا نہیں؟ تو شرعاً اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے، آسمان کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ یہ ایک غلط تصوّر ہے کہ آسمان کی طرف دیکھنا جائز

؎۱ وتعتد أي: معتدة الطلاق في بيت وجبت فيه، ولا يخرجان منه إلا أن تخرج، أو يتهدم المنزل، أو تخاف انهدامه، أو تلف مالها، ونحو ذٰلك من الضرورات، فتخرج لأقرب موضع إليه.

(الشامي: ٥ / ص٢٢٥)

؎۲ والمتوفىٰ عنها زوجها تخرج بالنهار لحاجتها إلىٰ نفقتها ...الخ.

(البحر الرائق: ٤ / ص١٥٩، ط: رشيديه)

نہیں۔(فتاویٰ رحیمیہ :۸/ ۴۲۲،فتاویٰ محمودیہ:۳/ ۴۰۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عدتِ وفات کہاں گزاری جائے؟

سوال: (۳۲۸) ہماری بہن بیرونِ ملک میں ہے، اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے، دوسرا کوئی رشتے دار ساتھ میں نہیں ہے، اس کا وہاں رہ کر عدت گزارنا ہمارے لیے باعث تشویش ہے، کیا اس کو ہندوستان بُلا کر یہاں عدت مکمّل کرانا صحیح ہے؟

نیز اس کے شوہر نے اس کو اپنی طرف سے سات تولہ سونا دیا ہے، وہ کس کی ملک کہا جائے گا؟ ہماری بہن کی یا اس کے سُسرال والوں کی؟ نیز ہمارے بہنوئی کا سیٹھ ہماری بہن کو کوئی رقم دینا چاہے تو اس کا مالک کون قرار دیا جائے گا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... عدت کے سلسلے میں اصل حکم تو یہ ہے کہ عدت اسی گھر میں گزاری جائے جس میں شوہر کے انتقال کے وقت عورت رہتی تھی، وہاں سے دوسرے گھر میں منتقل ہونا صحیح نہیں ہے۔[۱] فی زماننا اس معاملے میں بڑی کوتاہی ہو رہی ہے۔

البتہ اگر اسی مکان میں رہنے کی صورت میں جانی یا مالی نقصان کا اندیشہ ہو، یا عزّت پامال ہونے کا اندیشہ ہو، تو وہ عورت دوسرے مکان میں منتقل ہوسکتی ہے۔ اس جواب کی روشنی میں آپ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آپ کی بہن کو عدت کہاں گزارنی چاہیے؟

آپ کی بہن کو ان کے شوہر نے سات تولہ سونا اگر بطورِ ملکیت دیا ہے (صرف پہننے کے لیے نہ دیا ہو) تو مذکورہ سونے کی مالکہ آپ کی بہن ہے، اس میں کسی دوسرے کا کوئی حق نہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ:۹/ ۳۱۱)

آپ کے بہنوئی کے سیٹھ کی طرف سے آپ کی بہن کو جو رقم دی جائے وہ بھی اگر آپ کی بہن ہی کو بطورِ ملکیت دی جائے تو اس کی مالکہ بھی آپ کی بہن ہوگی۔ اس میں کسی دوسرے کا حق نہ ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[۱] (وتعتدان) أي معتدة طلاق وموت (في بيت وجبت فيه) ولا يخرجان منه (إلا أن تخرج أو يتهدم المنزل، أو تخاف) انهدامه، أو (تلف مالها، أو لا تجد كراء البيت) ونحو ذٰلك من الضرورات، فتخرج لأقرب موضع إليه. (الدر المختار: ٥ / ص٢٢٥)

رضاعت وحضانت کے مسائل

باپ کے انتقال کے بعد اولاد کی تولیت کس کو حاصل ہے؟ ماں کو یا دادا کو؟

سوال: (۲۸۵) کیا باپ کے انتقال کے بعد اس کی اولاد کی سرپرستی، جائداد کی تولیت دادا کو حاصل ہوتی ہے یا ماں کو؟ اگر ماں کو تولیت حاصل نہیں ہوتی تو اس کی وجہ کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... یقیناً شرعی نقطۂ نظر سے نابالغ کی ولایت اولاً باپ کو اور اس کی عدمِ موجودگی میں دادا کو حاصل ہوتی ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دادا اس نابالغ کی جائداد کا مالک ہو جاتا ہے۔ (جیسا کہ بہت سے معترضین اپنی نادانی سے یہ سمجھتے ہیں) بلکہ والی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس نابالغ کی ملکیت میں کوئی مال ہو اس میں تصرف کا حق اولاً باپ کو ہوتا ہے۔اور اگر باپ نہ ہو تو تصرف کا حق دادا کو حاصل ہوتا ہے۔ (قاموس الفقہ: ۵/ ۳۲۳)

جائداد کا مالک تو نابالغ ہی رہتا ہے، لیکن وہ اپنی نادانی کی وجہ سے اپنی جائداد میں تصرف کی اہلیت نہیں رکھتا، اس لیے باپ کو ولایت دی گئی کہ وہ نابالغ کی جائداد اور مال میں تصرف کرتا رہے، تاکہ جائداد محفوظ رہے، ضائع نہ ہو جائے۔

باپ کی عدمِ موجودگی میں یہ ذمّے داری شرعاً دادا کو دی گئی ہے کہ وہ اپنے نابالغ پوتے کی جائداد کا انتظام سنبھالے، تاکہ وہ محفوظ رہے، ضائع نہ ہو، جب یہ اولاد بالغ اور سمجھ دار ہو جائے تب اس کی تمام جائداد امانت داری سے اس کے سپرد کر دے، شرعاً ولایت کا مطلب یہ ہے۔ ولایت کا مطلب یہ نہیں کہ نابالغ کے باپ کی وفات کے بعد پوتے کی جائداد کا مالک دادا بن جاتا ہو اور ماں بے دخل کر دی جاتی ہو، جیسا کہ بہت سے معترضین سمجھتے ہیں۔

رہا یہ مسئلہ کہ شریعت نے باپ کے بعد دادا کو ولایت کا حق کیوں دیا؟ ماں کو کیوں نہیں؟ اس سلسلے میں یہ عرض ہے کہ اولاً باپ کو ولایت کا حق دیا، کیوں کہ باپ کو اپنی اولاد کے تئیں محبّت ہوتی ہے، نیز مَرد ہونے کی وجہ سے نابالغ کے مال میں صحیح انتظام کی صلاحیت رکھتا ہے، محبّت کی وجہ سے وہ اپنی اولاد کے لیے ایسا تصرف کرے گا جو اس کے لیے نفع بخش ہو، اس کو ضائع ہونے سے بچائے گا۔

(قاموس الفقہ: ۵/۳۲۱)

اور یہی بات دادا میں بھی پائی جاتی ہے کہ پوتے سے محبّت بھی ہے اور مَرد ہونے کی وجہ سے انتظامی صلاحیت بھی ہے، لہٰذا باپ کے بعد تصرف کا زیادہ حقدار دادا ہے۔

رہی ماں تو اس میں دو رائے نہیں ہوسکتی کہ ماں کو اپنی اولاد سے جو محبّت ہوتی ہے اور وہ اپنی اولاد کے تئیں جیسی خیر خواہ ہوتی ہے دوسرا کوئی اس کی برابری نہیں کرسکتا، لیکن عورت ذات ہونے کی وجہ سے جائداد میں صحیح طریقے سے انتظام وانصرام کی صلاحیت عموماً مفقود ہوتی ہے (اگر دنیا میں کچھ عورتیں اس کے برخلاف ہوں تو یہ کافی نہیں) اندریں صورت اگر ماں کو اپنی نابالغ اولاد کی تولیت کا حق دے کر اس کی جائداد کی نگرانی ماں کو سپرد کردی جاتی تو وہ عدمِ صلاحیت یا اس میں نقص کے باعث بجائے نابالغ کے فائدے کے نقصان کر بیٹھتی، اور نابالغ کے مال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے، لہٰذا شریعت نے ایسے نقصان سے بچانے کے لیے ماں کو تصرف کی ولایت سپرد نہیں کی۔

آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ نابالغ کے مال کی حفاظت کا انتظام جیسا اسلامی شریعت نے کیا ہے کسی دوسرے مذہب میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ (مستفاد از: فتاویٰ محمودیہ، بحوالہ البحر الرائق: ۱۳/ ۵۷۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مدّتِ رضاعت کتنی ہے؟

سوال: (۱۳۲) بچّے کو دودھ پلانے کی مدّت کتنی ہے؟ اس مدّت کے بعد دودھ پلانا مکروہ ہے یا حرام؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... مدّتِ رضاعت (بچّے کو دودھ پلانے کی مدّت) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے بموجب ڈھائی سال ہے، اور بقولِ صاحبین رحمہما اللہ دو سال، اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے، لہٰذا دو سال کے بعد دودھ پلانا مباح نہیں ہے۔[1]

البتہ دو سال کے بعد بھی بچّے کو دودھ پلانے کی ضرورت پیش آئے (بایں وجہ کہ بچّہ کمزور ہے اور دوسری غذا نہیں کھا سکتا) تو اس صورت میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر عمل کرتے ہوئے ڈھائی سال تک دودھ پلانے کی گنجائش ہے۔[2]

---

[1] لم يبح الإرضاع بعد مدته. (الشامي: ٤ / ص٣٩٧)

[2] وجائز إلى الحولين ونصف. (الشامي: ٤ / ص٣٩٧)

البتہ ڈھائی سال کے بعد دودھ پلانا جائز نہیں، حرام ہے۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بچّہ اگر زانیہ کا دودھ پیے تو کیا زانی سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہوگی؟

سوال: (۱۵۰) اگر کوئی بچّہ زانیہ عورت سے دودھ پیتا ہے تو اس سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے، لیکن کیا اس بچّے کی زانی سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... زانیہ عورت کا دودھ پینے سے اِس رضیعہ کی حرمت زانی سے ثابت ہونے نہ ہونے میں روایتیں مختلف ہیں، لیکن راجح یہی ہے کہ اس کی حرمت زانی سے ثابت نہیں ہوگی۔[2] (شامی: ۴/ ۴۱۷، ط: بیروت) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نانی کا نواسے کو مدّتِ رضاعت میں دودھ پلانا

سوال: (۱۷۷) ایک عورت کی ایک لڑکی کو لڑکا اور دوسری لڑکی کو لڑکی پیدا ہوئی، پھر نانی نے مدّتِ رضاعت میں اُس نواسے کو دودھ پلا دیا، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اُن دونوں نواسے اور نواسی کا نکاح باہم جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... صورتِ مسئولہ میں ان دونوں نواسے نواسی کا نکاح آپس میں درست نہ ہوگا، کیوں کہ نانی نے مدّتِ رضاعت میں جب نواسے کو دودھ پلایا تو یہ نواسہ نانی کا رضاعی بیٹا ہوگیا، اور نانی کی تمام بیٹیاں اس کی رضاعی بہنیں ہوگئیں، تو یہ نواسی اس کی بھانجی ہوگئی، اور جیسے نسبی بھانجی سے نکاح حرام ہے اسی طرح رضاعی بھانجی سے بھی نکاح حرام ہوگا۔[3]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] والانتفاع به بغير الضرورة حرام على الصحيح. (الشامي: ٤ / ص٣٩٧)

[2] وحاصله: أن في حرمة الرضيعة بلبن الزنا على الزاني وكذا على أصوله وفروعه روايتين، كما صرح به القهستاني أيضا، وأن الأوجه رواية عدم الحرمة. (الشامي: ٢ / ص٤٤٦)

[3] يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب ...الخ. (صحيح البخاري / الرقم: ٢٦٤٥)

یمین ونذر اور ضمان کے مسائل

نذر مانے ہوئے روزے دوسرے کے پاس رکھوانا

سوال: (۳۹۳) ایک آدمی نے حج میں جانے پر دس روزے کی نذر مانی تھی، اب اس نذر کے روزے خود رکھنے کے بجائے اپنی اہلیہ سے رکھوائے تو کیا یہ صحیح ہے؟ یا یہ روزے خود رکھنے ہوں گے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......نذر کے روزے خود نذر ماننے والے کو رکھنے ہوں گے، اپنی اہلیہ سے نہیں رکھوا سکتا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶۱۶/۴، ط: کتب خانہ نعیمیہ دیوبند)

منذور اعتکاف گھر میں کرنا، رمضان میں اعتکاف کی نذر ماننا

سوال: (۴۱۹) ایک آدمی نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں تین دِن کا اعتکاف کروں گا، اور وہ کام ہو گیا ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا یہ آدمی گھر میں اعتکاف کر سکتا ہے؟ اس آدمی کا کہنا ہے کہ اگر میں مسجد میں اعتکاف کروں گا تو لوگ اشکال کریں گے۔ دوسرے یہ کہ انھوں نے کوئی دِن مقرّر نہیں کیا ہے۔ تیسرے یہ کہ اس آدمی کا کہنا ہے کہ میں رمضان میں اعتکاف کر لوں گا، یعنی سترہ رمضان کو غروب سے پہلے اعتکاف میں بیٹھ جاؤں گا، تو کیا اس طرح نذر کے اعتکاف کی نیت سے منّت پوری ہو جائے گی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......مرد کا اعتکاف صحیح ہونے کے لیے مسجد کا ہونا شرط ہے۔[1]

لہٰذا گھر میں اعتکاف کرنے سے اعتکاف درست نہیں ہوگا۔ جی ہاں، رمضان میں سوال میں ذکر کردہ ترتیب کے مطابق سترہ رمضان کے غروب کے بعد اعتکاف میں بیٹھ جائے اور اٹھارہ، انیس اور بیس تین دِن نذر کے اعتکاف کی نیت کر لے تو منّت پوری ہو جائے گی۔ (کتاب النوازل: ۳۰۰/۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

---

[1] أما شروطه: ومنها: مسجد الجماعة، فيصح في كل مسجد له أذان وإقامة. هو الصحيح، كذا في الخلاصة. (الفتاوى الهندية: ۱/ ص۲۳۲)

قرآن کو پکڑ کر یا پکڑا کر حلف لینا

سوال: (۵۰۴) قرآنِ پاک اللہ تعالیٰ کی عظیم کتاب ہے، اپنے معاشرے میں لوگ بہت سی مرتبہ معاشرتی یا گھریلو جھگڑوں میں فیصلے کے لیے قرآن پکڑا کر حلف لیتے ہیں، تاکہ سچ اور جھوٹ کا فیصلہ ہو جائے، تو کیا یہ صحیح ہے؟ کب اس طرح قرآن پکڑ کر یا پکڑا کر حلف لے سکتے ہیں؟

نوٹ: سامنے والا قصوروار نہ ہو تب بھی اس کام کے لیے اسے مجبور کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... معاشرتی یا گھریلو جھگڑوں یا دیگر فیصلوں کے لیے جب تک ہو سکے قسم کا سہارا نہ لیا جائے تو بہتر ہے، پھر بھی اگر قرآن شریف اٹھا کر قسم لیے بغیر جھگڑے کا فیصلہ نہ ہوتا ہو تو ایسی صورت میں قرآن شریف اٹھا کر حلف لینے کی گنجائش ہے۔[1]

لیکن جس کے ساتھ جھگڑا ہے اسی سے حلف لے سکتے ہیں، جس آدمی کا اس جھگڑے سے کوئی تعلق نہ ہو، وہ قصوروار نہ ہو تو اس کو اس طرح حلف لینے پر مجبور کرنا جائز نہیں ہے۔

(مستفاد از فتاویٰ دار العلوم مکمّل ومدلل: ۱۲/۷۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

یہ قسم کھانا کہ مَنی کو ضائع نہیں کروں گا

سوال: (۷۱۰) ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں اپنی مَنی کو ضائع نہیں کروں گا، اگر کروں تو میری آنے والی بیوی کو تین طلاق، اس کے بعد اسے ایک عورت سے مَستی کرتے وقت بلا ارادہ مَنی کا خروج ہو گیا، تو کیا اس کی بیوی کو طلاق واقع ہو گی؟ اس قسم سے صحت کی حفاظت اور گناہ سے بچنا مقصود تھا۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جب قسم کھانے سے مقصود صحت کی حفاظت اور گناہ سے بچنا ہو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی قسم سے نیت یہ تھی کہ ایسی کوئی صورت اختیار نہیں کروں گا جس سے مَنی ضائع ہو اور صحت پر اس کا اثر پڑے، عام طور پر اس سے استمناء بالید مُراد ہوتا ہے، یا غیر فطری فعل مُراد ہوتا ہے، عورت کے ساتھ مَستی کرتے ہوئے اِنزال مُراد نہیں ہوتا، لہٰذا مذکورہ صورت میں

---

[1] ولا يخفى أن الحلف بالقرآن الآن متعارف، فيكون يمينًا. (رد المحتار: ٥ / ص٤٨٤)

عورت کو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ ۱؎ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کسی کام کے کرنے کی قسم کھانا جب کہ دِل میں ارادہ نہ کرنے کا تھا

سوال: (۷۱۵) زید اور بکر کے درمیان ایک بات میں بحث ہوگئی، تو بکر نے زید سے کہا کہ میں تجھے یہاں سے دوسری جگہ بھیجوں گا، لیکن اس نے ایسا نہیں کیا اور اس کا ارادہ بھی نہیں تھا، اس نے ایسے ہی قسم کھالی تھی، تو اب بکر پر کفّارہ لازم ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... مذکورہ صورت میں جب بکر نے قسم کے ساتھ یوں کہا ہو کہ میں تجھے دوسری جگہ بھیجوں گا تو یہ قسم شرعی اعتبار سے صحیح ہے، خواہ دوسری جگہ بھیجنے کی نیت ہو یا نہ ہو، صرف زبان کے ذریعے کہنے سے قسم منعقد ہوجائے گی، لہٰذا قسم پوری نہ کرنے کی وجہ سے اس پر کفّارہ لازم ہوگا۔ ۲؎ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

دو بکرے صدقہ کرنے کی نذر مان کر ان کی جگہ ایک بڑا جانور صدقہ کرنا

سوال: (۱/۸۴۳) اگر کوئی شخص دو بکرے صدقہ کرنے کی نذر مانے، نذر پوری ہونے کے بعد یہ شخص دو بکروں کی جگہ اتنی ہی قیمت کا بڑا جانور صدقہ کر دے تو کیا یہ صحیح ہے؟ اگر بڑا جانور دو بکروں کی قیمت سے کم ہو تو کیا حکم ہے؟ کیا اس طرح نذر پوری ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... مذکورہ صورت میں اصل صدقہ کرنا ہے، اور جہاں اصل مقصد صدقہ کرنے کا ہو وہاں اسی جانور کا صدقہ کرنا ضروری نہیں، بلکہ دوسرا جانور جو مذکور جانور کی قیمت کے برابر ہو یا اس سے زیادہ قیمت کا ہو صدقہ کر سکتے ہیں، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں دو بکروں کے بدلے

۱؎ الأيمان مبنية على الألفاظ...الخ) أي الألفاظ العرفية، بقرينة ما قبله، الحاصل أن المعتبر إنما هو اللفظ العرفي المسمى. (رد المحتار: ٥ / ص٥٢٨)

الأصل: أن الأيمان مبنية عندنا على العرف ما لم ينو ما يحتمله اللفظ. (عندنا على العرف) لأن المتكلم إنما يتكلم بالكلام العرفي أعني الألفاظ التي يراد بها معانيها التي وضعت لها في العرف. (رد المحتار: ٥ / ص٥٢٧-٢٨)

۲؎ والمنعقدة ما يحلف على أمر في المستقبل أن يفعله أو لا يفعله، وإذا حنث في ذلك لزمته الكفارة. (البناية شرح الهداية: ٦ / ص١١٤، ط: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان)

ایک بڑا جانور جو دو بکروں کی قیمت کے برابر ہو یا ان سے زیادہ قیمت کا ہو صدقہ کر دیا جائے تو بھی صحیح ہے۔ (امداد الفتاویٰ: ۳/ ۴۲۲، بحوالہ شامی)

اور اگر بڑا جانور کم قیمت کا ہو تو جتنی قیمت کم ہوگی اس کے بقدر نذر پوری نہیں ہوگی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نذر مانے ہوئے بکرے کو گاؤں والوں میں دینے کے بجائے مدرسے میں دینا

سوال: (۲/۸۴۳) ایک آدمی نے کسی کو اس بات کا وکیل بنایا کہ بکرے کو ذبح کر کے گاؤں والوں میں صدقہ کر دے، اب وکیل نے وہ بکرا مدرسے میں دے دیا، تو کیا اس طرح کرنے سے نذر پوری ہو جائے گی؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... کسی خاص گاؤں یا شہر کے فقراء کے لیے صدقے کی نذر مانی ہو تب بھی ان ہی فقراء کو دینا ضروری نہیں ہے، دوسرے فقراء کو بھی دے سکتے ہیں۔[1]

لہٰذا مذکورہ صورت میں بھی مدرسے کے غریب طلبہ کو یہ صدقہ دے دیا گیا تو صحیح ہو جائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسجد اور وقف کے مسائل

زندہ ہونے کی حالت میں مکان وقف کرنا

سوال: (۴۰۵) ایک آدمی کا ایک مکان ہے، جس کے ایک حصے میں وہ خود رہتا ہے اور دوسرے حصے میں اس کے دوسرے بھائی رہتے ہیں، دونوں کے بیچ دیوار بھی ہے، اب وہ اپنے حصے کا مکان اس شرط پر مسجد کے لیے وقف کرنا چاہتا ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں اس میں رہوں گا اور میرے انتقال کے بعد یہ مکان (میرا حصّہ) مسجد میں وقف ہے۔ تو کیا اس طرح وقف کرنا صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... اس مسئلے کی دو صورتیں ہیں: (۱) میری زندگی ختم ہونے

---

[1] نذر لفقراء مكة، جاز الصرف لفقراء غيرها. (الشامي: ٥ / ص٥٢٤، ط: بيروت)

کے بعد یہ مکان مسجد میں وقف ہے۔تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنی زندگی میں مکان وقف نہیں کر رہا ہے بلکہ انتقال کے بعد وقف کر رہا ہے،تو اس طرح وقف کرنا وصیت کے حکم میں ہوگا،لہٰذا اس کے حصے کے مکان کا تہائی حصّہ وقف ہوگا اور باقی دو حصے وارثین کے ہوں گے۔اور اگر وارثین سب کے سب بالغ ہوں اور وہ اپنا حصّہ اپنی خوشی سے وصیت کے اعتبار سے اس کے حصے کا پورا مکان وقف کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔[1]

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ انتقال کے بعد وقف کی شرط نہ لگائے بلکہ وقف تو مکمّل اپنی حیات میں کر دے،البتہ انتقال تک اس میں رہنے کی شرط لگائے،تو اس صورت میں اس کے حصے کا پورا مکان وقف ہو جائے گا،لیکن اس میں اس بات کا خیال رہے کہ وقف کرنے والے کے وارثین اگر غریب ہوں اور وہ ان کو محروم کرنے کی نیت سے وقف کرے تو گنہگار ہوگا،کیوں کہ وارثین کے لیے کچھ مال چھوڑنا بہتر ہے۔اور اگر وارثین مالدار ہیں اور ان کو اس مکان کی ضرورت نہیں ہے،نیز وقف کرنے والے کا ارادہ ان کو محروم کرنے کا نہیں ہے تو اس طرح وقف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نیچے کے جماعت خانے کو ختم کر کے اوپر کے حصے کو جماعت خانہ بنانا

سوال: (۴۲۷) ہماری مسجد پُرانی ہے اور اس کا جماعت خانہ نیچے ہے،پانچوں نمازیں جماعت خانے ہی میں ہوتی تھیں،اس مسجد کو شہید کر دیا گیا اور نئی مسجد تعمیر کی گئی،جس میں اوپری حصے میں جماعت خانے کی نیت کی گئی،مسجد کی تین جانب سڑک ہے،مسجد اُن کے بیچ میں ہے،ایک طرف اونچی

---

[1] علق الوقف بموته، ثم مات، صح ولزم إذا خرج من الثلث؛ لأن الوصية بالمعدوم جائزة كالوصية بالمنافع، ويكون ملك الميت باقيا حكما يتصدق منه دائما. وإن لم يخرج من الثلث يجوز بقدر الثلث، ويبقى الباقي إلى أن يظهر له مال أو يجيز الورثة، فإن لم يظهر أو هم لم يجيزوا قسمت الغلة بينهما أثلاثا، ثلثه للوقف، وثلثاه للورثة. (النهر الفائق: ۳ / ص۳۱٤)

[2] إذا وقف أرضا أو شيئا أخر، وشرط الكل لنفسه، أو شرط البعض لنفسه ما دام حيا، وبعده للفقراء، قال أبو يوسف رحمه الله تعالىٰ: الوقف صحيح، ومشايخ بلخ رحمهم الله تعالىٰ أخذوا بقول أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ، وعليه الفتوىٰ ترغيبا للناس في الوقف.

(الفتاوى الهندية: ۲ / ط۳۸۸، ط: بيروت)

زمین ہے جو جماعت خانے کی کھڑکی سے تھوڑی نیچی ہے، بارش میں پانی کے چھینٹے اندر آتے ہیں اور دِن میں سڑک پر آمد رفت جاری رہتی ہے، جس کی وجہ سے گاڑیوں کا بہت شور رہتا ہے، اس لیے جماعت خانہ اوپر منتقل کر دیا۔

پھر بہت سے لوگوں نے اعتراض کیا کہ جماعت خانہ نیچے تھا اس لیے جماعت نیچے ہی ہوگی، ہم نے یہ بات مفتی صاحبان کو پوچھی تو انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ تین نمازیں اوپر اور دو نمازیں نیچے کے حصے میں پڑھی جائیں، لیکن نیچے پڑھنے کو افضل بتایا، تب سے تین نمازیں اوپر اور دو نمازیں نیچے ہوتی ہیں، تین نمازوں میں امام صاحب اوپر ہوتے ہیں جن کے ساتھ چار پانچ صفیں ہوتی ہیں اور کچھ لوگ نیچے کے جماعت خانے ہی میں نماز پڑھتے ہیں، جہاں دو صفیں ہوتی ہیں، بہت سے لوگ بڑھاپے کی وجہ سے نیچے نماز پڑھتے ہیں، بہت سے نوجوان بھی نیچے نماز پڑھتے ہیں، تو کیا ان کی نماز ہوگی؟ اور جمعہ کے دِن کی نماز میں امام صاحب اوپر کے جماعت خانے میں ہوتے ہیں، اوپر اور نیچے کا جماعت خانہ بالکل پُر ہو جاتا ہے، تو کیا جمعہ کی نماز اس طرح ہو جائے گی؟

ہمارے امام صاحب کو ایسی بات ملی ہے کہ نیچے کے جماعت خانے میں دو صفیں ہو جائیں تو اوپر والوں کی نماز نہیں ہوگی اور جمعہ کی نماز دونوں جماعت خانوں میں صحیح نہیں ہوگی۔ اس کا تفصیل سے جواب مطلوب ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... امام جن تین نمازوں میں اوپر ہوتا ہے اس وقت تمام نمازیوں کو اوپر کے حصے میں امام کے پیچھے رہنا چاہیے، نیچے نماز نہیں پڑھنی چاہیے، اس کے باوجود کمزور لوگ اوپر آکر نماز نہیں پڑھ سکتے اور امام صاحب کی آواز کسی بھی طرح نیچے کے حصے میں صاف سُنائی دیتی ہو تو اسی صورت میں نیچے نماز ہو جائے گی، البتہ جو لوگ جوان ہیں وہ امام کے پیچھے اوپر ہی نماز پڑھیں، نیچے نہیں۔

اور امام صاحب کو جو خبر پہنچی ہے کہ نیچے دو صفیں ہو جائیں تو اوپر والوں کی نماز فاسد ہو جائے گی، یہ غلط ہے۔ اس سے اوپر والوں کی نماز میں کچھ بھی کمی نہیں آئے گی۔ اور جمعہ کی نماز میں جب اوپر اور نیچے دونوں منزلے مکمّل بھر جائیں تو ایسی صورت میں تمام نمازیوں کی جمعہ بلا کسی حرج کے درست ہو جائے گی، اس میں کسی بھی طرح کی کوئی کراہت نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

قبرستان میں راستہ بنانے کی ضرورت ہے لیکن بیچ میں قبریں ہیں تو کیا کیا جائے؟

سوال: (۵۸۷) ہمارے گاؤں کے قبرستان میں راستہ نہیں ہے۔ اور راستے کی ضرورت ہے، اب راستہ بنانے میں قبریں حائل ہیں، تو اس کی بہتر شکل کیا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... میّت کو دفن کرنے کے لیے لے جانے کا کوئی راستہ نہ ہو تو وقف شدہ قبرستان میں بھی راستہ بنانے کی اجازت ہے، لہٰذا اگر آپ کے گاؤں کے قبرستان میں واقعۃً راستے کی ضرورت ہو تو راستہ بنا سکتے ہیں۔ اور راستہ بناتے وقت جو قبریں راستے میں آتی ہوں اگر وہ قبریں اتنی پُرانی ہوں کہ مُردے بالکل بوسیدہ ہو کر مٹّی ہو گئے ہوں تو ان قبروں کو برابر کر کے راستہ بنایا جا سکتا ہے، لہٰذا ایسی جگہ طے کی جائے جہاں قبریں بہت پُرانی ہو چکی ہوں۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۲۶/۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مدرسے کی بچی ہوئی رقم مسجد میں استعمال کرنا

سوال: (۵۹۰) بھاٹ واڑ مسجد میں ہر مہینے ۸۰۵ روپیے کی آمدنی ہے، آمدنی کم ہے، جب کہ مدرسے میں پیسے بچ جاتے ہیں، اب ہمیں مدرسے میں سے بچے ہوئے پیسے مسجد میں استعمال کرنے ہیں، تو کیا اس طرح کرنا صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... وقف کے احکام بہت نازک ہیں، اس میں واقف کے مقصد اور شرائط کا خیال رکھنا اور اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے، واقف نے جس چیز کو جس مقصد کے لیے وقف کیا ہو اس کا اسی چیز میں استعمال ہو اس کا خیال رکھنا ضروری ہے، لہٰذا وقف شدہ چیز کے سلسلے میں اصل حکم یہی ہے کہ ایک وقف کی رقم دوسرے وقف کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر ایک وقف کے پاس اتنی آمدنی ہو کہ اس کی تمام ضروریات میں استعمال کرنے کے بعد بھی آمدنی بچ جاتی ہو اور اس زائد آمدنی کی اس وقف کو نہ تو حال میں ضرورت ہے اور نہ ہی مستقبل میں اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے، اگر ایسا اندیشہ بھی ہو کہ زائد آمدنی کسی نیک کام میں استعمال نہیں کی گئی تو ہلاک ہو جائے گی، یا اس کا غلط استعمال ہوگا، تو ایسی صورتِ حال میں اس زائد آمدنی کی رقم دوسرے قریبی ضرورت مند وقف کو دینے کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۳۲/۲۲)

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی اگر آپ کے مدرسے کی آمدنی اتنی زیادہ ہو کہ نہ تو حال میں اس کی کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی مستقبل میں، بلکہ اس کے غلط استعمال کا خطرہ ہو تو اس رقم کو آپ کی ضرورت مند مسجد کے کام میں لے سکتے ہیں، ورنہ مذکور تفصیل کے اعتبار سے ایک وقف کی رقم دوسرے وقف میں ضرورت اور مجبوری کے بغیر عام حالات میں استعمال نہیں کر سکتے۔

نوٹ: مذکور جواب اس صورت میں ہے جب مسجد اور مدرسہ دونوں کی کمیٹی اور وقف کا حساب کتاب دونوں الگ ہوں، اگر دونوں ملا کر ایک ہی وقف مانا جاتا ہو اور پہلے سے اس کی کمیٹی ایک ہی ہو اور حساب کتاب ساتھ میں رکھا جاتا ہو تو ایسی صورت میں مدرسے کی زائد رقم مسجد میں بہر صورت استعمال کرنا جائز ہے۔ (کتب فتاویٰ، فتاویٰ قاسمیہ: ۱۸/ ۲۱۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسجد یا مدرسے میں وقف شدہ زمین کو ٹرسٹ کے کسی ذمّے دار کا بیچنا

سوال: (۶۰۹) مسجد، مدرسے یا قبرستان میں دی ہوئی زمین ٹرسٹ کا کوئی آدمی بیچ سکتا ہے یا نہیں؟ اسلامی قانون کے اعتبار سے اسے بیچنے کا اختیار کس کو ہے؟

میرے والد صاحب یوسف پٹیل نے ۱۹۸۴ء میں اپنی ملکیت یوسف احمد حسن جی کو زمین اور دیگر جائداد رِشتے داروں کو میراث کے طور پر تقسیم کر دی تھی، اس ملکیت میں سے سروے نمبر: ۱۵ ۳ والی زمین مہوتج گاؤں کے مدرسے میں وقف کی ہے، اس ملکیت کو مسجد کے ٹرسٹی موسیٰ حسین پٹیل نے بیچ دی ہے، تو کیا اس طرح وقف شدہ زمین کو بیچ سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا ...... وقف کرنے والے نے وقف نامے میں بیچنے کی اجازت دی ہو، یا وقف کی ہوئی زمین اس حال میں ہو یا ہوگئی ہو کہ اس سے کسی بھی طرح سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے تو ایسی صورت میں بیچنے کی اجازت ہے۔ اور اگر وقف نامے میں بیچنے کی کوئی وضاحت نہ ہو اور زمین سے کسی بھی طرح سے فائدہ اٹھا سکتے ہوں تو ایسی وقف شدہ زمین شرعی اعتبار سے نہیں بیچ سکتے، اس کی

اجازت نہیں ہے۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

قبرستان کی خودرَو گھاس مفت میں جانوروں کو کھلانا

سوال: (۶۴۶)......(۱) ہمارے گاؤں کے قبرستان میں بارِش کے موسم میں گھاس اُگتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

(۲)......کیا قبرستان کی گھاس گاؤں کے لوگ اپنے جانوروں کو کھلا سکتے ہیں؟

(۳)......کیا غیر مسلم شخص بغیر قیمت کے یہ گھاس اپنے جانوروں کو کھلا سکتا ہے؟

(۴)......اگر غیر مسلم اس گھاس کو کاٹ کر لے جاتے ہیں تو اس کا ذمّے دار کون ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۱) قبرستان کی گھاس جب تک سبز ہے وہاں تک اس کو کاٹنا منع ہے، لیکن خشک ہوجانے کے بعد اس کو کاٹ دیا جائے۔ اور کاٹنے کے بعد بہتر یہ ہے کہ اس کو بیچ کر اس کی رقم قبرستان کے ہی کسی کام میں استعمال کی جائے۔

(۲)......جب تک گھاس سبز ہے وہاں تک گاؤں کے کسی بھی شخص کے لیے اس گھاس کو کاٹنا منع ہے۔[2] اسی طرح کسی بھی شخص کا گھاس کو چرنے کے لیے جانور کو قبرستان میں چھوڑنا منع ہے۔[3]

البتہ جب یہ گھاس خشک ہوجائے تو گاؤں کا شخص اس کو کاٹ کر اپنے جانوروں کو کھلا سکتا ہے، اس کے لیے کوئی قیمت دینا ضروری نہیں ہے، کیوں کہ خودرَو گھاس مباح الاصل ہے۔ (وہ کسی کی مملوک شمار نہیں ہوگی) کوئی بھی اس کو استعمال کرسکتا ہے۔[4]

(۳)......گھاس خشک ہونے کے بعد کوئی بھی اس کو کاٹ کر استعمال کرسکتا ہے، خواہ وہ غیر

---

[1] جاز شرط الاستبدال به ... الأول: أن يشرطه الواقف لنفسه، أو لغيره، أو لنفسه وغيره، ... والثاني: أن لا يشرطه، سواء شرط عدمه أو سكت، لكن صار بحيث لا ينتفع به بالكلية، بأن لا يحصل منه شيء أصلا، أو لا يفي بمؤنته، فهو أيضا جائز على الأصح.

(رد المحتار: ٦ / ص٥٨٣)

[2] يكره أيضا قطع النبات الرطب والحشيش من المقبرة دون اليابس. (رد المحتار: ٣ / ص١٥٥)

[3] ولا ترسل الدواب فيها. (البحر الرائق: ٥ / ص٤٢٦، ط: بيرورت)

[4] وأما الكلأ الذي ينبت في أرض مملوكة فهو مباح غير مملوك، إلا إذا قطعه صاحب الأرض أخرج، فيملكه. (بدائع الصنائع: ٨ / ص٣٠٠، ط: بيروت)

مسلم ہو، لیکن مسلمان کا فائدہ اٹھانا بہتر ہے۔

(۴) مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق سبز گھاس کو کاٹنا ممنوع ہے، لہٰذا کسی بھی شخص کو گھاس کاٹنے سے روکنا چاہیے، روکنے کی قدرت ہونے کے باوجود اس کو نہ روکا جائے تو تمام لوگ اس کے ذمّے دار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسجد میں چٹائی وقف کر کے واپس لینا اور دوسری مسجد میں دینا

سوال: (٦٥٢) ہمارے گاؤں کھولوڑ میں ایک صاحب خیر نے بارہ چٹائیاں مسجد میں ۲۰۰۲ء رمضان میں دی تھیں، ان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے مسجد کے لیے قالین وقف کیے ہیں، جن کا استعمال بار بار ضرورت کے وقت ہوتا ہے۔

بعد میں اس صاحب خیر نے متولّی حضرات اور ذمّے داران سے کہا کہ اگر آپ میری چٹائیاں نہ بچھاتے ہوں تو میں واپس لے جاؤں، یہ صاحب خیر کہہ رہے ہیں کہ ثوابِ جاریہ کے طور پر دی ہوئی چیز واپس لے سکتے ہیں، لہٰذا ہم نے تمام نمازیوں کی اجازت سے وہ چٹائیاں انھیں واپس کر دیں، تو یہ شرعی اعتبار سے کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... جو چیز مسجد میں ایک مرتبہ وقف کر دی جائے اسے واپس نہیں لے سکتے۔[1]

اب جب ان چٹائیوں کو وقف کر دیا تو ان کو واپس نہیں لے سکتے، البتہ اگر ان صفوں کی اس مسجد کو نہ تو حال میں ضرورت ہو اور نہ مستقبل میں ضرورت پڑ سکتی ہو (اور دوسری مسجد کو چٹائیوں کی سخت ضرورت ہو) تو ایسی صورت میں ان چٹائیوں کو دوسری قریب کی مسجد میں دے سکتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسجد کی کھڑکی سے تھوکنا، جب کہ تھوک پڑوس میں واقع قبرستان میں گرتا ہو

سوال: (۴۳۲)...... (۱) ہمارے گاؤں میں جمعہ مسجد جس جگہ بنائی گئی ہے اس سے بالکل متصل قبرستان ہے، مسجد کی ایک طرف کی کھڑکیاں قبرستان میں کھلتی ہیں، اب کوئی آدمی اگر کھڑکی سے تھوکے تو

---

[1] فإذا تمّ ولزم لا يملك، ولا يعار، ولا يرهن. (رد المحتار: ٦ / ٥٣٩، ط: بيروت)

وہ تھوک قبرستان میں گرتا ہے، تو کیا اس طرح قبرستان میں تھوکنا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... مسجد کی جو کھڑکی قبرستان میں کھلتی ہے اس کی سمت دائیں بائیں جانب ہو، یعنی قبلے کی طرف نہ ہو اور تھوکنے کی حاجت کے وقت اس کے علاوہ دوسری کوئی جگہ نہ ہو تو ایسی صورت میں قبرستان میں بھی تھوک سکتے ہیں۔[1]

البتہ خاص اس بات کا خیال رہے کہ تھوک کسی قبر پر نہ گرے، اس سے ہٹ کر تھوکے، تا کہ قبر کی حُرمت وعظمت باقی رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسجد میں صرف اپنے لیے پنکھا چلانا اور مسجد کے آداب

سوال: (۴۳۲)...... (۲) بعض لوگ مسجد میں صرف اپنے لیے پنکھا چلاتے ہیں، تو کیا یہ صحیح ہے؟ نیز مختصر طور پر مسجد کے آداب ذکر فرما دیں تو بہتر ہوگا۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... مسجد میں پنکھے نماز کے وقت نمازیوں کے لیے ہوتے ہیں، لہٰذا مسجد کے اصول سے ہٹ کر کوئی آدمی اگر اپنے لیے پنکھا چلاتا ہے تو یہ جائز نہیں ہے، اس سے بچنا بہت ہی ضروری ہے۔

جہاں تک تعلق ہے مسجد کے آداب کا تو یہ بات یاد رہے کہ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، اللہ تعالیٰ کے گھر میں داخل ہوتے وقت اس بات کا استحضار ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں داخل ہو رہا ہوں، مسجد کے آداب کے خلاف کچھ سرزد نہ ہو اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔

نیز مسجد میں داخل ہونے کی جو سنتیں ہیں ان تمام سنتوں پر عمل کا اہتمام کریں۔ مسجد نماز، تلاوت، ذکر اللہ اور تسبیح کے لیے بنائی جاتی ہے، لہٰذا مسجد میں داخل ہونے کے بعد مذکورہ چیزوں میں اپنے آپ کو مشغول رکھیں۔

مسجد میں شور وغُل، دنیوی باتیں کرنا یا دنیا سے متعلّق کاموں سے بچنا ضروری ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسجد کو بازار نہ بناؤ۔ جس طرح بازار میں شور وغُل اور دنیوی باتیں ہوتی ہیں ان چیزوں سے مسجد میں بچو، کیوں کہ یہ سب گناہ کے کام ہیں، بلکہ جو آدمی مسجد میں شور وغُل کرتا ہے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ نیز مسجد کو مسافر خانہ نہ بنایا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۹/۷۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] إن البزاق في القبلة حرام، سواء كان في المسجد أم لا. (فتح الباري: ۲ / ص۴۰۶، كتاب الصلوٰة)

مسجد کے مائک کا استعمال اعلان کے لیے عوض کے ساتھ یا بلاعوض کرنا

سوال: (۴۷۳/۷) مسجد کے مائک یا لاؤڈ اسپیکر کا استعمال انتقال کی اطلاع یا نمازِ جنازہ کے اعلان یا تعلیم و بیان کے لیے بغیر کسی عوض کے جائز ہے یا نہیں؟ نیز پیسے لے کر استعمال کی اجازت دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا...... جو چیز جس کام و مقصد کے لیے وقف کی گئی ہو اس کو اسی کے لیے استعمال کی جائے، دوسرے مقصد یا کام کے لیے اس کو استعمال نہ کیا جائے، لہٰذا مائک چوں کہ مسجد سے جُڑے کاموں کے لیے وقف کیا جاتا ہے، تو ان کے علاوہ دیگر کام (جیسا کہ سوال میں مذکور ہے) کے لیے استعمال کرنا درست نہیں ہے، عوض کے ساتھ بھی اس کے استعمال سے بچا جائے، کیوں کہ اس میں بھی آئندہ اس کے غلط استعمال کے خطرات ہیں، لہٰذا سوال میں مذکور امور کے لیے کوئی دوسرا انتظام کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۹۹/۲۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسجد کے جماعت خانے کے نیچے دُکان میں مورتی کا حکم

سوال: (۴۷۵) مسجد کا جماعت خانہ اوپر ہے، اس کے نیچے کے حصے میں دُکان ہے، جس میں مورتی رکھی گئی ہے، تو کیا اس دُکان میں مورتی رکھ سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا...... مسجد کی ابتدائی تعمیر کے وقت مسجد کی آمدنی کے لیے یہ دُکانیں بنائی گئی ہوں، پھر یہ دُکان کسی غیر مسلم کو دی ہو اور وہ اپنی اس دُکان میں مورتی رکھے تو اس کا ذمّے دار وہ خود ہے، کرایے پر دینے والے گنہگار نہیں ہوں گے۔ [1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسجد میں نیلامی کرنا، شور و غُل کرنا، غیبت کرنا اور چندے کا اعلان کرنا

سوال: (۱/۵۰۳) مسجد میں نیلامی کرنا، شور و غُل کرنا، لوگوں کی غیبت کرنا، سفیروں کا چندے کے

---

[1] وإذا استأجر الذمي من المسلم دارا يسكنها فلا بأس بذٰلك، وإن شرب فيها الخمر، أو عبد فيها الصليب، أو أدخل فيها الخنازير ولم يلحق المسلم في ذٰلك بأس؛ لأن المسلم لا يؤاجرها لذٰلك، إنما آجرها للسكنى. كذا في المحيط. (الفتاوى الهندية: ٤/ص٥٠٩، ط: بيروت)

لیے اعلان کرنا، نیز مسجد کے پنکھے محض اپنی ذات کے لیے چلانا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... مسجد میں نیلامی کرنا، شور وغُل کرنا اور لوگوں کی غیبت کرنا ناجائز اور سخت گناہ کے کام ہیں، ان سے بچنا از حد ضروری ہے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک آدمی نے ایک مرتبہ مسجد میں مسجد کے احترام کے خلاف کوئی عمل کیا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بُلا کر ارشاد فرمایا کہ مساجد نماز پڑھنے، تلاوت کرنے اور ذکر کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ (صحیح مسلم: ۱/ ۱۳۸)

لہٰذا مسجد میں اس کے احترام کے خلاف کرنا یا کوئی دنیوی کام کرنا ناجائز ہے۔ اسی طرح روایات میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کے باہر ایک چبوترہ بنوایا تھا اور اعلان کروایا تھا کہ جس کو شعر وشاعری اور دنیوی باتیں کرنی ہوں تو اس چبوترے پر آکر کرے، مسجد میں ایسے کام نہ کرے۔

(مشکوۃ المصابیح: ۱/ ۷۱، باب المساجد)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مسجد میں کوئی بھی دنیوی کام کرنا جائز نہیں ہے۔ اور غیبت تو مسجد کے باہر بھی جائز نہیں ہے، پھر مسجد میں آکر غیبت کی جائے تو اس کا گناہ اور بھی بڑھ جائے گا۔

کوئی مسافر اگر واقعۃً ضرورت مند ہو اور وہ مسجد کا احترام باقی رکھتے ہوئے نیز نمازیوں کا احترام کرتے ہوئے سوال کرے تو جائز ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ چندہ مسجد کے باہر کرے۔

مسجد کے پنکھے نمازیوں کے لیے نماز کے اوقات میں جتنی دیر چلانے کا اصول ہو اتنی ہی دیر چلائے جائیں، اس سے زیادہ یا کوئی شخص خاص اپنے لیے چلائے تو یہ جائز نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ۹/ ۱۱۱، ۷۲، ۷۳، ۱۶۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسجد میں بیٹھنے کے لیے بنائی گئی نشست گاہ پر عیب جوئی یا دنیوی باتیں کرنا

سوال: (۵/۵۰۳) مسجد میں بیٹھنے کے لیے جو نشست گاہ بنائی جاتی ہے اس پر بیٹھ کر لوگ عیب جوئی کرتے ہیں اور دنیوی باتیں کرتے ہیں، تو اس عمل کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... مسجد کے صحن میں بنائی گئی نشست گاہ ضرورت کے وقت ضعیف اور کمزور نمازیوں کی راحت کے لیے ہوتی ہے، مثلاً وضوخانے میں بھیڑ ہے، معذور آدمی کو اتنی دیر تک کھڑے رہنے میں تکلیف ہوتی ہے، تو یہ ان کی راحت کے لیے ہے، لہٰذا مسجد کی ان نشست

گاہوں پر بیٹھ کر ایران تُران کی باتیں کرنا اور دنیوی باتوں کے لیے وہاں بیٹھنا درست نہیں ہے۔ خاص طور پر ایسی جگہوں پر بیٹھ کر دوسروں کی عیب جوئی کرنے کی قباحت مزید بڑھ جاتی ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! نجات کس میں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین چیزیں ارشاد فرمائیں، ان میں ایک چیز یہ بھی تھی کہ اپنا زیادہ سے زیادہ وقت گھر میں گزاریں۔[1]

کیوں کہ انسان جب ضرورت کے بغیر گھر سے نکلتا ہے تو مجلسیں جماتا ہے جن سے بہت سے بُرے کام اور فتنے جنم لیتے ہیں، لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے اوقات کی قدر کریں اور ناقدری سے بچیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۹/۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسجد کے تحتانی جماعت خانے کو چھوڑ کر فوقانی حصے کو جماعت خانہ بنانا

سوال: (۵۷۸) پیرامن گاؤں کی مسجد کے دو حصے ہیں: (۱) نیچے کا جماعت کا خانہ (۲) اوپر والا جماعت خانہ۔ جس وقت پُرانی مسجد شہید کر کے نئی مسجد تعمیر کی گئی تو نیت یہ کی گئی تھی کہ اوپری حصے میں نماز پڑھی جائے گی۔ جب نئی مسجد تعمیر ہوگئی تو نیچے والے حصے کو اسی حالت میں اس لیے رکھا گیا تھا تاکہ نمازیوں کو اوپر والے حصے تک چڑھنے کی تکلیف نہ ہو۔

لیکن جب سے مسجد بنائی گئی تھی اس وقت سے آج تک نیچے ہی نماز پڑھی جارہی ہے، اوپر والے حصے کا استعمال نہیں ہو رہا ہے، صرف جمعہ میں نمازیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے نیچے والا حصّہ پُر ہوجانے کے بعد اوپر والے حصے میں نماز ادا کرتے ہیں، لیکن اب گاؤں والے جماعت خانہ اوپر لے جاکر وہاں نماز پڑھنا چاہتے ہیں، اور ضعیف و کمزور لوگ جو اوپر نہیں چڑھ سکتے ان کے لیے نیچے انتظام کرنا چاہتے ہیں، تو قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... اب جب کہ سالوں سے نیچے کے جماعت خانے میں جماعت کے ساتھ نماز ہو رہی ہے اور وہاں لاکھوں سجدے ہوئے ہیں تو ایسی صورت میں اس کو چھوڑ کر اوپر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، کیوں کہ پھر نیچے کے جماعت خانے کی حُرمت باقی نہیں

---

[1] وليسعك بيتك. (مسند أحمد: ١٠ / ص٣٥١، ط: دار الحديث، القاهرة)

رہے گی اور اس کا غلط استعمال ہوگا، اس لیے یہ صورت اختیار کرنا بالکل مناسب نہیں ہے۔

نیچے والا اصل جماعت خانہ باقی رکھا جائے، امام صاحب نیچے کھڑے رہیں اور جماعت کی صف بندی نیچے ہی سے شروع کی جائے، نیچے جگہ نہ رہے تو باقی نمازی حضرات اوپر نماز ادا کریں۔
(فتاویٰ رحیمیہ: ۹/ ۱۴۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

وقف شدہ رقم قبل القبض وقف شمار ہوگی یا نہیں؟

سوال: (۱/۶۰۲)......(۱) ایک گاؤں کی مسجد میں رنگ روغن کی ضرورت تھی، اس کے لیے ایک شخص نے پیسے بھیجے، جب پیسے پہنچے تب کام مکمّل ہو چکا تھا۔

(۲)......مذکور مسجد کے متوّلی حضرات حساب کتاب نہیں دے رہے ہیں۔

(۳)......اس لیے اب پیسے دینے والا شخص کہتا ہے کہ آپ جہاں چاہو دوسری مسجد میں دے دو، تو کیا یہ پیسے دوسرے گاؤں کی مسجد میں دے سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......مذکور رقم اب تک مسجد کے متوّلی کے قبضے میں نہیں دی گئی ہے۔ اور وقف کی ہوئی رقم جب تک قبضے میں نہ دی جائے وقف تام نہیں ہوتا۔[1]

لہٰذا یہ رقم معطی کی اجازت سے دوسری مسجد میں دے سکتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسجد میں رکھے ہوئے رومال کو چندے کی رقم سے دھلوانا

سوال: (۲/۶۰۲) مسجد میں دیے گئے رومال کا استعمال نمازی حضرات وضو کے بعد کرتے ہیں، تو کیا چندے کی رقم سے ان کو دھلوا سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......عموماً تو اس کی گنجائش ہے، کیوں کہ عموماً چندہ دینے والوں کی طرف سے عُرفاً اس کی اجازت ہوتی ہے، پھر بھی چندہ دہندگان سے اجازت لے لی جائے تو بہتر ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] لا يتم الوقف حتى يقبض. (الدر المختار مع الشامي: ٦ / ص٥٣٤)

بینک میں رکھی ہوئی مسجد کی رقم کا سود بیت الخلا بنانے یا اس کی صفائی میں خرچ کرنا

سوال: (۶۰۲/ ۲) مسجد کے پیسے حفاظت کی غرض سے بینک میں جمع کیے جاتے ہیں، اس کی سود کی رقم سے مسجد کے پیشاب خانے یا بیت الخلا میں فرش بنا سکتے ہیں؟ اس کی صفائی کے لیے فِنائل اور ایسڈ وغیرہ خرید سکتے ہیں؟ نیز کیا صفائی کرنے والے کی اجرت سودی رقم سے دے سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... جی ہاں، اس سود کی رقم کو پیشاب خانے یا بیت الخلا کا فرش بنانے میں استعمال کر سکتے ہیں، اسی طرح صفائی کے لیے ایسڈ وغیرہ بھی خرید سکتے ہیں۔ لیکن یہ رقم صفائی کرنے والے کو بطورِ اجرت نہیں دے سکتے۔ (کتب فتاویٰ، فتاویٰ رحیمیہ: ۹/ ۱۴۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

چھوٹے گاؤں میں عیدگاہ بنانا

سوال: (۶۵۸)...... (۱) ہمارے گاؤں میں مسلمانوں کے ڈھائی سو مکانات ہیں، لوگوں کی تعداد تقریباً ڈھائی سے تین ہزار تک ہے، گاؤں میں تین مسجدیں اور ایک عبادت گاہ ہے۔ مذکور تفصیل کے مدّنظر ہم لوگ ایک عیدگاہ بنانا چاہتے ہیں، تو کیا اتنی آبادی والے علاقے میں عیدگاہ بنا سکتے ہیں؟

(۲)...... عیدگاہ کے لیے دو شخص زمین دینے کو تیاّر ہیں، تو کونسی جگہ عیدگاہ بنائی جائے؟

(۳)...... کیا عیدگاہ میں عید کے علاوہ نماز پڑھ سکتے ہیں؟ نیز وہاں شرعی اعتبار سے دوسرا کیا کام کر سکتے ہیں؟

(۴)...... عیدگاہ کی فضیلت بیان فرمائیں، نیز اگر عیدگاہ نہ ہو تو اس کے کیا نقصانات ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... جمعہ اور عید کی نماز شہر یا قصبے (بڑے گاؤں) میں پڑھ سکتے ہیں، چھوٹے گاؤں میں جمعہ یا عید کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، رہی یہ بات کہ بڑا گاؤں کس کو کہتے ہیں؟ اور چھوٹا گاؤں کس کو؟ تو اس میں عُرف کا اعتبار کیا جائے گا کہ عُرف میں لوگ جس کو بڑا گاؤں شمار

کرتے ہوں وہ بڑا ہے۔ اور جس کو چھوٹا شمار کرتے ہوں وہ چھوٹا ہے۔ [1]

میری معلومات کے مطابق آپ کے گاؤں کا شمار بڑے گاؤں میں نہیں ہوتا، نیز حقیقت میں بھی وہ چھوٹا ہے، کیوں کہ آپ کی ذکر کردہ تفصیل کے مطابق پوری بستی کے لوگ ڈھائی سے تین ہزار ہیں، ظاہر سی بات ہے کہ اتنی بستی والے گاؤں کو بڑا گاؤں نہیں کہا جا سکتا، لہٰذا وہاں فی الحال عید کی نماز پڑھنے کی نیت سے عید گاہ نہیں بنا سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسجد کی رقم امام، مؤذّن یا دیگر ملازمین کو بطورِ قرض دینا

سوال: (٦٦٢) میں ایک مسجد کا متولّی ہوں، جس کی وجہ سے مسجد کی رقم میرے پاس رہتی ہے، تو یہ رقم دوسری مسجد کو، یا دوسری تنظیم کو، یا مسجد کے مؤذّن و امام صاحب یا دیگر ملازمین کو بطورِ قرض دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... ویسے تو عام حالات میں وقف کے مال کو کسی دوسری تنظیم یا شخص کو بطورِ قرض دینے کو فقہاء اور مفتیانِ کرام وقف کے مال کی اہمیت اور حفاظت کے مدّنظر منع

---

[1] واعلم أن القرية والمصر من الأشياء العرفية التي لا تكاد تنضبط بحال وإن نص، ولذا ترك الفقهاء تعريف المصر على العرف، كما ذكره في البدائع.

(فيض الباري: ٢ / ص٤٢٣، كتاب الجمعة، ط: دار الكتب العلمية)

عن سفيان الثوري: "المصر الجامع ما يعده الناس مصرا عند ذكر الأمصار المطلقة، كذا في البدائع. وبالجملة الحدود كلها رسوم على اصطلاح أهل العقول، فهي إذن بالعوارض، وتلك تتبدل بحسب الأدوار والأعصار، فلزم أن يختلف تعريف المصر أيضا، وليس من قبيل الحدود المنطقية لتطرد وتنعكس في الأزمان كلها. والله تعالىٰ أعلم بالصواب".

(حاشية البدر الساري إلىٰ فيض الباري: ٢ / ص٤٢٣)

"قال بعضهم من أن شرطه المصر، فمسلم، لكنهم اختلفوا في ما يتحقق به المصرية، فقيل: ما فيهم أمير يقيم الحدود، وليس فيه تصريح بإقامة الحدود، بل المراد بذٰلك قدرة الأمير. وقيل: ما فيه أربعة آلاف رجال، إلى غير ذٰلك، وليس هٰذا كله تحديدا له؛ بل إشارة إلى تعيينه وتقريب له إلى الأذهان. وحاصله: إدارة الأمر على رأي أهل كل زمان في عدهم المعمورة مصرا، فما هو مصر في عرفهم جازت الجمعة فيه، وما ليس بمصر لم يجز فيه إلا أن يكون فناء المصر".

(الكوكب الدري على جامع الترمذي: ١ / ص٤١٣، ص٤١٤، ط: ندوة العلماء، الهند)

فرماتے ہیں، باوجودیکہ خاص حالات اور شرائط کو مدّنظر رکھتے ہوئے بطورِ قرض دیا جائے تو اس کی اجازت دی گئی ہے، مثلاً دوسری تنظیم یا شخص کو سخت ضرورت ہو اور قرض دینے میں مال کی ہلاکت کا خوف نہ ہو، بلکہ مزید حفاظت کی غرض سے دیا جائے، گو فی الحال اس تنظیم کو مال کی ضرورت نہ ہو، دوسرا یہ کہ یہ کام کمیٹی کے تمام ممبران کے مشورے سے کیا جائے، لہٰذا مذکورہ شرائط و حالات کو مدّنظر رکھتے ہوئے اگر قرض دیا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

فتاویٰ محمودیہ (جلد: ۱ر صفحہ: ۴۹۱) پر ایک سوال اور جواب مذکور ہے جو یہاں ذکر کیا جا رہا ہے:

سوال: ضرورت ہو تو مسجد کی رقم مدرسے میں یا مدرسے کی رقم مسجد میں بطورِ قرض لے کر استعمال کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر قرض وصول ہونے پر اعتماد ہو، ضائع ہونے کا احتمال نہ ہو تو منتظمہ کمیٹی کے مشورے سے درست ہے۔[1]

مذکورہ سوال جواب سے معلوم ہوا کہ ضرورت ہو، قرض واپس ملنے کا پورا یقین ہو، ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو، تو کمیٹی کے مشورے سے یہ کام کیا جا سکتا ہے۔ (ہمارے زمانے میں قاضی نہیں ہیں، اس لیے کمیٹی کے ممبران کی اجازت سے یہ کام کیا جائے یہ ضروری ہے۔)

دوسری بات یہ ہے کہ اگرچہ یہ سوال و جواب مسجد کے بارے میں ہے لیکن حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل میں جو عبارت ذکر فرمائی ہے وہ مطلق ہے، لہٰذا جس طرح دوسری تنظیم کو قرض دے سکتے ہیں اسی طرح شخص کو بھی مذکورہ شرطوں کا لحاظ کرتے ہوئے قرض دے سکتے ہیں، یہ شامی کی عبارت سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح مسجد کے ملازمین کو بھی بطورِ قرض رقم دے سکتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

وقف کے مال سے لائٹ بِل ادا کرنا اور متعین وقت کے علاوہ میں پنکھے چلانا

سوال: (۶۷۶) ......(۱) پہلے زمانے میں جب کہ بجلی اور پنکھوں کا نظام نہیں تھا زمین اور مکان وقف کیے گئے ہیں، تو کیا اب وقف کے مال سے لائٹ بِل ادا کرنا جائز ہے؟

---

[1] للمتولي إقراض مال المسجد بأمر القاضي. (الشامي: ٤ / صـ٤٠٣)

(۲)......واقف کی نیت ہمیشہ کے لیے خیر و برکت کی ہوتی ہے، تو کیا مذکور کام کی وجہ سے ان کی روح کو فائدہ نہیں ہوگا؟

(۳)......اگر فرض اور نفل نماز کے اوقات کے علاوہ استعمال نہ کر سکتے ہوں تو کیا ہر آنے والے مصلّی کو دوسرے اوقات کے لیے لائٹ بِل کے پیسے دینے ہوں گے؟

(۴)......خاص طور پر دعوت و تبلیغ کی جماعت آتی ہے، وہ لوگ تعلیم، حلقہ اور مشورے وغیرہ کے لیے پنکھے چلاتے ہیں۔

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا......(۱) یہ بات ظاہر ہے کہ اس زمانے میں واقف کی نیت یہی ہوگی کہ اس زمین کی آمدنی مصالحِ مسجد میں استعمال کی جائے اور مسجد کے مصلّی حضرات کے لیے لائٹ اور پنکھوں کا انتظام کرنا مصالحِ مسجد میں داخل ہے، لہٰذا مذکور وقف شدہ مال سے مسجد کا لائٹ بِل ادا کرنا درست ہے، بلکہ فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ اگر واقف نے مصالحِ مسجد میں خرچ کرنے کی وضاحت نہ کی ہو تب بھی ان زمینوں کی آمدنی مصالحِ مسجد مثلاً لائٹ بِل اور پنکھوں وغیرہ میں خرچ کی جائے گی، کیوں کہ ان چیزوں کی وضاحت نہ ہونے کے باوجود یہ اقتضاءً ثابت ہوگا۔[۱]

(۲)......ان شاء اللہ ضرور اجر پہنچے گا۔[۲]

(۳) متعین کردہ وقت کے علاوہ دوسرے اوقات میں استعمال کرنا درست نہیں ہے، اگر استعمال کرنا ہو تو اتنا خرچ ادا کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیلوی غفرلہٗ

مسجد کو اس طرح مزین کرنا کہ اس میں مضبوطی بھی ہو

سوال: (۶۸۹) ویارا گاؤں میں ۱۹۸۲ء میں ایک مسجد بنائی گئی تھی۔ ایک ذمّے دار کا کہنا ہے کہ مسجد پر گنبد بنایا جائے تاکہ اچھی بھی لگے اور جو بارش کا پانی ٹپکتا ہے وہ بھی بند ہو جائے، تو کیا اس پر گنبد بنا سکتے ہیں؟ اور اس کے ساتھ مینارے بھی بنانے ہیں، تو کیا اس طرح بنا سکتے ہیں؟ ذمّے دار خود اپنی

---

[۱] والذي يبدأ به من ارتفاع الوقف، أي من غلته عمارته، شرط الواقف أو لا، ثم ما هو أقرب إلى العمارة، وأعم للمصلحة... يصرف إليهم إلى قدر كفايتهم، كذلك إلى آخر المصالح.
(رد المحتار: ٥ / ص٥٦٠)

[۲] يجري نفعها ويدوم أجرها، كالوقف في وجوه الخير. (مرقاة المفاتيح: ١ / ص٤١٢، كتاب العلم)

مرضی سے بنا رہے ہیں، نیز چندہ کس نام سے کیا جائے؟تعمیر کے نام سے یا مرمّت کے نام سے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......ویسے تو وقف کے مال سے مسجد کے عالی شان بناؤ سنگھار کرنے کو فقہائے کرام نے ممنوع قرار دیا ہے،لیکن ایسا بناؤ سنگھار جس میں تعمیری مضبوطی بھی پیدا ہوتی ہو تو اس کو جائز لکھا ہے۔(کفایت المفتی:۹/۰ ۲۳)

لہٰذا سوال میں مذکورہ صورت میں جو گنبد اور میناروں کا ذکر ہے تا کہ بارش کا پانی نہ ٹپکے اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں خوبصورتی بھی معلوم ہو رہی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔خاص اس نام ہی سے چندہ کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عیدگاہ میں چھت بنانا اور جنازے کی نماز پڑھنا

سوال: (۶۹۱)......(۱) ہمارے گاؤں میں قبرستان سے متصل عیدگاہ ہے،جس میں جنازہ اور عیدین کی نماز پڑھی جاتی ہے،اب گاؤں کے لوگوں کا کہنا ہے کہ اس پر چھت بنائی جائے،لیکن بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس میں عید کی نماز نہیں پڑھ سکتے،عید کی نماز کے لیے دوسری عیدگاہ بنائی جائے،ابھی جو عیدگاہ ہے وہ قبرستان سے بالکل الگ ہے، جب کہ عیدگاہ کی زمین وقف کرنے والا شخص بھی ابھی حیات ہے، اگر اس کی اجازت کی ضرورت ہو تو لی جاسکتی ہے۔شرعی قوانین کی روشنی میں جواب مطلوب ہے۔

(۲)...... ہمارے سنجالی گاؤں میں پُرانی مسجد شہید کر کے نئی بنائی ہے،تقریباً ۱۹۷۰ء میں وہاں کھلی زمین میں ایک قبر تھی، جو توسیع مسجد کے وقت اندر لے لی گئی،اب قبر جہاں تھی وہاں چھت بنا دی گئی ہے،لوگ اس چھت پر آتے جاتے ہیں، کچھ دِنوں پہلے انکلیشور سے کچھ لوگ آئے تھے،انھوں نے کہا کہ کسی نے خواب دیکھا ہے کہ اس قبر والے کو تکلیف ہوتی ہے، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس پر کمرہ بنایا جائے اور دروازہ کھلا رکھا جائے، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ احاطہ بنا دیا جائے،تا کہ لوگوں کی آمد و رفت بند ہو جائے۔تو اب کیا کیا جائے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......(۱) عیدگاہ میں جنازے کی نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ:۲/۵۷۳،احسن الفتاویٰ:۴/۲۲۶)

اسی طرح دھوپ، گرمی اور بارش سے بچنے کے لیے اوپر چھت بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(فتاویٰ دار العلوم:۵/۲۱۴)

جو لوگ کہتے ہیں کہ اس پر چھت بنائی جائے تو اس میں عید کی نماز نہیں پڑھ سکتے، یہ غلط ہے، اس طرح چھت کے نیچے عید کی نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲)......شرعی اعتبار سے قبر والی جگہ اگر مسجد کی ملکیت ہو یا وہ جگہ کسی نے مسجد میں دے دی ہو اور قبر اتنی پُرانی ہوگئی ہو کہ اس میں مُردہ گل سڑ کر مٹّی ہو جانے کا یقین ہو تو ایسی صورت میں یہ جگہ جماعت خانے میں یا صحن میں لے سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ :۱/ ۳۶۸)

مسجد کو بڑی کرنے کے لیے پُرانی قبروں کو جماعت خانے میں یا صحن میں لینے کی ضرورت ہو تو لے سکتے ہیں، اس میں قبروں کی بے ادبی نہیں ہوگی، بلکہ یہ تو قبر والے کی خوش نصیبی ہے، حرم شریف میں مطاف یعنی جہاں طواف کیا جاتا ہے وہاں انبیائے کرام علیہم السلام کی قبریں موجود ہیں، اور جو قبریں جماعت خانے میں داخل کی جائیں تو ان کی نشانی رکھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ:۶/ ۸۴۰)

اسی طرح کا حکم فتاویٰ محمودیہ (جلد:۱/صفحہ:۱۱) اسی طرح (جلد:۱۵) میں لکھا ہے۔ اسی طرح فقہ کی مشہور کتاب درّ مختار میں ہے کہ مُردہ جب قبر میں گل سڑ کر مٹّی ہو جائے تو وہاں کھیتی کرنا اور عمارت بنانا درست ہے۔[۱]

اب آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ آپ کی مسجد میں جو جگہ قبر کی ہے اس کو مسجد کی صحن میں داخل کر سکتے ہیں، اس کے اوپر جو چھت بنائی گئی ہے اس پر چلنا بھی جائز ہے، وہ بے ادبی شمار نہیں ہوگی، لہٰذا اس پر دروازہ یا جالی لگانے کی ضرورت نہیں ہے، جس حال میں ہے اسی حال میں رکھا جائے، فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو اسے برابر کر دیا جائے، جہاں تک تعلق ہے خواب کا تو انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی کے خواب کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور وہ خواب دلیل بھی نہیں بن سکتا۔ (معارف القرآن)

قبرستان کی سبز و خشک گھاس کو کاٹ کر بیچنا اور قبرستان کے پھلوں کا حکم

سوال: (۷۳۰) مندرجۂ ذیل مسئلے کے بارے میں مفتیانِ کرام کیا فرماتے ہیں کہ قبرستان کی سبز گھاس قبرستان کے ذمّے دار یا کوئی دوسرا شخص کاٹ کر اس کو بیچے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اسی طرح خشک گھاس بیچ سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز پھلوں کا کیا حکم ہے؟ شریعت کی روشنی میں جواب مطلوب ہے۔

---

[۱] جاز ذرعه والبناء عليه إذا بلي وصار ترابا. (رد المحتار / باب صلوٰة الجنازة / مطلب في دفن الميت)

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... ویسے تو خود رَو گھاس شرعاً مباح الاصل ہے، لہٰذا اس سے کوئی بھی شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ لیکن قبرستان کی سبز گھاس کو کاٹنا شریعت میں ممنوع ہے، لہٰذا جب تک وہ سبز ہے اس کو نہ کاٹا جائے، البتہ خشک ہونے کے بعد اس کو کاٹ کر بیچ سکتے ہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ۹)

وقف قبرستان میں درخت پر جو پھل آتے ہیں ان کو بیچ کر ان کی قیمت قبرستان کے کاموں میں صرف کی جائے، ان پھلوں کو دوسرا کوئی ایسے ہی استعمال نہیں کرسکتا۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۲/ ۲۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جماعت خانے سے باہر دعوت کرنا اور مسجد کی چٹائی کو دسترخوان بنانا

سوال: (۲۷۷)...... (۱) مسجد کے جماعت خانے سے باہر کسی حصے میں کسی بھی قسم کی دعوت کرنا کیسا ہے؟ شادی یا ولیمے کی دعوت کرایہ لے کر یا بغیر کرایے کے درست ہے؟

(۲)...... مسجد کی چٹائی کو اپنی ذاتی دعوت میں بطورِ دسترخوان استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳)...... خالد کے گھر شادی ہے، اس میں مسجد وار جماعت کے ساتھیوں کی دعوت ہے، تو انھیں مسجد میں کھلانا کیسا ہے؟

(۴) دعوت کے لیے مسجد کی چٹائی کو اپنے گھر لے جانا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......(۱) جماعت خانے سے باہر کی جگہ (فنائے مسجد) بعض احکام میں مسجد ہی کے حکم ہے، جس طرح مسجد کا احترام ضروری ہے اسی طرح فنائے مسجد کا بھی احترام ضروری ہے، لہٰذا وہاں کسی قسم کی ذاتی دعوت کرنا، کرانا جائز نہیں ہے۔ کرایہ لے کر بھی ذاتی دعوت کے کام میں اس کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ (جامع الفتاویٰ: ۳)

(۲)...... مسجد کی چٹائی نماز پڑھنے کے لیے وقف ہے، اس کو دسترخوان کے طور پر استعمال کرنے کی ہرگز اجازت نہ ہوگی۔ (ایضاً)

(۳)...... معتکف کے لیے مسجد میں اور مسافر کے لیے صحن مسجد میں کھانے کی اجازت ہے، لیکن مقیم حضرات کے لیے مسجد یا صحن مسجد کی جگہ کو کھانے کے لیے استعمال کی اجازت نہیں ہے۔ (ایضاً)

(۴)...... مسجد کی چٹائی اپنے گھر لے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ (ایضاً)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ڈاڑھی مونڈنے والے بے نمازی شخص کو مسجد کا متولّی بنانا

سوال: (۶۷۷)......(۱) جو شخص ڈاڑھی بالکل نہ رکھتا ہو، نماز نہ پڑھتا ہو اور فلمیں دیکھتا ہو تو اسے مسجد کا متولّی بنانا کیسا ہے؟ کیا یہ شخص اس کے لائق ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......متولّی عالم باعمل ہونا چاہیے، اگر عالم نہ ہو تو دیندار اور امانت دار ہونا چاہیے، فاسق شخص کو متولّی بنانا جائز نہیں ہے۔(فتاویٰ رحیمیہ:۹/ ۷۳)

لہٰذا مذکور شخص جو ڈاڑھی نہیں رکھتا اور فلم بینی کا عادی ہو تو ایسا شخص شرعاً فاسق ہے، متولّی بنائے جانے کے لائق نہیں ہے۔

متولّی یا محلے والوں کا مسجد کی ٹنکی سے پانی استعمال کرنا

سوال: (۶۷۷)......(۲) متولّی کے گھر میں مسجد کی ٹنکی سے پانی آتا ہے، اسی طرح ایک نَل رکھا گیا ہے جس میں سے محلے والے بھی پانی بھرتے ہیں، تو یہ کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......مسجد کی ٹنکی کا پانی مسجد کے لیے خاص ہے، لہٰذا متولّی کے لیے نیز محلے والوں کے لیے وہاں سے پانی لینا درست نہیں ہے۔(فتاویٰ رحیمیہ:۹/ ۱۰۳)

مسجد کی آمدنی اور خرچ کا حساب بتانا

سوال: (۶۷۷)......(۳) مسجد کا ایک کھیت ہے، جس میں متولّی کے گھر والے کھیتی کرتے ہیں اور اس کا کوئی حساب ظاہر نہیں کرتے۔ تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۳) مسجد کی آمدنی اور خرچ کا حساب بتانا ضروری ہے، اس میں کوتاہی کرنا جائز نہیں ہے۔(کتاب النوازل:۱۳/ ۲۷۹)

مسجد کے برتنوں کو متولّی کا استعمال کرنا اور کرایے کا حساب نہ بتانا

سوال: (۶۷۷)......(۴) مسجد کے بعض برتن متولّی کے گھر رکھے ہوئے ہیں، کبھی ضرورت پر وہ استعمال بھی کرتا ہے، اسی طرح شادی میں یہ برتن کرایے پر دیے جاتے ہیں اور اس کے کرایے کا بھی کوئی حساب وکتاب ظاہر نہیں کیا جاتا، تو اس سلسلے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۴) بغیر کرایے کے مسجد کے برتن متولّی یا کسی بھی اور کے لیے استعمال کرنا درست نہیں۔حساب کے متعلّق جواب نمبر (۳) ملاحظہ ہو۔(کتاب النوازل: ۱۳/ ۲۷۹)

مسجد کی رقم سے اس کی زمین کی صفائی یا حفاظتی خرچ کرنا

سوال: (۶۷۷) ......(۵) مسجد کی دائیں جانب قبرستان ہے، بقیہ تینوں جانب کھلی زمین ہے، زمین کی چاروں جانب میں مہندی کے پودے ہیں، ان کو ٹھیک کرنے کے لیے ہر سال مسجد کی رقم میں سے مزدوری دی جاتی ہے، مسجد کے احاطے میں کچھ درخت ہیں، ان کو کاٹنے کی مزدوری بھی مسجد کی رقم سے دی جاتی ہے، بارش کے بعد جب باڑ سوکھ جاتی ہے تو وہ سوکھے لکڑے متولّی کے رشتے دار جلانے کے لیے لے جاتے ہیں، پھر اس باڑ کی مرمّت مسجد کے پیسوں سے کی جاتی ہے،تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۵) باڑ اور درخت مسجد کی ملکیت میں ہوں اور ان سے مسجد کا فائدہ بھی ہوتا ہو تو ایسی صورت میں مسجد کے پیسوں سے ان کی اصلاح کرنے میں کوئی حرج نہیں، مگر مسجد کے پیسوں سے درست کروائی ہوئی باڑ کے لکڑے دوبارہ کام آسکے ایسے ہوں تو ان کو اپنے گھر لے جانا، یا کسی دوسرے شخص کا لے جانا اور ان کو استعمال کرنا درست نہیں ہے۔اور اگر کام نہ آسکیں ایسے لکڑے ہوں تو ان کو بیچ کر ان کی قیمت مسجد میں جمع کروانا ضروری ہے۔[1]

(فتاویٰ محمودیہ: ۲۱/ ۴۹۰)

مسجد کے احاطے میں بور بنا کر محلے والوں کو پانی کے استعمال کی اجازت دینا

سوال: (۶۷۷)......(۶) مسجد کے احاطے میں ایک شخص نے پانی کا بور بنایا ہے، جس کو محلے والے استعمال کرتے ہیں، بور جب خراب ہوتا ہے تو اس کا خرچ مسجد کی رقم سے دیا جاتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... بور بنانے والے نے مسجد اور محلے والوں کو پانی کے استعمال کی اجازت دی ہو تو محلے والے پانی استعمال کر سکتے ہیں، لیکن خرابی کا خرچ ان کے پیسوں سے کروایا

---

[1] والذي يبدأ به من ارتفاع الوقف، أي من غلته عمارته، شرط الواقف أو لا، ثم ما هو أقرب إلى العمارة، وأعم للمصلحة... يصرف إليهم إلى قدر كفايتهم، كذلك إلى آخر المصالح.

(رد المحتار: ٥ / ص٥٦٠)

جائے، نہ کہ مسجد کی رقم سے۔[1] (فتاویٰ محمودیہ: ۲۲/۱۶۰)

مسجد کی قابل استعمال چیزوں کو بیچنا یا خود استعمال کرنا

سوال: (۷۷۶)......(۷) مسجد میں استعمال کی جانے والی چیزیں مثلاً مائک، ٹیوب لائٹ، تو لیے وغیرہ چیزیں قابل استعمال ہوں تب بھی ان کو بدل دیا جاتا ہے اور ان کی رقم لوگوں کے پاس سے پھسلا کر لائی جاتی ہے، پھر پُرانی چیزیں یا تو محلے میں کسی کو دے دی جاتی ہیں یا متولّی خود اپنے گھر استعمال کے لیے لے جاتا ہے۔ تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......(۷) مسجد کا مائک، ٹیوب لائٹ اور تو لیے وغیرہ جب تک قابل استعمال ہوں تب تک ان کو بیچنا یا خود استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔[2]

مسجد کے نام پر چندہ کرکے اس رقم سے چیزیں خرید کر کچھ اپنے گھر لے جانا

سوال: (۷۷۶)......(۸) رمضان میں افطار کے لیے باہر کے لوگوں کو دھوکہ دے کر رقم لائی جاتی ہے، جس سے بہت سی چیزیں خریدی جاتی ہیں، ان میں سے کچھ چیزیں مسجد میں رکھی جاتی ہیں اور باقی چیزیں متولّی صاحب اپنے گھر لے جاتے ہیں، یا اپنے رشتے داروں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ تو شرعاً اس کا ذمّے دار کون ہوگا؟

نوٹ: مسجد میں افطار کرنے والے احباب بہت کم ہوتے ہیں، اور کبھی بالکل نہیں ہوتے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......دھوکہ دے کر یا ضرورت سے زائد وصول کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح بچی ہوئی چیزیں دینے والے کی اجازت کے بغیر خود استعمال کرنا یا اپنے رشتے داروں کو دینا بھی جائز نہیں ہے، اس کا ذمّے دار وہ شخص ہوگا جو دھوکہ دے کر زائد وصول کرے اور مالک کی اجازت کے بغیر بیچ دے۔

متولّی شخص کا اہل بدعت کا مشورہ ماننا

سوال: (۷۷۶)......(۹) گاؤں میں بدعتی شخص کے کہنے کے مطابق چلنے والا آدمی متولّی بنائے

---

[1] لكن فيه نفع في الجملة، وبدله خير منه ريعا ونفعا، وهٰذا لا يجوز استبداله على الأصح المختار. (رد المحتار: ٥ / ٥٨٤)

[2] متولي المسجد ليس له أن يحمل سراج المسجد إلى بيته. (الفتاوى الهندية: ٢ / ٤٣١)

جانے کے لائق ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۹) بدعتی کے کہنے کے مطابق بدعت کرے تو ایسا شخص متوّلی بنائے جانے کے لائق نہیں، ہاں اگر وہ اس کے صحیح مشورے پر عمل کرتا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

صحیح العقیدہ امام کو دین کی صحیح تبلیغ کرنے پر پریشان کرنا

سوال: (۷۷۶) ...... (۱۰) امام صاحب اگر لوگوں کو نماز کے متعلّق یا حلال روزی کے متعلّق نیز بدعت وشرک کے متعلّق نصیحت کرے تو متوّلی کو بُرا لگتا ہے، پھر بغیر کسی قصور کے متوّلی صاحب امام صاحب کو پریشان کرتے ہیں، تو کیا ایسا شخص متوّلی بنائے جانے کے لائق ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۱۰) صحیح طریقے سے دین کی تبلیغ کرنے والے امام صاحب کو اس وجہ سے پریشان کرنے والا شخص بھی متوّلی بنائے جانے کے لائق نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

وقف شدہ چیز کو دوسری جگہ دینا

سوال: (۸۱۳) ایک شخص نے ایک کھیت یا اس کی قیمت کی رقم کسی مدرسے یا مسجد میں وقف کی ہے، تو اب یہ کھیت یا اس کی قیمت کسی دوسرے مدرسے یا مسجد میں یا کسی اور جگہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......کھیت یا اس کی قیمت مالک نے جب ایک وقف (مسجد یا مدرسے) میں دے دی تو اب یہ وقف کیا ہوا کھیت یا پیسے دوسرے وقف (مدرسہ یا دیگر کسی بھی وقف) میں دینا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۹/ ۹۳) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسجد میں چندے کا اعلان کرنا

سوال: (۸۱۶) ہماری مسجد میں پہلے چندے کا اعلان ہوتا تھا، لیکن اب بند کر دیا ہے، کیوں کہ اس کی وجہ سے نماز میں خلل ہوتا ہے۔ اور سفراء لمبے لمبے اعلان کرتے ہیں۔ بعض سفراء کا کہنا ہے کہ یہ دینی رکاوٹ ہے، تو اس سلسلے میں کیا کیا جائے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......فتاویٰ رحیمیہ میں (۹/ ۲۴۰) پر اس سلسلے میں ایک سوال و جواب ہے، اس کو نقل کرتا ہوں:

سوال: مسجد کے جماعت خانے میں مدارس کے لیے چندہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: عام حالات میں مسجد میں مدارس کے لیے چندہ نہ کرنا چاہیے، مسجد میں شور وغُل ہوگا، نمازیوں کو خلل ہوگا، مسجد کی بے احترامی ہوگی، لہٰذا مسجد میں چندہ نہ کیا جائے۔ البتہ اگر کوئی خاص حالت ہو، مسجد میں شور وغُل نہ ہو، نمازیوں کو تکلیف اور خلل نہ ہو تو گنجائش ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۹/ ۱۶۲)

اسی طرح خاص ضرورت کے موقع پر دینی مدارس کے لیے مسجد میں اعلان کرنے کی گنجائش ہے، مگر شرط یہ ہے کہ اس سے نمازیوں کی نماز میں خلل نہ ہو اور نمازیوں کو تکلیف نہ ہو، اگر چندہ کرنے والے حضرات کے لمبے لمبے اعلانوں کے ذریعے نمازیوں کو تکلیف پہنچتی ہو تو ایسی صورت میں منع کرنے کی اجازت ہے۔ (امداد الفتاویٰ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسجد کو ایک فلیٹ دیا ہے لیکن قبضہ نہیں دیا

سوال: (۸۱۸) ہمارے محلے میں ایک عورت نے ایک فلیٹ مسجد کو ہبہ کیا ہے اور سرکاری اعتبار سے کاغذات بھی مسجد کے نام کر دیے ہیں، لیکن اس نے شرط رکھی ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں میں اسے استعمال کروں گی، اس پر قبضہ بھی فی الحال اسی عورت کا ہے، کرایے دار بھی وہی رکھتی ہے اور کرایہ بھی وہی لیتی ہے، مسجد کو اس وقت اس کا کچھ فائدہ نہیں ہے، سوال یہ ہے کہ چار سال کے بعد اس کے گھر والے اور رشتے دار وہ فلیٹ اس عورت کے نام کرنے کو کہہ رہے ہیں، تو کیا مسجد اپنا خرچ وغیرہ وصول کر کے اس کو واپس کر سکتی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... شرعی قانون کے مطابق ''ہبہ'' اس وقت مکمّل ہوتا ہے جب کہ اس کا قبضہ بھی دے دیا جائے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں جب عورت نے اپنے فلیٹ کا قبضہ مسجد کو نہیں دیا ہے تو یہ ہبہ نہیں ہوا، لہٰذا یہ فلیٹ عورت کے نام واپس کر کے مسجد والے اپنا خرچ وغیرہ وصول کر سکتے ہیں۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] لا يتم الوقف حتى يقبض. (رد المحتار: ٦ / ٥٣٤)

مسجد میں دی ہوئی زمین کو واقف کی اجازت سے بیچ کر وہ رقم اسی گاؤں کی نئی مسجد کی تعمیر میں دینا

سوال: (۸۳۴) ورٹھی گاؤں کے محمد سلیمان ڈایا جو فی الحال زامبیا میں رہتے ہیں، تین سال پہلے انڈیا آئے تھے اس دوران انھوں نے اپنی مالکی کی زمین مسجد میں دی تھی اور انھوں نے وہ زمین بیچ کر ان پیسوں سے نئی مسجد بنانے کو کہا تھا، تین سال گزر جانے کے بعد بھی مسجد کا کوئی کام شروع نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی امید ہے، اب اسی گاؤں میں دوسری جگہ نئی مسجد بن رہی ہے، تو کیا وہ رقم اس میں دے سکتے ہیں؟ رقم دینے والے کی یہ نیت نہیں تھی کہ اسی مسجد میں یا دوسری مسجد میں دے، بلکہ نیت یہ تھی کہ کوئی بھی نئی مسجد بنے، تو کیا دوسری جگہ وہ پیسے خرچ کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......شرعی قانون کے مطابق وقف کرنے والے کی نیت اور مقصد کا خیال رکھنا ضروری ہے، لہٰذا وقف کرنے والے نے جس مد میں دی ہو اسی مقصد میں استعمال کیا جائے۔[۱]

جہاں واقف نے دی ہے وہاں وہ مقصد پورا نہ ہوا ہو اور مقصد پورا ہونے کی امید بھی نہ ہو تو ان کی اجازت سے مذکور نئی مسجد (دوسری جگہ) کے لیے اس کو استعمال کر سکتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

قبرستان کی گھاس بڑی ہو جانے کی وجہ سے پریشانی کی بنا پر اسے کاٹنا

سوال: (۸۵۴) قبرستان کی گھاس کاٹنا درست ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہو تو اس گھاس کو کاٹ کر اس کا کیا کیا جائے؟ اگر ناجائز ہو تو پھر یہ گھاس بہت بڑی ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے قبریں کھودنے میں بہت تکلیف ہوتی ہے، نیز بڑی ہونے کے بعد کاٹنے میں خرچ بھی بڑھ جاتا ہے، تو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......قبرستان کی گھاس کاٹنا اس لیے ممنوع ہے کہ اس کی تسبیح سے مُردوں کو جو فائدہ پہنچتا ہے اس سے وہ محروم ہو جاتے ہیں، لیکن قبروں کے اِرد گرد کی گھاس (قبر کے اوپر کی گھاس چھوڑ کر) راستے کی صفائی یا سوال میں مذکور تکلیف کی وجہ سے کاٹی جائے تو اس میں کوئی

---

[۱] مراعاة غرض الواقفين واجبة. (رد المحتار: ٦ / ص٦٦٥)

حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۹/ ۴۳)

قبروں کے اوپر کی گھاس مذکور فائدے کو مدّنظر رکھتے ہوئے نہ کاٹی جائے بلکہ سوکھ جانے کے بعد کاٹی جائے۔ البتہ اگر بعد میں کاٹنے کی وجہ سے خرچ بڑھ جاتا ہو تو اس کی اصلاح کے لیے قبروں کے اوپر کی گھاس بھی اگر ایک آدھ مرتبہ کاٹی جائے تو اس کی گنجائش ہے، لیکن نہ کاٹنا زیادہ بہتر ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ۹/ ۴۳)

کاٹی ہوئی گھاس بیچ کر اس رقم کو قبرستان کے کام میں استعمال کیا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

خود زندہ ہونے کی حالت میں زمین وقف کرنا

سوال: (۸۵۷) ہماری والدہ نے ہمیں زمین دی تھی اور یہ وصیت کی تھی کہ اس زمین کی پیداوار یا کرایہ تم دونوں بہنیں جب تک حیات ہو لینا، اس کے بعد مسجد میں دے دینا، تو کیا یہ وصیت درست ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... شرعاً اس طرح وقف کرنے سے بھی وقف صحیح ہو جائے گا۔ لہٰذا مذکور پیداوار یا کرایہ بعد میں مسجد کو دینا ضروری ہے۔ (جامع الفتاویٰ: ۷/ ۱۳۱، فتاویٰ عبد الحی: ۲۶۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسجد کے لیے دی ہوئی زمین بڑی ہونے کی وجہ سے اس میں عید گاہ بنانا اور مسجد کی پیداوار میں سے مؤذّن صاحب کو بطورِ تنخواہ رقم دینا

سوال: (۸۷۳) ہمارے گاؤں میں ایک شخص اپنی زمین مسجد کو دے کر انتقال کر چکا ہے، فی الحال ان کے خاندان کا کوئی فرد موجود نہیں ہے، دی ہوئی زمین زیادہ ہے، اس جگہ پر مسجد بنی ہوئی ہے، لوگوں کا ارادہ ہے کہ جگہ بہت زیادہ ہے تو اس پر عید گاہ بنائی جائے، تو کیا اس زمین پر عید گاہ بنا سکتے ہیں؟

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ مسجد کی زمین میں جو کھیتی ہوتی ہے وہ اناج اور غلّہ مؤذّن صاحب کو دے سکتے ہیں؟ با حوالہ جواب مطلوب ہے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... (۱) جو زمین مسجد کے لیے وقف کی گئی ہو اس کو مصالح مسجد

ہی میں استعمال کی جائے، اس میں عیدگاہ بنانے کی اجازت نہیں ہے۔[1]

فی الحال گو مسجد کو اس زمین کی ضرورت نہ ہو، لیکن آئندہ ضرورت پڑسکتی ہے، اور جیسا کہ شامی کے حوالے سے لکھا ہے کہ واقف کی غرض اور مقصد کی رعایت کرنا واجب اور ضروری ہے۔ اور ظاہر ہے کہ واقف نے مسجد ہی کے لیے زمین وقف کی ہے، اس لیے اس زمین کو مصالح مسجد ہی کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔

(۲) مسجد کی زمین کی پیداوار اور آمدنی اس مسجد کے مؤذّن کو بطورِ تنخواہ و اجرت کے دینا جائز ہے۔ (کفایت المفتی: ۷/ ۶۷)　　واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسجد بنانے سے پہلے اوپر نیچے کمرہ بنانا طے ہو تو اس میں مؤذّن کا سونا

سوال: (۸۹۰) ہماری مسجد میں توسیع کی ضرورت ہے، اس کے لیے مسجد اور وضو خانے کے درمیان کی خالی جگہ استعمال کرنی ہے، اِس جگہ فی الحال مؤذّن صاحب رہتے ہیں، اس کے اوپر ایک کمرہ ہے، تو کیا نیچے والا حصّہ مسجد میں شامل کرنے کے لیے اوپر والا کمرہ توڑنا پڑے گا؟ اس کمرے میں مسجد کا سامان رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ وہ حصّہ مسجد میں شامل کر لینے کے بعد اس میں مؤذّن صاحب سو سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... زمین کے جس حصے پر ایک مرتبہ مسجد بن گئی تو اس کے اوپر نیچے دوسری کوئی چیز نہیں بنا سکتے، بنانا جائز نہیں ہے، البتہ وہاں مسجد بنانے سے پہلے امام یا مؤذّن کے لیے اوپر یا نیچے کمرہ بنانا طے ہوا ہو تو جائز ہے۔[2]

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں مذکور جگہ مسجد میں شامل کرنے سے پہلے اس کمرے کو باقی رکھنے کی نیت کر لی جائے تو اس کو توڑنے کی ضرورت نہیں ہے، اس میں مؤذّن صاحب بھی سو سکتے ہیں، اسی طرح اس میں مسجد کا سامان بھی رکھ سکتے ہیں۔

لیکن بیوی بچّوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے بچّوں کا شور وغُل نمازیوں کو تکلیف دیتا ہو یا کسی اور طریقے سے مسجد کی بے ادبی ہونے کا اندیشہ ہو تو ممنوع ہے۔ واللہ اعلم۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] مراعاة غرض الواقفين واجبة. (رد المحتار: ٦ / ص٦٦٥)

[2] لو بنىٰ فوقه بيتا للإمام لا يضر؛ لأنه من المصالح، أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء، منع، ولو قال: عنيت ذٰلك، لم يصدق. تتارخانية. (رد المحتار: ٦ / ص٥٤٨)

مسجد میں خرید وفروخت کرنا

سوال: (۳/۵۸۳) تاجر مسجد میں خرید وفروخت کے متعلّق بات چیت کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس لیے کہ روایتیں دونوں طرح کی ہیں۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......غیر معتکف کا مسجد میں خرید وفروخت یا تجارت کی بات کرنا ممنوع ہے، صرف معتکف کو اتنی اجازت ہے کہ ضروری چیز کا معاملہ اس شخص سے کرے جو مسجد میں آیا ہوا س طرح کہ سامان کے ساتھ نہ ہو، مسجد میں سامان رکھ کر اس کو خریدنا یا فروخت کرنا معتکف کے لیے بھی درست نہیں ہے، بلکہ مکروہ ہے۔[1]　　واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسجد کی جگہ میں شادی کے لیے ہال بنانا

سوال: (۶۴۲) کچھ احباب مسجد سے متصل جگہ میں شادی کے لیے ہال بنانا چاہتے ہیں، کیا مسجد کی زمین میں مسجد سے بالکل متصل شادی کا ہال بنا سکتے ہیں؟ جب کہ وہاں قوم کے مَرد، عورتیں اور بچّے جمع ہوں گے اور خرافات بھی ہوں گے، اور یہ شادی کا ہال چند مسلمان سیاسی حضرات نے حکومت سے منظور کروایا ہے، جب کہ اس کے لیے دوسری زمین بھی مل سکتی ہے، صرف مفت کی زمین ہونے کی وجہ سے وہاں بنانا چاہتے ہیں، اس بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......جو زمین ایک مرتبہ مسجد کے لیے وقف ہوگئی اور واقف نے مسجد ہی کے لیے اس کو وقف کیا ہے، تو اب اس زمین کو مصالح مسجد کے علاوہ کسی بھی دوسرے کام میں استعمال کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، کیوں کہ واقف نے جس غرض سے وقف کیا ہے اس غرض و مقصد کی رعایت کرنا واجب ہے۔[2]

---

[1] (وخص) المعتكف (بأكل وشرب ونوم وعقد احتاج إليه) لنفسه، أو عياله، فلو لتجارة كره. (كبيع ونكاح ورجعة) (وكره) أي تحريما (إحضار مبيع فيه) كما كره فيه مبايعة غير المعتكف مطلقا للنهي. قال الشامي: "هو ما رواه أصحاب السنن الأربعة وحسنه الترمذي "أن رسول الله نهى عن الشراء والبيع في المسجد". (رد المحتار: ۲ / ص۱۷۶)

[2] مراعاة غرض الواقفين واجبة. (رد المحتار: ٦ / ص٦٦٥)

بلکہ فقہائے کرام نے واقف کی غرض اور وضاحت کو نص شارع کے مانند قرار دیا ہے۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

خرید وفروخت کے مسائل

مسلمان کا شراب کی تیّار بوتل اور غیر شرعی ذبیحے سے بنا ہوا کھانا بیچنا

سوال: (۴۲۹) امریکہ اور یورپ کے ممالک میں آہستہ آہستہ مسلم آبادی بڑھ رہی ہے، بہت سے لوگ اپنے گزر بسر کے لیے ملازمت کرتے ہیں، بڑی تجارت کے لیے بہت زیادہ سرمایے کی ضرورت ہوتی ہے، اور کچھ لوگ پرویژن اسٹور میں کھانے پینے کی چیزیں اور فاسٹ فوڈ بیچتے ہیں، جس کے متعلّق کچھ باتیں دریافت طلب ہیں:

(۱)...... پرویژن اسٹور میں شراب بیچنے کے لیے رکھنی پڑتی ہے، جس طرح شربت کی تیّار بوتل بیچی جاتی ہے اسی طرح کیا اس کو بیچ سکتے ہیں؟

(۲)...... فاسٹ فوڈ میں کھانے کی اشیاء کمپنی سے تیّار ہو کر آتی ہیں جو حلال نہیں ہوتیں، ہم صرف انھیں بیچتے ہیں، غیر شرعی طور پر ذبح کی ہوئی مرغی کے گوشت سے تیّار شدہ چیزیں فاسٹ فوڈ میں آتی ہیں، کیا ہم انھیں بیچ سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......(۱) شراب کے بارے میں شریعت میں سخت وعیدیں آئی ہیں، حدیث پاک میں وارد ہے کہ اس کے پینے والے، بنانے والے، بیچنے والے اور خریدنے والے سب پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔[2]

---

[1] غرض الواقف كنص الشارع. (رد المحتار: ٦ / ص٦٤٩)

[2] "قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَعَنَ اللهُ الْخَمْرَ، وَشَارِبَهَا، وَسَاقِيَهَا، وَبَائِعَهَا، وَمُبْتَاعَهَا، وَعَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَحَامِلَهَا، وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ". (سنن أبي داود / الرقم: ٣٦٧٤)

اس کو شریعت نے مال نہیں قرار دیا۔[1]

لہٰذا پرویژن اسٹور میں اس کا بیچنا حرام ہے، بوتل میں تیّار ہو یا کسی بھی اور صورت میں ہو اس کا بیچنا جائز نہیں۔

(۲)......جس مُرغی یا جانور کو شرعی طور پر ذبح نہ کیا جائے تو اس کے گوشت کو فاسٹ فوڈ کی دُکان میں بیچنا حرام ہے۔[2] (ہدایہ، عالمگیری)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کسی کی زمین غصب کرنا اور اس پر وعید

سوال: (۴۳۶) میرے چچا نے میری بہت ساری زمین پر غاصبانہ قبضہ کرلیا ہے، میں اس زمین کو عدالت کے فیصلے سے واپس لینا چاہتا ہوں، کیوں کہ وہ دنیوی لحاظ سے ایک بڑے آدمی ہیں اور میں غریب ہوں، اس لیے کورٹ کے فیصلے کے بغیر میرا حق ملنا مشکل ہے، تو ان حالات میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ ہمارے مذہب اسلام میں اس سلسلے میں سخت سے سخت سزا کیا ہے؟ وہ لکھی جائے تاکہ میں اسے گاؤں میں لوگوں کے سامنے پڑھ کر سناؤں تو شاید میرا مسئلہ حل ہو سکے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......اس دور میں اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے مسائل کے حل کے لیے ہمارے پاس نہ اسلامی حاکم اور نہ قاضی ہے اور موجودہ سرکار کے ججوں کے پاس سے ہمیں انصاف ملنے کی امید بھی نہیں ہے، ایسی صورت میں آپ کے مسئلے کا حل ایک ہی ہے کہ جس شخص نے آپ کی زمین غصب کی ہے اس کو سمجھایا جائے، اس کے پاس نیک اور دین دار لوگوں کو بھیج کر اس کے دِل میں اس غلط کام کے سلسلے میں خوفِ خدا پیدا کیا جائے اور دوسرے کی زمین غصب کرنے پر حدیث شریف میں جو وعیدیں وارد ہوئی ہیں وہ اس کو سنائی جائیں، جیسا کہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کی ایک بالشت برابر بھی زمین غصب کرے گا اسے قیامت کے

---

[1] "إِنَّ مَحَلَّ الْبَيْعِ هُوَ الْمَالُ، وَإِنَّهُ اسْمٌ لِمَا يُبَاحُ الِانْتِفَاعُ بِهِ حَقِيقَةً وَشَرْعًا، وَلَمْ يُوجَدْ، فَلَا يَكُونُ مَالًا، فَلَا يَجُوزُ بَيْعُهَا كَبَيْعِ الخَمْرِ". (بدائع الصنائع: ٦ / ص٤٥١)

[2] "لَا يَجُوزُ بَيْعُ ذَبِيحَةِ الْمَجُوسِيِّ، وَالْمُرْتَدِّ، وَغَيْرِ الْكِتَابِيِّ، وَكَذٰلِكَ لَا يَجُوزُ بَيْعُ مَا تُرِكَتِ التَّسْمِيَةُ عَلَيْهِ عَمْدًا. كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ". (الفتاوى الهندية: ٣ / ص١٢٣، ط: بيروت)

دِن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ [1]

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ اس کو لعنت کا طوق پہنایا جائے گا۔ نیز حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو گوشت حرام مال سے پرورش پائے گا وہ جہنّم میں جانے کا زیادہ حقدار ہے۔ [2]

اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اور بات اس کے دِل میں اُتر جائے تو بہتر ہے، ورنہ اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے اور آپ صبر سے کام لیں، اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے بھی بہتر بدلہ دے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شرکت کے کاروبار میں شریک کا اپنے کام کے علاوہ دوسرا کام کرنا

سوال: (۴۳/۷۴/۱۲) یحییٰ نے زید کے ساتھ مل کر مشترک کاروبار شروع کیا، یحییٰ ایک جگہ ملازمت کرتا ہے اور زید دکان سنبھالتا ہے، کاروبار اچھّا خاصا جم گیا، زید کو اچھّا منافع ملتا ہے، اب زید اس دکان میں دوسرے ملازمین کو طے کر کے کام کرواتا ہے، اس میں ایک تیسرا بھی شریک ہے، وہ بھی برابر کی محنت کرتا ہے، فی الحال زید نے الگ سے ایک اور کاروبار شروع کیا ہے، جس میں وقت دینے کی وجہ سے پہلے والا کاروبار متاثّر ہوتا ہے، جس کی وجہ سے پہلے والے دو شریکوں کا نقصان ہوتا ہے، تو زید کی اس طرح کی کمائی درست ہے یا حرام؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... زید اگر اپنے سرمایے سے اپنے وقت میں اپنا الگ کاروبار کرے تو اس کے لیے اس طرح اپنے الگ وقت میں کاروبار کرنا جائز ہے اور یہ کمائی بھی حلال ہے۔

البتہ زید اپنے الگ کاروبار میں مشغولی کی وجہ سے پہلے کاروبار (یحییٰ کے ساتھ شرکت والا) میں جتنا وقت دینے کی شرط لگائی ہوا اتنا وقت نہ دیتا ہو اور اس کی وجہ سے اگلے کاروبار میں نقصان ہوتا ہو تو یہ نقصان زید کے پاس سے وصول کر سکتے ہیں۔ (شرکت ومضاربت عصر حاضر میں: ۲۹۰، مولانا محمد عمران اشرف عثمانی، کاروباری مسائل اور ان کا شرعی حل: ۵۷، از افادات حضرت مفتی احمد صاحب خان پوری دامت برکاتہم، ترتیب واضافہ: مفتی اسماعیل ماہی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] "مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ مِنَ الْأَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ". (صحيح البخاري / الرقم: ٢٤٥٣، و٣١٩٥)

[2] "إِنَّهُ لَا يَرْبُو لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ إِلَّا كَانَتِ النَّارُ أَوْلَى بِهِ". (سنن الترمذي / الرقم: ٦١٤)

ہرے رنگ کے مٹّی کے تیل کو سفید رنگ میں بتدیل کر کے بیچنا

سوال: (۴۸۸) ایک آدمی مٹّی کے تیل کا کاروبار کرتا ہے، مٹّی کا تیل ہرے رنگ کا ہوتا ہے اور اس کی قیمت فی لیٹر ڈھائی روپیے ہے، یہ آدمی اس کو ہرے رنگ سے سفید رنگ میں تبدیل کرتا ہے اور اس کو پندرہ روپیے لیٹر کے حساب سے بیچتا ہے، جس کی لوگوں کو خبر نہیں ہے، تو کیا اس طرح کرنا درست ہے؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا...... ہرے رنگ کے مٹّی کے تیل کو سفید بنا کر بیچنے میں حکومت کی طرف سے پابندی ہو اور اس کے قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہو تو اس طرح بیچنا ممنوع ہے۔[۱]

اسی طرح ہرے رنگ کو سفید رنگ میں تبدیل کرنے کی وجہ ہلکے مال کو اچھّا بتا کر لوگوں کے پاس سے زیادہ پیسے وصول کرنا ہو تو یہ دھوکہ ہے، اس طرح کرنا بھی جائز نہیں ہے۔[۲]

اگر ان دو خرابیوں میں سے کوئی بھی خرابی نہ ہو یعنی نہ تو قانون کے خلاف ہو اور نہ ہی لوگوں کو دھوکہ دینا ہو کہ اس سے کسی کا نقصان ہو، تو ایسی صورت میں اس طرح بیچنا جائز ہے۔ (کتب فقہ وفتاویٰ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مال کو بہت زیادہ نفع کے ساتھ بیچنا اور اس کے متعلّق دیگر سوالات

سوال: (۴۹۵) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت مفتی صاحب! میں چند سوالات کا حل چاہتا ہوں، افریقہ (موزامبک) میں میری ایک ہول سیل کی دکان ہے، اس کے متعلّق کچھ سوالات درجِ ذیل ہیں:

(۱)...... میں نے مال پچاس روپیے میں خریدا اور اس کو پانچ روپیے نفع کے ساتھ پچپن میں بیچا، اب مال بازار میں ختم ہو گیا ہے، لیکن میرے پاس موجود ہے، ایسا بعینہ مال یا تو بازار میں آئے گا نہیں یا آنے میں وقت لگے گا، تو کیا میں اس مال کو بجائے پچپن کے پینسٹھ یا ستر یا اسّی روپیے میں بیچ سکتا ہوں؟

---

[۱] "طَاعَةُ الإِمَامِ فيمَا لَيْسَ بِمَعصية وَاجبٌ، وَإِمَّا لِأَنَّ كُلَّ مَنْ يَسْكُنُ دولةً فَإِنَّهُ يَلتَزِمُ قَوْلاً أَو عَمَلاً بِأَنَّهُ يَتَّبِعُ قَوَانِيْنَهَا، وَحِيْنَئِذ يَجبُ عَلَيه اتِّبَاعُ أَحكَامِهَا، مَا دَامت تِلكَ القَوَانِيْنُ لَا تُجْبِرُ عَلَىٰ معصيةٍ دينيةٍ". (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: ص۱۶۳)

[۲] "مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّيْ". (صحيح مسلم / الرقم: ۱۰۲)

(۲)......میں نے کچھ مال پچاس روپے میں خریدا اور ساٹھ روپے میں بیچنے کی نیت کی تھی، پھر ارادہ بدل گیا کہ یہ مال بہت بِکتا ہے تو کیا میں اس کو ستر یا اسّی روپے میں بیچ سکتا ہوں؟

(۳)......کچھ فیکٹری والے ایک مہینے قبل بتا دیتے ہیں کہ آئندہ مال کا بھاؤ بڑھنے والا ہے، یعنی ابھی خرید قیمت پچاس سے آئندہ ساٹھ ہو جائے گی، تو کیا ابھی پچاس کے حساب سے مال خرید کر ذخیرہ (اسٹوک) کرسکتا ہوں؟ پھر ذخیرہ (اسٹوک) کرنے کے بعد پچپن میں بیچتا ہوں، پھر فیکٹری کا بھاؤ بڑھتے ہی میں اپنے بیچنے کا بھاؤ ستر یا اسّی روپے کرسکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......(۱) مذکورہ حالت میں آپ پچپن کے بھاؤ سے بِکنے والا مال ساٹھ، ستر یا اسّی کے بھاؤ سے بیچیں تو وہ جائز اور حلال ہے، لیکن اس طرح مجبوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ نفع لینا مروّت کے خلاف ہے۔[1]

(۲)......ساٹھ روپے میں بیچنے کی نیت کرنے کی وجہ سے اتنے ہی میں بیچنا ضروری نہیں ہے، ستر اسّی میں بھی بیچ سکتے ہیں، کیوں کہ شریعت میں نفع کا فی صد متعین نہیں ہے کہ اتنا ہی نفع لے سکتے ہیں، لیکن حد سے زیادہ نفع لینا مروّت کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵۸/۲۴)

(۳)......دس پندرہ دِن کے بعد مال کا بھاؤ بڑھ جائے گا اس اندیشے سے آپ مال کو موجودہ قیمت یعنی کم قیمت میں خرید کر اس نیت سے ذخیرہ کرلو کہ جب بھی دس پندرہ دِن کے بعد مال کا بھاؤ بڑھے گا تو زیادہ نفع حاصل کروں گا، تو اس طرح کرنا جائز ہے، یہ صورت شریعت کی جانب سے منع کردہ احتکار میں داخل نہیں ہے۔[2] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

زمین کی قیمت طے کیے بغیر مشتری کا اس پر قبضہ کر کے تبدیل کر دینا

سوال: (۴۹۶) کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام کہ مولانا اسماعیل ملّا صاحب نے ۱۹۹۱ء میں احمد آباد میں جناب اقبال بھائی منصوری کی زمین جو ان کی ملکیت میں ہے اس میں ایک مدرسہ بنانا چاہا، زمین

---

[1] "الثَّمنُ المسمّٰى هُوَ الثَّمَنُ الَّذيْ يُسمِّيهِ وَيُعَيِّنُهُ العَاقِدَانِ وَقتَ البيعِ بالتَّرَاضِي، سواءٌ كَانَ مُطابقًا لقيمتهِ الحقيقية، أَو نَاقِصًا عنها، أَو زَائِدًا عَليهَا". (شرح المجلة: ۲/ ص۲٤)

[2] "فَمَا كَانَ احتِكَارُهُ يُضِرُّ بالنَّاسِ مُنِعَ مُحتكِرُه من الحُكرةِ، وإِن لم يُضِرَّ بالنَّاسِ، وَلَا بالأَسواقِ، فَلَا بَأْسَ بِهٖ" (فقه البيوع: ۲/ ص۹۹٤)

خریدنے سے پہلے یا خریدنے کے وقت زمین کی کوئی قیمت طے نہیں ہوئی تھی، کیوں کہ مولانا سے میرے گہرے تعلقات تھے، لہٰذا میں نے ان پر بھروسہ کیا اور زمین ان کے سپرد کر دی، جس پر ادارے کی بلڈنگ بنادی گئی، ایک مدّت گزرنے کے بعد ۱۹۹۵ء میں مولانا اسماعیل صاحب نے مفتی ابراہیم آچھودی صاحب (استاذِ حدیث دارالعلوم گودھرا) کو راندیر بُلا کر کہا کہ میری معرفت دی ہوئی چندے کی رقم مجھے واپس کردیں اور جناب اقبال بھائی مدرسہ چلائیں، مفتی ابراہیم صاحب نے یہ پیغام جناب اقبال بھائی کو پہنچایا، جناب اقبال بھائی نے یہ بات منظور کرلی اور احمد آباد میں مولانا اسماعیل صاحب سے ملے اور کہا کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کے پاس جاکر مسئلہ نمٹادیں گے لیکن اب تک کچھ نہیں ہوا، اس وعدے کے پندرہ دِنوں بعد بجائے پالن پور آنے کے مولانا اسماعیل صاحب نے احمد آباد میں ایک میٹنگ کی جس میں حسب ذیل حضرات موجود تھے:

(۱) مولانا غلام محمد صاحب وستانوی (۲) حافظ ابراہیم صاحب پانولی (۳) حاجی عبدالصمد نورانی صاحب (۴) مفتی شبیر احمد صاحب احمد آبادی (۵) مفتی عبدالسلام شہراوی (۶) جناب حاجی صاحب دودھ والا (۷) جناب غلام دستگیر صاحب سٹار منور والے (۸) جعفر سلمان صاحب (۹) مقبول صاحب انکور (۱۰) جناب عرفان صاحب گولی والا۔

ان حضرات کی موجودگی میں جناب اقبال بھائی نے مولانا اسماعیل صاحب سے زمین کی قیمت کے بارے میں بار بار سوال کیا، لیکن مولانا اسماعیل صاحب نے بار بار جواب میں فرمایا کہ زمین کی کوئی قیمت طے نہیں ہوئی ہے، تقریباً پندرہ دِنوں بعد مولانا اسماعیل صاحب نے چند گواہوں کے رو بہ رو تحریراً یہ طے کیا کہ زمین کی قیمت مولانا اسماعیل صاحب اور جناب اقبال بھائی کی بات چیت کے مطابق طے کریں گے، لیکن افسوس کہ آج تک اس سلسلے میں مولانا اسماعیل صاحب نے اقبال بھائی سے کوئی میٹنگ نہیں کی۔

(۱)......اب سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح قیمت طے کیے بغیر زمین کا خریدنا شرعی طور پر صحیح ہوگا؟ یہ بیع صحیح ہوئی یا فاسد یا باطل؟

(۲)......اب ایک مدّت کے بعد قیمت طے کرنے کا شرعی طریقہ کیا ہوگا؟

(۳)......اگر زمین کا مالک قیمت لینا نہ چاہے اور اپنی زمین واپس لینا چاہے تو لے سکتا ہے یا

نہیں؟ اس کی شرعی صورت کیا ہوگی؟

مفتی ابراہیم صاحب کی وساطت سے بھیجا ہوا پیغام جناب اقبال بھائی کے منظور کر لینے کے بعد مولانا اسماعیل صاحب نے وعدے کے مطابق پالن پور نہ آکر منظور شدہ معاملہ نہیں نمٹایا اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......مذکورہ زمین کی بیع وشراء کے وقت جب ثمن کا ذکر نہیں کیا گیا تو شرعی اعتبار سے یہ بیع فاسد ہے۔[1]

اور بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ اگر بائع کی رضامندی سے مشتری نے مبیع پر قبضہ کرلیا تو مشتری اس کا مالک ہوجاتا ہے۔[2]

لیکن چوں کہ شرعی اعتبار سے اس میں فساد ہے اور اس فساد کو دور کرنا ضروری ہے اس لیے اگر یہ مبیع مشتری کے پاس اسی سابقہ حالت میں موجود ہو تو بائع اور مشتری دونوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس بیع کو فسخ کردیں۔[3]

اور اگر مشتری نے اس میں ایسا تصرف کیا جس کی بنا پر مبیع اپنی اصل حالت پر باقی نہیں رہی، جیسا کہ مبیع زمین تھی اور مشتری نے اس میں عمارت بنادی، یا درخت لگا دیے، تو چوں کہ اب مشتری کے اس تصرف کی وجہ سے شرعی اعتبار سے اس مبیع کو واپس کرنا متعذر ہوگیا اس لیے اب اس کا حکم یہ ہے کہ اس بیع کو فسخ نہ کیا جائے اور مبیع بھی واپس نہ کی جائے، بلکہ مشتری پر بائع کو اس مبیع (زمین) کی قیمت (بازاری بھاؤ) دینا ضروری ہوگا۔[4]

اور قبضے کے دِن کی قیمت کا اعتبار ہوگا یعنی مشتری نے جس دِن قبضہ کیا اس دِن کی قیمت

---

[1] "وَفَسَدَ بَيْعُ مَا سُكِتَ، أَيْ: وَقَعَ السُّكُوْتُ فِيهِ عَنِ الثَّمَنِ". (رد المحتار: ٤ / ص١١٨)

[2] (وَإِذَا قَبَضَ الْمُشْتَرِيُ الْمَبِيعَ برضًا) عَبَّرَ ابْنُ الْكَمَالِ بِإِذْنِ (بَائِعِهِ صَرِيحًا، أَوْ دَلَالَةً) بِأَنْ قَبَضَهُ فِي مَجْلِسِ الْعَقْدِ بِحَضْرَتِهِ (فِي الْبَيْعِ الْفَاسد)... (مَلَكَهُ) (رد المحتار: ٥ / ص٨٩)

[3] (وَ) يَجِبُ (عَلَىٰ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا (فَسْخُهُ قَبْلَ الْقَبْضِ) (أَوْ بَعْدَهُ مَا دَامَ) الْمَبِيعُ بِحَالِهِ. جَوْهَرَةٌ (فِي يَدِ الْمُشْتَرِي إِعْدَامًا لِلْفَسَادِ)؛ لِأَنَّهُ مَعْصِيَةٌ، فَيَجِبُ رَفْعُهَا". (رد المحتار: ٤ / ص١٤٠)

[4] (بَنَىٰ أَوْ غَرَسَ فِيمَا اشْتَرَاهُ فَاسِدًا)... (لَزِمَهُ قِيمَتُهُمَا) وَامْتَنَعَ الْفَسْخُ".

واجب ہوگی۔[1]

لہٰذا مذکورہ مسئلے میں مولانا اسماعیل صاحب کے پاس یہ زمین اگر اپنی اصل حالت پر باقی ہے تب تو ان پر ضروری ہے کہ وہ اس بیع کو فسخ کر دیں اور زمین بائع کو واپس کر دیں۔ اور خریدنی ہو تو نئے سِرے سے سودا کریں۔

اور اگر مولانا اسماعیل صاحب نے اس میں عمارت وغیرہ بنائی ہو تو بیع فسخ کر کے زمین واپس نہیں کی جائے گی، بلکہ مولانا پر بائع کے لیے اس کے قبضے کے دِن کی قیمت واجب ہوگی۔

رہی یہ بات کہ انھوں نے وعدے کے مطابق معاملہ نمٹانے کی کوشش نہیں کی تو اگر واقعۃً انھوں نے وعدہ کیا تھا تو ان کو یہ وعدہ پورا کرنا ضروری تھا، کیوں کہ شریعت میں وعدہ پورا کرنے کی بڑی اہمیت وارد ہوئی ہے، اس لیے وعدہ پورا نہ کر کے انھوں نے غلط کیا، لیکن اس کی وجہ سے مسئلے کے حکم میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

خریدار کے پاس سے کتنا منافع لے سکتے ہیں؟

سوال: (۵۲۰) ہم خریدار کے پاس سے کتنا منافع لے سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......شرعی اعتبار سے نفع کا کوئی فی صد طے نہیں ہے، لہٰذا آپ جتنا نفع لینا چاہیں لے سکتے ہیں، لیکن حد سے زیادہ نفع لینا مروّت کے خلاف ہے، اس سے بچنا چاہیے۔
(فتاویٰ محمودیہ: ۸/ ۲۴، شرح المجلۃ: ۲/ ۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ایسے غیر مسلم کو عطر بیچنا جو اُسے بتوں کو چڑھائے

سوال: (۵۲۱) ہمارا عطر کا کاروبار ہے، ہمارے پاس سے غیر مسلم بھی عطر خریدتے ہیں جو وہ لوگ اپنے دیوتاؤں کو چڑھاتے ہیں۔ تو کیا ہم ان کو عطر بیچ سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......آپ کے لیے ایسے لوگوں کو عطر بیچنے کی گنجائش ہے، لیکن اگر آپ کو بالیقین معلوم ہے کہ یہ لوگ عطر دیوتاؤں کو چڑھانے کے لیے ہی لے جاتے ہیں تو نہ بیچنا بہتر

---

[1] "وَإِلَّا فَبِقِيمَتِهِ) يَعْنِي إِنْ بَعْدَ هَلَاكِه، أَوْ تَعَذُّرِ رَدِّهِ (يَوْمَ قَبْضَهُ)؛ لِأَنَّ بِهِ يَدْخُلُ فِي ضَمَانِهِ، فَلَا تُعْتَبَرُ زِيَادَةُ قِيمَتِهِ كَالْمَغْصُوبِ". (الشامي: ٤ / ص١٤٠، ط: زكريا)

ہے۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

حرام مال سے کاروبار میں اضافہ کیا ہوتو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۲۶) ایک شخص کے پاس حرام کی کمائی ہے، جس سے اس نے بہت سامال اور کاروبار جمع کیا ہے اور اسی سے دکان وغیرہ بنائی ہے، اب یہ آدمی توبہ کرنا چاہتا ہے تو کیا توبہ کرنے سے اس کی کمائی حلال ہوجائے گی؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......جتنا مال حرام طریقے سے جمع کیا ہو اس کو واپس کرنا ضروری ہے، جن جن لوگوں کے پاس سے حرام مال لیا ہو اور ان کی خبر ہو تو ان کو واپس کرنا ضروری ہے، اور اگر وہ لوگ نہ ہوں، ان کا انتقال ہوگیا ہو تو ان کے وارثین کو واپس کرنا ضروری ہے، اگر وارثین نہ ہوں یا تحقیق کے باوجود وارثین معلوم نہ ہوسکیں تو پھر یہ حرام کا مال غریب محتاج لوگوں کو صدقہ کردے۔لیکن اس حرام مال کے ذریعے اس نے جو مال کمایا ہے اس کو حرام نہیں کہہ سکتے۔

(فتاویٰ محمودیہ: ۲۸/ ۳۷۳، مطبوعہ: میرٹھ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

ناچ گانوں کی کیسٹ بیچنے والے کا ہدیہ قبول کرنا جب کہ اس کا جائز کاروبار بھی ہو

سوال: (۵۲۸) ایک شخص ناچ گانے اور میوزک وغیرہ کی کیسٹ بیچتا ہے، اسی کے ساتھ اس کا دوسرا جائز کاروبار بھی ہے، دونوں کاروبار کی آمدنی ایک ڈِبّے میں رکھتا ہے، اب اگر اس آمدنی سے وہ ہدیہ دے تو اس کا ہدیہ لینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......اگر ہدیہ دینے والے شخص کی جائز اور حلال آمدنی حرام کے بالمقابل زیادہ ہو تو اس کا ہدیہ قبول کرسکتے ہیں، اور اگر حرام آمدنی زیادہ ہو تو ہدیہ قبول نہ کریں۔

(فتاویٰ عثمانی: ۴/ ۴۱۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

---

[1] "أَنَّ مَا قَامَتِ الْمَعْصِيَةُ بِعَيْنِهِ يُكْرَهُ بَيْعُهُ تَحْرِيمًا، وَإِلَّا فَتَنْزِيهًا. فَلْيُحْفَظْ تَوْفِيقًا".

(رد المحتار: ٦ / ص٤٢١)

فی صد کم آنے کی وجہ سے ڈونیشن دے کر ملازمت حاصل کرنا

جس طریقۂ علاج کی ڈِگری حاصل کی ہے اس کے علاوہ دیگر دوا بیچنا

سوال: (۵۲۹) میں نے بارہویں کلاس پاس کرنے کے بعد کالج میں ہومیو پیتھک کا ساڑھے چار سال کا کورس کیا ہے، بارہویں کے امتحان میں فی صد کم آنے کی وجہ سے پچھتّر ہزار (۷۵۰۰۰) روپیے ڈونیشن کے طور پر دیے ہیں، اگر ساٹھ ستر فی صد تک حاصل ہوں تو معمولی فیس وغیرہ ادا کرنی ہوتی ہے، اب میرا کورس ختم ہوگیا ہے اور دو سال تک ہسپتال میں تجربہ بھی حاصل کیا ہے، اب گاؤں میں میرا ذاتی دواخانہ بھی ہے، دواخانے میں ہومیو پیتھک دوا کے ساتھ انگلش دوا بھی استعمال کرتا ہوں، بلکہ زیادہ تر انگلش دوا ہی چلتی ہے، جس نے ہومیو پیتھک کا کورس کیا ہوا سے انگلش دوا کے استعمال کی انڈیا کے کچھ صوبوں میں اجازت ہے، کچھ میں نہیں۔

اب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس طرح ڈونیشن دے کر ڈِگری حاصل کرنا اور اس ڈِگری کے ذریعے آمدنی حاصل کرنا حلال ہے یا حرام؟ اور حکومت سے اجازت نہ ہونے کے باوجود انگلش دوا کے استعمال کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... فی صد کم ہونے کی وجہ سے جب قانوناً آپ کو داخلے کا حق نہیں تھا تو اس طرح ڈونیشن دے کر داخلہ لینا جائز نہیں تھا، کیوں کہ یہ رشوت ہے، جس کا لینا اور دینا دونوں حرام ہے، لیکن جب آپ نے داخلہ لے کر ڈِگری حاصل کر لی اور اس میں ماہر ہوکر پاس بھی ہو گئے اور حکومت نے آپ کو سرٹیفکیٹ بھی دے دیا ہے تو اب آپ کے لیے یہ آمدنی حلال ہے، رشوت دینے کا جو گناہ ہوا ہے اس سے توبہ واستغفار کیجیے، اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں۔

ہومیو پیتھک کی طرح انگلش دوا کا استعمال بھی اگر آپ نے اس فن کے کسی ماہر سے سیکھ لیا ہے اور سکھانے والے کو آپ پر اعتماد بھی ہے تو آپ یہ دوا استعمال کر سکتے ہیں، لیکن یہ چوں کہ قانوناً گناہ ہے، جس سے اپنی بے عزّتی ہونے کا خطرہ بھی ہے اس لیے اس سے بچنا بہتر ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عورت کا دکان سنبھالنا

سوال: (۵۳۱) میری ایک مطلقہ پھوپھی ہیں، ان کو اکیلا پن محسوس نہ ہو اس لیے وہ دکان میں عورتوں کی مخصوص چیزیں بیچتی ہیں، تو کیا اس طرح جب کہ دکان میں مکمّل پردے کا اہتمام نہیں ہوتا ان کا دکان پر بیٹھنا جائز ہے؟ اور ان کے ذریعے جو آمدنی حاصل ہو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......عورت کا اس طرح دکان پر بیٹھنا شرعی اعتبار سے جائز نہیں ہے، عورت کے لیے سخت ضرورت کے بغیر گھر سے نکلنا ممنوع ہے، اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو گھر میں رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ آپ کی پھوپھی کو چاہیے کہ وہ اس طرح دکان پر بیٹھنا بند کر دیں، اگر ان کو کاروبار کرنا ہے تو اپنے گھر میں عورتوں کے استعمال کی چیزیں رکھیں، اللہ تعالیٰ اس میں بھی برکت عطا فرمائیں گے اور سکون بھی نصیب ہوگا، کیوں کہ شریعت کے خلاف عمل کرنے سے بے چینی اور بے برکتی پیدا ہوتی ہے، جب کہ شریعت کے مطابق چلنے میں سکون اور برکت ہوتی ہے۔ (چند اہم عصری مسائل: مفتی زین الاسلام الہ آبادی، مفتی دار العلوم دیو بند، تفصیلی فتویٰ موجود ہے۔)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

وکیل کا مال کی قیمت بڑھا کر بیچنا اور اضافہ اپنے پاس رکھنا

سوال: (۵۵۵) میں سورت شہر میں ایک ہول سیل ڈیلر کے یہاں ملازمت کرتا ہوں، ڈیلر مجھے دو چار طرح کی چیزیں مثلاً سُپاری، دال اور مسالہ وغیرہ بیچنے کے لیے دیتا ہے اور متعین علاقے میں ان چیزوں کو بیچنا ہوتا ہے، ان چیزوں کی پیکنگ کر کے میں بیچتا ہوں، مجھے ڈیلر ۲۰۰ روپیے تنخواہ دیتا ہے، مارکیٹ میں گھومنے کا خرچ اور ٹراویلنگ خرچ مجھے نہیں دیتے، لیکن اس کے بدلے میں مجھے جو مال دیتے ہیں وہ ہول سیل کے حساب سے دیتے ہیں، میں بازار میں دو روپیے بڑھا کر مال بیچتا ہوں، تو اس شکل کی تجارت میں میرے لیے تنخواہ اور کمیشن دونوں لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......آپ کو بیچنے کے لیے جو مال دیا جاتا ہے اس کا مالک ڈیلر ہے، آپ تو صرف ان کے وکیل ہو، اس صورت میں آپ اس مال کو جتنی قیمت میں بیچو گے اس مکمّل قیمت کا مالک وہ ڈیلر ہے، آپ کے لیے اس میں سے کچھ بھی رقم نکالنا درست نہیں ہے، آپ صرف اپنی

محنت کے لیے جو دوسو (۲۰۰) روپیے متعین کیے گئے ہیں اسی کے حقدار ہیں۔
(فتاویٰ محمودیہ: ۲۵/۷ ،۶ مطبوعہ میرٹھ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مدرسے کا مکان بینک کو کرایے پر دینا

سوال: (۵۵۷) ہمارے گاؤں میں مدرسے کے کچھ مکانات ہیں جو کرایے پر دیے ہوئے ہیں، ان میں سے ایک مکان بینک کو کرایے پر دیا گیا ہے، تو کیا بینک کو کرایے پر دینا صحیح ہے؟ اور اس کرایے سے اساتذہ کو تنخواہ دے سکتے ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... بینک کا کاروبار سودی ہوتا ہے، اور سودی معاملات کے بارے میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، ان کو سامنے رکھتے ہوئے بینک کو مکان کرایے پر دینا یہ گناہ کے کام میں حصے دار بننا ہے۔ اور تعاون علی الاثم سے قرآن پاک میں منع کیا گیا ہے، قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدۃ:۲] لٰہذا مدرسے کا مکان بینک کو کرایے پر دینا جائز نہیں ہے۔ اگر کرایے پر دے دیا گیا ہو تو جلد اسے واپس لینے کی کوشش شروع کردی جائے۔ (جدید فقہی مسائل: ۲/ ۳۲۴) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شریک نے مشترکہ کھیت میں آم بوئے، پھر اس میں گیس لائن کی وجہ سے کھیت اور کھیتی کے نقصان کے پیسے ملے ہیں تو اس رقم کا حقدار کون ہے؟

سوال: (۵۷۵) (ضمان) ایک کھیت دو ایکر کا ہے، جس میں (۱) اسماعیل (۲) ابراہیم (۳) یوسف تینوں کے نام ہیں، اسماعیل بھائی بیرونِ ملک رہتے ہیں، انھوں نے کہا تھا کہ یہاں انڈیا کے وارثین اس کھیت کا نفع حاصل کر سکتے ہیں، اس میں میرا حصّہ نہ رکھا جائے، البتہ جب یہ کھیت بیچا جائے تو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے۔

پھر جب گذشتہ سال اس زمین میں ابراہیم کو آم اور چیکو کے درخت لگانے تھے تو اس نے یوسف سے کہا کہ اگر آپ آدھا خرچ دیں تو پیداوار میں آپ کا آدھا حصّہ ہوگا، یوسف نے کہا کہ مجھے اس کا شوق نہیں ہے اس لیے میں کوئی خرچ نہیں دوں گا، تم چاہو تو خرچ کرو۔

اب اس کھیت میں سے گیس کی لائن گزر رہی ہے، اس کی وجہ سے کچھ درختوں کا نقصان ہو رہا

ہے، گیس کی لائن چوں کہ کھیت میں سے گزر رہی ہے تو اس کے بھی پیسے مل رہے ہیں اور فصل کا جو نقصان ہوا اس کے پیسے الگ مل رہے ہیں، تو فصل کے نقصان کے عوض جو پیسے مل رہے ہیں ان میں یوسف کا حصّہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......کھیت کے نقصان کا جو عوض مل رہا ہے اس میں تمام شرکاء کا حصّہ برابر رہے گا۔ البتہ درخت کے نقصان کے عوض جو پیسے مل رہے ہیں ان کا حقدار صرف وہی شخص ہے جس نے درخت بوئے ہیں۔[1]

اور اگر فصل سب کی مشترک ہے تو نقصان کے عوض کے طور پر جو پیسے ملے ہیں وہ بھی مشترک ہوں گے۔[2] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بائع اور مشتری میں ثمن کی ادائیگی میں اختلاف ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۸۲) میں ایک ڈاکٹر ہوں، میرے یہاں دوا فروش آتا ہے جو مسلمان ہے، میں اس سے دوا خریدتا ہوں، اور جیسے جیسے پیسے آتے ہیں میں جمع کرواتا ہوں، ایک مرتبہ اس نے آکر کہا کہ آپ کا آٹھ ہزار (۸۰۰۰) روپیے کا بِل ادا کرنا باقی ہے، جب کہ میں نے وہ دیے ہیں اور میرے پاس یہ ادائیگی درج شدہ ہے، تو اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......آپ کے پاس گواہ نہیں ہیں، تو اب سامنے والے منکر سے قسم لی جائے گی، وہ قسم کھالے (کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ آپ نے فلاں بِل کے پیسے ادا نہیں کیے ہیں) تو آپ اس کو وہ رقم دے دو۔[3]

---

[1] "الْغُرْمُ بِالْغُنْم،... أَيْ: أَنَّ مَنْ يَنَالَ نَفْعَ شَيْء يَجبُ أَنْ يَتَحَمَّلَ ضَرَرُهُ مَثَلاً أَحَدُ الشُّرَكَاء فِي الْمَالِ يَلْزَمُه مِنْ الْخَسَارَة بنسْبَةِ مَا لَه مِنْ الْمَالِ الْمُشْتَرَك كَمَا يَأْخُذُ مِنْ الرِّبْح".

(درر الحكام في شرح مجلة الأحكام: ١ / ص٩٠)

[2] (تَقْسِيمُ حَاصِلَاتِ الْأَمْوَالِ الْمُشْتَرَكَةِ فِي شَرِكَةِ الْمِلْكِ بَيْنَ أَصْحَابِهَا بِنِسْبَةِ حِصَصِهِمْ".

(درر الحكام: ٣ / ص٢٦)

[3] "البَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي، وَالْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعىٰ عَلَيْهِ". (سنن الترمذي / الرقم: ١٣٤١)

مذکورہ مسئلے کی مزید وضاحت:

سوال: (۵۸۸) دوا کا تاجر مجھ سے کہتا ہے کہ آپ کے ذمّے میرے آٹھ ہزار (۸۰۰۰) روپیے باقی ہیں، اس کے پاس بِل کی کاپی ہے جس کو وہ بطورِ ثبوت پیش کرتا ہے، جب کہ میں نے وہ پیسے ادا کر دیے ہیں، میری کاپی میں بھی ثبوت موجود ہے کہ میں نے اسے پیسے ادا کر دیے ہیں، اس فتوے کے جواب میں آپ نے لکھا تھا کہ وہ اللہ کی قسم کھائے، کیوں کہ میرے پاس ثبوت نہیں ہے، اس لیے آپ پیسے دے دو، مگر میرے پاس بھی ثبوت ہے کہ میں نے پیسے دے دیے ہیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......شریعت میں صرف تحریر کو ثبوت نہیں مانا گیا ہے، بلکہ تحریر اس وقت ثبوت شمار ہوگی جب اس پر گواہ بھی بنائے گئے ہوں، اگر محض تحریر ہے جس پر کوئی گواہ نہیں ہے تو ایسی تحریر سے فیصلہ نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا جب آپ کے پاس بھی صرف تحریر ہے جس پر کوئی گواہ نہیں ہے تو شرعی اعتبار سے اس کو ثبوت نہیں کہا جا سکتا۔[۱]

﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ﴾ [البقرة : ۲۸۲]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کرایے پر لی ہوئی دکان دوسرے کو دینا
مالک کرایے دار سے کب واپس لے سکتا ہے؟

سوال: (۵۸۴) میں نے اپنی دکان سراج بھائی کو کرایے پر دی تھی، اس کا ایک ایگریمنٹ بھی کیا تھا جو ساتھ میں بھیج رہا ہوں، سراج بھائی نے سِلائی کا کام چھوڑ کر ہمیں پوچھے بغیر جنرل اسٹور اور ایس ٹی ڈی شروع کیا ہے، اب سراج بھائی کویت کام کے لیے جا رہے ہیں اور ہماری کرایے پر دی ہوئی دکان تیسرے شخص کو دے کر پارٹنر شپ کر رہے ہیں، تو کیا ہماری دکان سراج بھائی تیسرے شخص کو دے سکتے ہیں؟ جب کہ ہم نے دکان صرف اور صرف سراج بھائی ہی کو دی تھی۔

جن کے واسطے سے دکان کرایے پر دی تھی انھوں نے زبانی کہا تھا کہ میری ذمّے داری پر دکان کرایے پر دو، جب آپ کہو گے دکان خالی کروا دوں گا، یہ آدمی اِس وقت کینیڈا میں ہے، تو کیا میں

---

[۱] "البَيِّنَةُ عَلَى المُدَّعِيْ، وَاليَمِيْنُ عَلىٰ مَنْ أَنكَرَ". (الهداية: ٤ / ص۴۹۷)

اس دکان کا قبضہ مانگ سکتا ہوں؟ شریعت کی روشنی میں جواب مطلوب ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......کرایہ دار اور مالک کے درمیان کرایہ پر دینے کی مدّت پوری ہو جانے کے بعد اور اگر مدّت متعین نہ ہو تو مالک جب خالی کروانا چاہے اس وقت یا کرایہ دار اپنی خوشی سے چھوڑ دے اس وقت شرعی اعتبار سے کرایہ دار پر ضروری ہے کہ اس دکان کو مالک کے سپرد کردے۔(فتاویٰ رحیمیہ :۹/ ۲۸۴)

مالک کی رضامندی کے بغیر وہ دکان دوسرے کو کرایہ پر نہیں دے سکتا، لہٰذا مذکورہ صورت میں جب کرایہ دار اپنی خوشی سے دکان چھوڑ رہا ہے تو مالک اس کا قبضہ (ڈپازٹ ایڈوانس ہو تو واپس کر کے) مانگ سکتا ہے، جن لوگوں نے ذمّے داری لی تھی ان پر ضروری ہے کہ وہ اس دکان کا قبضہ حاصل کرنے کے لیے مالک کی مدد کریں۔(فتاویٰ رحیمیہ :۹/ ۲۸۵) واللہ اعلم۔کتبہ شبیر احمد دیولوی

مسلمان کا پٹاخے اور راکھی کا بیچنا

سوال:(۲۰۳)......(۱) غیر مسلمین کے تہوار کے متعلّق چیزوں کو بیچنا مسلمان تاجر کے لیے صحیح ہے یا نہیں؟ مثلاً دیوالی کے پٹاخے یا رَکشا بندھن میں راکھی وغیرہ بیچنا۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......جن چیزوں کا استعمال جائز اور ناجائز دونوں طریقے سے ہوتا ہو اُن کو تو بیچنے کی اجازت ہے، لیکن جن چیزوں کا صرف ناجائز کاموں میں استعمال ہوتا ہو یا جو چیزیں غیر قوموں کا شعار ہوں یا جن چیزوں سے مذاہب باطلہ کے عقیدۂ باطلہ کی اعانت، ترویج یا تقویت ہوتی ہو تو ایسی چیزوں کی خرید وفروحت جائز نہیں ہے۔[1]

پٹاخے اور راکھی میں بھی مذکورہ وجوہ موجود ہوں تو مسلمان تاجر کے لیے ان چیزوں کا بیچنا جائز نہیں ہے۔(فتاویٰ قاسمیہ: ۲۴/ ۲۷۸، مستفاد از احسن الفتاویٰ:۶/ ۵۴۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

قرعہ خریدنا اور اس کی دوصورتیں

(۲)......قرعہ خریدنا اس طور پر کہ اس میں کوئی چیز نکلے یا نہ نکلے، دوسری صورت یہ کہ کوئی نہ

[1] "الأَصْلُ فيْه: أَن مَا أَمكَنَ استِعماله في مباحٍ جَازَ بيعُهُ، وَمَا لَم يُمكِنْ استِعْمَالُهُ بطريقٍ مباحٍ لا يجوزُ بيعُهُ؛ لكونِه غيرَ مُتقوَّمٍ شرْعًا". (فقه البيوع: ۲/ ۱۱۵۰)

کوئی چیز ضرور نکلے، خواہ قرعہ کی قیمت سے کم ہو یا زیادہ۔ یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......قرعہ کی جو پہلی صورت لکھی ہے اس کے ناجائز ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، کیوں کہ اس میں تعلیق التملیک علی الخطر ہے، جو شرعی اعتبار سے ناجائز اور باطل ہے۔ (فتاویٰ حقانیہ: ۶/ ۶۳)

دوسری صورت بھی ابتدائی شکل میں تو فاسد ہے، کیوں کہ اس میں مبیع متعین نہیں ہے، بعد میں (انتہاءً) اگرچہ یہ تاویل ممکن ہے کہ قرعہ خریدنے کے بعد جو چیز نکلی ہے اسی کو مبیع مان لیا جائے اور قرعہ خریدنے کے لیے جو پیسے دیے تھے ان کو ثمن مان لیا جائے، پھر اس لین دین کو مستقل خرید وفروخت تصوّر کیا جائے، جس سے دونوں فریق رضامند بھی ہیں، اور اب مبیع وثمن بھی متعین ہیں، لہٰذا انتہاءً اس معاملے کو درست مان سکتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں اس اِسکیم کے پیچھے قمار والا ذہن کارفرما ہے، لہٰذا یہ کراہت سے خالی نہیں۔ (کتب فتاویٰ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

دودھ ڈیری میں دودھ فروخت کرنے کے وقت قیمت کا مجہول ہونا

سوال: (۲۲۷) دودھ ڈیری میں جب دودھ بیچتے ہیں تو اس کی قیمت فیٹ کے حساب سے ملتی ہے، گویا مبیع کی قیمت مجہول ہوتی ہے، متعین نہیں ہوتی، تو اس معاملے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......بیع وشراء کے وقت مبیع کا ثمن طے کرنا ضروری ہے، اگر مبیع کا ثمن متعین نہ ہو تو یہ معاملہ شرعاً صحیح نہیں ہوتا، صورتِ مسئولہ میں بھی دودھ بیچتے وقت اس کا ثمن طے نہیں ہوتا، لہٰذا اس طرح کا معاملہ شرعاً صحیح نہیں ہے۔

البتہ دودھ بیچتے وقت بائع اور مشتری دونوں روزانہ دودھ کی صفت معلوم کر کے ثمن طے کر لیں یا ایک مرتبہ ثمن طے کر کے مہینے بھر کے لیے اس کو متعین کر دیا جائے کہ پورا مہینہ اسی ثمن پر دودھ لیا جائے گا، تو یہ بیع وشراء صحیح ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۳/ ۳۴۳، فتاویٰ رحیمیہ: ۹/ ۲۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سودی قرض کی ایک شکل اور جواز کی متبادل شکل

(۳)......ایک شخص نے کسی سے بطورِ قرض پیسے لیے، اس شرط کے ساتھ کہ میرے یہاں جب یہ چیز بنے گی تو تمھیں کم قیمت میں دوں گا اور خریدار بھی اس کے لیے قرض لینے والا ہی لائے گا، مثلاً اینٹ بنانے والے نے ایک شخص کے پاس سے ایک لاکھ روپیے لیے اس شرط کے ساتھ کہ جب اینٹیں بنیں گی تب تجھے کم قیمت میں دوں گا، جب اس شخص کی اینٹیں تیّار ہوگئیں تو ایک لاکھ میں جتنی اینٹیں آسکتی ہیں ان سے زیادہ دیں، پھر اس قرض خواہ سے اینٹوں کو خریدنے کے لیے خریدار بھی اینٹ بنانے والا ہی لایا۔ تو اس طرح زائد پیسے لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......سوال میں مذکورہ صورت جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس میں قرض دے کر زائد نفع وصول کیا جا رہا ہے۔[1]

کیوں کہ اس صورت میں مدد کی حقیقت ہی یہ ہے کہ کس شخص کو قرض دے کر اس کے بدلے میں پہلے سے طے کر کے کسی بھی طرح سے زائد کا مطالبہ کیا جائے۔[2]

نیز اگر اس معاملے کو ایک عقد تصوّر کیا جائے تب بھی شرط کے ساتھ خرید وفروخت (ایسی شرط جس میں خریدار یا بیچنے والا دونوں میں سے کسی ایک کا فائدہ ہو) ہونے کی وجہ سے بھی مذکورہ صورت جائز نہیں۔[3]

البتہ اس کی ایک جائز صورت یہ ہوسکتی ہے کہ شروع میں اس رقم کو قرض کے طور پر نہ لیا جائے، بلکہ بیع سلم کے طور پر مبیع کی قیمت (رأس المال) لی جائے اور اینٹوں کو مبیع (مسلم فیہ) بنالیا جائے اور خریدار کی کوئی شرط نہ لگائی جائے۔ اور بیع سلم کے درست ہونے کی جتنی شرطیں ہیں ان کا لحاظ کر کے معاملہ کیا جائے۔ (مستفاد از فتاویٰ قاسمیہ:۱۹/ ۵۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] "كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا فَهُوَ رِبًا". (قواعد الفقه لعميم الإحسان: ۲۳۰، ط: كراتشي)

[2] الرِّبَا فِي القروض: فَأَما في القروض فَهُوَ علىٰ وَجهَيْن، وَالْآخر أَن يَجُرَّ إِلىٰ نَفسه مَنْفَعَةً بِذٰلك الْقَرْضِ، أَوْ تَجُرَّ إِلَيهِ، وَهُوَ أَن يَبِيعهُ الْمُسْتَقْرِضُ شَيْئًا بِأَرخص مِمَّا يُبَاعُ".
(النتف في الفتاوىٰ: ۱ / ص۴۸۵، ط: مؤسسة الرسالة، بيروت)

[3] "لَا (بيعَ بشرط) (رد المحتار: ۷ / ص۲۸۱)

ادھار گاڑی زیادہ قیمت میں خرید کر قبضے کے بعد نقد کم قیمت میں بائع کو بیچنا

(۴)......اسی طرح کسی نے ساٹھ ہزار (۶۰۰۰۰) روپیے میں ایک گاڑی خریدی اور قیمت چھ ماہ بعد ادا کرنا طے کیا، پھر خریدنے والے نے یہی گاڑی جس کے پاس سے خریدی تھی اسے نقد پچاس ہزار میں بیچ دی، یعنی بظاہر دس ہزار کے نقصان کے ساتھ بیچ دی، لیکن ان پچاس ہزار روپیوں کو اس آدمی نے کاروبار میں لگایا، جس سے چھ مہینے کے بعد وہ روپیے ساٹھ ہزار ہو گئے، تو کیا اس طرح کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......یہ "شراء ما باع بأقل مما باع قبل نقد الثمن" کے قبیل سے ہے، اس لیے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

علالت کی وجہ سے امام نماز نہ پڑھا سکے تو کیا وہ تنخواہ لے سکتا ہے؟ اور کیا متولّی انھیں تنخواہ دے سکتا ہے؟

سوال: (۶۰۴)......(۱) ہمارے والد صاحب قصبہ ویرمگام کے مرکز میں ۳۵ سال سے امامت کر رہے ہیں، لیکن فی الحال بیمار ہونے کی وجہ سے نماز نہیں پڑھا سکتے، تو کیا ایسی حالت میں مسجد کی وقف شدہ رقم میں سے ان کا تنخواہ لینا صحیح ہے؟

(۲)......مسجد کے متولّی حضرات مسجد کی رقم میں سے تنخواہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳)...... ہمارے والد صاحب بیماری سے پہلے امامت کرتے تھے اور بیماری سے شفایاب ہونے کے بعد بھی امامت کا پختہ ارادہ ہے، تو کیا ان بیماری کے دِنوں میں وہ شرعاً معذور شمار ہوں گے؟ اگر شرعی اعتبار سے وہ معذور شمار ہوں تو کیا تنخواہ لینے کی کوئی صورت ہے؟ اگر کوئی صورت ہو تو قرآن و حدیث کی روشنی میں کتابوں کی عبارات اور حوالوں کے ساتھ جواب مطلوب ہے۔

نوٹ: ہمارے والد صاحب کی عمر فی الحال ۶۵ سال کی ہے۔ سرکاری اعتبار سے ۵۵ یا ۵۸ سال کی عمر میں آدمی رِٹائر ہوجاتا ہے، اس کے بعد ان کا پینشن جاری رکھا جاتا ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......مذکورہ سوال کا جواب ذکر کرنے سے پہلے معتبر مفتیانِ کرام

کے کچھ فتاویٰ نقل کرتا ہوں۔

سوال: سفر حج کی تنخواہ کا کیا حکم ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجۂ ذیل مسئلے کے بارے میں کہ ایک مولانا صاحب ایک مدرسے میں مدرّس ہیں، وہ فریضۂ حج ادا کرنے کے لیے تین ماہ کی رخصت لے کر حج کو چلے گئے ہیں، حج سے واپسی کے بعد اب وہ تین ماہ کی تنخواہ لینا چاہتے ہیں، تو کیا وہ ان تین ماہ کی تنخواہ کے مستحق ہیں؟ ان کے لیے یہ تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر سابق میں اس طرح کی تنخواہ دینے کی نظیر اس مدرسے میں موجود ہو تب تو اِس طرح تنخواہ دینے میں کوئی کلام ہی نہیں۔ اور اگر اس مدرسے میں اس کی نظیر موجود نہیں ہے لیکن قُرب وجوار کے مدارسِ دینیہ میں اس طرح تنخواہ دینے کا رواج ہے تب بھی اس طرح تنخواہ دینے میں کوئی شُبہ نہیں۔ اور اگر ایسا بھی نہیں ہے تو پھر چوں کہ اراکین مدرسہ، ذمّے داران وانتظامیہ قوم کے وکیل شمار ہوتے ہیں، اگر وہ عوام کی زبوں حالی کی بنیاد پر دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں، اس طریقۂ کار کی نظیر اپنے اکابر کے مدارس میں مل سکتی ہے۔ (نظام الفتاویٰ: ۲/ ۷۰ ۳)

سوال: ایامِ مرض کی تنخواہ

ایک مدرّس مدرسے میں پڑھانے کا ارادہ رکھتا ہے، اس مدرسے کا دستور ہے کہ ۱۰ ر شوال المکرّم سے تعلیم شروع ہوتی ہے، وہ مدرّس ۱۶ ر شوال کو آکر کہتے ہیں کہ میں دو دِن کے بعد آکر سبق شروع کروں گا، مگر وہ ایک ہفتے کے بعد آتے ہیں، آنے کے بعد پھر طبیعت ناساز ہوجاتی ہے، بالآخر ۲۹ ر شوال کو اسباق شروع کرتے ہیں۔ اس صورت میں وہ مدرّس ماہِ شوال کی تنخواہ کے مستحق ہوں گے یا نہیں؟

جواب: جن دو دِنوں کی رخصت لے کر گئے تھے اُن کی اجرت کے وہ مستحق ہیں، باقی کے نہیں، حاضری کے بعد ایامِ مرض کے مشاہرے کا فیصلہ ان کی شرائط عقد کے مطابق ہوگا۔ اور اگر بوقت عقد ایامِ مرض کے مشاہرے کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں کی گئی تھی تو مدارس کے عُرف پر عمل ہوگا، عام مدارس کا عُرف یہ ہے کہ ایامِ مرض کی اُجرت دی جاتی ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ۷/ ۲۸۳۔ ۲۸۴)

سوال: بیماری کی رُخصت کے لیے روحانی بیماری کا توریہ:

بعض احباب اپنے اخلاقی، معاشرتی اور روحانی امراض کی بِنا پر اپنی رخصت بڑھاتے ہیں،

ضابطے میں جتنی رخصتیں ہوتی ہیں ان سے زیادہ لیتے ہیں، مثلاً ایک ماہ کی رخصت بیماری کے نام سے خط کے ذریعے بڑھوائی، اسے اپنی روحانی بیماری کے علاج میں گزار کر واپس ہوئے اور پھر ملازمت شروع کردی، بیماری کے بہانے جو رخصت لی تھی اس کی تنخواہ بھی مل گئی، تو اس تنخواہ کا لینا کیسا ہے؟ کیوں کہ دفتر میں بیماری سے مُراد معروف جسمانی بیماری ہوتی ہے، اس ایک مہینے میں دفتر کا کوئی کام نہیں کیا، حالانکہ جسمانی بیماری جو معروف ہے وہ نہ تھی، روحانی بیماری کا توریہ کیا، تو اس تنخواہ کا شرعی حکم کیا ہے؟ اگر ناجائز ہو اور واپس لوٹانا مشکل ہو تو اس رقم کا مصرف کیا ہوگا؟ کیا ایسی رقم والدین یا دیگر رشتے داروں کو دی جاسکتی ہے؟ یا غرباء وفقراء پر تقسیم کردے؟ اس ملازمت میں مالک مسلم یا غیر مسلم ہونے کی وجہ سے تنخواہ کے جواز یا عدمِ جواز میں کیا فرق ہوگا؟ یہ سوال دور دراز ملک سے ایک صاحب نے پوچھا ہے، انھیں جلد جواب دینا ہے۔

جواب: مبتلا بہ خود جانتا ہے کہ کونسی بیماری زیادہ نقصان دہ اور خطرناک ہے، جس کے لیے رخصت کی ضرورت ہے، صورتِ مسئولہ میں توریہ درست ہے اور یہ تنخواہ بھی درست ہے، مالک کے مسلم یا غیر مسلم ہونے کی وجہ سے اس میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۵/ ۲۸۸)

سوال: زید نے پہلے سال چار مہینے تحصیل کا کام کیا، دوسرے سال بیماری میں مبتلا ہونے کی وجہ سے تحصیل نہ کرسکا، اس صورت میں اسے دوسال کی تنخواہ ملے گی یا صرف ایامِ تحصیل کی تنخواہ ملے گی؟

جواب: اس کے لیے مدرسے کی طرف سے کوئی ضابطہ ہے تو اس کے مطابق عمل کیا جائے، یعنی ایسے ملازم کو بیماری کی وجہ سے سال بھر میں جتنی رخصت مل سکتی ہو وہ مع تنخواہ ملے گی، اس سے زائد پر تنخواہ وضع ہوگی۔ اگر کوئی ضابطہ نہ ہو تو پھر دیگر مدارس میں جو ضابطہ ہو اس کے موافق عمل کیا جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ: ۱۵/ ۲۶۴)

مذکورہ بالا فتاویٰ کو مدّ نظر رکھتے ہوئے یہ باتیں سمجھی جاسکتی ہیں:

(۱)......جس مسجد یا مدرسے کا پہلے سے یہ قانون ہو کہ مسجد کے امام اور مدرسے کے مدرّس کو ایامِ مرض کی تنخواہ دی جائے گی تو اس صورت میں تنخواہ کا لینا اور دینا دونوں جائز ہیں، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

(۲)......مسجد اور مدرسے نے اس طرح کا کوئی قانون تو نہیں بنایا لیکن اس گاؤں یا شہر کی

دوسری مساجد میں یا قرب وجوار کی مساجد میں اس طرح کی بیماری کے دنوں کی تنخواہ دینے کا رواج ہوتو ایسی صورت میں بھی ایامِ مرض کی تنخواہ لینا اور دینا جائز ہے۔

(۳)...... مسجد یا مدرسے میں اس طرح کا قانون نہ ہو اور نہ ہی قرب و جوار میں یہ طریقہ معروف ہو تب بھی اس صورت میں اگر اس مسجد یا مدرسے کے متولّیان قوم کی بھلائی کے خاطر اپنی صواب دید کے مطابق تنخواہ دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا فتویٰ نمبر: (۱) میں حضرت مفتی نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ''اس طریقۂ کار کی نظیر اپنے اکابر کے مدارس میں مل سکتی ہے۔''

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اگر مذکور امام صاحب کو ان کی مجبوری و بیماری کے ایام کی تنخواہ کمیٹی اور متولّی کی طرف سے وقف کے مال میں سے دی جائے تو لینے اور دینے میں کوئی حرج نہیں۔

نیز اخلاقی تقاضا بھی یہی ہے کہ امام صاحب کو ان دِنوں کی تنخواہ دی جائے، جب کہ انھوں نے برسوں تک اس مسجد کی امامت کی ذمّے داری بحسن وخوبی سنبھالی ہے تو اب ان کی مجبوری کے دِنوں میں ان کو بے سہارا چھوڑ دینا مناسب نہیں ہے، بلکہ ایسے امام صاحب کو عمر کے تقاضے کے حساب سے رِٹائر کر کے پینشن کے طور پر تنخواہ جاری رکھنا اعلیٰ اسلامی اخلاق کا نمونہ ثابت ہوگا، جب کہ سرکاری کارندوں کو ایک مدّت تک ملازمت کے بعد زندگی کے آخری مراحل میں پینشن دے کر ان کی ماضی کی خدمت کی قدر کی جاتی ہے، تو خدّامِ دین کی قدر دانی بدرجۂ اولیٰ موجب ثواب ہوگی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

قمار کی ایک شکل اور اس سے حاصل ہونے والے پیسوں سے حج کرنا

سوال: (۶۱۵) ایک اِسکیم میں ایک لاکھ لوگ شامل ہوتے ہیں، جن میں سے ہر ایک کے پاس سے پچیس روپیے وصول کیے جاتے ہیں، پھر ہر ایک کے نام کی پرچی بنائی جاتی ہے، پھر اس میں سے پچیس پرچیاں اٹھائی جاتی ہیں، پرچی میں جس کا نام نکلے اس کو جمع کیے ہوئے پیسوں سے حج کروایا جاتا ہے، جن لوگوں کا پرچیوں میں نام نہیں نکلا ان کو بھی کوئی ایک چیز دے دی جاتی ہے، تو کیا اس طرح کے پیسوں سے پچیس افراد کو حج کے لیے لے جا سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... اس طرح کی اِسکیم چلانا یا اس اِسکیم سے ملے ہوئے پیسوں

سے حج کرنا یا کرانا جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ اِسکیم قمار اور سود پر مشتمل ہے، قمار شریعت میں کہتے ہیں تعلیق التملیک علی خطر کو، یعنی مالک بننے یا بنانے کا مدار ایسی چیز پر ہو کہ جس میں وجود وعدمِ وجود دونوں کا امکان ہو، یہاں بھی ایسا ہی ہے کہ حج میں جانے کے لیے اس رقم کا مالک بننا پرچی میں نام نکلنے پر موقوف ہے، جس میں نام نکلنے اور نہ نکلنے دونوں پہلوؤں کا امکان ہے۔

اور سود کہتے ہیں ایسے اضافے کو جو بغیر عوض کے حاصل ہو، یہاں بھی نام نکلنے والے کو جو اضافہ ملتا ہے وہ عوض سے خالی ہے، اس کو سود کہتے ہیں۔[1]

خلاصہ یہ ہے کہ یہ اِسکیم قمار اور سود پر مشتمل ہے، اور ان دونوں کا حرام ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے، لہٰذا جو اِسکیم قمار وسود پر مشتمل ہو وہ ناجائز ہوگی۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شوگر کمپنی کے شیرز کی خریداری پر ملنے والے پودوں کو بیچنا

سوال: (۶۱۶ / ۲) ایک شخص نے شوگر کمپنی میں شیرز خریدے ہیں، اس پر اسے کمپنی کی طرف سے گنّے کے پودے بونے کے لیے ملتے ہیں، اب شریز کا خریدار وہ پودے خود نہ بو کر دوسرے کو بیچ دے تو کیا وہ ان پودوں کی قیمت لے سکتا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... شریز خریدنے والے کو شوگر کمپنی کی طرف سے جو پودے ملتے ہیں انھیں شیرز کا خریدار بیچ سکتا ہے اور ان پودوں کے پیسے لینا اس کے لیے جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مدرّس کا بوقت تدریس چاشت کی نماز پڑھنا

سوال: (۶۱۶ / ۵) ایک عالم صاحب سات بجے سے دس بجے تک بچّوں کو پڑھاتے ہیں، سبق ہو

---

[1] "فَضْلٌ خَالٍ عَنِ العِوَضِ" (المبسوط للسرخسي: ۱۲ / ۱۰۹، ط: بيروت)

[2] (لِأَنَّهُ يَصِيرُ قِمَارًا) لِأَنَّ الْقِمَارَ مِنَ الْقَمَرِ الَّذِي يَزْدَادُ تَارَةً، وَيَنْقُصُ أُخْرىٰ، وَسُمِّيَ الْقِمَارُ قِمَارًا؛ لِأَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنَ الْمُقَامِرَيْنِ مِمَّنْ يَجُوزُ أَنْ يَذْهَبَ مَالُهُ إِلىٰ صَاحِبِه، وَيَجُوزُ أَنْ يَسْتَفِيدَ مَالَ صَاحِبِه، وَهُوَ حَرَامٌ بِالنَّصِّ، وَلَا كَذٰلِكَ إِذَا شُرِطَ مِنْ جَانِبٍ وَاحِدٍ؛ لِأَنَّ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ لَا تُمْكِنُ فِيهِمَا". (رد المحتار: ۹ / ۵۷۸، ط: بيروت)

جانے کے بعد پونے دس بجے وہ چاشت کی نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا ...... مدرّس اجیر خاص ہے، لہٰذا اس کے لیے جو وقت متعین کیا جائے اس میں وہ دوسرا کام نہیں کرسکتا۔ نماز کے متعلّق فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ اس وقت میں فرض نماز تو پڑھ سکتا ہے، اسی طرح بعض علمائے کرام نے سنّت مؤکدہ پڑھنے کی بھی اجازت دی ہے، مگر سنّت غیر مؤکدہ اور نوافل مدرسے کے اوقات میں نہیں پڑھ سکتے، لہٰذا اس وقت میں چاشت کی نماز پڑھنے سے بچنا چاہیے۔ (احسن الفتاویٰ: ۷/۳۰۱) واللہ تعالیٰ اعلم ۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بطورِ ڈپوزٹ حاصل شدہ رقم سے تجارت کرنا

سوال: (۶۳۲) ...... (۱) ایک شخص نے اپنا مکان زید کو ایک لاکھ روپیے ڈپوزٹ لے کر معمولی پچاس یا سو روپیے کے کرایے پر دیا ہے، مکان کا مالک ڈپوزٹ سے تجارت کرتا ہے، تو کیا اس کے لیے ڈپوزٹ کی رقم سے نفع حاصل کرنا جائز ہے؟ اور اس طرح زید کا مکان کرایے پر لینا صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا ...... اگر ڈپوزٹ کی حیثیت قرض کی مان لی جائے تو رائج کرایے سے کم کرایہ طے کرنا صحیح نہیں، کیوں کہ یہ معاملہ "كُلُّ قَرضٍ جَرَّ نَفْعًا فَهُوَ رِبًا" کے تحت درست نہیں ہے، یہ قرض سے ایک طرح نفع اٹھانا ہے جو کہ سود ہے۔ اور اگر اس رقم کو بدلِ خلو مان لیں تو یہ معاملہ جائز ہے۔ مکان کا مالک مستاجر کے پاس سے ڈپوزٹ کے طور پر جو رقم لیتا ہے اس میں بہتر تو یہی ہے کہ وہ رقم اسی طرح محفوظ رکھی جائے، پھر بھی اگر مکان مالک اس رقم کو اپنے کام میں خرچ کر دے (تجارت میں لگا کر نفع حاصل کرے) تو اس کی گنجائش تو ہے، لیکن کرایے کی مدّت پوری ہوتے ہی وہ رقم کرایے دار کو واپس کر دے۔ (اہم فقہی فیصلے رصفحہ: ۸۱)

مستاجر کا کرایے کا مکان مالک کی رضامندی سے دوسرے کو کرایے پر دینا

(۲) ...... زید کا مکان عبدالخالق نے کرایے پر لیا، پھر وہ مکان عبدالخالق نے احمد کو سالانہ پندرہ سو روپیے کے کرایے پر دیا، تو کیا عبدالخالق کا اس طرح مکان کرایے پر دے کر منافع حاصل کرنا درست ہے؟ جب کہ زید کو یہ معاملہ معلوم ہے اور اس کی وضاحت بھی عبدالخالق نے کی تھی کہ تم مجھے اپنا مکان ڈپوزٹ کے بدلے دو، پھر خواہ اس میں میں خود رہوں، یا خالی رکھوں، یا دوسرے کو دوں، زید اس

پر راضی ہے، تو کیا عبدالخالق کا اس طرح مکان کرایے پر دینا صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......عبدالخالق یہ مکان دوسرے شخص کو کرایے پر تو دے سکتا ہے لیکن اس نے زید کے پاس سے جتنے میں لیا ہے اتنا ہی کرایہ لے سکتا ہے، اس سے زیادہ نہیں، اگر زیادہ لیا ہے تو اسے صدقہ کردے، زائد کرایہ اس کے لیے اچھا نہیں ہے۔(فتاویٰ محمودیہ: ۲۵/ ۱۷۴)

سرکاری زمین پر دکانیں بنانا اوران سے کرایہ حاصل کرنا

(۳)......سرکاری زمین پر قبضہ کر کے دکانیں بنائی گئی ہیں، ان کو مالک کے پاس سے کرایے پر لے کر تجارت اور کاروبار کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......سرکار نے اگر اس زمین پر دکانیں بنانے کی نہ پیشگی اجازت دی ہو اور نہ بننے کے بعد، تو ایسی غیر قانونی دکانوں کو کرایے پر لینا اور ان میں کاروبار کرنا درست نہیں ہے۔(آپ کے مسائل اوران کا حل: ۷/ ۱۶۶)

وکیل بالاجارہ کا کرایے میں اضافہ کر کے اضافہ خود وصول کر لینا

(۴)......زید نے اپنا مکان عبدالخالق کو سونپ کر یہ کہا ہے کہ اس کو سنبھالو اور کرایے پر دے دو، اس جیسے مکان کا کرایہ عموماً دو ہزار روپیے ہوتا ہے، عبدالخالق اس مکان کو دو ہزار تین سو یا دو ہزار چار سو روپیے میں کرایے پر دیتا ہے اور زائد تین سو یا چار سو روپیے خود رکھ لیتا ہے، تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......عبدالخالق کے لیے اس طرح تین سو یا چار سو روپیے زائد لینا جائز نہیں ہے۔(فتاویٰ محمودیہ: ۲۵/ ۷۵)

مالک کی اجازت سے مستاجر کا مکان کرایے پر دے کر اضافہ حاصل کرنا

(۵)......عبدالخالق زید کے پاس سے پچیس سو (۲۵۰۰) روپیے میں مکان کرایے پر لے، پھر وہ زید سے کہے کہ یہ مکان میں کرایے پر دے کر زائد تین سو یا چار سو روپیے خود رکھ لوں گا، تو کیا عبدالخالق کے لیے اس طرح اضافہ وصول کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......اگر زید نے عبدالخالق سے کہا ہو کہ میرا یہ مکان کسی کرایے دار کو دو ہزار میں کرایے پر دے دے اور کرایے سے جو کچھ زائد وصول ہو وہ تو لے لینا، تو اس صورت

میں عبدالخالق کے لیے زائد رقم لینا جائز ہے۔

اجیر کے ذمّے دار کا ذمّے داری کی تنخواہ لینا

(۶)......ایک آدمی کے پاس لوگ بطورِ ملازمت کام طلب کرنے کے لیے آتے ہیں، یہ آدمی کسی بھی سوسائٹی، دکان یا بلڈنگ وغیرہ میں واچمین (دربان) کی ضرورت ہو تو اپنی ذمّے داری پر آدمی دیتا ہے اور اس کی تنخواہ مثلاً دو ہزار روپیے طے کرتا ہے، پھر ذمّے دار سوسائٹی والوں کے پاس سے پچیس سو (۲۵۰۰) روپیے وصول کرتا ہے، ذمّے دار کی ذمّے داری ہوتی ہے کہ دربان کوئی جُرم وغیرہ نہ کرے، اگر ایسا کوئی بھی معاملہ پیش آئے تو وہ اس کا ذمّے دار ہوتا ہے، تو کیا اس طرح کمیشن پر لوگوں کی ملازمت طے کرنا درست ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......مذکور شخص نے اگر سوسائٹی والوں سے خلاصہ کیا ہو (یا اس بات کی عرف کے مطابق پہلے سے خبر ہو) کہ دربان کی جو تنخواہ طے ہوئی ہے وہ اس کو دوں گا، اور زائد پانچ سو روپیے دربان کی طرف سے جو ذمّے داری قبول کی ہے اس کے بدلے میں لوں گا، تو اس صورت میں ذّمے دار کے لیے زائد رقم لینا صحیح ہے۔(دینی مسائل اور ان کا حل: ۲۸۷، مستفاد از کتاب النوازل: ۱۲/ ۳۴، مفتی سلمان صاحب منصور پوری)

اجیر سے مقرّرہ اصول میں کوتاہی ہونے پر اس کی تنخواہ کاٹنا

(۷)......مذکورہ صورت میں ذمّے دار آدمی دربان کے سامنے پہلے ہی سے تمام اصول و ضوابط بیان کر دیتا ہے کہ اگر تم رات کو سوتے ہوئے پکڑے گئے تو دو دِن کی تنخواہ کاٹ دی جائے گی، یا بغیر رخصت کے غیر حاضر رہے تو دو دِن کی تنخواہ کاٹ دی جائے گی، پھر مہینہ مکمّل ہوتے ہی سوسائٹی والے پوری تنخواہ ذمّے دار کو پہنچا دیتے ہیں، پھر ذمّے دار آدمی دربان سے اگر کوتاہی ہوئی ہو تو تنخواہ کاٹ کر اسے دیتا ہے، اور یہ کٹی ہوئی تنخواہ ذمّے دار خود لے لیتا ہے، تو کیا اس کے لیے لینا درست ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......دربان کے سامنے پہلے سے اس کی وضاحت ہو چکی ہو کہ کوتاہی کرنے پر تمھاری تنخواہ کٹ جائے گی اور دربان اس شرط پر راضی بھی ہو، تو مذکورہ صورت میں کوتاہی پر اس کی تنخواہ کاٹنا تو درست ہے، لیکن یہ کٹی ہوئی تنخواہ کے پیسے سوسائٹی والوں کے ہوں گے،

مذکور ذمّے دار ایجنٹ کے نہیں، البتہ اگر پوری سوسائٹی والے یہ پیسے اپنی رضامندی سے ذمّے دار کو دے دیں تو اس کے لیے لینا جائز ہے۔(فتاویٰ دار العلوم: ۵/۲۰۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

قرعہ اندازی سے بھینس کی قیمت طے کرنا

سوال:(۲۶۰) میرے بھائی نے ایک تاجر کے پاس سے بھینس اس طریقے پر خریدی کہ بھینس کی قیمت کے پانچ قرعے ڈالے جائیں گے، جن میں سے ہر ایک میں بھینس کی الگ الگ قیمت لکھی ہوئی ہوگی، مثلاً ایک قرعے میں ایک ہزار، دوسرے میں دو ہزار، تیسرے میں تین ہزار، اس طرح کل پانچ قرعے ڈالے گئے، ان میں سے ایک قرعہ اٹھایا گیا جس میں بھینس کی قیمت ایک ہزار نکلی، تو ایک ہزار روپیے دے کر بھینس خرید لی، تو کیا اس طرح خرید وفرخت کا معاملہ جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......شرعی حکم کے مطابق یہ معاملہ درست نہیں ہے، کیوں کہ شرعی قانون کے اعتبار سے چیز کی قیمت پہلے سے طے ہونا ضروری ہے کہ قیمت کتنی ہوگی؟ ایک ہزار، دو ہزار، تین ہزار یا چار ہزار؟ جو کچھ بھی طے ہو۔[1]

اس طرح قرعہ اندازی سے قیمت طے کرنا شرعی اعتبار سے جوا ہے، جیسا کہ جُوے کی تعریف سے واضح ہے۔[2]

یعنی مالک بننے یا بنانے میں معاملہ کسی احتمال پر معلق رکھنا، مذکورہ معاملے میں یہی خرابی پائی جاتی ہے، لہٰذا شرعی اعتبار سے یہ معاملہ درست نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

پتنگ بیچنے کا کاروبار کرنا

سوال:(۲۶۸) میں پتنگ بیچتا ہوں، تو کیا پتنگ بیچنا جائز ہے یا حرام؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......شرعی اعتبار سے پتنگ اُڑانا ناجائز اور ممنوع ہے، لہٰذا اسے بیچنا گناہ کے کام میں تعاون کرنا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے:

---

[1] "أَمَّا الشَّرَائِطُ، مِنْهَا: أَنْ يَكُونَ الْمَبِيعُ مَعْلُومًا، وَثَمَنُهُ مَعْلُومًا عِلْمًا يَمْنَعُ مِنَ الْمُنَازَعَةِ".
(بدائع الصنائع: ٦ / ٥٩٨)

[2] "تَعْلِيْقُ التَّمْلِيكِ عَلىٰ خَطَرٍ". (رد المحتار: ٧ / ٢٥٥)

﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدۃ : ۲]

’’گناہ کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون مت کرو۔‘‘

اس سے معلوم ہوا کہ جن چیزوں کی تجارت سے گناہ کے کاموں میں تعاون ہوتا ہواور ان کو فروغ ملتا ہوان کو بیچنا اور خریدنا ناجائز اور ممنوع ہے،لہٰذا پتنگ بیچنے کا کاروبار ناجائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

Am Way کمپنی کی اِسکیم میں حصّہ لینا

سوال: (۶۸۱) Am Way کمپنی کی اِسکیم میں حصّہ لینا شرعی اعتبار سے جائز ہے یا نہیں؟ اس اِسکیم کی پوری تفصیل ساتھ میں ملحق کاغذ میں درج ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......خرید وفروخت ہو، محنت مزدوری ہو یا کاروبار ہو، یا کسی اِسکیم میں حصّہ ہو، ہر ایک کے لیے مذہب اسلام نے قانون بنائے ہیں، ہر مسلمان کے لیے ان قواعد و قوانین کا لحاظ ضروری ہے اور ان قوانین کی حد میں رہ کر کاروبار کرنا ضروری ہے، اور جو کاروبار یا اِسکیم شرعی قوانین کے خلاف ہو اس میں حصّہ لینا جائز نہیں ہے، Am Way کمپنی کی جو اِسکیم ساتھ دیے گئے کاغذ میں مذکور ہے وہ خلافِ شریعت ہے، لہٰذا اس اِسکیم میں حصّہ لینا درست نہیں ہے۔ اور ایک مسلمان کے لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔(جدید فقہی مسائل: ۱۴۶/۵ تا ۱۵۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

وکیل بالبیع کا ثمن کی زیادتی کو اپنے پاس رکھنا

سوال: (۷۰۳) ایک شخص نے ایک آدمی کو کسی چیز کے بیچنے کا وکیل بنایا اور کوئی قیمت طے نہیں کی، وکیل نے وہ چیز بیچ دی، لیکن چھ مہینے بعد مشتری اس چیز کو لینے کے لیے آیا، اس نے ثمن نہیں دیا تھا، اب جب کہ اس کی قیمت بڑھ گئی تھی تو وکیل نے اس کو زیادہ قیمت وصول کر کے دی اور زیادتی اپنے پاس رکھ لی، تو کیا وکیل کے لیے زیادتی لینا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......وقت پر قیمت ادا نہ کرنے کی وجہ سے وکیل نے پہلی بیع فسخ کر کے اس کے ساتھ نئے سِرے سے دوسری بیع زیادہ ثمن (قیمت) سے کی ہو تو یہ زیادتی وکیل کے

لیے لینا جائز نہیں ہے، یہ مکمّل قیمت اس کی ہوگی جو اس سامان کا مالک ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۵/۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ایک شریک کا اپنا حصّہ اس حالت میں بیچنا کہ اس پر دوسرے شریک کا قرض ہو

سوال: (۷۰۴) دو شخصوں کے کھیت ساتھ میں تھے، اس لیے انھوں نے اپنے کھیت میں مل کر شرکت میں بجلی کا انتظام کیا، جس کے لیے کل دس ہزار روپیے خرچ ہوئے، عمرو نے نو ہزار روپیے دیے اور ایک ہزار روپیے بکر نے دیے، پھر بکر نے اپنا کھیت بیچ دیا، تو اسے بجلی کے انتظام کے لیے کیے گئے خرچ کا حصّہ عمرو کو دینا ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......عمرو نے اس وقت جو خرچ کیا تھا وہ بکر پر دینا ضروری ہے۔

(مستفاد از فتاویٰ قاسمیہ: ۲۰/۵۰) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

حادثے میں موت کے بیمہ کی رقم وصول کرنا

سوال: (۷۰۹/۲) میری ایک بہن انگلینڈ میں مقیم ہیں، ان کا لڑکا جو وہاں اسکول کی تعلیم حاصل کرتا تھا سترہ سال کی عمر میں پانی میں ڈوب جانے کی وجہ سے انتقال کرگیا، وہاں کی اسکول میں بیمہ لازم ہے، لہٰذا لڑکے کے لیے بیمہ کمپنی نے بیمہ کی رقم کی منظوری دی ہے، لیکن اس رقم کو وصول کرنے کے لیے والدین کی رضامندی اور ان کے دستخط ضروری ہیں، ان کے دستخط کے بغیر وہ رقم نہیں مل سکتی، تو کیا یہ رقم حاصل کرنا جائز ہے؟ اس رقم کو والدین خود استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اگر وہ خود استعمال نہ کرسکتے ہوں تو یہ رقم غریبوں کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ میری بہن کے مکان کی لون ادا کرنا بھی باقی ہے، تو کیا اس رقم سے اس لون کو ادا کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......ویسے تو بیمہ کے ذریعے حاصل ہونے والی رقم لینا ناجائز اور حرام ہے، لہٰذا اسے حاصل کرنے کے لیے اجازت نہیں دی جاسکتی۔

لیکن اگر اس طرح کی رقم ہم نہ لیں تو وہ رقم اسلام کے خلاف مکر اور سازشوں میں استعمال کی جاتی ہے، اس لیے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ وہاں اس طرح کی رقم لے لینی چاہیے اور غریب مستحقین کو دے دی جائے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی آپ اجازت دے سکتے ہو، لیکن اس میں آپ کی طرف

سے ادا کی گئی رقم سے زائد جو رقم ہو (کیوں کہ آپ کی جانب سے ادا کردہ رقم تو آپ کے لیے حلال ہے) اس کا استعمال آپ نہیں کر سکتے، اسی طرح آپ کی بہن کے گھر کی لون کی ادائیگی کے لیے بھی استعمال نہیں کر سکتے، بلکہ غریبوں میں صدقہ کر دیا جائے۔ (مستفاد از فتاویٰ رحیمیہ: ۲۰/ ۴۸۸، ۴۹۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

دھمکی دے کر مال خریدنا یا بیچنا اور ایسا کرنے والے کے ساتھ شرکت کرنا

سوال: (۷۱۲) ہمارے کارخانے کے پاس کئی سالوں سے ایک چھوٹی سی آفس ہے جس میں فِردوس اور سلیمان نامی دو شخص شرکت میں کاروبار کرتے ہیں، ان کے آدمی پورے دِن فون کے ذریعے جاسوسی کرتے رہتے ہیں، جب کوئی شخص ہمارے کارخانے میں مال لے کر آتا ہے تو اس کو دھمکی دی جاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ شخص مال لے کر واپس چلا جاتا ہے، یا مجبوراً اپنا مال اسی فردوس کو بیچ دیتا ہے، اگر ہمارا کوئی خریدار ہم سے سامان خرید کر جاتا ہے تو یہ اسے بھی دھمکی دیتا ہے، تو وہ مال خریدنا چھوڑ دیتا ہے، فِردوس کے شریک سلیمان سے جب اس سلسلے میں بات کی گئی تو اس نے کہا کہ فِردوس میری بات نہیں مانتا اور اس کی یہ حرکت ٹھیک نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شریک اس طرح کی حرکتیں کرتا ہوں تو اس کے ساتھ شرکت میں کاروبار کرنے کا کیا حکم ہے؟ حالیہ شرکت کو باقی رکھا جائے یا ختم کر دیا جائے؟ مذکورہ طریقے سے حاصل شدہ آمدنی حرام ہے یا حلال؟ ان کے لیے جو لوگ جاسوسی کر رہے ہیں ان کے متعلّق کیا حکم ہے؟ ان کی تنخواہ کا کیا حکم ہے؟ نیز جاسوسی کروانے والے فِردوس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... (۱) آپ کے کارخانے میں مال دینے والے کو اور مال لے جانے والے کو دھمکیاں دینا اور آپ کا نقصان کرنا سخت گناہ کا کام ہے، شریعت میں اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، جیسا کہ ایک حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کا نقصان کرے گا اللہ تعالیٰ اسے نقصان میں اتار دیں گے۔[1]

اب سوچنے کا مقام ہے کہ خود اللہ تعالیٰ جس کو نقصان میں اُتار دیں اسے کون بچا سکتا ہے؟ لہٰذا

---

[1] "عَنْ أَبِي صِرْمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللهُ بِهِ، وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللهُ عَلَيْهِ". (سنن الترمذي: ۲ / ۱۵ / الرقم: ۱۹۴۰)

ان لوگوں کو ایسے کاموں سے بچنا ضروری ہے، سلیمان بھائی کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو ایسی حرکتوں سے بچائیں، اگر وہ ان کو روکنے پر قادر ہیں پھر بھی نہیں روکتے تو گنہگار رہوں گے۔
(دعوت وتبلیغ کے اصول، حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ: ۱۴۲)

سلیمان بھائی کے سمجھانے کے باوجود اگر فِردوس نہ مانے تو سلیمان بھائی اس کے ساتھ شرکت کو ختم کرسکتے ہیں۔

(۲)......سلیمان اور فِردوس کا جو شرکت میں کاروبار ہے اگر وہ شرعی اعتبار سے جائز ہو تو اس کی آمدنی اس کے لیے حلال ہوگی، البتہ یہ بات الگ ہے کہ جاسوسی اور دھمکی کا گناہ الگ سے ہوگا۔

(۳)......صرف جاسوسی اور دھمکی دینے کی تنخواہ دینا جائز نہیں ہے۔[1]

(۴)......جو شخص جاسوسی کرواتا ہے وہ بھی اس میں برابر کا گنہگار ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بطورِ علاج ملنے والی رقم وصول کرنے کے لیے جعلی بِل بنانا

سوال: (۷۱۸) ایک شخص کو قانوناً بطورِ علاج ماہانہ تین ہزار (۳۰۰۰) روپیے ملتے ہیں، اس رقم کا بِل اسے پیش کرنا پڑتا ہے، اگر واقعۃً تین ہزار کا بِل نہ بنا ہو تو کیا دوسرے لوگوں کا بِل پیش کرسکتے ہیں؟ غریبوں کی تنظیموں سے الگ الگ نام سے بِل بنوا کر پیش کرسکتے ہیں؟ قانونی طور پر اس علاج کے خرچ کا حق صرف والدین، اولاد اور بیوی کو ہے، تو کیا ان کے علاوہ بھائی بہن اور ان کے خاندان کے لیے استعمال کرسکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......قانونی طور پر علاج کا حق جن لوگوں کو ہے ان کی جگہ دوسرے لوگوں کا استعمال کرنا، یا تین ہزار کا بِل نہ ہوا ہو تو دوسرے لوگوں کا بِل پیش کر کے علاج کا خرچ حاصل کرنا، یا غریبوں کی تنظیم سے الگ الگ نام سے بِل حاصل کرنا یہ تمام صورتیں شرعاً جائز نہیں ہیں، ان میں جھوٹ اور دھوکہ دہی ہے جو شرعاً ناجائز اور حرام ہے، لہٰذا اس طریقے سے حاصل کردہ رقم

---

[1] "الإِجَارَةُ عَلَى الْمَنَافِعِ الْمُحَرَّمَةِ كَالزِّنا، وَالنَّوْحِ، وَالْغِنَاءِ، وَالْمَلَاهِي، مُحَرَّمَةٌ، وَعَقْدُهَا بَاطِلٌ لَا يُسْتَحَقُّ بِهِ أُجْرَةٌ". (الموسوعة الفقهية الكويتية: ۱ / ۲۹۰)

بھی حلال نہ ہوگی۔[1]　　واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سودی قسط پر گاڑی خریدنا

سوال: (۷۱۹) اگر گاڑی قسط پر خریدی جائے تو اس میں سود دینا پڑتا ہے، تو شرعی طور پر خریدنا صحیح ہو اس کی کوئی شکل بتائی جائے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... گاڑی کی اصل قیمت مثلاً پینتیس ہزار (۳۵۰۰۰) ہو، اور قسط پر ادا کرنے کی شکل میں پانچ ہزار سود طے کر کے چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) روپیے طے کیے جائیں تو یہ جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس میں سود دینا پڑتا ہے۔

البتہ اگر پہلے ہی سے گاڑی کی قیمت چالیس ہزار روپیے طے کی جائے اور یہ چالیس ہزار روپیے قسط وار ادا کیے جائیں تو شرعاً جائز ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۷/ ۱۷۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کھیت میں اُگے ہوئے چھوٹے پودوں کی خرید وفروخت

سوال: (بیع فاسد) میں نے ایک کاشت کار کے پاس سے اس کے کھیت میں اُگے ہوئے گنّے کے چھوٹے پودوں کو پانچ سو روپیے ایک ٹن کے حساب سے خریدا، جس وقت یہ معاملہ طے ہوا اس وقت یہ گنّے کے پودے بہت ہی چھوٹے زمین سے باتیں کر رہے تھے، جب گنّا بڑا ہو کر پیداوار تیّار ہو جائے گی تو میں اسے شوگر کمپنی کو بیچ دوں گا، تو کیا میں شوگر کمپنی سے پانچ سو سے زائد قیمت پر بیچ سکتا ہوں؟ اور اگر قیمت پانچ سو سے کم آرہی ہو تو وہ کمی کاشت کار سے وصول کر سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... مذکورہ گنّے کی خرید وفرخت شرعاً درست نہیں ہے، لہٰذا اس طرح کیا ہوا معاملہ ختم کر دیا جائے۔ (شامی، عالمگیری)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

وکیل بالقبض سے رقم ہلاک ہوجائے تو ضمان کس پر ہوگا؟

سوال: (۷۳۴) ہم لوگ ضرورت مندوں کو پیسے دیتے ہیں، یہ ہمارا کام ہے، کبھی بینک کے ذریعے

---

[1] "مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّيْ". (صحیح مسلم: ۱/ ص۷۰، الرقم: ۱۰۲)

اور کبھی ہاتھ در ہاتھ دیتے ہیں، چنانچہ اس طرح ایک شخص کے ساتھ دُبئی میں پنچانوے ہزار (۹۵۰۰۰) روپیے دینے کا معاملہ ہوا، ہمارا آدمی وہاں موجود نہیں تھا، لہٰذا اس شخص نے اپنا آدمی رقم لینے کے لیے بھیجا کہ وہ رقم میرے آدمی کو دے دو، وہ میرے اکاؤنٹ میں جمع کر دے گا، اس شخص کے کہنے پر ہم نے پوری رقم اس آدمی کے حوالے کردی۔

جب یہ آدمی اکاؤنٹ میں رقم جمع کروانے کے لیے گیا تو بینک بند ہوچکی تھی، تو اس نے اس شخص کو فون کیا، اس نے جواب دیا کہ شام کو ڈال دینا، شام کو بھی وہ رقم ڈالنے گیا تو بینک بند ہوگئی تھی، پھر جب وہ واپس آرہا تھا تو اسے لوٹ لیا گیا، تو اب پوچھنا یہ ہے کہ اس رقم کا ضمان کس پر آئے گا؟ کیا ہم لوگ وہ پوری رقم وصول کرنے کے حقدار ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جب اس ضرورت مند نے اپنے اس آدمی کو وہاں سے اس رقم پر قبضہ کرنے کے لیے اپنا وکیل اور نائب بنا کر بھیجا اور آپ لوگوں نے یہ رقم اس وکیل کے قبضے میں دے دی تو یوں سمجھا جائے گا کہ اس کے مؤکّل یعنی ضرورت مند کو دی، کیوں کہ شرعاً وکیل کا قبضہ مؤکّل کا قبضہ شمار ہوگا۔[1]

لہٰذا جب یہ رقم مؤکّل کے وکیل اور اس کے نائب کے پاس سے ہلاک ہوگئی تو اس کو مؤکّل کے مال ہی سے ہلاک شدہ مانا جائے گا، آپ (رقم دینے والے) اس کے ذمّے دار نہیں ہیں، لہٰذا آپ یہ رقم اس (ضرورت مند) شخص سے وصول کرنے کے حقدار ہیں۔ (شامی: ۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

دوسرے ملک کی کرنسی کا کاروبار کرنا

سوال: (۱۷۷۱) دوسرے ملک کی کرنسی (ڈالر، پاؤنڈ، رینڈ وغیرہ) کو بیچنا کیسا ہے؟ مثلاً بازار میں ایک ڈالر کا بھاؤ اسّی (۸۰) روپیے چل رہا ہے اور زید اس کو (۷۸) روپیے میں بیچ رہا ہے تو اس طرح کا کاروبار کرنا کیسا ہے؟

---

[1] "وَلَو وَكَّلَهُ أَن يَشْتَرِيَ لهُ فلوسًا بدرهم، فَاشتراه وقبضها، فَكَسدَتْ في يدِ الوكيلِ قبلَ أَن يدفعَها إِلَى المُوكِّلِ، فهي لِلَّذِي وَكَّلَهُ؛ لِأَن قبضَ الوكيلِ بمنزلةِ قبضِ المُوكِّلِ مِن حيثُ إِنَّ الوكيلَ في القبضِ عاملٌ للمُوكِلِ". (المحيط البرهاني: ۷ / ص۲۰٤)

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......زید اگر ۷۸ روپیے میں رضامند ہوتو اس کا اس طرح خرید و فروخت کرنا درست ہے، خواہ بازار میں اس کا بھاؤ ۸۰ روپیے چل رہا ہو، اس میں حاصل ہونے والا نفع حلال ہے، البتہ اس کا خیال رہے کہ مجلس عقد میں عوضین پر قبضہ ہوجائے، اُدھار نہ رکھا جائے۔ لیکن اگر اس طرح کا معاملہ کرنا سرکاری گناہ ہوتو اس سے بچنا چاہیے۔ (اہم فقہی فیصلے: ۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

انعام کی شرط پر مال فروخت کرنا

سوال: (۷۷۹) ایک شخص عطر کی تجارت اس طرح کرتا ہے کہ ایک بوتل عطر کی قیمت ۷۰ روپیے ہو تو اس کے ساتھ دوسری بوتل بھی خریدنی ضروری ہے، ایک بوتل اپنے لیے اور ایک اپنی بیوی کے لیے، عطر کے ساتھ خریدار کو ایک کوپن دی جاتی ہے، اس طرح مثلاً اگر تیس ہزار بوتلیں بکتی ہیں تو تیس ہزار کوپنیں خریداروں تک پہنچتی ہیں، پھر ان خریداروں کے درمیان قرعہ اندازی ہوتی ہے، اس قرعہ اندازی میں جس خریدار کا نام نکلے اسے یہ تاجر میاں بیوی دونوں کو ساتھ حج میں لے جاتا ہے، ایسے کل دس جوڑوں کو لے جاتا ہے۔ تو کیا یہ تجارت درست ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......ویسے تو مذکور تفصیل میں مبیع اور ثمن معلوم و متعین ہیں اور خریدار کو اپنا مال مل جاتا ہے، انعام (حج کا خرچ) تاجر اپنے منافع میں سے دیتا ہے، اس لیے بظاہر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

لیکن باطنی طور پر دیکھا جائے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ تاجر انعام کی شرط پر اپنے مال کی تجارت کرتا ہے، اور خریداروں میں سے اکثر خریدار اس شرط اور لالچ کی بنیاد پر مال خریدتے ہیں کہ انعام ملے گا، گویا کہ پس پردہ وہی جُوے کی شکل ہے۔

اس وجہ سے بعض علمائے کرام نے اس طرح کی تجارت کو اگرچہ مکروہ لکھا ہے۔ (جیسا کہ حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی دامت برکاتہم اپنی کتاب ''اسلام اور جدید معاشی مسائل'' صفحہ نمبر: ۷۶ پر) لیکن بعض علمائے کرام نے تو اس کو ناجائز قرار دیا ہے۔ (جیسا کہ حضرت مولانا مفتی یوسف صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۶/۲۷۷ پر) لہٰذا اس طرح کی تجارت کرنے سے بچنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سرکاری زمین جو سرکار نے بیچی ہو تو اس کا مالک کون ہوگا؟

سوال: (۷۸۱) گودھرا شہر میں ریونیو سروے نمبر: ۹۷ ۴/ کی زمین ہمارے بڑوں کی تھی، مذکورہ زمین کا سرکاری لین دین باقی ہونے کی وجہ سے سرکار نے اس زمین کو واپس لے لیا تھا اور اس پر سرکار کا قبضہ ہوگیا تھا، پھر سرکار نے وہ زمین قیمۃً دوسرے لوگوں کو بیچ دی تھی، اب ہم نے اس میں سے سروے نمبر: ۹۷ ۴/ کی ۶۶ ۴ چوکورمیٹرز زمین جو ہمارے قبضے میں تھی لیکن اس کا مالک ایک غیر مسلم شخص تھا، اس سے خرید لی، اب ہمارے خاندان والوں کا کہنا ہے کہ اس میں ہمارا حق ہے، یہ کہہ کر وہ لوگ دخل اندازی کرتے ہیں، تو ہم جاننا چاہتے ہیں کہ کیا اس زمین میں ہمارے خاندان والوں کا کوئی حق وحصّہ ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... مذکورہ زمین پر جب سرکار نے لین دین باقی ہونے کی وجہ سے قبضہ کرلیا تھا اور اس کی مالک سرکار ہوگئی تھی تو اب یہ زمین سرکار کی مِلک شمار ہوگی، اس کے بعد سرکار نے اگر وہ زمین دوسرے کسی کو بیچ دی تو وہ خریدنے والا اس کا مالک شمار ہوگا، پھر اس کے پاس سے جو زمین خریدے گا وہ اس کا مالک شمار ہوگا، سرکار کے پاس سے خریدنے والا مالک غیر مسلم (کمار چند) کے پاس سے آپ نے خریدی تو اب اس زمین کے آپ ہی مالک ہوں گے، خاندان کے دیگر لوگوں کا اس میں کوئی حق وحصّہ نہیں رہے گا۔ کیوں کہ سرکار کے ضبط کرنے کی وجہ سے یہ زمین ان کی مِلک سے بہت پہلے نکل گئی تھی۔ (مستفاد از امداد الفتاویٰ جدید مطول: ۶/ ۳۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

قرعہ اندازی کی ایک اِسکیم

سوال: (۷۸۸) حال میں قرعہ اندازی کی ایک اِسکیم چل رہی ہے جس میں ہر ماہ سو روپے ادا کرنے ہوتے ہیں، ہر مہینے قرعہ اندازی کی جاتی ہے جس میں قیمتی انعام ہوتا ہے، اس طرح ایک دو سال تک یہ اِسکیم چلتی ہے، اخیر میں جو شخص ہوتا ہے اس کو انعام کے نام پر کوئی چھوٹی موٹی چیز دے دی جاتی ہے، اس اِسکیم کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... مذکور اِسکیم سود اور جُوے پر مشتمل ہونے کی وجہ سے حرام ہے، ایسی اِسکیم چلانا یا اس میں حصّہ لینا جائز نہیں ہے اور اس میں نکلا ہوا انعام لینا بھی جائز نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ۹/ ۲۶۵) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بڑی چیز خریدنے یا بیرونِ ملک جانے کے لیے انکم ٹیکس سود کی رقم سے ادا کرنا

سوال: (۸۱۷) ...... (۱) ایک شخص تھوڑے تھوڑے پیسے جمع کرتا ہے، پھر کچھ مدّت کے بعد ان پیسوں سے فلیٹ، دکان یا گاڑی خریدتا ہے، لیکن جب بھی کوئی چیز خریدتا ہے تو سرکار اس کے پاس سے اِنکم ٹیکس کے کاغذات مانگتی ہے، حالانکہ اس شخص کی سالانہ آمدنی اتنی نہیں ہے کہ اس پر قانوناً سرکاری اِنکم ٹیکس لازم ہو، اب اس شخص کو فلیٹ یا دُکان وغیرہ خریدنے ہوں اور اپنی پچھلے دو سال کی آمدنی زیادہ بتا کر اِنکم ٹیکس بھی ادا کرنا ہے تو کیا وہ اِنکم ٹیکس میں سود کی رقم دے سکتا ہے؟

(۲) ...... بعض لوگ انگلینڈ جانے کے لیے اِنکم ٹیکس قانوناً لازم نہ ہونے کے باوجود بھرتے ہیں، حالانکہ ان کی آمدنی اتنی نہیں ہے کہ ان پر اِنکم ٹیکس لازم ہو، لیکن ویزا کے حصول میں آسانی کے لیے یہ لوگ اِنکم ٹیکس سود کی رقم سے بھرتے ہیں، تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا ...... (۱) جس شخص کی آمدنی اتنی ہو کہ سرکاری قانون کے حساب سے اس پر اِنکم ٹیکس لازم ہوتا ہو تو ایسے شخص کے لیے سود کی رقم اِنکم ٹیکس میں دینے کی اجازت ہے، لیکن جس شخص پر حقیقت میں اِنکم ٹیکس سرکاری طور پر لازم نہیں ہے بلکہ دیگر فوائد کے لیے اِنکم ٹیکس ادا کر رہا ہے تو اس صورت میں وہ سود کی رقم استعمال نہیں کر سکتا۔

(۲) ...... اس صورت میں بھی اِنکم ٹیکس میں سود کی رقم استعمال نہیں کر سکتے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

گنّے کے کھیت میں لگے ہوئے چھوٹے پودے خریدنا

(سوال: ۸۲۶) ایک شخص گنّے کی ایسی پیداوار خریدنا چاہتا ہے جو ابھی تیّار نہیں ہے بلکہ پودے چھوٹے چھوٹے نکلے ہیں، اس گنّے کو ابھی خرید کر ڈسمبر تک تیّار ہو جانے کے بعد بیچے گا تو اسے نفع ہی ہوگا، تو کیا اس طرح خریدنا جائز ہے؟ اگر نا جائز ہو تو کوئی ایسی شکل بتائیں جس سے یہ خریداری جائز ہو جائے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا ...... تھوڑی تھوڑی نکلی ہوئی گنّے کی پیداوار خریدنا تو جائز ہے، لیکن خریدنے کے بعد پیداوار مکمّل تیّار ہونے تک کھیت ہی میں رہے گی، تو اتنے مہینوں کا کرایہ تمھیں کھیت کے مالک کو ادا کرنا ہوگا، لہٰذا خریدنے کے بعد سے ڈسمبر تک کا جتنا کرایہ ہوتا ہو اسے طے کر کے

دینا ہوگا، اس طرح خرید وفروخت درست ہوگی۔ ؎ (مستفاد از فتاویٰ محمودیہ: ۲۴/ ۱۳۰۔ ۱۳۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بدوِصلاح سے پہلے پھلوں کی بیع اور اس کی مختلف شکلوں کا حکم

سوال: (۸۳۵) کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ آم کے ایک باغ میں پھل آئے ہوئے ڈھائی تین مہینے ہو چکے ہیں، آدھی مدّت ختم ہوگئی ہے، پھل کے پکنے کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہوئے ہیں، تو اس کی خرید وفروخت کرنا شرعاً کیسا ہے؟ تشفی بخش جواب سے نوازیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا ...... باغ کے پھلوں کی خرید وفروخت کی مختلف صورتیں اور طریقے ہیں، ہر ایک کا حکم الگ الگ ہے۔

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ باغ ایک یا دو تین سال کے لیے ٹھیکے پر دیا جاتا ہے کہ ان سالوں میں جتنے پھل آئیں گے وہ میں اتنی قیمت میں بیچتا ہوں، یہ صورت ناجائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۴/ ۱۲۸)

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ ابھی باغ میں پھل نکلے ہی نہیں ہیں، یا صرف پھول آئے ہیں، اس کے بارے میں یوں کہا جائے کہ اس درخت پر جتنے پھل آئیں گے وہ میں اتنی قیمت میں بیچتا ہوں، یہ صورت بھی ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ قدیم بحوالہ فتاویٰ قاسمیہ: ۱۹/ ۴۷۵)

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ پھل اتنے نکل چکے ہوں کہ وہ انسان یا جانوروں کے کام آسکیں، تو ان کی خرید وفروخت جائز و درست ہے۔ خواہ بیع کے بعد پھل فوراً توڑ لیے جائیں ایسی کوئی شرط ہو یا توڑنے نہ توڑنے کی کوئی وضاحت نہ ہوئی ہو، لیکن خرید وفروخت کا معاملہ ختم ہونے کے بعد مالک نے اپنی خوشی سے پھلوں کو درخت پر چھوڑ دینے کی اجازت دی ہو جب تک پھل پک نہ جائیں، یا خرید وفروخت کے وقت پھل پکنے تک درخت پر رکھنے کی شرط کی ہو، یا شرط تو نہ کی ہو لیکن عرف ہو، یعنی پھل پکنے تک درخت پر رہنے دینے کا عام رواج ہو، تو ان تینوں صورتوں میں یہ خرید وفروخت صحیح ہوگی، لہٰذا سوال میں مذکورہ صورت (آم کی خرید وفروخت) صحیح ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ: ۶/ ۴۸۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

؎ "وَلَوِ اشْتَرَى نَخْلَةً فِيهَا ثَمَرٌ لِيَقْلَعَهَا، ثُمَّ اسْتَأْجَرَ الْأَرْضَ لِيُبْقِيَهَا جَازَ".

(الفتاوى الهندية: ٤ / ص٤٤٧)

مضاربت میں ربّ المال کا خود کے لیے ایک رقم متعین کر لینا

سوال: (۸۶۰) ایک شخص نے دوسرے کو دس ہزار روپیے دیے کہ ان سے کپڑوں کا کاروبار کرو اور ماہانہ مجھے ایک ہزار روپیے دے دو، محنت کرنے والے کو یہ قبول ہے، اس کو یقینی طور پر معلوم ہے کہ ایک ہزار دینے کے بعد بھی کچھ نفع اس کے پاس بچ جائے گا، تو کیا اس طریقے سے معاملہ کرنا درست ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......ایک شخص کے پیسے ہوں اور دوسرے کی محنت ہو تو شرعی اصطلاح میں اس کو مضاربت کہتے ہیں، شرعاً مضاربت کے صحیح ہونے کی جو شرطیں ہیں ان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ نفع فی صد کے حساب سے طے کیا جائے (مثلاً نصف، ثلث، ربع، یعنی آدھا، تہائی، چوتھائی) کہ ایک کا نفع میں سے آدھا اور دوسرے کا آدھا، یا ایک کا تہائی اور دوسرے کا دو تہائی وغیرہ، کسی بھی ایک کے لیے متعین رقم (مثلاً ایک ہزار، دو ہزار، پندرہ سو) طے کرنا صحیح نہیں ہے۔

لہٰذا سوال میں مذکورہ صورت میں پیسے والے کو ہر ماہ ایک ہزار دینا طے کیا جائے یہ شرعاً درست نہیں ہے، خواہ سامنے والا اس پر راضی ہو اور یہ بھی یقینی طور پر معلوم ہو کہ ایک ہزار دینے کے بعد بھی اس کے پاس کچھ بچ جائے گا۔ لہٰذا اس کی صحیح صورت یہ ہے کہ مذکور فی صد کے حساب سے نفع طے کیا جائے۔[۱]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مُرغی ذبح کر کے پانی میں ڈبو کر بیچنا

سوال: (۸۶۴/ ۴) کیا مُرغی کاٹ کر پانی میں ڈبو کر بیچنا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... یہ بات اگر خریدار جانتے ہوں پھر بھی اپنی رضامندی سے خریدتے ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ اگر خریدار نہ جانتے ہوں (اور وزن بڑھانے کے لیے) اور ان کو اس طرح دھوکہ دیا جاتا ہو تو ناجائز ہے۔[۲]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[۱] (وَكَوْنُ الرِّبْحِ بَيْنَهُمَا شَائِعًا) فَلَوْ عَيَّنَ قَدْرًا فَسَدَتْ". (رد المحتار: ٨ / ص٤٣٣)
"وَكَذالِكَ إِذَا شَرَطَا أَنَّ لِرَبِّ الْمَالِ مِنَ الرِّبْحِ مائة، وَالبَاقِيْ لِلْمُضَارِبِ كَانَتِ الْمُضَارَبَةُ فَاسِدَةً".
(الفتاوى التاتارخانية: ١٥ / ص٣٩٦)

[۲] "مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّيْ". (صحيح مسلم / الرقم: ١٠٢)

کمیشن پر چندہ کرنا

سوال: (۸۶۵) کمیشن پر چندہ کرنا کیسا ہے؟ اگر نا جائز ہے تو اس کے جواز کی کیا شکل ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......کمیشن پر چندہ کرنا اور کرانا نا جائز ہے، کیوں کہ یہ دو وجہوں سے اجارۂ فاسدہ ہے: ایک وجہ جہالتِ اجر ہے، اور دوسرے اس لیے کہ اس میں اُجرتِ عمل اجیر سے حاصل ہوتی ہے، جو کہ جائز نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ۷/۲۷۶، زکوٰۃ کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا: ۳۶۸، مفتی انعام الحق قاسمی، علاّمہ بنوری ٹاؤن کراچی۔)

اس کا جائز طریقہ یہ ہے کہ سفیر کی ایک تنخواہ مقرّر کر دی جائے، پھر جس علاقے میں بھیجنا ہو اس علاقے کی سابقہ وصولی کی مقدار کے مطابق یہ کہہ دیا جائے کہ اگر آپ کی وصولی اس مقدار سے نہیں بڑھی تو آپ کو انعام نہیں ملے گا، ہاں اگر مقرّرہ مقدار سے زیادہ وصولی ہو تو اس طرح انعام ملے گا کہ آپ اپنی کل وصولی مدرسے کو بھیجتے جائیں، پھر جب آپ کام ختم کر کے آئیں گے تو اس وقت مقرّرہ مقدار سے زائد میں اتنے فی صد آپ کو انعام دیا جائے گا۔

نیز یہ بھی جائز صورت ہے کہ اس کی تنخواہ مقرّر کر دی جائے اور یہ کہا جائے کہ اگر اتنے ہزار روپے لاؤ گے تو اتنے روپے تنخواہ کے علاوہ مزید انعام دیا جائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

خریدار بڑھانے کے لیے انعامی اسکیم اور ٹی وی چینل پر نشر ہونے والے پروگراموں میں شرکت کر کے انعام حاصل کرنا

سوال: (۵۳۸) آج کل خریدار بڑھانے کے لیے مشروبات وغیرہ کی بہت سی کمپنیاں انعامی اِسکیم رکھتی ہیں کہ جس خریدار کا نمبر نکلے گا اسے انعام ملے گا، اور بہت سے ٹی وی چینل والے انعامی پروگرام رکھتے ہیں کہ اگر پروگرام میں شرکت کرنے والا ہمارے سوالات کے صحیح جوابات دے پائے گا تو اسے ایک کروڑ روپیوں کا انعام دیا جائے گا۔ تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......نمبر نکلنے پر انعام والی اِسکیم کو صراحۃً قمار تو نہیں کہا جا سکتا، لیکن چوں کہ ان کمپنیوں کی نیت یہی ہوتی ہے کہ لوگ ان موہوم انعامات کی غرض سے ان کا مال زیادہ

سے زیادہ خریدیں اور خریدار بھی اس موہوم انعام کی غرض سے ان کا مال خریدتا ہے، تو یہ ایک گونا قمار کا ارتکاب کررہے ہیں، اس لیے اس کی اجازت نہ ہوگی۔ (جواہر الفقہ: ۴/ ۵۶۷)

ایک چیز خریدنے پر بائع کی طرف سے دوسری چیز انعام میں دینا اور خریدار کا اس کو لینا جائز ہے، اس لیے کہ اس زائد انعام کا مدار امر موہوم پر نہیں ہے۔

(کتاب الفتاویٰ: ۵/ ۲۴۹، محقق و مدلل جدید مسائل: ۱/ ۳۳۷)

ٹی وی چینل پر نشر ہونے والے پروگرام میں حصّہ لینا جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس میں بہت سے ایسے امور کا ارتکاب ہوتا ہے جو شریعت کے خلاف ہیں۔ نیز ٹی وی اب لہو ولعب، فحاشی، عریانی اور اخلاقِ رذیلہ کو جنم دینے والا آلہ بن چکا ہے، اس حیثیت سے بھی اس میں شرکت ممنوع ہوگی۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ۶/ ۲۹۲، بحوالہ کتاب النوازل: ۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کیا نقد کم قیمت میں اور اُدھار زیادہ قیمت میں بیچنا سود میں داخل ہے؟

سوال: (۵۸۹) ایک شخص ایک چیز کو نقد تین سو روپے میں بیچتا ہے اور اُدھار (قسط پر) پانچ سو روپے میں بیچتا ہے، تو کیا یہ سود میں داخل ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... نقد کے مقابلے میں اُدھار (جس میں بیع بالاقساط یعنی قسط وار بیچنا بھی شامل ہے) کی صورت میں زیادہ قیمت طے کرنا درست ہے، چوں کہ یہ فقہ کا ایک مسلمہ مسئلہ ہے اس لیے فقہائے کرام نے اگرچہ اصالۃً اس جزیئے کو ذکر نہیں کیا ہے لیکن ان کے یہاں واضح اشارات موجود ہیں۔[1]

اسی طرح دیگر فقہائے کرام نے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے، لہٰذا نقد اور اُدھار کی قیمت میں فرق فقہائے کرام کے یہاں درست اور تسلیم شدہ حقیقت ہے۔ اور یہ سود میں داخل نہیں ہے، کیوں کہ سود ایسے اضافے کا نام ہے جس میں ایک شئے کا تبادلہ اپنی ہی جنس سے ہو اور دوسرے فریق کی طرف سے اس کا کوئی بدل نہ ہو، یہاں سامان کا تبادلہ پیسوں سے ہے، نہ کہ ہم جنس سے، اس لیے یہ سود

---

[1] چنانچہ ملک العلماء علّامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لَا مُسَاوَاةَ بَيْنَ النَّقْدِ، وَالنَّسِيئَةِ؛ لِأَنَّ الْعَيْنَ خَيْرٌ مِنَ الدَّيْنِ، وَالْمُعَجَّلَ أَكْثَرُ قِيمَةً مِنَ الْمُؤَجَّلِ".

(بدائع الصنائع: ۵ / ص۱۸۷، ط: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان)

نہیں ہے۔(اسلام اور جدید معاشی مسائل: ۳/ ۹۲)

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اس شخص کا ایک شئے نقد تین سو میں اور اُدھار (قسط وار) پانچ سو میں بیچنا درست ہے، یہ سود میں داخل نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مُردار مُرغیاں غیر مسلم کو بیچنا اور اس سے حاصل ہونے والی رقم کا مصرف

سوال: (۵۸۹/ ۳) مُردار مُرغیاں غیر مسلم کو بیچنا کیسا ہے؟ اگر ناجائز ہے تو غیر مسلموں سے پیسے وصول کر کے بغیر نیت ثواب کس مصرف میں خرچ کریں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... مُردہ مُرغیاں مال نہیں ہیں، اس لیے ان کی بیع باطل ہے، نہ مسلمان کے ہاتھ اسے بیچ سکتے ہیں اور نہ کافر کے ہاتھ۔[1]

لہٰذا اس سلسلے میں غیر مسلم سے جو پیسے وصول کیے گئے ہیں اور ان کے مالک معلوم ہیں تو یہ پیسے ان ہی کو واپس کرنا ضروری ہے، دوسرے مصرف میں خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔ البتہ اگر ان پیسوں کے مالک معلوم نہ ہوں تو یا معلوم کرنا متعذر ہو تو دریں صورت ان پیسوں کا غرباء پر صدقہ کر دیا جائے۔[2] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

پھولوں کی دُکان درگاہ کے پاس کھولنا

سوال: (۶۲۱) ایک شخص پھولوں کی دُکان کھولنا چاہتا ہے، اگر دُکان درگاہ کے پاس کھولے تو کیا حکم ہے؟ وجہِ اجازت ووجہِ عدمِ اجازت مطلوب ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... علمائے کرام اور مفتیانِ عظام نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ جس چیز کا استعمال جائز اور ناجائز دونوں طرح ہوتا ہو تو اس چیز کو بیچنا جائز ہے، مثلاً

---

[1] "وإِذَا كانَ أَحدُ العِوضين أَو كلاهما محرمًا، فالبيعُ فاسدٌ، كالبيع بالمَيْتَةِ، فإِنَّ بيعَهٗ فيما بينهم لا يجوزُ، ولأَنها ليست بمال عندهم، فعلىٰ هٰذا يكُون قوله فالبيع فاسدٌ".

(البناية شرح الهداية: ۸ / ص۱۳۹)

[2] "لَوْ مَاتَ الرَّجُلُ وَكَسْبُهٗ مِنْ بَيْعِ الْبَاذَقِ أَوْ الظُّلْمِ أَوْ أَخْذِ الرِّشْوَةِ يَتَوَرَّعُ الْوَرَثَةُ، وَلَا يَأْخُذُونَ مِنْهُ شَيْئًا، وَهُوَ أَوْلىٰ بِهِمْ، وَيَرُدُّونَهَا عَلَى أَرْبَابِهَا إِنْ عَرَفوهُمْ، وَإِلَّا تَصَدَّقُوا بِهَا؛ لِأَنَّ سَبِيلَ الْكَسْبِ الْخَبِيثِ التَّصَدُّقُ إِذَا تَعَذَّرَ الرَّدُّ عَلىٰ صَاحِبِهِ". (رد المحتار: ۹ / ص۵۵۳، ط: بيروت)

چھوہارے اور کھجور کا جائز استعمال یہ ہے کہ ان کو غذا کے طور پر یا تفکہ کے طور پر کھانے کے لیے استعمال کیا جائے اور ان کا ناجائز استعمال بھی ہے کہ ان کو شراب بنانے کے لیے استعمال کیا جائے۔ تو تاجر کے لیے اس کو بیچنا جائز ہوگا، اب اگر خریدار اس کو ناجائز طور پر استعمال کرے تو یہ اس کا اپنا فعل ہوگا کہ اس نے اس کو غلط استعمال کیا ہے، جب کہ اس کا صحیح استعمال بھی موجود تھا، اس لیے تاجر کو اس کے اس فعل سے سروکار نہ ہوگا۔

اسی طرح پھولوں کا صحیح اور غلط دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، تو تاجر کے لیے ان کو بیچنا جائز ہوگا، خریدار اس کا غلط استعمال کرتے ہیں تو دکان والے پر اس کا وبال نہ ہوگا، لیکن پھر بھی خاص طور پر درگاہ کے پاس پھولوں کی دکان کھولنا (جب کہ وہاں اس کا غلط استعمال ہونا تقریباً یقینی ہے) کراہت سے خالی نہیں کہ یہ ایک غلط عقیدے کی ترویج کے مترادف ہے، اس لیے وہاں دکان کھولنے سے احتیاط بہرحال اولیٰ ہے۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کیا خیارِ رویت یا خیارِ شرط ورثاء کو ملے گا؟

سوال: (۳۷) خیارِ رویت اور خیارِ شرط میں جس شخص کا اختیار تھا اس کا انتقال ہوگیا، تو اس کا خیار ورثاء کی جانب منتقل ہوگا یا نہیں؟ اس میں بیع کا کیا حکم ہوگا؟ تام ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جس آدمی کے لیے خیارِ شرط وخیارِ رویت ہو اس کے مرنے کے بعد وہ خیار اس کے ورثاء کی طرف منتقل نہ ہوگا اور وہ عقد تام ہوجائے گا۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

دو شریکوں کا کسی تیسرے کو بطورِ اجرت رکھنا

سوال: (۶۰) صادق اور شبیر ایک دکان حاصل کر کے تجارت کرنا چاہتے ہیں، البتہ دونوں کی اپنی اپنی مصروفیات کی وجہ سے صادق کے لڑکے کو تنخواہ دے کر اجیر بنانا چاہتے ہیں، تو کیا یہ معاملہ صحیح ہے؟

---

[1] "وَالأَصْلُ فِيْهِ: أَنَّ مَا أَمكَنَ استِعمالُهٗ في مبَاحٍ جازَ بيعُه، وما لم يُمكن استعمالُهٗ بطريق مباحٍ لَا يَجوزُ بيعُه؛ لكونِه غيرَ مُتقومٍ شرعًا". (فقه البيوع: ۲ / ص۱۱۵۰، المفتي محمد تقي العثماني)

[2] وإذا مات من له الخيار بطل خياره، ولم ينتقل إلىٰ ورثته ...الخ. (الهداية: ۳ / ص۳۲)

ومن مات وله خيار الرؤية بطل خياره ...الخ. (الهداية: ۳ / ص۳۸)

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... مذکورہ مسئلے میں جب کہ صادق اور شبیر اپنی مصروفیات کی وجہ سے یا کسی اور عذر کی وجہ سے دکان پر نہیں بیٹھ سکتے اور صادق کے لڑکے کو تنخواہ دے کر اجیر کی حیثیت سے بٹھانا چاہتے ہیں اس میں شرعی رو سے کوئی خرابی نہیں ہے، جائز ہے۔ [1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مضاربتِ فاسدہ کی ایک صورت

سوال: (۸۰) ایک شخص نے دوسرے کو مضاربۃً چالیس ہزار روپیے دیے، اس شرط کے ساتھ کہ نفع دونوں کے مابین نصف نصف ہوگا اور یہ بھی شرط لگائی کہ نقصان میں بھی دونوں شریک ہوں گے، کچھ نفع ہوا اور نقصان بھی، لیکن نقصان زیادہ ہوا، اب اس عقد کو فسخ کرتے ہیں تو مارکیٹ بند ہو جاتا ہے، تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... نقصان میں بھی شرکت کی شرط لگانے سے یہ عقد فاسد ہو گیا ہے، لہٰذا اس عقد کا حکم یہ ہوگا کہ اس میں جتنا نفع ہوا ہے وہ سرمایہ لگانے والے کا ہوگا، اور جتنا نقصان ہوا اس کا ذمّے دار بھی وہی ہوگا، اور کام کرنے والے کو اس نے جتنی مدّت تک کام کیا ہے اتنی مدّت کی رائج اُجرت دے دی جائے۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۱۳/ ۱۰۶-۱۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسلمان اجیر کا حرام وحلال مخلوط مال سے اُجرت لینا

سوال: (۸۱) میں بمبئی کی مشہور و معروف ہوٹل ''تاج'' میں مینیجر ہوں، ہم کو جو تنخواہ دی جاتی ہے وہ چرس، شراب، بیر وغیرہ حرام چیزوں کی فروخت سے حاصل شدہ نفع میں سے دی جاتی ہے، ہوٹل میں قیام و طعام کی سہولتیں بھی ہیں، اور ان سے بھی آمدنی ہوتی ہے، تو کیا ہمارے لیے ایسی تنخواہ لینا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... چرس، شراب اور بیر وغیرہ نشہ آور چیزیں حرام ہونے کی بِنا

---

[1] ولکل من شریکي العنان والمفاوضة أن یستأجر من یتجر له، أو یحفظ المال.
(الدر المختار: ٦ / ص٤٩٠)

پر ان کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں ہے، ایسی چیزوں کی آمدنی حرام ہے، لہٰذا ان سے حاصل شدہ نفع سے آپ کی جو تنخواہ دی جاتی ہے اگر آپ کو یقین ہے کہ آپ کی تنخواہ اسی آمدنی سے دی جاتی ہے تو یہ تنخواہ حرام ہے۔ اگر ہوٹل کا ذریعۂ آمدنی مذکورہ چیزوں کے علاوہ کوئی دوسرا بھی ہے، مثلاً قیام وطعام وغیرہ کا نظم، اور آپ کی تنخواہ اس سے حاصل شدہ آمدنی سے دی جاتی ہے تو یہ تنخواہ جائز ہے۔

شریعت کے نزدیک جس طرح شراب پینا حرام ہے اسی طرح اس کی خرید وفروخت میں تعاون بھی حرام ہے۔[1] لہٰذا اگر کوئی دوسرا روزگار میسّر ہوجائے تو مذکورہ ملازمت ترک کردینی چاہیے۔

(فتاویٰ دار العلوم: ۱۵/ ۳۱۷-۳۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

تجارت میں غش کی ایک صورت

سوال: (۱۰۱) اگر کوئی شخص تمباکو کا کاروبار کرتا ہے اور اس میں پانی کا چھڑکاؤ کرتا ہے، تاکہ تمباکو چوراچورا نہ ہوجائے اور مشتری کو اس کی اطلاع کرکے بیچتا ہے، تو کیا یہ عمل صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... ایک مرتبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار کی طرف تشریف لے گئے تو غلّے کی ایک بوری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ ڈالا تو اس میں تری محسوس ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بائع سے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ تو بائع نے جواب دیا کہ یارسول اللہ! اس کو بارش لگ گئی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر آپ نے اس کو اوپر کیوں نہیں رکھا؟[2]

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اگر بائع مشتری کو مبیع کی حالت سے واقف کردے، پھر بھی مشتری اس نقصان والی مبیع کو خریدلے تو یہ جائز ہے۔

لہٰذا مذکورہ مسئلے میں جب تمباکو کا تاجر مشتری کو بات بتادیتا ہے کہ اس میں پانی چھڑکا ہوا ہے،

---

[1] لعن الله الخمر، وشاربها، وساقيها، وبائعها، ومبتاعها، وعاصرها، ومعتصرها، وحاملها، والمحمولة إليه. (سنن أبي داود / الرقم: ٣٦٧٤)

[2] عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا، فقال: "يا صاحب الطعام! ما هذا؟" قال: "أصابته السماء يا رسول الله!" قال: "أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس". ثم قال: "من غش فليس منا".

(سنن الترمذي / الرقم: ١٣١٥)

یا یہ بات سب کو معلوم ومعروف ہے، تب بھی تمبا کو کے تاجر کے لیے اس طرح تمبا کو بیچنے میں کوئی مضایقہ نہیں۔ [1] (فتاویٰ دار العلوم: ۱۴/ ۳۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

چھوٹے بڑے مخلوط پان کے پتے یکساں دام سے بیچنا

سوال: (۱۰۲) ایک شخص پان کا کاروبار کرتا ہے، جب اس کا ٹوکرا لاتا ہے تو اس میں چھوٹے بڑے دونوں طرح کے پان ہوتے ہیں، اور جب بیچتا ہے تو اس وقت بھی دونوں کو ملا کر بیچتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... پان یہ عددی متقارب ہیں، اور عددی متقارب کا حکم یہ ہے کہ اس کو چھوٹا بڑا سب ملا کر بیچنا جائز ہے، لہٰذا پان کو بھی بیچتے وقت چھوٹے بڑے سب ملا کر بیچے جائیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شرابی یا جُواری کو کوئی چیز بیچنا

سوال: (۱۱۰) اگر کسی کی دکان شراب خانے یا جُوا خانے کے باہر ہو، اور شرابی و جُواری لوگ اس کی دکان سے کوئی چیز خریدیں تو کیا ان سے وصول کیے ہوئے پیسے دکان دار کے لیے حلال ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... اگر دکان دار کو یقین یا غالب گمان ہو کہ یہ شرابی یا جُواری میری دکان سے کوئی چیز حرام مال ہی سے خریدتا ہے تو اس کے لیے بیچنا جائز نہیں ہے، اور اگر اس کو اس بات کا نہ یقین ہے نہ غالب گمان، بلکہ محض شک وظن ہے، تو پھر بیچنا جائز ہے۔ [2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شراب بنانے والے کو گُڑ بیچنا

سوال: (۱۲۲) ایک شخص گُڑ بیچتا ہے، شراب بنانے والے بھی اس کے پاس سے گُڑ خریدتے ہیں، کیا

---

[1] قال في البحر: "وإلى هنا ظهر أن خيار العيب يسقط بالعلم به وقت البيع، أو وقت القبض، أو الرضا به بعدهما. (رد المحتار: ۷ / ص۲۳۰)

[2] إن لم يرده يكره للمسلمين شراؤه منه؛ لأنه ملك خبيث ...الخ. (الشامي: ۷ / ص۳۰۱)

ایسے لوگوں کو گُڑ بیچنا اوران سے قیمت وصول کرنا صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......اگر وہ ایسا گُڑ بیچتا ہے جو صرف شراب بنانے میں استعمال ہوتا ہے، دوسرا کوئی کام اس سے نہیں لیا جاتا، تب تو یہ جانتے ہوئے کہ خریدار اس سے شراب بنائے گا، ایسے خریدار کو گُڑ بیچنا جائز نہیں ہے، اور اگر وہ گُڑ ایسا ہے کہ شراب کے علاوہ دیگر پاک اشیاء میں بھی استعمال ہوتا ہے، تو اس کے لیے گُڑ کا بیچنا جائز ہے، خواہ خریدار اسے خرید کر شراب بنائے، کیوں کہ شراب بنانا یہ خریدار کا فعل ہے، جس سے دکان دار کو کوئی واسطہ نہیں۔[1] (فتاویٰ رحیمیہ: ۹/ ۱۹۷-۱۹۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

دودھ میں پانی ملا کر بیچنا

سوال: (۱۴۱) دودھ میں پانی ملانا، نیز پانی ملا کر بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ خریدنے والوں کو مطلع کرنے یا نہ کرنے سے حکم میں کوئی فرق ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......دودھ میں پانی ملانا پھر مشتری کو اس کی اطلاع دیے بغیر بیچنا دھوکہ ہے، جو کہ حرام ہے۔[2]

البتہ اگر یہ آدمی سب کے سامنے پانی ملاتا ہے، یا پانی ملا کر مشتری کو اس کی اطلاع دے دیتا ہے، پھر مشتری اپنی رضامندی سے خریدتا ہے تو یہ جائز ہے۔[3] مشتری یہ جانتے ہوئے کہ یہ آدمی دودھ میں پانی ملاتا ہے مجبوراً ایسا دودھ خریدتا ہے، کیوں کہ دوسری جگہ دودھ ملنا مشکل ہے، تو اس طرح کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا انسانیت اور مروّت کے خلاف ہے۔ (مستفاد از فتاویٰ محمودیہ: ۱۶/ ۱۴۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بیع میں شرطِ فاسد لگانا

سوال: (۱۴۵) کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے میں کہ ایک شخص قصائی کو بکرا فروخت کرتے وقت شرط لگاتا ہے کہ جب بھی تم اس بکرے کو ذبح کرو تو اس میں سے دو کلو گوشت مجھے دیا جائے،

---

[1] ويجوز بيع عصير ممن يعلم أنه يتخذه خمرًا ...الخ. (الد المختار مع الشامي: ۹ / ص۵٦٠)

[2] "من غش فليس منا". (سنن الترمذي / الرقم: ۱۳۱۵)

[3] (وصح البيع بشرط البراءة من كل عيب) (الدر المختار: ۷ / ۲۱۸)

خریدار اس شرط کو قبول کر لیتا ہے، کیا اس طرح شرط لگا کر بکرا فروخت کرنا صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......سوال میں مذکورہ شرط کے مطابق خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ شرعاً ایسی بیع وشراء جس میں ایسی شرط لگائی جائے جس میں بائع یا مشتری کا فائدہ ہو جائز نہیں ہے، چوں کہ صورتِ مسئولہ میں بھی ایسی شرط لگائی گئی ہے جس میں بائع کا فائدہ ہے، اس لیے یہ بیع وشراء صحیح نہیں ہوگی۔[۱] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

درختوں پر موجود پھلوں کی بیع اور آرڈر دے کر کوئی چیز منگوانا

سوال: (۱۵۳)......(۱) عرف کی وجہ سے شریعت میں بہت سی بیوع جائز ہو جاتی ہیں، کیا عرف کی وجہ سے بیوعاتِ فاسدہ بھی جائز ہو جاتی ہیں؟ جیسے اِملی پکنے سے پہلے خرید لی جاتی ہے، اور پکنے تک درخت ہی پر چھوڑ دیتے ہیں، تو کیا یہ بھی جائز ہے؟

(۲)......آرڈر دے کر جو کتابیں منگوائی جاتی ہیں کیا وہ صحیح ہے؟ جب کہ مبیع اور ثمن دونوں مجہول ہوتے ہیں، کیا اس میں خیارِ رویت ملتا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۱) فقہ کا قاعدہ ہے کہ معاملات کے جو طریقے رواج پذیر ہو جائیں اور تعامل کی وجہ سے ان سے بچنا دشوار ہو جائے تو کتاب وسنّت کی حدودِ اربعہ میں رہتے ہوئے ممکن حد تک ان میں نرمی اور آسانی کی راہ اختیار کی جائے گی، اس قاعدے کو مدّنظر رکھتے ہوئے اگر اِملی یا آم یا کسی اور درخت کے پھل پکنے سے پہلے اس شرط پر خرید لیے جائیں کہ خریدار ان کو فوراً توڑ لے گا تو یہ صورت بالاتفاق درست ہے۔

اور اگر معاملہ اس شرط پر طے پایا کہ مالک پھل درخت پر رہنے دے گا، تا آنکہ پھل پک جائے تو یہ درست نہیں ہے، کیوں کہ خرید وفروخت کے معاملے میں خریدار نے ایسی شرط لگا دی ہے کہ جس میں اس کے منفعت ہے۔

اگر وہ پھل کو درخت پر باقی رکھنا چاہتا ہو، تا کہ وہ پوری طرح تیّار ہو جائے تو اس کے فقہائے کرام نے دو حیلے بتائے ہیں، اوّل یہ ہے کہ درخت بٹائی پر لے لے، جس کو مساقات یا معاملات کہا

---

[۱] ولو باع شيئا على أن يهب له المشتري، أو يتصدق عليه، أو يبيع منه شيئا، أو يقرضه، كان فاسدا. كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الفتاوىٰ الهندية: ۳ / ص۱۳٤)

جاتا ہے اور معمولی تناسب مثلاً ہزارواں حصّہ باغ کے مالک کے لیے مقرّر کرے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ فروخت کرنے والا خریدار کو بذاتِ خود درختوں پر پھل باقی رکھنے کی اجازت دے دے۔ (جدید فقہی مسائل: ۲/ ۳۴۳)

(۲)......اس سوال کے جواب سے پہلے امداد الفتاویٰ کا ایک سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں:

سوال: کتاب موجود نہ ہو، فہرست میں اس کا نام ڈال دینا کہ اہتمام کرکے فرمائش پر دے دیں گے۔ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ معاملہ اس تاویل سے صحیح ہوسکتا ہے کہ فرمائش کو ایجاب نہ کہا جائے، کیوں کہ اس وقت مبیع ملک بائع سے معدوم ہے، بلکہ بائع (کتب خانہ) کی روانگی کو ایجاب اور صاحب فرمائش کے وصول کو قبول کہا جائے، البتہ اس پر یہ التزام کرنا پڑے گا کہ اگر صاحب فرمائش قبول نہ کرے بلکہ واپس کردے تو بائع اس پر جبر نہیں کرسکتا۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۶/ ۵۶۴)

اس عبارت سے آپ کے سوال کا جواب بھی نکل آیا کہ کتب خانے سے کتابیں منگوانے میں بیع کی وہ صورت فرض کی جائے جو امداد الفتاویٰ میں مذکور ہے، تو مبیع اور ثمن کے مجہول رہنے کا اشکال پیدا نہ ہوگا۔

نیز امداد الفتاویٰ کی مذکورہ عبارت کی صراحت سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ مشتری کو خیارِ رویت یا کسی اور وجہ سے واپس کرنے کا بھی اختیار ہوگا۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کھیت گروی رکھنے کی شرط کے ساتھ قرض دینا

سوال:(۱۷۶) کھیت گروی رکھنے کی شرط پر قرض دینا کہ جب قرض ادا کرے تب کھیت واپس سپرد کردیا جائے گا، کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ کیا یہ سود میں داخل نہیں ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......قرض دے کر مقروض کے پاس سے کوئی چیز (وثیقہ اور مضبوطی کے طور پر) رہن (گروی) لینا جائز ہے، لہٰذا سوال میں مذکورہ صورت کہ دس ہزار روپیے دے

---

[1] فإذا أوجب أحد المتعاقدين البيع فالآخر بالخيار. (الهداية: ٣/ ص١٩)

کر مقروض کے پاس سے رہن کے طور پر کھیت لیا جائے تو یہ جائز ہے۔[1]

لیکن قرض دینے والے کے لیے اس کھیت سے پیداوار وغیرہ حاصل کر کے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا جائز نہ ہوگا، کیوں کہ یہ سود میں داخل ہے جو کہ حرام ہے۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بس کا پارسل ٹکٹ خریدنا

سوال: (۱۹۵) کیا بس کے پارسل کا ٹکٹ خریدنا بیع وشراء کی طرح ہے؟ اگر اس میں اِقالہ کرنا ہو تو کیا صورت ہوگی؟ جب کہ ٹکٹ کی واپسی کی صورت میں قیمت کم ہو جاتی ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... پارسال کا ٹکٹ لینا یہ اجارہ ہے، اس میں اگر مستاجر کسی شرعی عذر کی وجہ سے اجارہ فسخ کرنا چاہے تو اس کی گنجائش ہے، لیکن اس صورت میں موجر پر کل اجرت واپس کرنا ضروری ہوگا، جب کہ مستاجر نے منافع وصول کرنے سے پہلے عقد فسخ کیا ہو، لہٰذا ٹکٹ واپس کرتے وقت پیسے کم کر کے دینا صحیح نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

درگاہ کے بازو میں پھول اور اگربتّی وغیرہ کی دُکان لگانا

سوال: (۱۹۶) کیا درگاہ کے بازو میں پھول اور اگربتّی کی دکان لگانا جائز ہے؟ اسی طرح ہندوؤں کے تہوار کے وقت ان کی پوجا کا سامان مثلاً رنگ، ہلدی، ناریل، اگربتّی وغیرہ بیچنا نیز مندر، درگاہ کے عرس کے وقت کھانے پینے کی اشیاء کی دکانیں لگانے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... پھول، اگربتّی، ناریل اور ہلدی وغیرہ کا استعمال صرف اسی کام میں نہیں ہوتا جس کو سوال میں ذکر کیا گیا ہے، بلکہ اس کا جائز استعمال بھی موجود ہے، لہٰذا بیچنے والے کے لیے اس کا بیچنا جائز ہے، اب اگر خریدنے والے اس کو مذکورہ کاموں میں استعمال کرتے ہیں تو یہ ان کا فعل ہے، جس سے بائع کو کوئی تعلق نہیں ہے، یہ فتویٰ ہے۔

---

[1] وبما روي: أنه عليه الصلاة والسلام اشترى من يهودي طعاما ورهنه به درعه، وانعقد عليه الإجماع. (الشامي: ۱۰ / ص۶۸)

[2] (لا انتفاع به مطلقا إلا بإذن) كل للآخر، وقيل: لا يحل للمرتهن؛ لأنه ربا، وقيل: إن شرطه كان ربا، وإلا لا. (الدر المختار: ۱۰ / ص۸۲- ص۸۳)

لیکن تقویٰ کی بات یہ ہے کہ جب بیچنے والے کو یقین ہے کہ یہ لوگ اس کو معصیت اور گناہ کے کام ہی میں استعمال کریں گے تو اس سے بچنا اولیٰ ہے۔
(فتاویٰ دار العلوم: ۱۴/ ۳۰۶،فتاویٰ محمودیہ: ۱۶/ ۱۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

پوسٹ کارڈ کو نفع کے ساتھ بیچنا

سوال: (۲۲۸) پوسٹ کارڈ کی قیمت پندرہ روپیے طے ہیں، اگر کوئی آدمی ڈاک سے اس کو خرید کر نفع کے ساتھ مثلاً پچیس روپیے میں بیچنا چاہے تو کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... پوسٹ کارڈ کو مشتری نے جب پوسٹ آفس سے خریدا تو وہ اس کا مالک ہوگیا، اور مالک کو اپنی شئے مملوک بیچنے کا اختیار ہے، خواہ کم قیمت پر فروخت کرے یا زائد قیمت پر، لہٰذا پوسٹ کارڈ بھی خریدی ہوئی قیمت سے زائد میں بیچنا جائز ہے۔[1] ممنوع نہیں ہے۔
(مستفاد از: فتاویٰ دار العلوم: ۱۴/ ۳۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

پیکیٹ پر مذکور دام سے زیادہ وصول کرنا

سوال: (۲۲۹) پیکیٹ میں بکنے والی اشیاء پر قیمت درج ہوتی ہے، کیا دکان دار اس سے زیادہ قیمت میں بیچ سکتا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... دکان دار کو اپنی شے کو کم یا زائد قیمت پر بیچنے کا اختیار ہے، پیکیٹ پر لکھی ہوئی قیمت پر ہی فروخت کرنا ضروری نہیں ہے، البتہ اگر حکومت کی طرف سے قیمت متعین کی گئی ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے سے قانونی طور پر بے عزّت ہونے کا خطرہ ہے تو پھر اس سے بچنا ضروری ہے، اپنی عزّت کو خطرے میں ڈالنا عقلمندی نہیں ہے۔[2] (جدید فقہی مسائل: ۱/ ۳۵۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] ومن اشترىٰ شيئا، وأغلى في ثمنه، فباعه مرابحة على ذٰلك جاز. (الفتاوى الهندية: ۳ / ص۱۶۱)

[2] ولا يخفى أن مخالفة الأمر لا تقتضي فساد البيع. (الشامي: ۷ / ص۳۹۷، ط: بيروت)

غیر مسلم کو گُڑ بیچنا

سوال: (۲۳۱) ایک متولّی صاحب غیر مسلموں کو شراب بنانے کا گُڑ بیچتے ہیں، جس پر اہل بستی کو اعتراض ہے، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......شراب بنانے کے لیے استعمال ہونے والا گُڑ ایسا ہو کہ صرف شراب بنانے ہی کے کام میں استعمال ہوتا ہو، دوسرے کسی جائز کام میں اس کا استعمال ممکن نہ ہو تو ایسا گُڑ بیچنا جائز نہیں ہے، خواہ خریدار غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو؟ کیوں کہ یہ گناہ کے کام میں تعاون کی صورت ہے جو کہ جائز نہیں ہے۔

البتہ اگر وہ گڑ صرف شراب بنانے کے لیے استعمال نہ ہوتا ہو بلکہ کسی دوسرے جائز کام میں بھی استعمال ہوسکتا ہو، مثلاً انسان یا جانور کے کھانے میں اس کا استعمال ہوسکتا ہو، یا ایسے ہی کسی دوسرے جائز کام میں استعمال ہوسکتا ہو تو ایسی صورت میں یہ گُڑ بیچنا جائز ہے، خواہ اس کے بعد مشتری اس سے شراب بنائے، تو شراب بنانے والا گنہگار ہوگا، کیوں کہ اس نے اس کا استعمال ناجائز طریقے پر کیا ہے۔ (درّ مختار مع شامی: ۹/ ۵۶۰)　　واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مزدور کو اُجرت سے زائد رقم شراب پینے کے نام پر دینا

سوال: (۲۳۲) غیر مسلم مزدور کو بعض مرتبہ یومیہ مزدوری دیتے وقت مسلمان لوگ شراب کے نام پر کچھ زائد رقم دیتے ہیں کہ ''یہ شراب پینے کے لیے ہے''۔ تو کیا اس صراحت کے ساتھ یا اس مقصد کے لیے پیسے دینا صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......صرف شراب پینے کے نام پر پیسے دینا جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ گناہ میں تعاون کہا جائے گا۔ البتہ اگر شراب کا تذکرہ کیے بغیر علی الاطلاق پیسے دیے جائیں تو کوئی حرج نہیں، اگر چہ وہ اس سے بعد میں شراب پیے، تو وہ خود گنہگار ہوگا، یہ گناہ پیسے دینے والے پر نہیں ہوگا۔ [1]　　واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة : ۲]

سرکاری راشن بلیک میں بیچنا

سوال:(۲۳۴) حکومت کی طرف سے کنٹرول چلانے کی ایک شخص کو اجازت ملی، وہ آدمی کنٹرول کا وہ مال جو خریدار نہیں لے جاتے اور بچا رہتا ہے، اس کو بلیک میں بیچ دیتا ہے، تو کیا اس طرح بلیک میں بیچنا صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... سستے اناج کا دکان دار جو مال بلیک سے بیچتا ہے اگر وہ مال حکومت کا دیا ہوا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ ناپ تول میں کمی کر کے کچھ بچا لیا ہو، اور اسے بلیک سے بیچ رہا ہے تو یہ صریح حرام ہے، خرید وفروخت دونوں حرام ہیں۔[1]

دوسری صورت یہ ہے کہ دوسروں کے راشن کارڈ پر لکھ کر بیچتے ہیں تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ کارڈ والوں کی اجازت سے ایسا کرتا ہے تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔ اور جو مال بیچا جاتا ہے، اگر اس مال کو بیچنے کی سرکار کی طرف سے اجازت ہو تو بیچ سکتا ہے، اور اگر اجازت نہیں ہے تو پھر حکومت کے قانون کی خلاف ورزی کرنا جائز نہیں ہے، اس سے بچنا چاہیے۔

(فتاویٰ محمودیہ: ۱۶/ ۱۴۹، فتاویٰ رحیمیہ: ۹/ ۲۲۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

پلاٹ خرید کر فسخ کرنے کے متعلّق ایک مسئلہ

سوال:(۲۳۸) میں نے ایک عورت کو ایک پلاٹ بیچا، جس کی کچھ رقم اس نے ادا کر دی، اس کی کچھ مدّت کے بعد اس نے فسخ کرنا چاہا کہ ہمیں یہ پلاٹ نہیں چاہیے، میں نے کہا کہ اس پلاٹ کو بیچ کر جو قیمت آئے گی اس میں سے تمھاری رقم ادا کر دوں گا، جب اس پلاٹ کی مارکیٹ ویلیو بڑھ گئی تو وہ عورت واپس آئی اور اپنے نام دستاویز پر ضد کرنے لگی (واپس پلاٹ لینے کی ضد کرنے لگی) تو اب چند سوالات کھڑے ہوئے ہیں، ان کے جوابات مرحمت فرمائیں:

(۱) مذکورہ پلاٹ کا سودا فسخ شدہ کہا جائے گا یا نہیں؟

(۲) اگر فسخ شدہ شمار کیا جائے تو اس عورت کو کونسی رقم واپس کی جائے؟

---

[1] ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝١ ... وَإِذَا كَالُوْهُمْ أَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝٣﴾ [المطففين : ١ إلى : ٣]

(۳) اگر فسخ شمار نہ کیا جائے اور وہ پلاٹ واپس مانگتے ہیں تو اس کو کس کے نام پر کیا جائے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... مذکورہ پلاٹ آپ نے جس عورت کو بیچا ہے وہ عورت مشتری اور آپ بائع شمار ہوں گے، اور شرعاً بیع مکمل ہونے کے بعد بائع و مشتری میں سے کوئی تنہا اس عقد کو فسخ کرنا چاہے تو اس کو یہ اختیار نہیں ہے، دوسرے فریق کی رضامندی ضروری ہے، اگر عاقدین باہمی رضامندی سے عقد بیع کو فسخ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں، جس کو اصطلاحِ فقہ میں ''اِقالہ'' کہتے ہیں۔ [1]

البتہ اِقالہ کا حکم یہ ہے کہ اِقالہ اسی ثمن پر ہوتا ہے جو عاقدین نے طے کیا تھا۔ [2]

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس عورت نے جب آکر یہ کہا کہ اب یہ پلاٹ مجھے نہیں چاہیے، واپس لے لو، اگر اس وقت آپ بھی پلاٹ واپس لینے پر راضی تھے تو عاقدین کی رضامندی کی وجہ سے فسخ بیع کہا جائے گا اور مشتری کا اس پر کوئی حق باقی نہیں رہے گا۔ اور بائع نے جتنی رقم وصول کی تھی وہی واپس کرنی ہوگی۔

اور اگر عورت جب وہ پلاٹ واپس کرنے کے لیے آپ کے پاس آئی اس وقت آپ واپس لینے پر راضی نہیں تھے تو فسخ بیع صحیح نہ ہوگا، اور اس صورت میں وہ پلاٹ اسی عورت کا کہا جائے گا، اب آپ اس کی اجازت کے بغیر واپس نہیں لے سکتے۔

اس وضاحت کے بعد آپ کے سوالات کے جوابات مندرجۂ ذیل ہیں:

(۱) اس عورت کے پلاٹ کو رد کرنے سے اس وقت رد شمار کیا جائے گا جب آپ بھی واپس لینے پر راضی تھے۔

(۲) فسخ بیع صحیح شمار کرنے کی صورت میں اس عورت نے اب تک جتنی رقم ادا کی ہے وہ واپس کرنا آپ پر لازم ہوگا، خواہ اپنے جمع سرمایے سے ادا کرو یا بازاری قیمت سے پلاٹ بیچ کر ادا کرو، مارکیٹ ویلیو سے قیمت ادا کرنا لازم نہیں ہوگا۔ [3] (مستفاد از فتاویٰ محمودیہ: ۱۶/ ۴۰۶، ط: ڈابھیل)

---

[1] وشرط صحة الإقالة رضا المتعاقدين. (الفتاوى الهندية: ۳ / ص۱۵۷)

[2] وتصح بمثل الثمن الأول. (الدر المختار: ۷ / ص۳۳۹)

[3] والذي يتحقق من النظر في دلائل القرآن والسنة ومشاهدة معاملات الناس: أن المثلية المطلوبة في القرض هي المثلية في القدر والكمية، دون المثلية في القيمة والمالية.

(بحوث في قضايا فقهية معاصرة : ص۱۷٦)

(۳) فسخ بیع صحیح شمار نہ کیا جائے تو پلاٹ اسی کے نام پر کرنا لازم ہوگا جس نے آپ کے پاس سے خریدا ہے، مذکورہ مسئلے میں اصل مشتری عورت ہے تو پلاٹ اسی کے نام کرنا ہوگا، اس کے کسی اور رِشتے دار کے نام کرنا آپ کے لیے صحیح نہیں ہے۔[۱] واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شریکین میں سے کسی ایک کا کسی کو مضارب بنانا

سوال: (۳۶۴) میری اور میرے بھائی کی مشترکہ طور پر چار دکانیں ہیں جو میرے بیٹے چلاتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ اپنے ایک بیٹے کو شریک بناؤں، اس کی کیا صورت ہوگی؟ کیا اس کی محنت کے عوض شریک بنا سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا …… فی الحال وہ دکانیں ان میں موجود مال اور نفع آپ دو بھائیوں کے درمیان مشترک ہے، اب اگر آپ اپنے بیٹے کو اس کی محنت کے عوض شریک بنانا چاہیں تو اپنے بھائی کی رضامندی سے بنا سکتے ہیں، البتہ اِس صورت میں نفع کا تناسب طے کر دیا جائے کہ نفع میں سے اتنے فی صد آپ کے، اتنے فی صد آپ کے بھائی کے اور اتنے فی صد آپ کے بیٹے کے۔ اس کو اصطلاحِ فقہاء میں ''مضاربت'' کہا جاتا ہے۔[۲] واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ناریل کے درخت دیسی شراب کے لیے کرایے پر دینا

سوال: (۳۶۶) ناریل کے درخت کو اس کے پانی (نیرہ) کے لیے یا دیسی شراب کے لیے کرایے پر دینا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا …… ناریل کا درخت اس طرح کرایے پر دینا جائز نہیں ہے۔ خواہ جائز استعمال کے لیے ہو یا ناجائز استعمال کے لیے۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۷/۴۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[۱] وأما حكمه: فثبوت الملك في المبيع للمشتري، وفي الثمن للبائع إذا كان البيع باتا.
(الفتاوى الهندية: ۳ / ص۳)

[۲] (ولكل من شريكي العنان والمفاوضة ...ويضارب) لأنها دون الشركة، فتضمنتها.
(الدر المختار مع الشامي: ٦ / ص٤٩٠)

جنگل کی خودرَو گھاس کی نیلامی

سوال: (۳۸۱) جنگل کی خودرَو گھاس کو کہ کٹی ہوئی نہ ہو اس کی نیلامی صحیح ہے یا نہیں؟ اس کو خریدنا کیسا ہے؟ اگر جائز نہیں ہے تو اس کو حاصل کرنے کی کوئی جائز صورت ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... جو گھاس خودرَو ہو، جس کو اُگانے کے لیے کسی نے کوئی محنت نہ کی ہو تو ایسی گھاس مباح الاصل ہے، یعنی وہ کسی کی ملکیت نہیں ہے، کوئی بھی اس کو کاٹ سکتا ہے، جو بھی کاٹے گا اس کی ملکیت میں آجائے گی، لہٰذا جنگل کی ایسی خودرَو گھاس کی نیلامی کرنا اور اس کو خریدنا جائز نہیں ہے۔[1]

اس کو خریدنے کی صحیح صورت یہ ہے کہ اوّلاً اس کو کٹوا لیا جائے، جو شخص یا کمیٹی اس کو کٹوائیں گے تو گھاس ان کی ملکیت میں آجائے گی، اس کے بعد مذکور شخص یا کمیٹی اس کی نیلامی کرے تو نیلامی کرنا اور اسے خریدنا صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

اِجارے کے مسائل

اِجارے پر لی ہوئی زمین کے نقصان کے بدل کا مالک کون ہوگا؟

سوال: (۴۳۴) ...... میں پیرامن گاؤں کا باشندہ ہوں، میں نے ایک کھیت سال میں بارہ ہزار روپیے کے بدلے میں کرایے پر لیا ہے، میں نے اس میں گنّا بویا ہے، گنّے کی فصل کھڑی تیّار تھی کہ وہاں سے گیس کمپنی کی لائن نکلی، جس کی وجہ سے کچھ کھیتی کٹ گئی، اب کمپنی نے جو نقصان کیا ہے اس کا بدل دیا ہے، زمین کا بدل الگ سے دیا ہے اور کھیتی کے نقصان کا بدل الگ سے، تو اب پوچھنا یہ ہے کہ

(۱)......زمین کے نقصان کے بدلے میں جو پیسے ملے ہیں ان کا حقدار زمین کا مالک ہے یا اِجارے پر لینے والا؟

(۲)......کھیتی کے نقصان کا جو بدل ملا ہے اس کا حقدار کون ہے؟ کیا اس میں زمین کے مالک

---

[1] ولا يجوز بيع الكلأ وإجارته، وإن كان في أرض مملوكة. (الفتاوى الهندية: ۳/ص۱۰۹)

کا حصّہ ہوگا؟

(۳)......کمپنی نے جو گنّا کاٹا ہے وہ پڑا ہوا ہے، اس مال کا حقدار کون ہے؟ زمین کا مالک یا کرایے پر لینے والا؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا ...... (۱) زمین کے مالک (کرایے پر دینے والے) نے اگرچہ آپ کو زمین کرایے پر دی ہے لیکن زمین کا مالک تو وہی رہے گا، زمین اس کی ملکیت سے نکلے گی نہیں، لہٰذا کمپنی کی طرف سے زمین کے نقصان پر جو بدل ملا ہے اس کا حقدار زمین کا مالک ہوگا۔

(۲)......اور زمین میں گنّے کی کھیتی آپ نے کی ہے، لہٰذا اس گنّے کے مول کے مالک آپ (زمین کرایے پر لینے والا) ہیں، لہٰذا اس نقصان کے بدلے جو پیسے ملے ہیں ان کے حقدار آپ ہیں، زمین کا مالک اس میں حقدار نہیں ہوگا۔[1]

(۳)......کمپنی نے جب گنّے کے نقصان کا بدل پورا پورا دے دیا ہے تو اب اس کٹی ہوئی فصل کی مالک کمپنی ہے، کمپنی جسے اس کو لے جانے کی اجازت دے وہ اس کو لے جا سکتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ملازم کا طے شدہ وقت سے پہلے چلا جانا

سوال: (ملازمت)......(۱) ایک مولانا صاحب مدرسے میں سبق ہوجانے کے بعد جب کوئی کام باقی نہیں رہتا تیس یا چالیس منٹ پہلے چلے جاتے ہیں، تو کیا یہ شرعاً درست ہے؟ ان کے لیے پوری تنخواہ لینا جائز ہے؟ یہ مولانا صاحب وقت سے پہلے آکر پڑھاتے ہیں۔

(۲)......ایک مولانا صاحب مدرسے کے اوقات میں پڑھانے کا کام برابر کرتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ وہ اخبار بھی پڑھتے ہیں، تو ان کا اخبار پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......مدرسہ میں مدرّس کے لیے وقت اور کام دونوں طے ہوتے ہیں، لہٰذا دونوں کی پابندی کرنا ضروری ہے، البتہ معمولی کوتاہی جو عام طور پر عرفاً قابل برداشت ہو اور

[1] الخراج بالضمان، يعني: أن من يضمن شيئا إذا تلف يكون نفع ذٰلك الشيء له في مقابلة ضمانه حال التلف، ومنه أخذ قولهم: "الغرم بالغنم".

(درر الحكام في شرح مجلة الأحكام: ١ / ٨٨، ط: دار الجيل)

اس سے چشم پوشی کی جاسکتی ہو تو اس کی کچھ درجے میں گنجائش ہے، لیکن تیس چالیس منٹ پہلے چلا جانا جائز نہیں۔ اور بغیر کسی وجہ کے اس کی عادت بنا لینے والے مدرّس کے لیے پوری تنخواہ لینا جائز نہیں ہے، اگرچہ وہ وقت سے پہلے آتے ہیں لیکن انھیں تنخواہ متعین وقت کی دی جاتی ہے۔

(جامع الفتاویٰ، امداد الفتاویٰ جدید مطول: ۷/ ۲۴۰، مع حاشیہ)

(۳)......مدرسے کے وقت میں چھوٹا موٹا کام جو عام طور پر انتظامیہ کی طرف سے یا عرفاً قابل برداشت ہو تو اس کی گنجائش ہے، لہٰذا اگر کوئی مدرّس سبق وغیرہ متعین کردہ کاموں سے فارغ ہو کر کبھی کبھار دو پانچ منٹ اخبار دیکھ لیتا ہو تو اس کی گنجائش نکل سکتی ہے، البتہ اس میں زیادہ وقت خراب کرنا یا اس کی عادت بنا لینا جائز نہیں ہے۔ مدرسے اور وقف سے متعلّق معاملات میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہے۔ (امداد الفتاویٰ جدید مطول: ۷/ ۲۴۰، مع حاشیہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مدرّس کی ایک ماہ کی تنخواہ جمع رکھنا اور سفرِ حج کی غیر حاضری کی تنخواہ

سوال: (۴۳۵) ہمارے گاؤں میں ''مدرسہ فیض الاسلام'' نامی مکتب ہے، تقریباً تین سو طلبہ اس میں دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، آٹھ اساتذہ ہیں اور ایک معلّمہ ہیں، ہم سال میں پچپن چھٹیاں اور دس کیجیول سب ملا کر کل پینسٹھ (۶۵) دِن کی چھٹیاں تنخواہ کے ساتھ دیتے ہیں۔ اس سال ہم نے سال میں ایک تنخواہ بونس کے طور پر جمع رکھنا طے کیا ہے، جس وقت مدرّس مدرسہ چھوڑ کر خود جائیں، یا مدرسہ ان کو الگ کر دے اس وقت جمع شدہ رقم ان کو دے دی جائے گی، اس تعلیمی سال کے دوران صدر مدرّس صاحب چالیس دِن کے لیے حج کے سفر میں گئے، تو ان کو چالیس دِن کی تنخواہ دی جائے یا نہیں؟ اسلامی شریعت کے مطابق قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مطلوب ہے۔

نوٹ: اساتذہ کی ایک تنخواہ بطورِ بونس جمع رہے گی، یہ فیصلہ کمیٹی نے خود کیا ہے، گاؤں کے تمام افراد کو بلا کر نہیں کیا ہے، کیا اس طرح کا فیصلہ کمیٹی کرے تو صحیح ہو گا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۱) ایک تنخواہ سال میں بونس کے طور پر جمع رکھی جائے اور مدرسہ چھوڑتے وقت وہ رقم دی جائے، یہ فیصلہ کمیٹی نے اپنی خوشی سے کیا ہو تو اس طرح لین دین میں شرعی اعتبار سے کوئی حرج نہیں ہے۔ گاؤں کے لوگوں کی جانب سے کمیٹی کو اس طرح کا فیصلہ لینے کا

اختیار دیا گیا ہوتو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔(مستفاد از فتاویٰ قاسمیہ:۱۹/ ۸۷،۵۰/ ۲۰۹)

(۲)......مذکور مدرّس کے تقرر کے وقت یا حج میں جانے سے پہلے اس مدرّس کی کمیٹی کے ساتھ اس تنخواہ کے لین دین کی بات ہوئی ہوتو اس صورت میں مدرّس تنخواہ کا حقدار ہے۔اور اگر مذکورہ دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت نہ ہوئی ہوتو پھر ان چھٹیوں کا حکم عام غیر حاضری کی طرح ہوگا، کہ جس طرح مدرّس اپنی ضرورت کے پیش نظر دوسرے دِنوں میں غیر حاضری کرتا ہےتو اس کی تنخواہ کاٹی جاتی ہے،اسی طرح حج کے سفر کی غیر حاضری کی تنخواہ بھی کاٹی جائے گی۔[1]

پھر بھی اگر کمیٹی والے اپنی خوشی سے تبرعاً تنخواہ دے دیں تو درست ہے، بلکہ کمیٹی والوں کو چاہیے کہ جب ایک آدمی سالوں سے آپ کے یہاں دینی خدمات دے رہا ہےتو اس کے ساتھ اچھّا برتاؤ کر کے اسے خوش رکھنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

دو کمروں والا مکان کرایے پر لے کر ایک کا استعمال نہیں کیا تو کرایہ کم ہوگا؟

سوال:(۵۱۷) میں نے ایک شخص کے پاس سے دو کمروں والا مکان کرایے پر لیا تھا، آٹھ سو روپیے کرایہ طے ہوا تھا، معاملے کے مطابق میں کرایہ دیتا رہا، اب کچھ مدّت سے مکان کے مالک نے ایک کمرے میں اپنا سامان رکھا ہے، آدھا کمرہ اس کے سامان کی وجہ سے مشغول ہے، تو کیا میں آٹھ سو روپیے کرایے میں سے آدھے کمرے کا کرایہ کاٹ سکتا ہوں؟ جب کہ دو کمروں کا آٹھ سو روپیے کرایہ ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......مکان کے مالک نے دونوں کمرے مکمّل خالی رکھنے کے بجائے ایک کمرے کے آدھے حصے کو مشغول رکھا ہے، تو ایسی صورت میں آپ مشغول حصے کے حساب سے مکمّل کرایے میں سے کم کر سکتے ہو، مثال کے طور پر دو کمروں کے آٹھ سو روپیے ہوں، اور ایک کمرے کا آدھا حصّہ مشغول ہے تو دو سو روپیے کاٹ کر چھ سو روپیے کرایہ دو، تو یہ شرعی اعتبار سے صحیح

---

[1] حاصل ما في شرحه تبعا للبزازية: أنه إذا غاب عن المدرسة، فإما أن يخرج من المصر أو لا، فإن خرج مسيرة سفر، ثم رجع، ليس له طلب ما مضى من معلومه، بل يسقط، وكذا لو سافر لحج ونحوه. وإن لم يخرج لسفر بأن خرج إلى الرستاق، فإن أقام خمسة عشر يوما فأكثر، فإن بلا عذر كالخروج للتنزه فكذٰلك، وإن لعذر كطلب المعاش فهو عفو، إلا أن تزيد غيبته على ثلاثة أشهر فلغيره أخذ حجرته ووظيفته. (رد المحتار: ٦ / ص٦٢٩)

ہے۔ ؎۱ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کرایے پر لی ہوئی گاڑی میں گاڑی والے کا اپنا سامان رکھنا

سوال: (۵۱۸) ہم نے سورت جانے کے لیے ایک گاڑی کرایے پر لی، بارہ سو روپیے کرایہ طے ہوا، اس میں گاڑی کے مالک نے ایک گیہوں کی بوری رکھ دی، جو سورت لے جانی تھی، تو کیا ہم اس گاڑی کے کرایے میں سے کچھ کم سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جب گاڑی آپ نے کرایے پر لی تو مالک کے لیے اس میں اپنا سامان رکھنا صحیح نہیں ہے، پھر بھی اس نے گاڑی میں اپنا سامان رکھا اور آپ لوگ صحیح سالم اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ گئے تو ایسی صورت میں آپ گاڑی کا کرایہ کم نہیں کر سکتے۔ ؎۲

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بینک یا بیمہ کمپنی میں ملازمت کرنا

سوال: (۵۲۷) ایک شخص بینک یا بیمہ کمپنی میں ملازمت کرتا ہے تو اس کا وہاں سے تنخواہ لینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... بینک اور بیمہ کمپنی وغیرہ میں سودی کاروبار ہوتا ہے، جو شرعی اعتبار سے ناجائز اور حرام ہے، لہٰذا ایسی کمپنیوں میں ملازمت کرنا درست نہیں، دوسری حلال آمدنی والی ملازمت تلاش کریں، سچے دِل سے کوشش کریں، اور جب تک حلال آمدنی والی ملازمت نہ ملے وہاں تک مجبوری کے درجے میں اس ملازمت پر اپنا گزران چلاتے رہیں، اس کی گنجائش ہے، لیکن جیسے ہی حلال آمدنی والی ملازمت ملے فوراً اس ملازمت کو چھوڑ دیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۷/ ۵۳)

بینک میں کسی بھی طرح کی ملازمت جائز نہیں

سوال: (۵۴۷) میں ایک بینک میں کام کرتا ہوں، اس میں لکھنے کا کام، پیسوں کی لین دین، یا

؎۱ بخلاف شغل المالك بعض الدار، فإنه ينقص بحسابه. (رد المحتار: ٥ / ص۲۷)

؎۲ في المنح عن الخانية: "ليس لرب الدابة وضع متاعه مع حمل المستأجر، فإن وضع وبلغت المقصد، لا ينقص شيء من الأجر. (رد المحتار: ٥ / ص۲۷)

چائے پانی وغیرہ کوئی بھی کام کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... بینک میں سودی معاملہ ہوتا ہے، اور شریعت میں سودی لین دین حرام ہے، اسی طرح سودی معاملے میں تعاون کرنے پر بھی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں اور اس سے منع کیا گیا ہے، لہٰذا بینک میں کسی بھی طرح سے ملازمت کرنا جائز نہیں ہے، اگر آپ کی اقتصادی حالت اچھی ہو تو فوراً اس ملازمت کو چھوڑ دینا چاہیے، اور اگر اقتصادی حالت ٹھیک نہ ہو اور فوراً ملازمت چھوڑ دینے میں پریشانی کا سامنا ہو تو فوراً ملازمت نہ چھوڑیں بلکہ دوسرے حلال اور پاکیزہ ذریعۂ معاش کی تلاش میں رہیں، تب تک مجبوراً اس ملازمت کو جاری رکھیں، جیسے ہی حلال معاش کا نظم ہو جائے فوراً اس ملازمت کو چھوڑ دیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۷/۷ ۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

وقت مقرّرہ سے پہلے مستاجر کا کرایے پر لی ہوئی ہوٹل واپس کرنا

سوال: (۳۲۹) میں نے ایک ہوٹل کرایے پر لی ہے، ہوٹل کے مالک نے شرط لگائی ہے کہ گیارہ ماہ تک کرایے پر رہنے دینا ضروری ہے، اس کے بعد مجھے اختیار رہے گا، (چاہوں تو کرایے پر رہنے دوں یا واپس کر دوں) اب بعض اعذار کی وجہ سے تین ماہ کے بعد ہی (مقرّرہ گیارہ ماہ سے پہلے) واپس کرنا چاہتا ہوں، جب کہ مالک اس پر راضی نہیں ہے، تو اس معاملے میں شرعی حکم کیا ہے؟ نیز اگر گیارہ ماہ سے پہلے ہوٹل واپس کر دوں تو کرایہ تین ماہ کا لازم ہوگا یا پورے گیارہ ماہ کا؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... اگر مقرّرہ مدّت سے پہلے ہوٹل واپس کرنا کسی شرعی عذر کی بنا پر ہو تو تین ماہ میں بھی یہ عقدِ اجارہ فسخ کیا جا سکتا ہے، اور مذکورہ صورت میں صرف تین ماہ کا کرایہ لازم ہوگا، نہ کہ گیارہ ماہ کا۔

اور اگر آپ نے کسی شرعی عذر کے بغیر تین ماہ میں ہوٹل واپس کی تو چوں کہ یہ عقدِ اجارہ گیارہ ماہ کے لیے لازم قرار دیا گیا تھا، لہٰذا آپ کو چاہیے کہ پورے گیارہ ماہ کا کرایہ ادا کریں۔ اور ہوٹل کے مالک کو اختیار ہے کہ پورے گیارہ ماہ کا کرایہ وصول کرے۔ (امداد الفتاویٰ: ۳/ ۳۸۵، احسن الفتاویٰ: ۷/ ۳۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سود کے مسائل

سود کی رقم سے سڑک اور اپنے مکان کے سامنے کا حصّہ بنانا

سوال: (۴۰۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجۂ ذیل مسئلے کے بارے میں کہ زید کا مکان لب سڑک واقع ہے، حکومت یا کسی متموّل شخص کی جانب سے سڑک کی از سرِ نو اصلاح بلکہ اس کو پختہ بنانا منظور ہو رہا ہے، زید چاہتا ہے کہ اپنے پاس موجود سودی رقم کے ذریعے اپنے مکان کے سامنے والا حصّہ سڑک بننے سے پہلے یا بعد میں پختہ کرلے، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہ عام گزرگاہ جو اس کے گھر کے سامنے سے گزرتی ہے اس کے خاص حصے میں جو اس کے مکان کے سامنے واقع ہے زید کا اپنی سودی رقم استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہو تو صرف اتنا حصّہ بنایا جائے جو حکومت والوں کی طرف سے بنایا جاتا ہے یا اپنے گھر کے قریبی حصے کو بھی شامل کرسکتا ہے؟ یا یہ اپنے سود سے فائدہ اٹھانے والا قرار دیا جائے گا؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......سود کی رقم کا اصل مصرف تو یہ ہے کہ اس کو فقراء وغرباء پر صدقہ کردیا جائے۔[۱]

ضرورت کے وقت رفاہِ عام کے کاموں میں بھی استعمال کی گنجائش ہے، لہٰذا زید کے گھر کے سامنے جو عام گزرگاہ ہے، زید اس کو اپنی سودی رقم سے بنانے میں یا اس کی پختگی کے لیے استعمال کرسکتا ہے، عام گزرگاہ والا جو حصّہ ہے اسی میں استعمال کی جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۲۸۹/۵، مکتبۃ الاحسان)

خاص اپنے مکان کے سامنے کی اپنی جگہ جس کو آنگن کہتے ہیں (عام گزرگاہ نہ ہو) اس میں استعمال کرنے کی گنجائش نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۲۸۹/۵، مکتبۃ الاحسان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[۱] "كَسْبُ الْمُغَنِّيَةِ كَالْمَغْصُوبِ لَمْ يَحِلَّ أَخْذُهُ،... وَيَرُدُّونَهَا عَلَىٰ أَرْبَابِهَا إِنْ عَرَفُوهُمْ، وَإِلَّا تَصَدَّقُوا بِهَا لِأَنَّ سَبِيلَ الْكَسْبِ الْخَبِيثِ التَّصَدُّقُ إِذَا تَعَذَّرَ الرَّدُّ عَلَىٰ صَاحِبِهِ". (رد المحتار: ۹ / ص۵۵۳)

بینک سے لون لینا

سوال: (۴۰۷) میں نے گنّا بویا ہے جس میں کھاد ڈالنا ہے، میرے ذمّے تھوڑا قرض ہے جس کا وقت پر ادا کرنا ضروری ہے، پہلی مرتبہ جب کھاد ڈالا تھا اس کے پیسے بھی باقی ہیں، اب دوسری مرتبہ ڈالنا ہے، ورنہ کھیتی کا نقصان ہو جائے گا، اِس وقت چالیس سے پچاس ہزار کی ضرورت ہے، جو بغیر سود کے ملنا بہت مشکل ہے، تو کیا میں لون لے سکتا ہوں؟ اس لون میں سود بھرنا پڑتا ہے جو جائز نہیں ہے، لیکن میرے پاس دوسرا کوئی راستہ بھی نہیں ہے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......سرکار یا کسی بینک کی طرف سے ملنے والی لون میں سب سڈی (جس میں کچھ فی صد معاف ہو جاتا ہے، اس کے بعد واپس کرنے کی رقم اتنی ہی ہو جتنی لی تھی یا اس سے کم ہو) کے طریقے پر ہو تو اس کا لینا جائز ہے، جیسے کہ سرکار بے روزگار لوگوں کو کاروبار کے لیے دیتی ہے۔

لون کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہم نے جتنی رقم بینک وغیرہ سے لی ہے اس سے زیادہ سود کے ساتھ دینی پڑتی ہے، تو اس طرح کی لون لینا درست نہیں ہے، کیوں کہ اس میں سود دینا پڑتا ہے، جو کہ حرام ہے۔ (مستفاد از فتاویٰ رحیمیہ: ۵/ ۳۱۲)

البتہ کوئی انسان انتہائی مجبور ہو جائے کہ کھانے، پینے اور رہنے کے لیے کوئی انتظام نہیں ہے اور یہ ضرورت کسی جائز طریقے سے پوری نہیں ہو رہی ہے تو ایسے آدمی کے لیے بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے سودی قرض (لون) لینے کی اجازت دی گئی ہے۔ (مستفاد از فتاویٰ رحیمیہ: ۵/ ۲۷۸)

میرے خیال میں آپ کی ضرورت اس درجے کی نہیں ہے کہ کھاد خریدا نہ جائے تو آپ کی بنیادی ضرورتیں پوری کرنے میں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے، زیادہ سے زیادہ اتنا ہو سکتا ہے کہ کھاد نہ ڈالنے سے کھیتی کا کچھ نقصان ہوگا، لیکن سودی لون لینے سے جو دین و آخرت کا نقصان ہوگا اس کے مقابلے میں یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہر چیز ہے جو آگ میں باغ اور جنگل میں منگل بنا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ بغیر کھاد کے بھی اس میں برکت دینے پر قادر ہے، اس کی ذات سے امید رکھنی چاہیے۔ (مستفاد از فتاویٰ رحیمیہ: ۵/ ۲۷۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بی سی کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۴۰۹) ہم چودہ آدمیوں نے مل کر ایک اِسکیم بنائی ہے کہ ہم تمام مل کر ہر ماہ ایک ایک ہزار روپیے جمع کریں گے جو کل چودہ ہزار کی رقم ہوگی، پھر ایک تاریخ طے کی جاتی ہے جس میں یہ ہوتا ہے کہ چار ہزار کو چھوڑ کر باقی رقم جس کو ضرورت ہو وہ مانگے گا، اگر اس کے سامنے دوسرا کوئی ممبر پیسے مانگنے والا نہ ہو تو اس کو مل جائیں گے اور باقی جو بچے ہیں ان کو دوسرے حضرات آپس میں برابر تقسیم کرلیں۔ وہ شخص جس نے پیسے لیے ہیں اس کو چھوڑ کر دوسرے حضرات کو دوبارہ پیسے نہ مل جائیں اس وقت تک پیسے لینے والے شخص کو دوبارہ پیسے نہیں ملیں گے، اور کوئی دوسرا اس سے کم مانگنے والا ہو تو پیسے اس کو ملیں گے اور باقی پیسے دوسرے ممبر حضرات کو مل جائیں گے۔ تو کیا اس طرح کی اِسکیم میں حصّہ لینا درست ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......شرعی اعتبار سے اس اِسکیم میں حصّہ لینا درست ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سود کی رقم رِفاہی کام میں استعمال کرنا

سوال: (۴۲۰) میرے پاس سود کی رقم ہے، میرے ایک پہچان والے شخص کی معاشی حالت ٹھیک نہیں ہے، اس کے گھر میں بجلی کا نظام پُرانا ہوگیا ہے، تو کیا میں سود کی رقم اس کام کے لیے دے سکتا ہوں؟ سود کی رقم اور کن مصارف میں خرچ کرسکتے ہیں؟ تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......شریعت میں سود لینے اور دینے کے بارے میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے، البتہ اگر حفاظت کی غرض سے (جب کہ مجبوری ہو) بینک میں پیسے رکھے ہوں اور ان کا سود آئے تو بینک میں چھوڑنے کے بجائے وہاں سے نکال لینا چاہیے اور کسی غریب آدمی پر صدقہ کردینا چاہیے۔ لہٰذا سوال میں مذکور شخص جو تمھارا دوست ہے اگر حقیقت میں غریب اور مستحق ہو تو آپ یہ سود کے پیسے ان کے گھر کی بجلی کے انتظام میں استعمال کرسکتے ہیں۔

سود کی رقم کا اصل مصرف تو یہی ہے کہ ثواب کی نیت کے بغیر غریب کو دے دی جائے، البتہ ضرورت کے وقت رِفاہی کاموں میں صرف کرسکتے ہیں۔ (کتب فتاویٰ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سونا گروی رکھ کر سودی قرض لینا

سوال: (۴۲۳) زید نے عمر کو پانچ ہزار روپیے بطورِ قرض کچھ مہینوں کے لیے دیے، مدّت گزرنے کے باوجود عمر قرض ادا نہیں کر سکا، زید اپنی اشد ضرورت کی وجہ سے قرض واپس مانگ رہا ہے، اب عمر کے پاس ایک ہی صورت ہے کہ اس کے پاس کچھ سونا ہے اسے رہن رکھے اور پانچ ہزار روپیے سود پر لے کر زید کو ادا کر دے، تو کیا اس طرح کرنا درست ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......سونا گروی رکھ کر سودی قرض لینا جائز نہیں ہے، لہٰذا قرض ادا کرنے کے لیے اس صورت کو اختیار کرنا درست نہیں ہے، بغیر سود کے کسی کے پاس سے پانچ ہزار لیے جائیں اور سونا گروی رکھا جائے، اس طریقے سے زید کا قرض ادا کیا جائے تو جائز ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ سونا بیچ کر ان پیسوں سے قرض ادا کیا جائے۔ سوال میں ذکر کردہ مجبوری کی وجہ سے سودی معاملہ کرنے کی اجازت نہیں ہوسکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سودی رقم سے اپنے بھانجے کے مکان کی مرمّت کروانا

سوال: (۴۵۷) زید ایک ضرورت مند آدمی ہے، اس کی خالہ کے پاس سود کی رقم ہے، وہ اپنی سود کی رقم سے اپنے بھانجے زید کے مکان کی مرمّت کرواسکتی ہے یا نہیں؟ اور اس رقم کو اس کام کے لیے استعمال کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... زید شرعی اعتبار سے غریب ہو، نصابِ شرعی یعنی موجودہ وزن کے اعتبار سے ۸۴؍تولہ، ۷؍گرام اور ۸۰ ۴؍ملی گرام سونا یا ۶۱؍تولہ ۲؍گرام اور ۶۰ ۳؍ملی گرام چاندی، یا تھوڑا سونا اور تھوڑی چاندی ہو، جو ملا کر قیمت کے اعتبار سے ۶۱؍تولہ ۲؍گرام اور ۶۰ ۳؍ملی گرام ہوتا ہو، یا اس کے پاس چاندی کے نصاب کی قیمت، یا اس کے پاس ضرورت سے زیادہ کپڑے، برتن اور فرنیچر وغیرہ ہو جو چاندی کے نصاب کو پہنچ جائے اور اس قیمت کا تجارت کا مال نہ ہو تو ایسا آدمی زکوٰۃ کا مستحق ہے، ایسا آدمی سود کی رقم بھی لے سکتا ہے، لہٰذا زید اگر زکوٰۃ لینے کا مستحق ہو تو وہ اپنی خالہ کی سود کی رقم سے اپنے مکان کی مرمّت کرواسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بینک سے لون لینے کی مختلف صورتیں

سوال:(۴۷۰)......(۱)ایک شخص نے پچاس ہزار کی لون لی، اس پر پندرہ ہزار سود چڑھا، یا پھر پندرہ ہزار کی سب سڈی ملی، اب اس کو بینک میں پچاس ہزار ہی ادا کرنے ہیں، تو کیا اس طرح لون لینا جائز ہے؟

(۲)...... دوسری صورت یہ کہ بینک سے پچاس ہزار لیے، پندرہ ہزار سب سڈی ملی، اب پینتیس ہزار واپس کرنے ہیں، پینتیس ہزار کا سود دس ہزار ہے، کل ملا کر پینتالیس ہزار ادا کرنے ہیں، تو کیا یہ شکل صحیح ہے؟

(۳) تیسری شکل یہ کہ پچاس ہزار کی لون لی اور بینک نے پندرہ ہزار سب سڈی دی، اب پینتیس ہزار کا سود سترہ ہزار ہے، تو کل باون ہزار ادا کرنے ہیں، تو کیا یہ شکل صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......سرکار کی طرف سے سب سڈی کے نام پر جو قرض دیا جاتا ہے اس میں سرکار کا مقصد سود وصول کرنا نہیں ہوتا، بلکہ بے روزگار لوگوں کو روزی مل سکے اس نیت سے ان کی قرض کے ذریعے مدد کی جاتی ہے، اور اس قرض میں سب سڈی دی جاتی ہے، البتہ ساتھ میں کچھ رقم سود کے نام پر زیادہ وصول کی جاتی ہے، اگر سود کے نام پر زیادہ وصول کی جانے والی رقم سب سڈی کے بعد قرض کے برابر یا اس سے کم ہو تو اس زائد رقم کو سود شمار نہیں کیا جائے گا اور یہ جائز ہے۔ البتہ یہ زائد رقم قرض سے زیادہ ہو تو پھر یہ رقم سود شمار ہوگی جو نا جائز ہے، یہ لین دین شرعی اعتبار سے درست نہیں ہے۔

مذکورہ تفصیل کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کے سوالات کے جوابات یہ ہیں: (۱) جائز ہے۔ (۲) جائز ہے۔ (۳) نا جائز ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ :۹) واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

زکوۃ کے مستحق کو سودی رقم دینا اور سودی رقم سے بنائی گئی ٹنکی کا استعمال

سوال:(۴۱۱)......(۱) مستحق زکوۃ کو سود کے پیسے دے سکتے ہیں یا نہیں؟

(ب)...... اگر نہ دے سکتے ہوں تو ایسے رِشتے دار جو زکوۃ کے مستحق ہیں ان کو سود کے پیسے دے دیے تو رہائی کی کیا صورت ہوگی؟

(ج)......سود کے پیسوں سے پانی کی ٹنکی اپنے لیے یا کسی اور کے لیے بنائی، تو اس ٹنکی کے

پانی کا کیا حکم ہے؟

(د) سود کی رقم کہاں استعمال کر سکتے ہیں؟ اور کس کس کو دے سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(ا) جی ہاں، مستحق زکوٰۃ کو سود کی رقم دینا جائز ہے۔

(ب)......زکوٰۃ کے مستحق رِشتے دار کو بھی سود کی رقم دینا جائز ہے۔

(ج)......سود کی رقم سے خود کے لیے پانی کی ٹنکی بنانا جائز نہیں ہے۔ البتہ کسی غریب مستحق زکوٰۃ کو اس سودی رقم سے ٹنکی بنا دی جائے تو جائز ہے، پھر اس ٹنکی کے پانی کو ہر کوئی استعمال کر سکتا ہے۔

(د)......سود کی رقم کا اصل مصرف تو یہی ہے کہ کسی غریب مستحق زکوٰۃ کو صدقہ کر دی جائے۔ لیکن اگر کسی رِفاہی کام کے لیے خالص رقم نہیں مل رہی ہے تو اس رِفاہی کام میں اس رقم کا استعمال درست ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بینک سے شیرز خریدنا

سوال: (۳/۴/۷۳) بینک سے شیرز خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ آج کل مسلمان ایسے بینک سے بھی خریدتے ہیں جو صرف سودی کاروبار کرتے ہیں، یہ بینک اپنے شیرز ہولڈروں کو ہر سال ڈیویڈنڈ کے طور پر نقد رقم یا کوئی چیز دیتے ہیں، تو اس رقم کو یا چیزوں کو استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......جو بینک صرف سودی کاروبار کرتی ہیں ان سے شیرز خریدنا جائز نہیں ہے، لہٰذا شیرز ہولڈروں کو ڈیویڈنڈ میں جو نقد رقم یا چیزیں ملتی ہیں ان کو لینا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

اپنے سود کے پیسوں سے بیت الخلا وغسل خانہ بنانا

سوال: (۴/۴/۷۳) کوئی شخص سود کی رقم سے اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال کے لیے بیت الخلا وغسل خانہ بنائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو یہ سود کی رقم خود استعمال کرنے کے مانند ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......سود کی رقم اپنی ضروریات میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے، لہٰذا اس رقم سے اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال کے لیے بیت الخلا وغسل خانہ بنانا درست نہیں ہے، ایسا کرنا خود سود کی رقم استعمال کرنے جیسا ہوگا، یہ پیسے کسی غریب فقیر کو صدقہ کے طور پر دے دیے جائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سود کی رقم سے بیت الخلا بنانا

سوال:(۴۷۵/۱) کیا سود کی رقم سے بیت الخلا بنا سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......اپنی سود کی رقم سے اپنا بیت الخلا نہیں بنا سکتے، البتہ اس رقم سے کسی غریب کا بیت الخلا بنا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سود کی رقم سے مسجد کا رنگ روغن وغیرہ کرنا

سوال:(۴۷۸/۴) کیا سود کی رقم سے مسجد کی جالی، رنگ روغن، ٹنکی، بیت الخلا یا غسل خانہ بنا سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......سود کی رقم کے اصل مستحق غرباء اور فقراء ہیں، لہٰذا یہ پیسے ان کو صدقہ کر دیے جائیں، مسجد کے کام میں ایسے پیسے استعمال نہ کیے جائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سود کی رقم سے اپنے گھر کا راستہ یا مسجد و مدرسے کا میدان یا راستہ بنانا یا وہ رقم اپنے کسی غریب رِشتے دار کو دینا

سوال:(۴۸۰)......(۱) میں نے بینک میں پیسے رکھے ہوئے ہیں، ان کا سود آتا ہے، تو کیا اس سود کی رقم سے اپنے گھر کا راستہ یا مسجد و مدرسے کا گراؤنڈ یا راستہ یا بیت الخلا بنا سکتے ہیں؟

(۲)......کیا یہ سود کی رقم میں اپنے کسی غریب رِشتے دار کو دے سکتا ہوں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۱) سود کی رقم کا اصل حکم تو یہ ہے کہ کسی غریب فقیر کو صدقہ کر دی جائے، ایسے پیسوں سے خود کے گھر کا راستہ بنانا یا بیت الخلا بنانا جائز نہیں ہے، مسجد و مدرسے کے گراؤنڈ کے لیے بھی جہاں تک ہو سکے حلال رقم استعمال کی جائے، لوگوں کے پاس سے چندہ کیا جائے اور گراؤنڈ بنایا جائے، اگر حلال رقم ملنا مشکل ہو اور گراؤنڈ نہ بنانے کی وجہ سے مسجد و مدرسے کا نقصان ہوتا ہو تو ایسی صورت میں مجبوری کی وجہ سے سود کے پیسے استعمال کر سکتے ہیں، اسی طرح مسجد کے بیت الخلا بنانے میں بھی استعمال کر سکتے ہیں، کیوں کہ بہت سے علماء نے ایسی رقم کو رِفاہی کاموں میں استعمال کی اجازت دی ہے۔

(۲)......جی ہاں آپ یہ سود کی رقم اپنے کسی غریب رِشتے دار کو صدقہ کر سکتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سود کی رقم سے اپنی سالی کا مکان بنانا جب کہ ان کے شوہر مالدار ہیں

سوال: (۴۹۱ / ۲) ایک شخص کے پاس سود کی رقم ہے، کیا اس رقم سے وہ اپنی سالی کا مکان بنوا سکتے ہیں؟ جب کہ سالی کا شوہر مالدار ہے، لیکن سالی کے پاس اپنی کوئی رقم یا زیورات وغیرہ نہیں ہیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......اگر آپ کی سالی کے پاس واقعۃً زیورات اور نقد رقم نہ ہو، نیز اس کی ملک میں ضرورت سے زائد کوئی مال سامان مثلاً زائد مکان، چھوٹے بڑے برتن، کپڑے جن کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہوتی ہے نہ ہوں، اسی طرح اس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر تجارت کا سامان اور سونا نہ ہو تو ایسی صورت میں اپنی سالی کو سود کی رقم سے گھر بنوادیں تو جائز ہے۔ (شامی) واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سود کی رقم غریب رشتے دار کو دینا یا حکومت کو بطورِ سود واپس کرنا

سوال: (۵۱۵)......(۱) ایک شخص کے پاس سود کی رقم ہے، یہ شخص یہ سودی رقم اپنے رشتے دار کو جو غریب ہو یا کسی اور غریب شخص کو خرچ کے لیے یا گھر وغیرہ بنانے کے لیے یا کوئی چیز خریدنے کے لیے دے، تو کیا یہ صحیح ہے؟

(۲)......ایک شخص کے پاس سود کی رقم ہے، تو کیا وہ یہ رقم بطورِ سود ہی واپس دے سکتا ہے؟ حکومت ہم سے غیر شرعی طور پر سود وصول کرنا چاہتی ہے، تو کیا اس میں دے سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۱) سود کی رقم کسی غریب فقیر کو جو زکوٰۃ کا مستحق ہو اسے صدقہ کر دینا ضروری ہے، اپنے پاس رکھنا یا استعمال کرنا درست نہیں ہے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں آدمی اپنی سود کی رقم غریب رشتے دار کو یا کسی اور غریب کو دے دے، صدقہ کر دے، یا گھر بنانے کے لیے دے دے تو صحیح ہے بلکہ ضروری ہے۔

(۲)...... بینک کے سود کا اصل مصرف تو یہ ہے کہ وہ رقم کسی غریب کو صدقہ کر دی جائے، باوجودیکہ حکومت ناجائز ٹیکس وصول کرتی ہو اور اس کے ٹیکس سے پریشان ہو کر یا حکومت شریعت کے

خلاف کسی معاملے میں سود ادا کرنے پر مجبور کرتی ہو تو ایسی صورت میں سرکاری بینک سے ملی ہوئی سود کی رقم ایسے غیر شرعی ٹیکس ادا کرنے کے لیے سرکار کو دی جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سودی قرض لینا

سوال: (۵۳۰) ہمارے والد صاحب نے ایک مکان بنایا تھا جس میں تقریباً آٹھ دس لاکھ روپیے خرچ کیے، پھر پیسے ختم ہو گئے تو سودی قرض لے کر اس میں خرچ کیے، مکان مکمّل تعمیر ہو چکا ہے، اِس غلطی کا والد صاحب کو احساس ہے، اب وہ اس سے خلاصی حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ یہ مکان کسی طرح خالص حلال رقم سے بنایا ہوا ایسا ہو جائے، تو اس کی کیا صورت ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... انتہائی درجے کی مجبوری کے بغیر سودی لین دین حرام اور بڑے گناہ کا باعث ہے، سود لینے اور دینے کی شریعت میں سخت وعید وارد ہوئی ہے، لہٰذا اس سے بچنا نہایت ضروری ہے، اب جب کہ ان سے گناہ ہو گیا ہے تو اس کا کفّارہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خوب رو کر اپنے اس گناہ سے سچّے دِل سے توبہ کریں اور آئندہ ایسا گناہ نہیں ہوگا اس کا پختہ ارادہ کریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سود کی رقم غیر مسلم غریب کو دینا

سوال: (۵۵۸) سود کی رقم آدی باسی (غریب غیر مسلم) کو جو ہمارے گھروں میں کام کرتے ہیں انھیں بیماری میں علاج کے لیے یا کپڑا بنانے کے لیے دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... اپنے گھر کا کام کرنے والے آدی باسی کو کام کے بدلے میں سود کی رقم دینا جائز نہیں ہے۔ البتہ بغیر کسی بدل وعوض کے ایسے ہی مدد کے طور پر دینا جائز تو ہے، لیکن بہتر نہیں، کیوں کہ اس میں مسلمان غریبوں کا حق مارا جاتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ہوسٹیل اور مکان کا بیمہ کرانا

سوال: (۲/۵۸۲) اس وقت قومی فسادات چل رہے ہیں، مکانوں اور دکانوں کو جلایا جا رہا ہے،

ہمارے گاؤں میں کچھ نہیں ہوا، لیکن حالات کی وجہ سے فکر سوار رہتی ہے، تو کیا ایسی حالت میں ہوسٹیل اور مکان کا بیمہ کروا سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... بیمہ ایک طرح کا جُوا ہے جس میں سود ہوتا ہے، شریعت میں جُوا اور سود دونوں حرام ہیں، لہٰذا عام حالات میں جان و مال کا بیمہ کرانا درست نہیں ہے۔ البتہ کسی ملک یا شہر کی حالت ایسی خطرناک ہو جائے کہ وہاں بیمہ کے بغیر جان و مال کی سلامتی مشکل ہو جائے (اور ہمیں معلوم ہو کہ جس مال کا بیمہ کروایا جاتا ہے اس کو فسادی لوگ نقصان نہیں پہنچاتے) تو ایسی صورت میں اپنے جان و مال کی سلامتی کے خاطر (بیمہ کمپنی کے پاس سے نقصان کی تلافی کے خاطر نہیں) بیمہ کروانے کی گنجائش ہے۔

پھر اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ جب آپ کا بیمہ منظور ہو اس وقت بیمہ کمپنی کی طرف سے جو رقم آپ کو ملے اس میں سے آپ اتنی ہی رقم وصول کر سکتے ہو جو آپ نے کمپنی کو ادا کی ہے، اس سے زائد جتنی رقم ہو وہ اپنے استعمال میں نہ لائیں، بلکہ یہ زائد رقم غرباء کو دے دیں۔ (ہاں اگر فسادات میں اتنا نقصان پہنچا ہو اور مال کی اتنی تباہی ہوئی ہو کہ خود غریب بن گیا ہو اور پیسوں کی سخت ضرورت ہو تو یہ رقم خود استعمال کر سکتا ہے) یا حکومت کی طرف سے جو ناجائز ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اس میں ادا کر دے۔ اخیر میں یہ بات دھیان میں رہے کہ ایسے حالات ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، لہٰذا جب تک حالات درست نہ ہوں توبہ و استغفار کر کے اپنے اعمال درست اور شریعت کے مطابق کرنے کی مکمّل کوشش کرنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سود کی رقم کن کاموں میں استعمال کر سکتے ہیں؟

سوال: (٦١١) میرے بینک میں پیسے جمع ہیں، میرے نہ چاہتے ہوئے بھی اس میں سود آتا ہے تو اس سودی رقم کا کیا کروں؟

(۱)...... کیا سود کی رقم سے مسجد کے امام صاحب کا گھر بنانے کے لیے زمین خرید سکتے ہیں؟

(۲)...... کیا اس رقم سے میرے غریب رشتے دار لڑکے کے لیے رکشا خرید سکتے ہیں؟

(۳)...... کیا اس رقم سے میں اپنے غریب بھائی کے لیے ٹریکٹر خرید سکتا ہوں؟

(۴)...... کیا اس رقم سے غریب کے لیے بیت الخلا اور غسل خانہ وغیرہ بنا سکتے ہیں؟

(۵)......کیا اس رقم سے غریب رشتے داروں کی لڑکیوں کی شادی کروا سکتے ہیں؟

(۶)......کیا اس رقم سے میرے غریب چچا کے لڑکے یا بھانجے یا بہنوں کے لیے گھر بنا سکتے ہیں؟

(۷)......کیا یہ رقم غریب آدمی کو کاروبار کے لیے دے سکتے ہیں؟

(۸)......کیا یہ رقم غریبوں کی دوا کے لیے دے سکتے ہیں؟

(۹)......کیا یہ رقم کسی غیر مسلم کو دے سکتے ہیں؟

(۱۰)......کیا یہ رقم میرے غریب خسر کو دے سکتے ہیں؟

(۱۱)......کیا اس رقم سے اپنا یا دوسرے کا یا مرحوم مسلمان کا قرض ادا کر سکتے ہیں؟

(۱۲)......کیا یہ رقم اسکول میں پڑھنے والے مسلمان طلبہ کو دے سکتے ہیں؟ نیز اس رقم کا شریعت میں کیا حکم ہے اس سے مطلع فرمائیں۔

میں نے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے سورت کے ایک غیر مسلم کے پاس سے بس خریدی تھی، معاملے کے وقت میں نے اسّی فی صد قیمت ادا کر دی تھی اور بقیہ بیس فی صد اس شرط پر باقی تھے کہ جب گاڑی کے کاغذات ملیں گے تب ادا کروں گا، ڈیڑھ سال کے بعد وہ شخص مجھے کاغذات دینے کے لیے تیّار ہے مگر ساتھ میں یہ مطالبہ کر رہا ہے کہ جو بیس فی صد قیمت کی ادائیگی باقی تھی وہ سود کے ساتھ ادا کرنی ہوگی، اگر میں اس کو سود نہ دوں تو میرے اسّی فی صد ادا کی ہوئی رقم اور بس دونوں خطرے میں ہیں، تو اب میں کیا کروں؟ کیا سود کے بدلے میں سود دے سکتے ہیں؟ تفصیلاً جواب مطلوب ہے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......سود کا لینا اور دینا شریعت میں بالکل حرام ہے اور اس سلسلے میں قرآن و حدیث میں سنگین اور سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، لہٰذا اس سے بچنا نہایت ضروری ہے، لیکن مجبوری کی بنا پر حفاظت کی غرض سے بینک میں پیسے رکھے ہوں، پھر ان کا سود بینک کی طرف سے ملے تو اس کو اولاً وصول کر لیں (کیوں کہ اگر اس سود کو نہ لیا جائے اور چھوڑ دیا جائے تو دشمنانِ اسلام اس کو اسلام کے خلاف کاموں میں خرچ کرتے ہیں) پھر کسی غریب فقیر انسان کو جو زکوٰۃ لے سکتا ہو اس کو دے دیا جائے، یا کسی رِفاہی کام میں خرچ کر دیا جائے، اس نیت کے ساتھ کہ ملکیت کے طور پر میرے ذمّے اس سود کا وَبال اور گناہ نہ رہے، سود کی رقم کا یہ اصل حکم ہے، اس کی روشنی میں مذکورہ سوالات کے

جوابات پیشِ خدمت ہیں:

(۱)......مسجد کے امام صاحب کو رہنے کا مکان بنانے کے لیے زمین نہیں خرید سکتے۔ امام صاحب کے رہنے کے لیے سودی رقم سے گھر نہیں بنا سکتے، البتہ ان پیسوں سے گھر بنا کر ایسے امام (جو غریب اور زکوٰۃ کے مستحق ہوں) کو مالک بنا سکتے ہیں۔

(۲)......آپ کے خاندان کے لڑکے آپ کے خود کے لڑکے نہیں ہیں اور وہ غریب اور نادار ہوں (زکوٰۃ لے سکتے ہوں) تو ان کے لیے سود کے پیسوں سے رکشا خرید کر انھیں مالک بنا دیں۔

(۳)......آپ کے بھائی حقیقت میں غریب و نادار ہوں (زکوٰۃ کے حقدار ہوں) اور ان کے معاش کے لیے ٹریکٹر کی ضرورت ہو تو اس رقم سے ٹریکٹر دے سکتے ہیں۔

(۴)......سود کے پیسوں سے غریب کے لیے بیت الخلا، غسل خانہ وغیرہ بنا سکتے ہیں۔

(۵)......جی ہاں سود کی رقم سے آپ کے خاندان کی لڑکیوں کی شادی کروا سکتے ہیں لیکن اس رقم سے خریدی ہوئی چیزوں کی مالکہ ان کو بنا دیا جائے، یا اُس رقم کا غریب لڑکیوں کو مالک بنا دیا جائے جس سے وہ اپنی ضرورت کی چیزیں خرید سکیں۔

(۶)......آپ کے چچا کے لڑکے، بھانجے حقیقت میں غریب ہوں جو زکوٰۃ لے سکتے ہوں تو ان کے لیے سود کی رقم سے گھر بنا سکتے ہیں۔

(۷)......سود کے پیسے غریب کو دے دیے جائیں، پھر وہ ان پیسوں سے کاروبار کرے۔

(۸)......جی ہاں دے سکتے ہیں۔

(۹)......دے سکتے ہیں، لیکن خود مسلمانوں میں ہی بہت سے ضرورت مند ہیں انھیں چھوڑ کر غیر مسلم کو دینا بہتر نہیں ہے۔

(۱۰)......آپ کے خسر حقیقت میں غریب ہوں تو دے سکتے ہیں۔

(۱۱)......مرحوم کے وارثین غریب ہوں تو وہ رقم ان کو دے دی جائے اور کہا جائے کہ تم اس رقم سے مرحوم کا قرض ادا کر دو۔

(۱۲)......طلبہ اور ان کے والدین اگر غریب اور مستحق زکوٰۃ ہوں تو دے سکتے ہیں۔

بیس فی صد باقی رقم کا سود آپ مجبوری کی وجہ سے اس کو دیں گے تو آپ گنہگار نہیں ہوں گے،

لیکن اس سود کی رقم سے نہیں دے سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سود کی رقم کا استعمال کہاں کیا جائے؟

سوال: (٦١٧/ ٣) سود کے پیسوں کا استعمال کہاں کیا جائے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......سود کا لینا اور دینا دونوں شریعت کی نگاہ میں سنگین گناہ ہے، قرآن وحدیث میں اس سلسلے میں بڑی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اس سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ اگر حفاظت کی مجبوری کی وجہ سے بینک میں پیسے رکھے ہوں اور ان کا سود آئے تو اسے وصول کر لینا چاہیے۔ (کیوں کہ اگر اس سود کو نہ لیا جائے تو دشمنانِ اسلام اس کا استعمال اسلام کے خلاف کرتے ہیں، لہٰذا اس کو بینکوں میں نہ چھوڑا جائے بلکہ وہاں سے نکال لیا جائے) پھر کسی غریب فقیر مسلمان جو مستحق زکوٰۃ ہو اس کو مالک بنا کر دے دیا جائے، یا کسی رِفاہی کام میں خرچ کر دیا جائے۔ تاکہ اس سودی رقم کے وبال سے بچا جاسکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کھیت کے لیے بینک سے لون لینا یا گاڑی خریدنے کے لیے لون لینا

سوال: (٦٢٠) مجھے کھیت میں کام کے لیے پانی کی موٹر وغیرہ خریدنی ہے، جس کے لیے بینک سے لون لینی ہے، بینک میں ہر چھ مہینے پر یا سال کے ختم پر سود دینا پڑتا ہے، اب میرے پاس جمع رقم کا سود ہے یا میرے دوست کے پاس سودی رقم ہے، تو کیا میں اس رقم سے میرے بینک کا سود دے سکتا ہوں؟ اسی طرح مجھے گاڑی خریدنی ہے، جس کے لیے بینک سے لون لوں گا، تو اس کے سود کی ادائیگی کے لیے اپنے پاس جمع شدہ سودی رقم دے سکتا ہوں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... (۱) انتہائی درجے کی ضرورت اور سخت لاچاری ومجبوری کے بغیر سودی لون لینا درست نہیں، لہٰذا آپ نے اگر سخت مجبوری کی بنا پر بینک سے لون لی ہو اور مجبوراً اس میں سود ادا کرنا ہو تو ایسی صورت میں آپ اپنے پاس موجود سود کی رقم (جب کہ وہ سود بینک ہی کا ہو) سود میں ادا کر سکتے ہیں۔ آپ کے دوست کے پاس جو سود کی رقم ہے وہ آپ بینک میں ادا نہیں کر سکتے۔ البتہ اگر لون لینے والا شخص غریب فقیر ہو جو زکوٰۃ کا حقدار ہو تو ایسا شخص اپنے دوست کے پاس سے سود کی رقم لے کر اس میں ادا کر سکتا ہے۔

(۲)......گاڑی خریدنے کی کوئی مجبوری نہ ہوتو بینک سے لون نہیں لے سکتے، ناجائز ہے، البتہ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے گاڑی خریدنے پر مجبور ہو، گاڑی کی اسے انتہائی زیادہ ضرورت ہو اور گاڑی خریدنے کے لیے اس کے پاس پیسے نہ ہوں تو وہ ضرورت کی وجہ سے گاڑی خریدنے کے لیے لون لے سکتا ہے، اور اس صورت میں وہ مجبوری کے درجے میں اپنے پاس موجود بینک کے سود کی رقم سے اس بینک کے لون کے سود میں ادا کرسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

تاجروں کا سرکاری جُرمانے یا رشوت دینے میں دوسرے کی سودی رقم استعمال کرنا

سوال: (۶۲۹) ہم تاجر ہیں، سرکاری کارِندوں نے ہم پر غلط طور پر مقدّمہ درج کیا ہے، جس سے بچنے کے لیے ہمیں رشوت دینی پڑتی ہے، اگر رشوت نہ دیں تو ہم پر ہمیشہ کے لیے بہت بڑی پریشانی آسکتی ہے، ہمارے پاس ایک شخص کی سودی رقم ہے، وہ شخص ہمارے رشتے دار نہیں ہیں لیکن انھوں نے اسے خرچ کرنے کا پورا اختیار دیا ہے، تو مذکورہ مقدّمے میں جُرمانے کی ادائیگی یا رشوت کے طور پر اس سودی رقم کو استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......سود کا لینا اور دینا دونوں شرعاً گناہِ کبیرہ اور حرام ہیں، جس کے متعلّق قرآن وحدیث میں سخت وعیدیں بیان ہوئی ہیں، لہٰذا اس سے مکمّل بچنا مسلمانوں کے لیے نہایت ضروری ہے۔

اگر پیسوں کی حفاظت کے خاطر یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے پیسے بینک میں رکھنے کی ضرورت ہو (کیوں کہ بینکوں میں سودی معاملات ہوتے ہیں اس لیے وہاں مجبوری کے بغیر پیسے رکھنا جائز نہیں ہے) اور اس کا سود ملے تو اس کو وصول کرلینا چاہیے۔ (کیوں کہ اس سود کو اگر بینک ہی میں چھوڑ دیا جائے تو دشمنانِ اسلام ان پیسوں کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کریں گے) لیکن یہ پیسے حرام ہیں جو ہمارے سَر پر ایک طرح کا وَبال ہے، اس وَبال سے بچنے کے لیے وہ پیسے غریب محتاجوں کو ثواب کی نیت کے بغیر دے دینا ضروری ہے، تاکہ ان سودی پیسوں کے وَبال سے بچ سکیں، رِفاہی کام میں بھی استعمال کی گنجائش ہے، البتہ اپنے کسی بھی کام میں استعمال کرنا درست نہیں ہے۔

مذکورہ تفصیل کے بعد سوال کا جواب یہ ہے کہ خود پر ہونے والے ظلم سے بچنے کے لیے یا اپنا جائز حق حاصل کرنے کے لیے رِشوت دینی پڑتی ہو اور اس کے بغیر کام نہ ہو رہا ہو تو علمائے کرام نے

اس کی اجازت تو دی ہے کہ رشوت دے کر اپنا حق وصول کریں، لیکن اس کام کے لیے سود کی رقم استعمال نہیں کر سکتے۔ (خواہ سود کی رقم آپ کی ہو یا دوسرے کی ہو جو آپ کا رِشتے دار ہو یا نہ ہو)

(کتب فقہ وفتاویٰ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بینک کے سیکریٹری کو سود کی رقم سے تنخواہ دینا

سوال: (۶۳۳) ہمارے گاؤں میں خواتین کا بینک ہے، بینک کا کام یہ ہے کہ گاؤں میں سے روزانہ گھر گھر پہنچ کر پیسے جمع کرتے ہیں، ان پیسوں کو جمع کرنے کے لیے ایک سیکریٹری ہے جس کو سود کی رقم سے تنخواہ دی جاتی ہے، تو یہ تنخواہ دینا اور لینا کیسا ہے؟ اس سلسلے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......سود کی رقم کے حقیقی حقدار تو غریب ومحتاج لوگ ہیں، اصل حکم تو یہی ہے، لیکن اس کے باوجود بہت سے علمائے کرام اور مفتیانِ عظام نے اسے رِفاہی کاموں میں استعمال کرنے کی گنجائش دی ہے۔

لیکن سود کی رقم سے تنخواہ لینا اور دینا جائز نہیں ہے، لہٰذا مذکورہ صورت میں سیکریٹری کو سود کی رقم سے تنخواہ نہ دی جائے، ورنہ لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہوں گے، سود کی رقم کے استعمال کی جو وعیدیں قرآن وحدیث میں وارد ہیں ان کا مستحق ہوگا، اس لیے اس سے بچنا نہایت ضروری ہے، مذکور سیکریٹری صاحب کو حلال رقم سے تنخواہ دینے کا انتظام کیا جائے۔

البتہ اگر تنخواہ دینے کے لیے حلال رقم کا انتظام نہ ہو سکے اور مذکورہ اِسکیم دین اور دنیوی فائدے کو مدِّنظر رکھتے ہوئے جاری رکھنا ضروری ہو تو پھر اس مجبوری میں اس رقم کا حیلہ کر کے تنخواہ کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت ہے کہ کسی غریب مستحق کو کہا جائے کہ وہ کسی کے پاس سے بطورِ قرض رقم لے کر تنخواہ ادا کر دے، اور اس کا قرض ہم ادا کر دیں گے، پھر اس قرض کو سود کی رقم سے ادا کر دیا جائے گا، گنجائش کی یہ ایک شکل ہے، ورنہ عام حالات میں سود کی رقم سے تنخواہ دینا ہرگز جائز نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ، منتخب نظام الفتاویٰ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سرکاری ملازم کا اِنکم ٹیکس سے بچنے کے لیے ایل آئی سی وغیرہ اسکیموں سے فائدہ اٹھانا اور بینک میں پیسے رکھ کر سود کی رقم سے اِنکم ٹیکس ادا کرنا

سوال: (۶۳۰)......(۱) ہم سرکاری ملازم (ٹیچر) ہیں، سرکاری قانون کے اعتبار سے سال کے ختم پر سالانہ آمدنی پر لازماً اِنکم ٹیکس دینا پڑتا ہے، لیکن بہت سی سرکاری اِسکیم مثلاً بچت کھاتہ اور بیمہ وغیرہ سے فائدہ اٹھایا جائے تو اِنکم ٹیکس میں سے بیس فی صد واپس مل سکتا ہے۔

اسی طرح بہت سی سرکاری اِسکم مثلاً پی پی ایف، ایل آئی سی، این ایس سی، اور پی ایل آئی وغیرہ سے فائدہ محض اس لیے اٹھانا کہ اِنکم ٹیکس کم دینا پڑے تو یہ شرعی اعتبار سے کیسا ہے؟

(۲)...... بینک میں پیسے رکھ کر سود کی رقم سے اِنکم ٹیکس دے سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز کیا دوسرے کی سودی رقم سے اِنکم ٹیکس دے سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......(۱) سودی لین دین اور سودی معاملے والی کسی بھی اسکیم سے فائدہ اٹھانا شریعت میں حرام اور سخت گناہ کا باعث ہے، قرآن و حدیث میں اس کے متعلّق سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، قرآن میں مذکور ہے کہ سودی معاملہ کرنے والے سے اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے، جس کی لڑائی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو وہ دنیا و آخرت میں کامیاب کیسے ہوسکتا ہے؟ لہٰذا معمولی حالات میں سودی معاملہ کرنا یا اس طرح کی اسکیموں سے فائدہ اٹھانے (جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تمام اسکیمیں سود پر مبنی ہیں) کی اجازت نہیں ہوسکتی اور نہ ہی ایک مسلمان جس کا قرآن و حدیث پر ایمان ہو وہ اس کو پسند کرے گا۔

البتہ انتہائی مجبوری کے حالات میں گنجائش ہے، لیکن کن مجبوریوں میں اجازت نہیں ہوسکتی اس تفصیل میں جائے بغیر آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر حکومت کی طرف سے لگائی جانے والے اِنکم ٹیکس کی بھرمار ہو اور آدمی اس سے تنگ آ گیا ہو اور اس طرح کے ناجائز اِنکم ٹیکس کی وجہ سے اپنی حلال کمائی کا بہت نقصان ہوتا ہو تو ایسی صورت میں اپنی جائز اور حلال کمائی کو بچانے کے لیے سوال میں مذکور اسکیموں سے فائدہ اٹھانے کی گنجائش ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اس اِسکیم سے جو زائد رقم بطورِ سود ملے وہ غریبوں کو صدقہ کردیں، اپنے کاموں میں اس کا ہرگز استعمال نہ کریں۔ (فتاویٰ رحیمیہ رجلد:۶)

دوسری شرط یہ ہے کہ اس اِسکیم میں حصّہ لینا مجبوری اور ضرورت کے تحت ہو، اس لیے ایسی اِسکیم میں حصّہ لیں جس میں کم سے کم سودی لین دین ہو، اور اخیر میں اپنے گناہوں سے توبہ بھی کرتے رہیں، کیوں کہ یہ سب مصیبتیں ہمارے گناہوں کی پاداش میں ہم پر ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ "أَعْمَالُكُمْ عُمَّالُكُمْ" تمھارے جیسے اعمال ہوں گے ایسے ہی حکام تم پر مسلط کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو حقیقی معنیٰ میں مسلمان بنادے۔ آمین۔

(۲)......اِنکم ٹیکس ادا کرنے کے لیے ہی بینک میں پیسے رکھنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر خود کے پاس سود کی رقم ہو (جو سرکاری بینک سے ہی ملی ہو) تو اس کو سرکاری ٹیکس میں دینے کی گنجائش ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بیرونِ ملک میں خریدی گئی زمین کی قیمت کے سود میں سود کی رقم دینا

سوال: (٦٥٤) ایک شخص نے ریونین میں زمین خریدی ہے، قیمت بھی ادا کرنی ہے اور اس کے ساتھ سود بھی ادا کرنا ہے، میرے پاس سود کی رقم ہے، تو کیا اس سود کی رقم سے زمین کی قیمت کا سود ادا کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......سودی لین دین اور سود کا استعمال شریعت میں سخت گناہ کا کام اور حرام ہے، قرآن و حدیث میں اس سلسلے میں بہت سی وعیدیں وارد ہوئی ہیں، لہٰذا مذکور سود کی رقم مکان کی خرید قیمت کے سود میں استعمال نہیں کر سکتے، سودی رقم غریبوں کا حق ہے، لہٰذا اس رقم کو غریبوں میں صدقہ کر دینا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بیمہ پولیسی میں کلیم کر کے پیسے لینا

سوال: (٦٦٥) میں گجرات گارڈین کمپنی میں ملازم ہوں، ہماری کمپنی میں کلیم نامی بیمہ پولیسی چلتی ہے، اس کا پریمیم پہلے کمپنی بھرتی تھی، لیکن ۲۰۰۳ء سے پولیسی نے اپنی میعاد بڑھا دی تو اب کمپنی ہماری تنخواہ میں سے پچاس روپیے کاٹتی ہے، میں نے آپریشن کروایا ہے، جس کا ہسپتال کا کل خرچ چھ ہزار دو سو پچاس روپیے ہوا ہے، لیکن پہچان کی بِنا پر ڈاکٹر نے پانچ ہزار روپیے لیے، اب میں کلیم کر کے ان پیسوں کو بغیر ثواب کی نیت کے غریبوں میں تقسیم کرنا چاہتا ہوں، تو ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

دوسری بات یہ ہے کہ کلیم کرنے کے لیے بِل کی ضرورت ہے، ڈاکٹر بِل بنانے کے لیے پیسے

مانگتا ہے،تو یہ زائد رقم اپنے پیسوں میں سے ادا کر کے وہ پیسے کلیم میں سے وصول کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......صورتِ مسئولہ میں بیمہ پولیسی میں کلیم کر کے پیسے لینا (خواہ بغیر ثواب کی نیت کے غریبوں میں تقسیم کرنے کے لیے ہی کیوں نہ ہو) جائز نہیں ہے،غریبوں کی مدد کرنا ویسے بہت نیک کام ہے،مگر حدودِ شرع میں رہ کر کرنا ضروری ہے،لہٰذا جہاں حدودِ شرع پامال ہوتی ہوں وہاں اپنی آخرت کی فکر کرنا ضروری ہے۔ہاں اپنی تنخواہ میں سے کاٹے ہوئے پیسے وصول کر سکتے ہیں۔

اسی طرح بِل بنانے کے لیے ڈاکٹر کو پیسے دینا بھی شرعًا ناجائز اور حرام ہے،لہٰذا اس سے بھی بچنا ضروری ہے۔(کتب فتاویٰ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

اسکول میں کمپیوٹر خریدنے کے لیے سود کی رقم استعمال کرنا

سوال: (۷۱۶) اسکول میں کمپیوٹر خریدنے کے لیے سود کی رقم دے سکتے ہیں یا نہیں؟ کیوں کہ اس میں مالدار،غریب اور آدی باسی قوم کے لڑکے بھی پڑھتے ہیں۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......سود کی رقم کے اصل حقدار تو غریب اور فقیر لوگ ہیں،البتہ بہت سے علمائے کرام نے رفاہِ عام کے کاموں میں استعمال کی اجازت دی ہے،لہٰذا کمپیوٹر خریدنے کے لیے ان پیسوں کا استعمال نہ کیا جائے بلکہ غریبوں کو دے دیے جائیں یہی بہتر ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سود کی رقم سے موچی کی دُکان کی تکمیل کرنا

سوال: (۷۲۴) ہم نے ایک کومپلیکس میں ایک موچی کو دُکان تقریباً پچاس سال سے کرایے پر دی تھی،پھر اس نے ظلماً اس پر قبضہ کر لیا،پھر اس پر کورٹ کے ذریعے فیصلہ ہوا تو دُکان تو ہمارے قبضے میں آ گئی،لیکن کورٹ نے یہ شرط قرار دی کہ اس موچی کو ہمیں دس بائی دس کی ایک جگہ میں دُکان بنا کر دینی ہوگی،کورٹ کے فیصلے کے مطابق ہم نے وہ دکان بنا کر دی،لیکن موچی کا مطالبہ ہے کہ اس کا دروازہ اور اندر کا کام بھی تمھیں مکمّل کر کے دینا ہوگا،جس میں ۶۷۰۰۰ روپیوں کا خرچ ہوگا،تو کیا یہ کام سودی رقم سے کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......سود کی رقم کے حقیقی مستحق غرباء ہیں،اور یہ رقم ان ہی کو دی

جائے، لیکن بہت سے علمائے کرام نے رفاہِ عام کے لیے بھی استعمال کی اجازت دی ہے، البتہ اس رقم کو مذکور کام کے لیے استعمال نہیں کر سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ہزار روپیے کی شرط پر بینک سے کسی کو لون دِلانا

سوال: (۷۵۰) ایک شخص نے کسی کو بینک سے پچاس ہزار روپیے کی لون دِلائی، اِس شرط کے ساتھ کہ ہزار روپیے مجھے دینے ہوں گے، وہ رقم لون دِلانے والے کو دے دی، مزید ایک ہزار کی رقم کارکن کو دی، اب لون لینے والے کے ہاتھ اڑتالیس ہزار کی رقم آئی، جب وہ رقم ادا کرے گا تو اس کو سود کے ساتھ ادا کرنی ہوگی، شرط کے ساتھ لی ہوئی ہزار کی رقم استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... بینک سے سفارش کر کے پچاس ہزار روپیے دِلانے کے بدلے میں کوئی رقم لینا شرعاً جائز نہیں ہے، لہٰذا لون دِلانے کے بدلے میں شرط کے مطابق جو ہزار روپیے لیے ہیں وہ لینا جائز نہیں ہے۔

اسی طرح سخت ضرورت (جس میں جان و مال کا بڑا نقصان ہونے کا اندیشہ ہو) کے بغیر سود پر رقم لینا بھی شریعت میں جائز نہیں ہے، حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ٹیچر کے تقرّر کے لیے اس کے پاس سے ڈونیشن لینا

سوال: (۷۵۳) ہمارے گاؤں میں ایک ہائی اسکول ہے، اس میں ٹیچروں کو تنخواہ سرکار دیتی ہے، ان کا تقرر کرنے کے لیے اسکول کی طرف سے ان کے پاس سے رِشوت لی جاتی ہے، (جس کو ڈونیشن کہا جاتا ہے) اب جن کے پاس پیسے نہیں ہوتے وہ سودی رقم لا کر دیتے ہیں، تو کیا یہ ڈونیشن جائز ہے؟ حدیث کی روشنی میں جواب مطلوب ہے، اگر ڈونیشن لینا گناہ کا کام ہو تو کیا کمیٹی کے افراد گنہگار ہوں گے؟ ڈونیشن کے کیا فائدے اور نقصان ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... اس طرح ڈونیشن کے نام سے رقم لینا شریعت کی روشنی میں رشوت ہے، اور رشوت کے لینے اور دینے دونوں کے بارے میں بڑی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے:

''رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنّم میں جائیں گے۔'' [1]

نیز ایک حدیث پاک میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ [2]

لہٰذا یہ رقم دینا اور لینا دونوں ناجائز ہیں۔ اگر کمیٹی کے افراد اس کی روک تھام نہیں کریں گے تو وہ بھی گنہگار ہوں گے، کیوں کہ خلافِ شرع امور میں روک تھام ضروری ہے، شرعاً ڈونیشن لینے کے کوئی فوائد نہیں ہیں، بلکہ نقصان ہی نقصان ہے۔ (کتب فقہ) واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مجبوراً سرکاری کاموں کے لیے بطورِ رشوت سود کی رقم دینا

سوال: (۷۶۸ / ۴) سرکاری کاموں میں مجبوراً رشوت دینی پڑتی ہے، تو کیا اس میں سود کی رقم دینا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... رشوت میں سود کی رقم دینا جائز نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سود کی رقم سے بیت الخلا اور اس پر پانی کی ٹنکی بنانا

سوال: (۷۶۹) کیا بیت الخلا وغیرہ کے لیے سود کی رقم استعمال کر سکتے ہیں؟ اسی طرح کیا سود کی رقم سے اس پر پانی کی ٹنکی بنانا اور اس سے وضو کرنا جائز ہے؟ اگر بیت الخلا سود کی رقم سے بنایا جائے اور اس پر پانی کی ٹنکی حلال رقم سے بنائی جائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... سود کی رقم کے اصل حقدار تو غرباء اور فقراء ہیں، لہٰذا یہ رقم ان لوگوں کو دی جائے، اور بیت الخلا اور پانی کی ٹنکی کے لیے حلال رقم استعمال کی جائے، اصل حکم یہی ہے۔ پھر بھی اگر اس کام کے لیے حلال رقم نہ ہو، یعنی حلال رقم ملنا مشکل ہو، اور مسجد میں بیت الخلا اور پانی کی ٹنکی بنانا ضروری ہو تو اس صورت میں بعض علمائے کرام نے ایسے کام کے لیے سود کی رقم استعمال کرنے کی گنجائش دی ہے، اسی طرح پانی کی ٹنکی میں بھی حلال رقم ہی استعمال کی جائے، مگر اس کے استعمال کی

---

[1] "الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي فِي النَّارِ" (مسند البزار / الرقم: ۱۰۳۷، ط: مکتبة العلوم)

[2] "لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ". (مسند أبي داود الطيالسي / الرقم: ۲۳۹۰)

گنجائش ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کسٹم آفسر کوسود کی رقم دینا، یالائٹ بِل والے کوسودی رقم دینا تاکہ بِل کم بنائے

سوال: (۷۹۴)......(۱) ہم لوگ زامبیا سے آرہے تھے، ہمارے سامان کا وزن بڑھ گیا تو کسٹم آفسر نے کہا کہ چار سو روپیے دے دو، تمھیں چھوڑ دیتا ہوں، تو کیا اس میں سود کی رقم دے سکتے ہیں؟

(۲)......لائٹ بِل والے کم بِل بنائیں اس لیے لوگ ان کو سود کی رقم چپکے سے دیتے ہیں، تو کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۱) سود کی رقم کے اصل حقدار غرباء ہیں، لہٰذا یہ رقم غریبوں کوصدقہ کردینا ضروری ہے، اسی طرح اسے رفاہِ عام میں استعمال کرسکتے ہیں، اس کی گنجائش ہے، البتہ سوال میں مذکور کام میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔(کتب فتاویٰ)

(۲)......مذکور کام کے لیے بھی سود کی رقم استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نہر کھاتے کے سود کے پیسے اسی کھاتے کے سود میں دینا

سوال: (۲/۸۵۲) میرے پاس نہر کھاتے کے پیسوں کا سود ہے، تو یہ سود کی رقم میرے ذمّے جو نہر کھاتے کا سود ہے اس میں دے سکتا ہوں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......سود بھی سرکاری بینک سے ملا ہو اور نہر کھاتہ بھی سرکاری ہو (اور نہر کے جو پیسے آپ کے ذمّے باقی ہیں ان کا سود برداشت سے باہر ہو) تو ایسی صورت میں سود کے پیسے سود میں دینے کی گنجائش ہے، لیکن جب تک ہو سکے اس سے بچنا چاہیے، کیوں کہ یہ تو سود کی رقم خود استعمال کرنے کے برابر ہے۔(فتاویٰ رحیمیہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

قرض دے کر اس پر نفع لینا

سوال: (۱/۸۶۴) ایک شخص کی مُرغی کی دُکان ہے، میں نے اس کو پانچ ہزار روپیے بطورِ قرض دیے ہیں، اس کا کہنا ہے کہ میں جب تک پیسے واپس نہ کروں تمھیں ایک مُرغی پر ایک روپیہ دیتا

رہوں گا، یا ایک کلو گوشت پر ایک روپیہ دیتا رہوں گا، تو کیا یہ پیسے میرے لیے حلال ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......بطورِ قرض پیسے دے کر اس پر نفع حاصل کرنا شریعت کی نگاہ میں سود ہے، جو کہ حرام ہے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں مُرغی کا کاروبار کرنے والے کا آپ کو اس طرح مُرغی پر یا ایک کلو گوشت پر ایک روپیہ دینا سود ہے، جو آپ کے لیے لینا ناجائز اور حرام ہے۔(شامی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

وقت پر چھٹی حاصل کرنے کے لیے سرکاری کارکنوں کو سود کی رقم دینا

سوال: (۸۷۵) ایک شخص سرکاری بس میں کنڈکٹر ہے، اس کے پاس سود کی رقم ہے، وہ اس رقم سے سرکاری کارکنوں کو خوش رکھنے کے لیے دعوت کرتا ہے، ہدیہ دیتا ہے، تاکہ اس کو وقت پر چھٹی وغیرہ مل جائے، تو کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......سود کی رقم کے اصل حقدار غرباء ہیں، یہ رقم غرباء کو دے دی جائے، اسی طرح اِنکم ٹیکس یا غیر واجبی ٹیکس میں دی جا سکتی ہے، البتہ اپنے کام نکالنے کے لیے رِشوت میں دینا درست نہیں ہے، لہٰذا سوال میں مذکور کام کے لیے سود کی رقم استعمال نہیں کر سکتے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

اِنشورَنس کے پیسے لینا

سوال: (۲/۶۲۱) اِنشورنس کے پیسے لینا جائز ہے یا نہیں؟ جواز وعدمِ جواز دونوں کی علت کیا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... اِنشورنس خواہ کسی بھی قسم کا ہو اس میں سود تو ضرور ہوگا، اور اکثر صورتوں میں قمار بھی ہوگا، سود اور قمار دونوں شریعت مطہرہ میں حرام اور ناجائز ہیں، اس لیے اِنشورنس بھی جائز نہیں کہا جا سکتا، لہٰذا اِنشورنس کے پیسے لینا بھی جائز نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بینک کے سود سے غریب رشتے دار کی مدد کرنا

سوال: (۲۲) ایک آدمی کی کچھ رقم اپنے رشتے دار کے بینک کھاتے میں بطورِ امانت جمع ہے، جس کے کھاتے میں یہ رقم جمع ہے وہ خود غریب اور مستحق ہے، تو کیا اس کے لیے اِس رقم پر ملنے والا سود لے کر

استعمال کرنا صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......شرعاً سود لینا، دینا اور اس کو استعمال کرنا حرام ہے، البتہ بینک میں کسی ضرورت سے رکھی ہوئی رقم پر ملنے والا سود اگر نہ نکالا جائے تو وہ رقم دشمنانِ اسلام خود مسلمانوں اور اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے استعمال کریں گے، اس لیے فقہاء نے لکھا ہے کہ اس کو نکال لیا جائے اور کسی غریب کو بلا نیت ثواب مالک بنا دیا جائے۔[1]

صورتِ مسئولہ میں جب وہ کھاتے دار خود غریب ہے تو اس کے لیے یہ رقم لینا جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

سود کی رقم بغیر صراحت کے کسی کو دینا

سوال: (۲۴) کسی عیال دار غریب آدمی کو سود کی رقم اطلاع کیے بغیر کہ یہ سود کی رقم ہے دے سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......اگر کوئی شخص نصاب کے بقدر کسی بھی طرح کے مال کا مالک نہیں ہے تو اس کو سود کی رقم دے سکتے ہیں، اور یہ اطلاع کرنا بھی ضروری نہیں ہے کہ یہ سود کی رقم ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

مکان یا گاڑی کا انشورنس کروانا

سوال: (۲۵) کیا مکان، گاڑی اور ٹرک وغیرہ کا انشورنس جائز ہے؟ اس سے حاصل شدہ رقم کہاں استعمال کی جائے؟ کیا آدمی خود استعمال کر سکتا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......موجودہ دور میں انشورنس کی صورتوں میں یہ بات یقینی طور پر واضح ہوتی ہے کہ انشورنس شرعی رُو سے ایک جُوا اور سود سے عبارت ہے، اور جُوا و سود حرام ہونے کی بنا پر انشورنس کی حُرمت میں دو رائے نہیں ہو سکتی۔

البتہ فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ اگر گاڑی وغیرہ کا انشورنس حکومتی قانون کے مطابق لازمی ہو تو ضرورۃً اس کی اجازت ہے، اسی طرح اگر مکان یا دکان کسی ایسی جگہ ہے جہاں وقتاً فوقتاً قومی

---

[1] إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم ... الخ.
(الشامي: ٤ / صـ٤٨٤ / كتاب البيوع / باب البيع الفاسد / مطلب ورث مالا حراما)

فسادات ہوتے رہتے ہوں اور مالی نقصان کا اندیشہ رہتا ہوتو انشورنس ضرورۃً جائز ہے۔[1]

انشورنس کمپنی کی طرف سے جو رقم ملتی ہے اس میں جتنے پیسے اپنے نقصان سے زیادہ ہوں یا انشورنس پالیسی میں جمع کی ہوئی رقم سے زائد ہوں ان کا حکم بینک سے حاصل شدہ سود کی طرح ہے کہ خود استعمال نہیں کرسکتے، بلا نیت ثواب صدقہ کرنا ضروری ہے۔[2]

جتنا نقصان دکان اور مکان میں ہوا ہو یا جتنے پیسے اتنی رقم خود استعمال کرسکتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بینک کے سود سے غریب مقروض کی مدد

سوال: (۴۷) بینک میں جمع شدہ رقم پر ملنے والا سود کسی ایسے غریب مقروض کو دے سکتے ہیں جو سودی قرض میں ڈوبا ہوا ہو؟ تاکہ اس رقم سے وہ اپنا قرض ادا کرسکے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... بینک سے نکالی گئی سودی رقم قرض میں ڈوبے ہوئے ایسے غریب مقروض کو دینا صحیح ہے جو کہ غربت کی وجہ سے اپنا قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو، سود کی رقم اس غریب کو بلا نیت ثواب دی جائے گی۔ (شامی: ۷/ ۴۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسجد ومدرسے کی سودی رقم کا مصرف

سوال: (۴۸) مسجد یا مدرسے کا نقد بینک میں رکھا جاتا ہے، اس پر جو سود حاصل ہوتا ہے اس رقم کو اصل رقم سے علاحدہ رکھنا ضروری ہے یا نہیں؟ اس سودی رقم کا مصرف کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جمع شدہ رقم میں سے سود کی رقم کو علاحدہ کرنے اور اس کو الگ جمع کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ دراہم ودنانیر عقود وفسوخ میں متعین نہیں ہوتے۔ سود کی رقم کے مصرف میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک مسجد ومدرسے کے بیت الخلاء اور رفاہِ عام میں خرچ کرنے کی اجازت ہے، اور بعض حضرات کے نزدیک اس کا مصرف صرف فقراء ہیں، ان کے

---

[1] الضرورات تبيح المحظورات. (الأشباه والنظائر: ١ / ص٣٧)

[2] إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم ... الخ.

(الشامي: ٤ / ص٤٨٤/ كتاب البيوع / باب البيع الفاسد / مطلب ورث مالا حراما)

علاوہ دیگر مصرف میں استعمال کرنا جائز نہیں۔(شامی:۷/ ۴۸۴،فتاویٰ رحیمیہ :۹/ ۱۴۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیراحمد دیولوی غفرلہٗ

قرضِ حسنہ دے کر واپس مطالبہ کرنا

سوال:(٦٦) ایک شخص نے تعمیر مسجد کے وقت بطورِ قرضِ حسنہ تیس یا چالیس ہزار روپیے دیے،اب مسجد کے پاس پیسے ہیں،وہ شخص قرضِ حسنہ کے طور پر دیے ہوئے پیسے واپس مانگ رہا ہے،کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......ضرورت کے وقت مسجد کو قرضِ حسنہ کے طور پر دینا اور مسجد کے پاس پیسے آجانے پر واپس مطالبہ کرنا جائز ہے،اس میں عدم جواز کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

(فتاویٰ محمودیہ،بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح/باب الافلاس والانظار:۱۶/ ۴۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیراحمد دیولوی غفرلہٗ

سودی رقم سے غریب کی مدد

سوال:(۹۲) عبداللہ مالدار شخص ہے،زائد از ضرورت پیسے ڈاک کھاتے میں جمع رکھتا ہے،جن پر سالانہ سود ملتا ہے،اس کا ایک دوست جو تنگ دست ہے اور مشکل سے اس کا گزر بسر ہوتا ہے،وہ عبداللہ کے پاس بطورِ قرض پیسے مانگتا ہے،تو کیا عبداللہ اپنے دوست کو بلا نیت ثواب سود کی رقم دے سکتا ہے؟ نیز کیا یہ صراحت ضروری ہے کہ سود کی رقم دے رہا ہوں؟ اور قرض دار کے لیے اس رقم کا لینا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... بینک یا پوسٹ آفس میں جو رقم رکھی جاتی ہے وہ بطورِ امانت نہیں ہوتی، بلکہ سودی کاروبار میں استعمال ہوتی ہے،لہٰذا قانونی مجبوری کے بغیر اس میں رقم نہ رکھی جائے،اور جو سود ملے وہ نکال کر غرباء میں تقسیم کردیا جائے۔(فتاویٰ رحیمیہ)

سوال میں مذکور شخص قرض دار (تنگ دست) ہونے کی وجہ سے اس کو سودی رقم دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(شامی:۷/ ۴۸۴) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیراحمد دیولوی غفرلہٗ

غرباء کی اِمداد کی غرض سے فکس ڈپوزٹ کروانا

سوال:(۱۸۸) اگر کوئی شخص اپنی رقم بینک میں اِس غرض سے فکس ڈپوزٹ کے طور پر رکھے کہ اس

سے حاصل ہونے والے سود سے غریب بچّوں کا کپڑے، کتابیں وغیرہ کے ذریعے تعاون کیا جائے، تو کیا اس کا یہ عمل جائز ہے؟ کیا ایسے عمل میں کسی طرح کا تعاون جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... بوقت مجبوری فقہائے کرام نے بینک میں رقم جمع کروانے اور اس پر حاصل شدہ سود فقراء میں تقسیم کرنے کی اجازت دی ہے، لیکن صرف سود حاصل کرنے کی غرض سے بینک میں رقم جمع کروانا جائز نہیں ہے، لہٰذا مذکورہ صورت سے بچنا چاہیے، اور ایسے گناہ کے کام میں تعاون نہ کریں، کیوں کہ گناہ میں تعاون بھی گناہ ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ :۹/ ۲۷۰) [1]

والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

دُکان کا انشورنس کروانا

سوال: (۱۸۹) ایک کمیٹی دُکان داروں سے یہ عہد و پیمان کرتی ہے کہ ہر سال آپ متعینہ رقم ادا کرتے رہو، پھر اگر تمھاری دُکان میں کسی آفت سے کوئی نقصان ہوجائے تو کمیٹی اس پورے نقصان کی بعض نقصان کی تلافی کرے گی، لیکن واضح رہے کہ کمیٹی مذکور تلافی سودی رقم سے کرتی ہے، تو کیا اس طرح انشورنس کا معاملہ جائز ہے؟ اگر کمیٹی سودی رقم کے علاوہ سے تلافی کرے تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... انشورنس کی مروّجہ صورتوں میں بنیادی طور پر دو مفاسد پائے جاتے ہیں: ایک ربا، دوسرا قمار۔ اور دونوں کا حرام ہونا نص قطعی سے ثابت ہے، لہٰذا عام حالات میں کسی قسم کا انشورنس کرانا جائز نہ ہوگا۔ [2]

البتہ مجبوری اور ضرورت کی صورت میں مفتیانِ کرام نے اس کی اجازت دی ہے، مثلاً جس جگہ ہم رہتے ہیں وہاں آئے دِن فسادات ہوتے رہتے ہیں اور ہماری دُکان وفیکٹری وغیرہ کو نقصان ہوتا ہے اور ہمارے اموال ضائع ہوتے ہیں، تو ایسے مواقع میں ہمارے اموال کو نقصان سے بچانے کے

---

[1] عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن الله طيب، لا يقبل إلا طيبا ...الخ. (صحيح مسلم: ١ / ص٣٢٦)

قال الله تعالىٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ﴾ [المائدة : ٢]

[2] ﴿أحل الله البيع وحرم الربوٰ﴾ [البقرة: ٢٧٥] وقال تعالىٰ: ﴿إنما الخمر والميسر ... الخ﴾ [المائدة: ٩٠]

لیے اور ضرر کو دور کرنے کے لیے دُکان وغیرہ کا بیمہ کرانے کی اجازت ہے، لہٰذا آپ کے یہاں بھی اگر یہی صورتِ حال ہو تو ضرورت کی بِنا پر انشورنس کی اجازت ہوگی۔

لیکن دُکان وغیرہ کا نقصان ہونے کی صورت میں بیمہ کمپنی نقصان کی تلافی کے طور پر ہمیں جو رقم دیتی ہے اس میں سے ہماری جمع شدہ رقم کے بقدر لینا تو جائز ہے، مثلاً ہم نے بیمہ کمپنی میں بیس ہزار روپے جمع کروائے ہیں اور ہمارا نقصان پندرہ ہزار کا ہوا، اور کمپنی نے ہمیں پچاس ہزار روپے نقصان کی تلافی کے لیے دیے ہیں تو ان میں سے بیس ہزار جو کہ ہماری جمع شدہ رقم ہے اس کو تو لینا جائز ہے، لیکن مزید تیس ہزار کے بارے میں اکثر مفتیانِ کرام فرماتے ہیں کہ یہ سود ہے اس لیے اس کو کمپنی کے پاس سے تو لے لیا جائے لیکن اپنے استعمال میں نہ لائیں، بلکہ اس کا بلا نیت ثواب فقراء پر صدقہ کر دیا جائے۔[1] اپنے کام میں ہرگز نہ لیا جائے، ہاں اگر خدانخواستہ خود ہی محتاج ہو جائے تو بقدرِ ضرورت اپنے استعمال میں لانے کی بھی گنجائش ہے۔ کمپنی خواہ سود کی رقم سے نقصان کی تلافی کرے یا اس کے علاوہ رقم سے، دونوں کا حکم یکساں ہے۔　　واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سود کی رقم بطورِ اُجرت دینا

سوال: (۲۴۰) ملازم زیادہ اُجرت کا خواہاں ہو جس کی ادائیگی دشوار ہو تو کیا اس کو اُجرت میں سود کی رقم دے سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... سود کی رقم واجب التصدق ہوتی ہے، یعنی غرباء میں تقسیم کر دینا واجب ہے، اس کو خود استعمال کرنا جائز نہیں ہے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی سود کی رقم بطورِ اُجرت نہیں دی جاسکتی، وہ غرباء کا حق ہے، ان کو دینا واجب ہے۔[2] (فتاویٰ رحیمیہ: ۹/ ۲۸۲)

جو پرویڈنٹ فنڈ لازماً کاٹا جائے اسے رٹائرڈ ہونے پر استعمال کرنا

سوال: (۲۴۶) حکومت کی طرف سے لازمی طور پر جو پرویڈنٹ فنڈ (P.F.) کاٹا جاتا ہے اس پر جو زائد رقم رٹائرڈ ہونے کے وقت ملتی ہے اس کا استعمال کیسا ہے؟

---

[1] إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم ... الخ.
(الشامي: ٤ / صـ٤٨٤/ كتاب البيوع / باب البيع الفاسد / مطلب ورث مالا حراما)

[2] فإن علم عين الحرام لا يحل له، ويتصدق به بنية صاحبه. (الشامي: ٧ / صـ٤٨٤)

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......حکومتی قانون کے مطابق ہر ماہ جو دوسو روپے لازمی طور پر کاٹے جاتے ہیں ان میں حکومت بیس فی صد بڑھا کر رِٹائرڈ ہونے وقت یا موت کے وقت اصل میں اضافے کے ساتھ پرویڈنٹ فنڈ (.P.F) کے نام پر دیتی ہے، وہ ایک اعزازیہ ہے (اگر چہ حکومت اسے سود سے موسوم کرے) لہٰذا اسے لینا جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ: ۳/ ۱۶۲، فتاویٰ محمودیہ: ۱۶/ ۳۹۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

اختیاری طور (.P.F) میں اضافی رقم کٹوانا

سوال: (۲۴۷) حکومت کی طرف سے لازمی طور پر تنخواہ میں سے دوسو روپے کٹتے ہیں، اگر ہم اضافہ کر کے تین سو روپے کٹوائیں تو اس پر جو زائد رقم ملے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......آپ اپنی رضامندی سے جو رقم مثلاً دوسو کی جگہ تین سو منہا کرواتے ہو اس کی گنجائش ہے، لیکن جو اضافہ مثلاً سو روپے منہا کروائے اس پر اخیر میں جو اضافی رقم ملتی ہے اسے لینا جائز نہیں۔ (فتاویٰ قاسمیہ: ۲۰/ ۴۱۵) واللہ اعلم۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

اِنکم ٹیکس سے بچنے کے لیے (.P.F) میں اِضافی رقم کٹوانا

سوال: (۲۴۹) ہمیں ہر سال حکومت کو اِنکم ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے، اگر ہمیں اس سے بچنا ہو تو (.P.F) میں حکومت کے مقرّر کردہ رقم سے زائد منہا کروانی پڑتی ہے، مثلاً دوسو کی جگہ تین سو، اگر چہ ہم اس زائد رقم کو منہا کروانا نہیں چاہتے، لیکن اِنکم ٹیکس سے بچنے کے لیے یہی صورت ہے، تو کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......اِنکم ٹیکس ایک ناروا ٹیکس ہے، لہٰذا اس سے بچنے کے لیے آپ اپنی مرضی سے اضافی رقم منہا کروا سکتے ہیں، لیکن رٹائرڈ ہوتے وقت اس پر جو زائد رقم (سود) ملے اس کا استعمال جائز نہیں ہے، اس کو لے کر غرباء میں بلا نیت ثواب تقسیم کردیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اِنکم ٹیکس سے بچنے کے لیے زائد رقم منہا کروا سکتے ہیں، لیکن اس پر ملنے والے اضافے (سود) کا استعمال جائز نہیں ہے۔ (کتاب النوازل: ۱۱/ ۲۶۱، ایضاح النوادر: ۱۰۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سود کی رقم سے قبرستان میں بجلی کے ستون لگوانا

سوال: (۲۵۱) کیا سود کی رقم سے قبرستان میں بجلی کے ستون لگوا سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......فقہائے کرام کے ایک قول کے مطابق تو سودی رقم واجب التصدق ہے، یعنی غرباء پر صدقہ کر دینا واجب ہے، کسی دوسرے کام میں اسے استعمال نہیں کر سکتے۔ جب کہ بعض فقہائے کرام نے سودی رقم کو رفاہِ عام میں استعمال کی اجازت دی ہے، اور قبرستان میں بجلی کے ستون لگوانا بھی رفاہِ عام کے قبیل سے ہے، لہٰذا اِن بعض فقہائے کرام کے قول کے مطابق مذکورہ کام میں استعمال کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۹/ ۲۴۸-۲۸۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

رِشوت دینا اور اس میں سودی رقم استعمال کرنا

سوال: (۲۶۰) کسی سرکاری محکمے میں اپنا حق وصول کرنے یا کوئی بھی اور کام کروانے کے لیے رشوت دینا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ عموماً اس کے بغیر کام نہیں ہوتا۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......رشوت لینا اور دینا دونوں ناجائز اور حرام ہیں، حدیث شریف میں اس کی سخت ممانعت وارد ہے، لہٰذا اس سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کی جائے۔

البتہ اگر اپنے جائز حق کی وصول یابی بھی رشوت کے بغیر ممکن نہ ہو اور نقصان ہونے کا اندیشہ ہو تو مجبوراً اس ظلم کو دفع کرنے کے لیے دے سکتے ہیں، حدیث میں ہے کہ ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے ایسا کر سکتے ہیں، حقیقی مجبوری کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، اس کی بے پناہ رحمت سے امید ہے کہ دار و گیر نہ ہوگی۔[۱] (کتاب الفتاویٰ: ۶/ ۲۴۶، فتاویٰ قاسمیہ: ۲۰/ ۵۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جُوا کھیلنے سے توبہ کرنے کے بعد اُس آمدنی کا حکم

سوال: (۲۶۲) میں پہلے جُوے کا عادی تھا، اب اس گناہ سے توبہ کر لی ہے، جُوا کھیلنے کے زمانے میں جو پیسے میں جیتا ان کو گھریلو ضرورتوں میں خرچ بھی کیا ہے، کچھ کھانے میں اور کچھ گھریلو سامان

---

[۱] لا بأس بالرشوة إذا خاف علىٰ دينه. (الدر المختار: ۹/ صـ۶۰۷)

خریدنے میں، تو اب سوال یہ ہے کہ ان چیزوں کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جُوے میں جن لوگوں کے پیسے آپ کے پاس آئے انھیں واپس کردیے جائیں، اسی طرح جُوے کے ذریعے جن لوگوں کے پیسوں سے گھریلو سامان خریدا ہے اگر وہ لوگ آمادہ ہوں تو یہ سامان انھیں واپس کردیا جائے، اور اگر وہ لوگ سامان لینے پر آمادہ نہ ہوں تو اس سامان کی قیمت واپس کردی جائے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جُوے سے حاصل کردہ مال اور سامان کے مالک موجود ہوں اور آپ کو ان کا علم بھی ہو۔

اگر ان کا علم نہ ہو تو پھر جُوے سے حاصل کردہ پیسے یا سامان غرباء کو بلا نیت ثواب صدقہ کردیا جائے، تاکہ آپ ذمّے سے بَری ہوجائیں۔[1] (فتاویٰ محمودیہ: ۱۸/ ۴۱۵)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سود کے ذریعے سودی قرض ادا کرنا

سوال: (۲۷۲) میں نے اپنی رقم بینک میں جمع کی ہے، کیا اس سے ملنے والا سود اپنے دوست کے سرکاری سودی قرض کی ادائیگی میں استعمال کرسکتا ہوں؟ کیا میرے دوست کے لیے اس رقم کا لینا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... بینک سے ملنے والا سود مالِ خبیث وحرام ہے، اور مالِ خبیث کا اصل حکم تو یہی ہے کہ اگر اس مال کے اصل مالک کا علم ہو تب تو یہ مال اس کے اصل مالک کو پہنچانا ضروری ہے، لیکن اگر اس کا مالک معلوم نہ ہو تو پھر اس کو غرباء وفقراء پر بلا نیت ثواب صدقہ کردیا جائے۔[2]

نیز مفتیانِ کرام نے اس بات کی بھی اجازت دی ہے کہ سرکار کی طرف سے ہم پر جو ناجائز ٹیکس لاگو کیا جاتا ہے اس میں بھی اس کو ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ اس وضاحت کے بعد اگر آپ کا

---

[1] لو مات الرجل وكسبه من بيع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة يتورع الورثة، ولا يأخذون منه شيئا، وهو أولىٰ بهم، ويردونها على أربابها إن عرفوهم، وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد علىٰ صاحبه. (الشامي: ۹/ ۵۵۳)

[2] ويردونها، أي: الأموال الخبيثة على أربابها إن عرفوهم، وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد علىٰ صاحبه. (الشامي: ۵/ ۲۴۷)

دوست غریب وفقیر ہے تب تو آپ ان کو یہ سودی رقم دے سکتے ہیں، پھر وہ اسے اپنے قرض کی ادائیگی میں استعمال کرسکتا ہے، اور اگر آپ کا دوست غریب نہیں ہے بلکہ صاحب نصاب ہے تو یہ رقم اس کو دینا صحیح نہیں ہے، اور نہ ہی آپ کا دوست اس کو لے کر اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے استعمال کرسکتا ہے۔
(فتاویٰ رحیمیہ: ۹/ ۲۷۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

لائف انشورنس کا حکم

سوال: (۲۸۲) لائف انشورنس یعنی اپنی زندگی کا بیمہ کروانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... لائف انشورنس یعنی زندگی کا بیمہ کروانا جائز نہیں ہے، شرعی رو سے بیمہ ایک قسم کا جُوا اور سودی معاملہ ہے، جُوا اور سود دونوں شرعاً گناہِ کبیرہ اور سنگین جرم ہیں، اور بیمہ کرانے کی صورت میں ان دونوں گناہ میں مبتلا ہونا لازم آتا ہے، لہٰذا لائف انشورنس عام حالات میں (انتہائی اضطرار کے بغیر) جائز نہیں، حرام ہے۔ (بخاری شریف، فتاویٰ رحیمیہ: ۹/ ۲۴۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سودی معاملے کے ذریعے اسکوٹر خریدنا

سوال: (۲۹۱) میں اسکوٹر خریدنا چاہتا ہوں، اگر بازار سے خریدتا ہوں تو سودی معاملہ کیے بغیر خرید سکتا ہوں، البتہ پوری قیمت یک مشت دینی پڑتی ہے، جس کی مجھ میں طاقت نہیں، اور اگر کمپنی سے خریدتا ہوں تو اولاً تھوڑی قیمت دینی پڑتی ہے، بقیہ رقم مع سود قسط وار دینی ہوگی، تو اس صورت میں کیا میرے لیے سودی معاملہ کر کے اسکوٹر خریدنا صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں، لہٰذا اسکوٹر کی بقیہ قیمت اگر مع سود ادا کرنی پڑتی ہے تو یہ معاملہ جائز نہیں ہے۔

شدید ضرورت اور مجبوری کی صورت میں سود دینے کی گنجائش تو ہے، لیکن صورتِ مسئولہ میں ایسی کوئی مجبوری نہیں پائی جارہی، لہٰذا اس طرح خرید کر سودی معاملے میں ملوث نہیں ہونا چاہیے۔ اگر فی الحال یک مشت قیمت ادا کرنے کی گنجائش نہ ہو تو نہ خریدیں، آئندہ اللہ تعالیٰ جب بھی وسعت پیدا فرما دیں اس وقت یک مشت رقم سے سودی معاملہ کیے بغیر خریدیں۔ (بخاری شریف، البحر الرائق/ باب

الربا/٦، فتاویٰ رحیمیہ: ٩/ ٢٣٧) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سودی کاروبار کرنے والی کمیٹی کا اپنے خریداروں کو شیرز ہدیہ کرنا

سوال: (۲۹۲) اگر کوئی کمیٹی سودی قرض کا لین دین کرتی ہو، وہ اپنے خریداروں کو مفت شیرز ہدیہ کرتی ہو تو کیا ان کا لینا جائز ہے؟ نیز ان شیرز کو بیچ کر اس کی رقم گھریلو ضرورتوں میں استعمال کرنا صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......سوال میں مذکور کمیٹی کے سودی کاروبار کرنے کی وجہ سے اس کے شیرز لینا یا لے کر بیچنا جائز نہیں ہے، اسی طرح اس کی رقم گھریلو ضرورتوں میں استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ جب یہ کمیٹی سودی معاملات کرتی ہے تو اس کے شیرز لینا سودی کاروبار میں شرکت کے مترادف ہے، اور شرعاً سود کا لینا اور دینا یا سودی معاملے میں شرکت کرنا یا تعاون کرنا حرام ہے، لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔[۱] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سرکاری ملازم کو ملنے والے پینشن کا حکم

سوال: (۳۳۱) سرکاری ملازم کی وفات کے بعد اس کے ورثاء کو جو پینشن ملتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ اگر کسی وجہ سے حکومت پینشن دینا بند کر دے تو اس کے لیے کورٹ کا سہارا لینا صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......سرکاری ملازم کی وفات کے بعد اگر حکومت اس کے ورثاء کو پینشن اپنی رضامندی سے دیتی ہے تو اس کو لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ بطورِ بخشش ملنے والی یہ رقم اگر حکومت بند کر دے تو جبراً اس کو وصول نہیں کرنی چاہیے۔ (فتاویٰ قاسمیہ: ۲۰/ ۴۱۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

تاوان حاصل کرنے کے لیے Claim کرنا اور اُس رقم کا لینا

سوال: (۳۲۷) ہمارے والد صاحب کا ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا، قانونی طور پر ہمیں Claim کرنے کی اجازت ہے، جس سے حکومت ہمیں تاوان دِلاتی ہے، اور یہ رقم بیمہ کمپنی سے دِلوائی جاتی ہے، تو کیا ہمارے لیے Claim کرنا اور اس سے حاصل شدہ رقم کو لے کر استعمال کرنا جائز ہے؟ یا وہ رقم

---

[۱] قال الله تعالىٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة: ٢]

لعن رسول الله ﷺ آكل الربا، وموكله، وشاهديه، وكاتبه. (سنن الترمذي / الرقم: ١٢٠٦)

لے کر غرباء کو دے دی جائے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ سڑک حادثے میں مدّمقابل ڈرائیور ہی کا قصور تھا، آپ کے والد کا قصور نہیں تھا، تو اس صورت میں اگر عدالت مجرم (ڈرائیور) سے کوئی رقم آپ کو دِلواتی ہے تو بقدرِ نقصان اس کا لینا جائز ہے۔

لیکن سوال میں ذکر کردہ صورتِ حال کے مطابق جب عدالت یہ رقم بیمہ کمپنی سے دِلواتی ہو تو سخت مجبوری اور ضرورت کے بغیر یہ رقم لینا جائز نہیں ہے، کیوں کہ بیمہ کمپنی کی اکثر آمدنی سودی کاروبار سے حاصل ہوتی ہے، اور سودی معالات سے حاصل شدہ آمدنی کا لین دین شرعاً جائز نہیں ہے۔

لہٰذا اگر مَرنے والے کے ورثاء سخت غریب اور محتاج ہوں تو ان کے لیے یہ رقم بقدرِ ضرورت لینا اور استعمال کرنا جائز ہے، اور جو رقم زائد از ضرورت ہو اسے غرباء میں تقسیم کر دی جائے۔ اور اگر میّت کے ورثاء محتاج نہ ہوں تو انھیں یہ رقم نہیں لینی چاہیے، اگر لی جائے تو پوری رقم غرباء میں تقسیم کر دی جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ)　　واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سودی رقم سے اسکول کا کمپاؤنڈ بنانا

سوال: (۳۶۳) کیا سودی رقم سے اسکول کا احاطہ (کمپاؤنڈ) بنانے کی گنجائش ہے؟ جب کہ کمپاؤنڈ نہ کرنے کی صورت میں اسکول کو نقصان ہو رہا ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... سودی رقم کہاں استعمال کرنی چاہیے؟ اس سلسلے میں علماء کے درمیان دو رائے پائی جاتی ہیں، بعض علماء کا کہنا ہے کہ سودی رقم محض غرباء کا حق ہے، لہٰذا یہ رقم صرف غرباء کو دی جائے، اس کے علاوہ دوسرے کسی کام میں صرف نہیں کر سکتے۔ [1]

دیگر بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ رقم غرباء کو دینے کے علاوہ کسی رفاہی کام میں بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔

اس تفصیل کی روشنی میں آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کے پاس اسکول کے احاطے کے لیے سودی رقم کے علاوہ دوسری رقم کا انتظام ہو سکتا ہو تو زیادہ بہتر ہے، اور اگر دوسری رقم کا انتظام نہ ہو سکتا ہو اور احاطہ نہ کرنے کی صورت میں اسکول کو نقصان ہو سکتا ہو تو ایسی صورت میں سودی رقم

---

[1] فإن علم عين الحرام لا يحل له، ويتصدق به بنية صاحبه. (الشامي: ٧ / ص٤٨٤)

سے کمپاؤنڈ بنانے کی گنجائش ہے۔(فتاویٰ رحیمیہ :۹/۸/۲۷۲)

شیرز پر ملنے والے اضافے کی ایک خاص صورت کا حکم

سوال:(۳۸۰) ہم شریز خریداروں کی ایک سوسائٹی ہے،جس میں ہمارے شیرز کے حساب سے ہر ماہ پچاس روپیے کٹتے ہیں،اس پر اگر کسی کو لون چاہیے تو پچیس ہزار روپیے بارہ فی صد کے حساب سے ملتی ہے،سال کے اخیر میں ہمیں شیرز کی قیمت پر کچھ اضافہ بھی ملتا ہے،تو کیا یہ اضافہ لینا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......آپ کے کھاتے میں شریز کی صورت میں جو رقم جمع ہوئی ہے سال کے اختتام پر اس پر جو اضافہ ملتا ہے اگر یہ اضافہ آپ کی جمع کردہ رقم کے سود کے طور پر ملتا ہے یا سوسائٹی لون لینے والے کے پاس سے حاصل کردہ سودی رقم سے آپ کو دیتی ہے تو یہ رقم لینا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

ہاں اگر سوسائٹی آپ کی جمع کردہ رقم سے کوئی جائز تجارت کرتی ہے اور اس سے حاصل شدہ نفع سال کے اختتام پر آپ کو دیتی ہے تو یہ جائز ہے۔[۱] واللہ تعالیٰ اعلم۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سودی رقم خود اپنے بیت الخلاء میں استعمال کرنا

سوال:(۳۸۲) سودی رقم خود اپنے بیت الخلاء اور غسل خانے وغیرہ میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......خود اپنی سودی رقم اپنے بیت الخلاء وغیرہ میں استعمال نہیں کر سکتے۔(شامی:۷/۴۸۴) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شوگر فیکٹری سے ملنے والی اضافی رقم لینا

سوال:(۳۸۶) شوگر فیکٹری ہم سے گنّا خریدتی ہے،تو اس کی کل قیمت میں سے کچھ حصّہ مخصوص مدّت تک اپنے پاس رکھتی ہے،اس کے بعد اضافے کے ساتھ وہ رقم ہمیں ادا کرتی ہے،تو سوال یہ ہے کہ یہ اضافہ ہمارے لیے جائز ہے یا سود میں داخل ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......''منتخبات نظام الفتاویٰ'' میں سے ایک سوال اور اس کا جواب پیش خدمت ہے،سوال کا حاصل یہ ہے کہ سرکار کسانوں سے کپاس خریدتی ہے،اس کے ثمن کا

---

[۱] قال الله تعالیٰ: ﴿أحل الله البيع وحرم الربوٰ﴾ [البقرة : ۲۷۵]

کچھ حصّہ ایک متعین مدّت تک روکے رکھتی ہے، بعد میں وہ رقم اضافے کے ساتھ ادا کرتی ہے، لوگ اس اضافے کو سود کہتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

''اگر حکومت کسانوں کی مرضی کے خلاف ایسا کرتی ہے اور کسانوں کو مجبوراً ایسا کرنا پڑتا ہے تو دس فی صد رقم جو سود کے نام سے حکومت خود کسانوں کو دیتی ہے وہ شرعاً سود شمار نہیں ہوگا، بلکہ جزءِ ثمن ہوگی، اس کا لینا اور استعمال کرنا جائز ہوگا۔''

جب سرکار یہ کام آپ کی رضامندی کے بغیر کرتی ہے اور آپ کی رضا کے بغیر یہ رقم روکتی ہے تو کچھ مدّت کے بعد جو اضافے والی رقم آپ کو دیتی ہے وہ شرعاً سود کی تعریف میں داخل نہیں ہے، لہٰذا یہ اضافہ بھی آپ کے حال کی قیمت ہی کا ایک حصّہ ہے، جو آپ کے لیے جائز ہے۔

(منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/ ۲۱۴)

مذکورہ بالا مسئلے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے لیے بھی یہ اضافہ حلال ہے، اس کو مال کی قیمت کا ایک جزء قرار دے کر استعمال کرنا صحیح ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

گاؤں کی ٹنکی کی تعمیر میں سودی رقم استعما کرنا

سوال: (۳۹۰) گاؤں کی ٹنکی کی تعمیر میں سودی رقم استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... بہتر یہ ہے کہ سودی رقم کسی غریب فقیر کو بطورِ صدقہ دے دی جائے، سودی رقم کا یہ بہترین مصرف ہے، اور ٹنکی کے لیے للہ رقم استعمال کی جائے۔[۱]

اس کے باوجود اگر للہ رقم ٹنکی کی تعمیر کے لیے کافی نہ ہو اور بستی والے دوسری للہ رقم جمع کرنے سے قاصر ہوں تو مذکورہ سودی رقم استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۹/ ۲۷۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[۱] إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم ... الخ، (الشامي: ٤ / ص٤٨٤)

قربانی اور عقیقے کے مسائل

غیر شادی شدہ عورت پر قربانی واجب ہوگی یا نہیں؟

سوال: (۳۹۵) ہم پانچ بہنیں اور چار بھائی ہیں، جن میں سے میری اور میرے دو بھائیوں کی شادی ہوچکی ہے، باقی سب غیر شادی شدہ ہیں، ہم پانچ بہنوں کے پاس ساڑھے سات تولے سے زائد سونا ہے، تو اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا میری غیر شادی شدہ بہنوں پر قربانی واجب ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......آپ کی بہنوں کے پاس ساڑھے سات تولے سے زائد سونا موجود ہے اور وہ بالغہ ہیں تو ان پر قربانی واجب ہوگی۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

نصف حصّہ چرائی پر دی ہوئی بکری کے بچّے کی قربانی کی تفصیل

سوال: (۳۹۶) ایک شخص نے اپنی بکری دوسرے کو حصے پر دی، اس شرط پر کہ جو بچّہ ہوگا اس میں دونوں شریک ہوں گے، اس بکری سے ایک بکرا پیدا ہوا، دونوں نے مل کر خوشی سے اس بکرے کی آدھی قیمت ایک نے دوسرے کو دے دی، تو کیا اس بکرے کی قربانی کرنا درست ہے؟ اگر قربانی صحیح نہ ہو تو اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......اپنی بکری دوسرے کو اس شرط پر حصے میں دی کہ جو بچّہ ہوگا اس میں دونوں شریک ہوں گے، تو شریعت کی روشنی میں یہ شرکت درست نہیں، اس کی جائز شکل یہ ہے کہ بکری کا مالک بکری کو چرائی پر دینا چاہتا ہے تو اس کی مدّت متعین کرے اور اس کی جو چرائی ہوتی ہے اس کو طے کر دے، اب مالک وہ چرائی دے گا اور بچّہ مالک کا ہوگا، لہٰذا سوال میں مذکورہ صورت کے

---

[1] "وَإِنَّمَا تَجِبُ عَلىٰ حُرٍّ مُسْلِمٍ مُقِيْمٍ مُوْسِرٍ". (مجمع الأنهر: ٤ / ص١٦٦)
"وَشَرَائِطُهَا: الْإِسْلَامُ وَالْإِقَامَةُ وَالْيَسَارُ الَّذِي يَتَعَلَّقُ بِهِ وُجُوبُ (صَدَقَةِ الْفِطْرِ) بِأَنْ مَلَكَ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ، أَوْ عَرْضًا يُسَاوِيهَا، غَيْرَ مَسْكَنِهِ وَثِيَابِ اللُّبْسِ، أَوْ مَتَاعٍ يَحْتَاجُهُ إِلىٰ أَنْ يَذْبَحَ الْأُضْحِيَّةَ". (رد المحتار: ٩ / ص٤٥٢)

اعتبار سے اگر بکرے کی قربانی بکری کا مالک کررہا ہے تو صحیح ہے، کیوں کہ شریعت کی روشنی میں بکرے کا مالک وہی ہے، چرائی پر لینے والا تو صرف اپنی محنت کی اُجرت کا مستحق ہے، اور اس صورت میں مالک کو چَرائی کی اُجرت دینی ہوگی۔

اور اگر اِس بکرے کی قربانی چَرائی پر لینے والے نے کی ہے تو قربانی درست نہیں، کیوں کہ وہ بکرے کا مالک ہی نہیں ہے، آدھی قیمت دینے سے وہ مالک نہیں بنے گا، لہٰذا چَرائی پر لینے والے کا اس بکرے کی قربانی کرنا درست نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

آدھا سینگ ٹوٹا ہوا ایسے بکرے کی قربانی کرنا

سوال: (۳۹۹) ایک تندرست بکرے کا ایک سینگ آدھا ٹوٹا ہوا ہے، تو کیا اس کی قربانی درست ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... اگر سینگ آدھا ٹوٹا ہو، جڑ سے نہ نکلا ہو، تو ایسے بکرے کی قربانی بالکل درست ہے۔[۱] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

کبوتر کو ذبح کر کے ایک دِن بعد اُسے صاف کرنا

(۳/۴۱۵) کبوتر کو ذبح کیا گیا، پھر ایک دِن بعد اسے صاف کیا، تو کیا ایسا کبوتر کھا سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... کبوتر اگر اتنا خراب نہیں ہوا ہے کہ اس کے پیٹ کی گندگی کا اثر (بدبو وغیرہ) گوشت میں محسوس ہو، تو اس کو کھا سکتے ہیں۔ (فتاویٰ قاسمیہ: ۲۲/ ۱۳۵) واللہ اعلم۔

کتبہ شبیر احمد دیولوی

قربانی کا گوشت غیر مسلم فقراء کو دینا

سوال: (۳/۴۷۸) قربانی کے جانور کا تیسرا حصّہ جو فقراء اور مساکین کے لیے ہوتا ہے وہ پورا حصّہ غیر مسلم غریب قوم میں تقسیم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... صحیح تو ہے، لیکن مسلمان غرباء اور فقراء کو دینا بہتر ہے۔
(فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/ ۳۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

---

[۱] "وَيَجُوزُ أَن يُضَحِّيَ بِالجَمَّاءِ، وَهِيَ الَّتِي لَا قَرْنَ لَهَا، لأَن القرنَ لا يتعلقُ به مقصودٌ، وكذا مَكسورةُ القرنِ". (الهداية: ص۴۳۲/ كتاب الأضحية)

قربانی کے جانوروں کی ہڈّیاں فروخت کر کے قیمت کا صدقہ کرنا

سوال: (۵۸۳) قربانی کے جانوروں کی ہڈّیاں ایک جگہ جمع کر کے ان کو بیچ دیا جائے اور جو قیمت آئے اس کو صدقہ کر دیا جائے تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......قربانی کے جانور کی ہڈّیاں نہیں بیچ سکتے، اگر غلطی سے بیچ دی ہیں تو قیمت کا صدقہ کر دیا جائے۔(احسن الفتاویٰ: ۷/ ۵۰۴) واللہ اعلم۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

شادی کی دعوت میں عقیقے کا گوشت استعمال کرنا

سوال: (۵۸۴) دو بھائیوں میں سے بڑے بھائی کے لڑکوں کے عقیقے کا جانور ہے، اور چھوٹے بھائی کے یہاں ولیمے کی تقریب ہے، تو یہ عقیقے کا جانور ولیمے کے لیے ذبح کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ اگر ولیمے کے لیے اس کو ذبح کرنا صحیح ہو تو ولیمے کی تقریب میں آنے والے لوگ چھوٹے بھائی کو کچھ ہدیہ وغیرہ دیں تو کیا وہ لے سکتا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......عقیقے کا گوشت بغیر عوض لیے کھلایا جائے، اگر ولیمے میں عقیقے کا گوشت کھلایا جائے اور ولیمے میں ہدیہ یا کوئی اور مالی معاملہ کیا جائے تو اس میں عوض لینے کا شُبہ ہے، لہٰذا اس سے بچنا چاہیے، البتہ اگر اس موقع پر ہدیہ وغیرہ کوئی چیز نہ لی جائے تو ولیمے میں عقیقے کا گوشت کھلانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/ ۶۱) واللہ اعلم۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

مدارس کی طرف سے کی جانے والی قربانی کا صرفہ کون دے گا؟

سوال: (۵۸۵) عید الاضحیٰ میں قربانی کا جانور قربانی کے لیے مدرسے کو دیا جاتا ہے، پھر مدرسے کی طرف سے وہ گوشت غریبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ اس قربانی کی مزدوری کون دے گا؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......جانور کے مالک نے جس طرح مدرسے والوں کو اس جانور کی قربانی کے لیے وکیل بنایا ہے اسی طرح گوشت کی تقسیم کا بھی وکیل بنائیں، خواہ صراحۃً بنائیں یا عرفاً وکیل بنیں تو ایسی صورت میں گوشت کی تقسیم کا خرچ بھی مالک ہی دے گا۔

اور اگر مالک نے گوشت کی تقسیم کا وکیل مدرسے کو نہ تو صراحۃً بنایا ہو اور نہ ہی وہاں اس کا وکیل بنانا معروف ہو، بلکہ چمڑے کی طرح گوشت کا بھی مدرسے کو مالک نے اختیار دے دیا ہو اور مدرسے

والے اپنی طرف سے اس کی تقسیم کرتے ہوں تو ایسی صورت میں اس تقسیم کا خرچ مالک کے ذمّے نہیں ہوگا۔ (کتب فقہ، ماہنامہ البلاغ/ذوالحجہ/ ۱۴۴۳، اجتماعی قربانی میں ہونے والی غلطیوں کا ایک عمومی جائزہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

عورت کا ذبیحہ حلال ہے

سوال: (۲/۶۰۱) بعض جگہوں پر مُرغی کی دُکانوں میں عورتیں مُرغیاں ذبح کرتی ہیں، تو کیا عورت کا ذبیحہ حلال ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... عورت مسلمان ہو اور وہ بسم اللہ پڑھ کر مُرغی کو ذبح کرتی ہے تو اس کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۶/ ۱۸۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

امریکہ میں رہنے والے شخص کا انڈیا میں قربانی کرنا

سوال: (۶۱۲) ہمارا فرزند امریکہ میں رہتا ہے، وہ اپنی قربانی انڈیا میں کرنا چاہتا ہے، لیکن انڈیا میں جب دسویں ذی الحجہ ہوگی اس وقت امریکہ میں نویں ذی الحجہ ہوگی، تو ہم دسویں ذی الحجہ کو اس کی قربانی کردیں تو ادا ہوگی یا نہیں؟ کیوں کہ دونوں ملکوں میں دس سے گیارہ گھنٹے کا فرق ہے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... امریکہ میں رہنے والا شخص اپنی قربانی انڈیا میں کرائے اور دونوں ملکوں کے وقت میں فرق ہو کہ انڈیا میں عید الاضحیٰ ایک دِن پہلے ہو اور امریکہ میں دوسرے دِن ہو تو ایسی صورت میں اگر امریکہ میں رہنے والے کا جانور انڈیا میں پہلے ہی دِن ذبح کیا جائے تو ایسی قربانی شرعی اعتبار سے درست نہیں ہوگی، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اگر آپ اپنے لڑکے کی قربانی انڈیا میں اس دِن کرو جس دِن امریکہ میں نویں ذی الحجہ ہو تو یہ قربانی شرعی اعتبار سے درست نہیں ہوگی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

جرسی گایے کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۳/۶۱۲) جرسی گایے کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... جائز ہے۔ (فتاویٰ قاسمیہ ۲۲/ ۴۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جانور کو ذبح کرنے کے بعد آدھا گوشت صدقہ اور آدھا گوشت للہ دینا

سوال: (۶۴۸) میرے پاس ایک جانور ہے جس کو میں نے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا ہے، اب میں اس کا آدھا گوشت صدقہ اور آدھا اللہ دینا چاہتا ہوں تو کیا یہ صحیح ہے؟ صدقہ یا اللہ کی نیت ذبح سے پہلے کرنی ہے یا بعد میں بھی کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... مذکور جانور کا آدھا گوشت صدقہ اور آدھا اللہ کے طور پر تقسیم کر سکتے ہیں، اسی طرح صدقہ اور للہ کی نیت ذبح سے پہلے بھی کر سکتے ہیں اور ذبح کے بعد بھی کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

کیا عورت کا ناپاکی کی حالت میں مُرغی ذبح کرنا حلال ہے؟

سوال: (۶۶۱) بہت سی جگہ دیکھا گیا ہے کہ عورت مُرغی کو ذبح کرتی ہے، تو کیا عورت ناپاکی کی حالت میں ہو تو اس کا ذبح کرنا اور گوشت بیچنا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......(۱) مسلمان عورت کا بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے، خواہ وہ ناپاکی کی حالت میں ہو تب بھی اس کا ذبیحہ حلال ہے، لہٰذا مسلمان کے لیے اس کے ذبیحے کا گوشت خریدنا جائز ہے۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

قربانی میں مالک کی جگہ کا اعتبار ہوگا یا جانور کی جگہ کا؟

سوال: (۶۷۹) بیرونِ ملک سے قربانی کے جو حصے آتے ہیں تو قربانی میں اعتبار کس کا ہوگا؟ قربانی کے جانور کے مالک کا یا اس کا جانور جس ملک میں ہے اس کا؟ کیوں کہ بیرونِ ملک میں بہت سی جگہوں پر عید الاضحیٰ ایک دِن پہلے ہوتی ہے۔

(۲)...... جو لگ ہندوستان سے حج کے لیے جاتے ہیں (خواہ وہ قران، تمتع یا اِفراد کریں) تو کیا ان لوگوں کو یہاں ہندوستان میں اپنی قربانی کرنی ہوگی؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں ان دونوں سوالات کے جوابات مطلوب ہیں۔

---

[1] "وَتَحِلُّ ذَبِيْحَةُ مُسْلِمٍ، وَلَو امْرَأَةً حَائِضًا، أَوْ نُفَسَاءَ، أَوْ جُنُبًا". (حاشية الطحطاوي: ١٠ / ص٥٨٧)

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... قربانی واجب ہونے کے لیے مالک کا اعتبار کیا جائے گا، لہٰذا مالک جہاں رہتا ہے اگر وہاں عید نہیں ہوئی (وہاں دس ذی الحجہ نہیں ہوئی) تو یہاں ہندوستان میں اس کی (عید ہونے کے باوجود) قربانی نہیں کر سکتے، اگر کی تو صحیح نہیں ہوگی۔ البتہ اگر مالک جس ملک میں ہے وہاں عید اگلے دِن ہوگئی ہے تو یہاں ہندوستان میں اس کی طرف سے قربانی کر سکتے ہیں۔ (شامی، کتاب المسائل ۲/ ۳۰۲)

(۲)......جو حاجی نو ذی الحجہ سے پہلے لگاتار پندرہ دِن مکۃ المکرّمہ میں رہا ہو تو اس پر یہاں بھی قربانی واجب ہوگی۔ اور جو حاجی نو ذی الحجہ سے پہلے مکہ میں پندرہ دِن سے کم ٹھہرا ہو یا مسلسل نہ ٹھہرا ہو تو اس پر یہاں قربانی واجب نہیں ہوگی۔ (کتب فقہ، کتاب الفتاویٰ: ۴/ ۱۳۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۸۳) جس کا عقیقہ نہ ہو اس کی قربانی کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......قربانی کی فضیلت کے لیے یہی کافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد ہر سال قربانی فرمائی، کسی سال ترک نہیں فرمائی، اس سے مواظبت ثابت ہوتی ہے جو وجوب کی دلیل ہے۔ (جواہر الفقہ: ۶/ ۳۲۳)

نیز مسند احمد اور ابن ماجہ میں ایک روایت ہے، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ قربانی کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قربانی تمھارے باپ حضرات ابراہیم علیہ السلام کی سنّت ہے۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: ہمارے لیے اس میں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایک بال کے عوض ایک نیکی ہے، اون کے متعلّق فرمایا کہ اس کے ایک بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے۔'' (مشکوٰۃ شریف: ۱۲۹)

بہت سے لوگ باوجود وسعت کے قربانی نہیں کرتے، خاص کر دیہات کے لوگ اس میں بہت غفلت کرتے ہیں، حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ ''جو صاحب وسعت قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔'' [1]

---

[1] "مَنْ وَجَدَ سَعَةً فَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا". (مسند أحمد: ۳/ ص۳۲۱، الرقم: ۸۲۵۶)

جس سے یہ معلوم ہوا کہ عیدگاہ میں وہ لوگ جاتے ہیں جو مسلمان ہیں، اور عیدگاہ سے بے تعلقی اور بُعد ان ہی کو ہے جو کافر ہیں، اب غور کرنا چاہیے کہ حدیث شریف میں قربانی نہ کرنے والوں کے لیے کس قدر تہدید اور وعید شدید ہے۔ (اغلاط العوام: ۱۳۳، بحوالہ دعوتِ عبدیت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل اہل عرب اپنی اولاد کے لیے قربانی عقیقہ کیا کرتے تھے، جو کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں منقول ہے، یہی نہیں بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی جانب سے بھی عقیقہ کرنا ثابت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: ۳۶۳)

لیکن عقیقہ کرنا حنفیہ کے نزدیک مستحب ہے۔[1]

بعض لوگ عقیقے کو اس درجہ اہمیت دیتے ہیں جو افراط کو مستلزم ہے، ان کا خیال یہ ہے کہ جس شخص کا عقیقہ نہ ہوا ہو اس کی قربانی درست نہیں، حالانکہ شرعی نقطۂ نظر سے یہ نظریہ بالکل غلط ہے، جو شخص ایامِ قربانی میں صاحب نصاب ہو تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے، خواہ اس کا عقیقہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ (فقہی جواہر: ۱۴)

نیز فتاویٰ رحیمیہ وغیرہ میں بھی اس کی صراحت موجود ہے کہ جو شخص قربانی کے دِنوں میں صاحب نصاب ہو اس پر قربانی واجب ہے، خواہ اس کا عقیقہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ۹/ ۳۲۵، آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴/ ۲۲۱، ط: نعیمیہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کتّے نے بکرے کو زخمی کر دیا ہو ایسے بکرے کی قربانی کرنا

سوال: (۴۷۷) ایک خصّی بکرے کو کتّے نے زخمی کر دیا، اور کوئی نقص اس میں نہیں ہے، اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ دلائل اور حوالوں کے ساتھ جواب مطلوب ہے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... خصّی جانور کی قربانی جائز ہے بلکہ بہتر ہے۔[2]

---

[1] جیسا کہ علّامہ ظفر احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
"وَلْيُعْلَمْ أَنَّ عَمَلَ الحَنَفِيَّةِ اليَومَ عَلىٰ استِحبَابِهَا". (إعلاء السنن: ١٧ / ص١٠٨)

[2] (وَيُضَحِّيْ بالجَمَّاءِ وَالخَصِيِّ) وَعَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ: هُوَ أَوْلىٰ؛ لأَنَّ لَحْمَهٗ طَيِّبٌ".
(البحر الرائق: ٨ / ص١٧٦)

کتّے کے زخمی کرنے کے بعد اب جب کہ جانور درست ہے، اس میں کوئی نقص وعیب نہیں ہے اور اس کے تمام اعضاء صحیح سالم ہیں اور کتّے کے کاٹنے کی وجہ سے اس کے گوشت میں بھی زہر کے اثرات وغیرہ نہیں آئے ہیں، یا اگر آئے تھے لیکن اب باقی نہیں ہیں، تو ایسی صورت میں اس کی قربانی جائز ہے۔ [1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

انجکشن کے ذریعے نطفے سے پیدا شدہ جرسی گایے کی قربانی کرنا

سوال: (۱/۷۸۲) ایسی جرسی گایے جس کی ولادت انجکشن کے ذریعے نطفہ پہنچا کر ہوتی ہے اس کی قربانی صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جی ہاں، جرسی گایے کی قربانی درست ہے۔

(نظام الفتاویٰ: ۱/ ۳۵۴، فتاویٰ قاسمیہ: ۲۲/ ۴۱۵) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

دوسرے ملک میں رقم بھیج کر قربانی کروانا

سوال: (۴/۷۸۲) اگر کسی شخص نے دوسرے ملک سے یہاں قربانی کے لیے رقم بھیجی، یہاں عید ہو چکی ہے، جب کہ رقم بھیجنے والے کے ملک میں ابھی عید نہیں ہوئی، تو کیا یہاں اس کی قربانی کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جب تک وہاں عید (دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق) نہ ہو تب تک یہاں قربانی نہیں کر سکتے۔ (شامی، کتاب المسائل ۲/ ۳۰۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ شبیر احمد دیولوی

جانور کے کونسے اعضاء شرعی ذبح کے بعد بھی حرام رہتے ہیں؟

سوال: (۷۸۶) حلال جانور کے وہ کونسے اعضاء ہیں جو شرعی ذبح کے بعد بھی حرام رہتے ہیں؟ اگر ان اعضاء کا سالن پکایا جائے تو کیا اسے کھانا حلال ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... حلال جانور کے اندر ذبح کرنے کے بعد بھی سات چیزیں

---

[1] (وَأَمَّا صِفَتُهُ) : فَهُوَ أَنْ يَكُونَ سَلِيمًا مِنَ الْعُيُوبِ الْفَاحِشَةِ. كَذَا فِي الْبَدَائِعِ".
(الفتاویٰ الهندية: ٥ / ص٢٩٧)

حرام ہیں: (۱) بہتا ہوا خون (۲) غدود (۳) پتہ (۴) نر کی پیشاب گاہ (۵) مادہ کی پیشاب گاہ (۶) مثانہ (۷) دونوں خصیے۔ ان سب کا کھانا جائز نہیں ہے۔ لیکن جس سالن کے ساتھ وہ ناجائز عضو پکایا گیا ہو وہ سالن ناپاک نہ ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

قربانی کے گوشت سے سموسے وغیرہ بنا کر بیچنا

سوال: (۸۰۱) محترم ومکرّم جناب مفتی صاحب دامت برکاتکم! قربانی کے گوشت سے سموسے اور حلیم وغیرہ بنا کر بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ حوالے کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......قربانی کے گوشت کو بیچنا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۴/ ۳۵۲، آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴/ ۲۰۷، احسن الفتاویٰ: ۷/ ۴۸۶)

لہٰذا قربانی کے گوشت سے بنے ہوئے سموسے اور حلیم بیچنا بھی ممنوع اور ناجائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مُرغی کے کون کونسے اعضاء حرام ہیں؟

سوال: (۲/۸۶۴) مُرغی کے اندر کونسی ایسی چیزیں ہیں جن کو کھانا حرام ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......تمام حلال جانور اور پرندوں (جن میں مُرغی بھی داخل ہے) میں سات چیزوں کو کھانا حرام ہے: (۱، ۲) نر و مادہ کی شرمگاہ (۳) خصیتین (۴) دمِ سائل (۵) مثانہ و پیشاب کی تھیلی (۶) پتہ (۷) حرام مغز۔ ان میں سے جو چیزیں مُرغی میں ہوں گی وہ حرام ہوں گی۔ [1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

قانوناً ممنوع ہونے کے باوجود گایے کی قربانی کرنا

سوال: (۸۷۸) آج کل گایے کی قربانی کرنا مشکل ہو گیا ہے، پھر بھی کچھ لوگ قانون کی خلاف ورزی کر کے اسلامی فریضہ ادا کرنا چاہتے ہیں، تو کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟ کیا گایے کے علاوہ کسی دوسرے

---

[1] "وَأَمَّا بَيَانُ مَا يَحْرُمُ أَكْلُهُ مِنْ أَجْزَاءِ الْحَيَوَانِ سَبْعَةٌ: الدَّمُ الْمَسْفُوحُ، وَالذَّكَرُ، وَالْأُنْثَيَانِ، وَالْقُبُلُ، وَالْغُدَّةُ، وَالْمَثَانَةُ، وَالْمَرَارَةُ، كَذَا فِي الْبَدَائِعِ".

(الفتاوى الهندية: ٥ /ص٢٩٠، ط: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر)

جانور کی قربانی کی جائے تو یہ بُزدلی شمار ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......جس جگہ پر جب تک قانونی ممانعت کی وجہ سے گایے کی قربانی کرنے سے جان و مال، عزّت وآبرو کے نقصان کا اندیشہ ہو تو وقتی طور پر گایے کی قربانی کرنے سے بچنا چاہیے، یہ بہتر ہے، اس کی جگہ دوسرے کسی جانور کی قربانی کر کے فریضہ ادا کر لینا چاہیے، قانون کی خلاف ورزی کر کے اپنے جان و مال اور عزّت وآبرو کا نقصان نہیں کرنا چاہیے۔ البتہ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سلسلے میں قانونی جنگ جاری رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

چمڑا دینے کی شرط پر قربانی کی اجازت دینا

سوال: (۳۰) ایک بستی کے لوگ عذر کی وجہ سے قریب کی دوسری بستی میں قربانی کرتے ہیں، وہاں کے ذمّے داران کا کہنا ہے کہ آپ ہمارے یہاں قربانی اسی صورت میں کر سکتے ہو کہ قربانی کے چمڑے ہمیں دے دو، قربانی کرنے والے فی جانور خرچ دینے کے لیے تیّار ہیں، لیکن اس بستی کے کچھ لوگ منع کرتے ہیں، تو کیا بستی والوں کا اس طرح مطالبہ صحیح ہے؟ اگر ایسے مطالبے کی وجہ سے کسی نے قربانی نہیں کی تو اس کا گناہ بستی والوں پر ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... اگر کسی عذر کی وجہ سے دوسری بستی میں قربانی کرنے کی ضرورت ہو تو اس بستی والوں کا یہ شرط لگانا کہ چمڑے ہمیں دینے پڑیں گے صحیح نہیں ہے، کیوں کہ مذکورہ شرط سے مفہوم ہوتا ہے کہ چمڑے قربانی کی اُجرت ہیں، جو کہ صحیح نہیں ہے۔[1] البتہ فی جانور خرچ دینا شرعی رو سے صحیح ہے۔

دوسرے کی قربانی اپنی بستی میں کرنا ایک نیک عمل میں تعاون ہے، اس لیے بخوشی اس کی اجازت دینی چاہیے، نہ کہ اس میں رکاوٹ بننا چاہیے۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۱۵/۶۰۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] ویتصدق بجلدها ...الخ. (الهداية: ٤ / ص٤٥٠)

قربانی کے چمڑوں کی قیمت سے طلبہ کے لیے کتابیں خریدنا
چمڑوں کی قیمت بطورِ اُجرت دینا

سوال:(۴۰)......(۱) کیا قربانی کے چمڑوں کی قیمت سے کتابیں خرید کر غریب طلبہ کو مالک بنانا صحیح ہے؟ اس صورت میں طلبہ کا ان کتابوں سے فائدہ اٹھانا صدقۂ جاریہ میں داخل ہوگا یا نہیں؟

(۲)...... چمڑوں کی اگر حفاظت نہ کی جائے تو قیمت کم آتی ہے، حفاظت کرنے کی صورت میں اچھّی قیمت حاصل ہوتی ہے، اگر پوری بستی کے چمڑے ایک شخص کے پاس حفاظت کے لیے رکھے جائیں اور بیچ کر اس محافظ کو اسی قیمت میں سے حفاظت کرنے کی اُجرت دی جائے تو کیا یہ جائز ہے؟ مذکور شخص زکوٰۃ کا مستحق ہے، تو کیا اس رقم میں سے بطورِ صدقہ اس شخص کو کچھ دے سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......(۱) قربانی کے چمڑے بیچ کر اس کی قیمت سے کتابیں خرید کر غریب طلبہ کو مالک بنا دینا جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ: ۳/ ۵۳۵، جدید: ۸/ ۱۸۴)

ان کتابوں سے جب تک طلبہ فائدہ اٹھاتے رہیں گے وہاں تک صدقہ کرنے والوں کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔[1] ان شاء اللہ۔

(۲)......قربانی کے چمڑے جب بیچ دیے جائیں تو ان کی قیمت کو صدقہ کر دینا ضروری ہے۔[2] وہ قیمت کسی کو بطورِ اجرت نہیں دے سکتے، لہٰذا سوال میں مذکور محافظ کو حفاظت کی اجرت کے طور پر چمڑے کی رقم نہیں دے سکتے، البتہ اگر وہ شخص صدقے کا مستحق ہے تو یہ رقم اس کو بطورِ صدقہ دینا جائز ہے، اُجرت دینی ہو تو دوسری الگ رقم سے دی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: شبیر احمد دیلوی غفرلہٗ

عقیقے کی نیت سے رکھے ہوئے جانور میں قربانی کی نیت کرنا

سوال:(۴۱) میرے پاس ایک بھینسا ہے، جس کو بطورِ عقیقہ ذبح کرنے کی نیت کی تھی، لیکن اب اس

---

[1] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "سبع يجري للعبد أجرهن من بعد موته، وهو في قبره: من علم علما، أو كرى نهرا، أو حفر بئرا، أو غرس نخلا، أو بنى مسجدًا، أو ورث مصحفا، أو ترك ولدًا يستغفر له بعد موته". (مسند البزار / الرقم: ۷۲۸۹)

[2] فلو باع الجلد أو اللحم بالدراهم أو بما لا ينتفع به إلا بعد استهلاكه تصدق بثمنه، لأن القربة انتقلت إلى بدله. (الهداية: ٤ / ص٤٥٠)

کو قربانی میں ذبح کرنے کی نیت ہے، تو کیا یہ عمل صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......اپنی ملکیت کے جانور میں عقیقے کی نیت کر لینے سے وہ جانور عقیقے کے لیے متعین نہیں ہوتا، لہٰذا اس میں قربانی کی نیت کرنا درست ہے، کوئی حرج نہیں ہے۔

(شامی: ۹/ ۵۴۶، فتاویٰ دار العلوم: ۱۵/ ۶۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

قصائی کا قربانی کے گوشت کو بغیر رضا مندی لے لینا
جانور کی گردن مسنون مقدار سے زیادہ کاٹنا

سوال: (۶۲)......(۱) قصائی جب جانور ذبح کرنے کے لیے آتے ہیں تو قربانی کروانے والے کی عدمِ رضامندی کے باوجود اپنی پسند کا گوشت نکال کر لے جاتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

(۲)......جانور جلدی ٹھنڈا ہو جائے اس کے لیے گردن زیادہ کاٹنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......(۱) قربانی کے گوشت کے حقدار جانور کے شرکاء حضرات ہیں، ان کی رضامندی کے بغیر گوشت لینا یا کسی کو دینا جائز نہیں، لہٰذا قصائی کے لیے مالک کی اجازت کے بغیر گوشت لینا جائز نہیں ہے۔[1]

(۲)......جانور کی گردن اتنی زیادہ کاٹنا کہ اس کے علاحدہ ہو جانے کا اندیشہ ہو یہ مکروہ ہے، اور اگر گردن علاحدہ ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عقیقے کے وقت بچّے کے بالوں کے وزن کے بقدر چاندی صدقہ کرنا

سوال: (۱۲۴) عقیقہ جو کیا جاتا ہے تو بچّے کے بال کے برابر سونا دینا ہے یا چاندی؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......عقیقے میں بچّے کے بال کے وزن کے برابر چاندی صدقہ

---

[1] ﴿وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ﴾ [البقرة : ۱۸۸]

[2] ومن بلغ بالسكين النخاع، أو قطع الرأس، كره له ذلك وتؤكل ذبيحته.

(الهداية: ٤ / ص٤٣٨)

کرنی چاہیے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کے بال کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرنے کا حکم فرمایا تھا۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

پالتو جانور ملنے پر بغیر تفتیش کے ذبح کرنا اور اس کا گوشت کھانا

سوال: (۱۴۰) اگر جنگل میں گایے یا کسی ایسے جانور کو دیکھا جو مملوک ہوسکتا ہے، پھر اس کو بغیر تفتیش کے ذبح کر دیا، تو اس کا گوشت کھانا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جنگل میں شکاری جانور کا شکار کیا، یا اس کو کسی طرح پکڑ لیا، تو یہ اس کا مالک ہوگیا، ایسے جانور کو کھانا حلال ہے۔[2] لیکن اگر ایسے جانور کو پکڑا جو شکاری نہیں ہے، جیسے پالتو گایے وغیرہ، تو ایسے جانور کو پکڑنے سے وہ اس کا مالک نہیں بنتا، بلکہ ایسے جانور کو اس کے مالک تک پہنچانا ضروری ہے، اس کے مالک کی تحقیق وتفتیش کیے بغیر اس کو کھانا حلال نہیں ہوگا، بلکہ حرام ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ذبح کرتے وقت جانور کا سر الگ ہوجانا

سوال: (۱۵۵) اگر جانور کو ذبح کرتے وقت اس کا سَر الگ ہوجائے تو کیا اس کو کھانا حلال ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... ذبح کرتے وقت جس جانور کی گردن الگ ہوجائے تو اس کا کھانا حلال ہے، لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (ہدایہ: ۴/ ۴۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عقیقے میں مُرغی کا گوشت تقسیم کرنا

سوال: (۱۹۹) کیا عقیقے میں بکرے یا بکری کی جگہ اس کی قیمت کے بقدر مُرغی کا گوشت خرید کر تقسیم

---

[1] عقّ رسول الله ﷺ عن الحسن بشاة، وقال: "يا فاطمة! احلقي رأسه، وتصدقي بزنة شعره فضة". (سنن الترمذي / الرقم: ١٥١٩)

[2] الصيد لمن أخذه. (الدراية في تخريج أحاديث الهداية: ٢ / ص٢٥٦)

فصار اسمًا لكل حيوان متوحش ممتنع عن الآدمي. (تبيين الحقائق: ٧ / ص١١١)

کرنے سے عقیقہ درست ہو جائے گا؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا......فقہاء نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ جس جانور کی قربانی صحیح ہے اسی جانور کا عقیقہ صحیح ہوگا، اور قربانی کے جانور کے لیے جو شرائط ہیں وہی شرائط عقیقے کے جانور کے لیے بھی ہیں۔[1] لہٰذا سوال میں مذکورہ صورت میں عقیقے کی سنّت ادا نہ ہوگی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: **شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ**

کیا پورے گھر کی طرف سے ایک جانور کی قربانی کافی ہے؟

سوال: (۲۱۱) اگر کسی گھر والوں پر قربانی واجب ہے، تو کیا ہر ایک کی جانب سے کرنا ہوگا یا صرف ایک ہی کی طرف سے کافی ہے؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا......گھر میں جتنے افراد (بالغ) صاحبِ نصاب ہوں ان سب کی طرف سے الگ الگ قربانی کرنا واجب ہے، پورے گھر کی طرف سے ایک قربانی کافی نہیں ہوگی۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: **شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ**

زوجین کا ایک دوسرے کی طرف سے قربانی کرنا

سوال: (۲۱۲) شوہر بیوی کی طرف سے اور بیوی شوہر کی طرف سے قربانی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصليًا و مسلمًا......عورت صاحبِ نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہے، اور اگر شوہر اس کی اجازت سے اس کی طرف سے قربانی کرے تو جائز ہے، اسی طرح بغیر اس کی اجازت کے بھی درست ہے، جب کہ ہر سال اس کی طرف سے قربانی کرنے کی شوہر کی عادت ہے۔ اور اگر قربانی کرنے کی عادت نہیں ہے تو پھر اس کی اجازت کے بغیر صحیح نہیں ہے۔[3]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: **شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ**

---

[1] لم يعق عن الحلق عقيقة إباحة ... وهي شاة تصلح للأضحية تذبح للذكر والأنثىٰ.
(الشامي: ۹ / ص۴۸۵)

[2] يجب أن يعلم أن الشاة لا تجزئ إلا عن واحد. (الفتاوىٰ الهندية: ۵ / ص۳۰۴)

[3] وليس على الرجل أن يضحي عن أولاده الكبار وامرأته إلا بإذنه. (الفتاوىٰ الهندية: ۵ / ص۲۹۳)

مشترک جانور کے گوشت کو کس طرح تقسیم کیا جائے؟

سوال: (۲۱۳) ایک اونٹ میں سات آدمی شریک ہیں، تو کیا پورے گوشت کے تین حصے کیے جائیں؟ تا کہ ایک حصّہ خود رکھیں، ایک غرباء میں تقسیم کریں اور ایک رِشتے داروں میں، یا ہر ایک شریک کا حصّہ علاحدہ کرنے کے بعد مذکورہ طریقے پر گوشت کی تقسیم ہو؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......اولاً گوشت کا برابر وزن کر کے سات حصے کیے جائیں اور ہر ایک شریک کو اس کا حصّہ دے دیا جائے، پھر ہر شریک اپنے حصے کے گوشت کے تین حصے کر کے تقسیم کرے۔ [1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ایک اونٹ کی قربانی میں دس افراد کا شریک ہونا

سوال: (۲۱۸) ہمارے یہاں بعض علاقوں میں غیر مقلدین ایک اونٹ میں دس آدمیوں کا حصّہ رکھتے ہیں، تو کیا ایک اونٹ میں دس افراد شریک ہو کر قربانی کر سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......حنفیہ کے نزدیک ایک اونٹ میں صرف سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں، اگر سات سے زیادہ آدمی شریک ہوئے تو کسی کی بھی قربانی صحیح نہیں ہوگی۔ [2] غیر مقلدین اس کو (یعنی دس آدمیوں کی شرکت کو) جائز سمجھتے ہیں، اس لیے ایسا کرتے ہیں۔ (کفایۃ المفتی: ۱۲/ ۹۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جرسی گایے کی قربانی کرنا اور اس کا دودھ استعمال کرنا

سوال: (۲۳۳) کیا جرسی گایے کی قربانی کرنا جائز ہے؟ حالانکہ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انجکشن کے ذریعے مادّۂ منویہ پہنچا کر اسے حاملہ بنایا جاتا ہے، اس کی قربانی میں کوئی شرعی قباحت تو نہیں؟ نیز اس کا دودھ استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

---

[1] ویقسم اللحم وزنا، لا جزافا ...الخ. (الدر المختار: ۹ / ص۴٦۰)
ویأکل من لحم الأضحیة، ویأکل غنیا ویدخر، وندب أن لا ینقص التصدق عن الثلث.
(الدر المختار: ۹ / ص۴۷۳- ص۴۷۴)

[2] (أو سبع بدنة) هي الإبل والبقر ... ولو لأحدهم أقل من سبع لم یجز عن أحد.
(الد المختار: ۹ / ص۴۵۷)

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... حیوانات میں نسب مادہ سے چلتا ہے، لہٰذا یہ گایے دیگر گایوں کی طرح کھاتی پیتی ہے اور گایے کی طرح بولتی ہے تو شرعاً یہ گایے ہی شمار ہوگی، خواہ بذریعۂ انجکشن یا کسی اور طرح حاملہ بنائی گئی ہو، اور حاملہ بنانے کا یہ طریقہ غیر شرعی اور مذموم ہو اس سے اس کے گایے ہونے میں کوئی شُبہ نہیں کیا جائے گا، اس کا حکم گایے ہی کا رہے گا۔ اور اس کا گوشت کھانا، دودھ پینا اور اس کی قربانی کرنا سب درست ہوگا۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بڑے جانور میں قربانی کے پانچ حصے اور عقیقے کے دو حصے رکھنا

سوال: (۲۵۸) قربانی کے بڑے جانور میں عقیقے کے دو حصے اور باقی پانچ حصے قربانی کے رکھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... قربانی کے بڑے جانور میں اس طرح دو حصے عقیقے کی نیت سے اور بقیہ پانچ حصے قربانی کی طرف سے رکھنا صحیح ہے، کوئی حرج نہیں۔[2] (فتاویٰ محمودیہ: ۵۱۹/۱۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بٹائی پر دی ہوئی بکری سے پیدا شدہ بکرے کی قربانی کرنا

سوال: (۳۶۷) شعیب نے محمد سے بکری بٹائی پر لی، جس سے بکرا پیدا ہوا، جو دونوں کے درمیان مشترک تھا، پھر شعیب نے اس کی نصف قیمت محمد کو ادا کر دی اور پورے بکرے کا مالک بن گیا، تو کیا شعیب اس بکرے کی قربانی کرسکتا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... اس طرح بٹائی پر بکری لینا دینا صحیح نہیں ہے، شرعاً یہ اجارۂ فاسدہ ہے، لہٰذا متولد بکرا محمد کی ملکیت ہے، محمد کی طرف سے اس بکرے کی قربانی صحیح ہے، شعیب اس بکرے کا مالک نہیں ہے (نصف قیمت ادا کرنے سے اس کا مالک نہیں بن سکتا) لہٰذا شعیب کے لیے اس بکرے کی قربانی صحیح نہیں۔[3] (مستفاد از فتاویٰ محمودیہ: ۵۹۹/۱۶، فتاویٰ رحیمیہ: ۴/۱۰)

---

[1] فإن كان متولدا من الوحشي والإنسي فالعبرة بالأم، فإن كانت أهلية يجوز، وإلا فلا، حتىٰ إن البقرة الأهلية إذا نزا عليها ثور وحشي، فولدت ولدا، فإنه يجوز أن يضحي به، وإن كانت البقرة وحشية والثور أهليا، لم يجز؛ لأن الأصل في الولد الأم؛ لأنه ينفصل عن الأم.

(بدائع الصنائع: ٥ / صـ٦٩، البحر الرائق: ٨ / صـ٣٥٢)

[2] وكذلك لو أراد بعضهم العقيقة عن ولد. (الفتاوٰى الهندية: ٥ / صـ٣٠٤)

[3] دفع بقرة إلىٰ رجل علىٰ أن يعلفها ...الخ. (الفتاوٰى الهندية: ٤ / صـ٤٤٥)

حظر واباحت

ویلویٹ کے کپڑے پہننا

سوال: (۳۹۶) ہمارے گاؤں میں ایک عالم صاحب نے بیان کے دوران یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ آج کل جو ویلویٹ کے کپڑے بکتے ہیں ان کا پہننا حرام ہے، وجہ اس کی یہ بیان فرمائی کہ اس طرح کے کپڑے سے سعودی عربیہ میں مصلے بنائے جاتے ہیں، اور یہ غیر مسلموں کی ایک سازِش ہے کہ کسی طرح اس کپڑے کی توہین ہو، تو کیا یہ بات صحیح ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مطلوب ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... لباس کے لیے اسلام نے جو حدود بیان کی ہیں (جیسا کہ لباس ایسا ہو جس سے ستر چھپ جائے، مَرد کا کپڑا اتنا لمبا نہ ہو جو ٹخنے سے نیچے ہو، مَرد کا کپڑا ریشمی اور تصویر والا نہ ہو، نیز لباس ایسا بھی نہ ہو جس سے غیر مسلم کے ساتھ مشابہت لازم آئے) ان میں رہتے ہوئے جو لباس پہنا جائے وہ جائز ہے۔ لہٰذا اگر ویلویٹ کا کپڑا پہننے میں مذکورہ حدود کی خلاف ورزی ہوتی ہو تو اس کا استعمال جائز نہیں ہے، لیکن اس میں اس قسم کی کوئی خلاف ورزی لازم نہیں آتی، لہٰذا اس طرح کے کپڑے سے لباس بنانے کو حرام نہیں کہا جا سکتا، بلکہ جائز ہے، اور مولانا صاحب نے اس کے حرام ہونے کی جو وجہ بیان فرمائی ہے وہ حُرمت کی وجہ نہیں ہے۔ (مستفاد از کتاب الفتاویٰ: ۶/ ۹۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ویلویٹ کا کپڑا پہننا

سوال: (۵/۴۱۵) اس وقت ویلویٹ کا کپڑا بازار میں خوب بکتا ہے، تو کیا اس کو پہن سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... یہ کپڑا اگر خالص ریشم سے بنا ہوا ہو تو مَرد کے لیے اسے پہننا جائز نہیں ہے۔ اور اگر خالص ریشم کا بنا ہوا نہ ہو تو پھر مَرد بھی اس کو پہن سکتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

والد کے زانی ہونے کی وجہ سے بیٹے کا اس سے قطع تعلق کرنا

سوال: (۴۰۱) زید نے اپنے والد صاحب کے ساتھ تعلق توڑ دیا، اس بنا پر کہ والد صاحب نے اپنی عورت کی لڑکی (سوتیلی بیٹی) سے زنا کیا جو دوسرے شوہر سے تھی، تو کیا زید کے لیے اس بُرے فعل پر اپنے والد صاحب سے تعلق توڑنا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......زید کے والد اگر اس طرح زنا کرنے کے عادی نہیں ہیں، یعنی بار بار اس میں مبتلا نہیں ہوتے، بلکہ اتفاق سے ایک مرتبہ ان سے یہ گناہ ہوگیا ہے، تو پھر ایسی صورت میں زید کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے والد سے قطع تعلق کرے، بلکہ ایسا کرنے سے وہ گنہگار ہوگا۔

البتہ اگر زید کا والد اس فعل بد کا عادی ہو چکا ہے، بار بار اس کا ارتکاب کرتا رہتا ہے اور زید ان کو بار بار سمجھا چکا ہے اور دوسروں کے ذریعے بھی اس کو سمجھانے کی سعی کر چکا ہے، لیکن پھر بھی باپ اپنے فعل بد سے باز نہیں آتا، تو ایسی صورت میں زید اگر اپنے والد کی اصلاح کی نیت سے کہ ہوسکتا ہے قطع تعلق کرنے سے اس کی اصلاح ہوجائے، کچھ مدّت کے لیے قطع تعلق کرے تو اس کی گنجائش ہے، لیکن ایسی صورت میں بھی ضروری ہوگا کہ وہ اپنے والد کی اہانت نہ کرے، بلکہ اس کے ذمّے والد کے جو واجب حقوق ہیں ان کو ادا کرتا رہے اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے۔

(الابواب والتراجم: ۶/ ۲۴۴، باب ما یجوز من الھجران لمن عصی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

والدہ کا اپنے حقیقی بھائی سے شادی کرنے کی وجہ سے اولاد کا قطع تعلق کرنا

سوال: (۴۰۲) زید نے اپنی والدہ کے ساتھ تعلق توڑ دیا اس بنا پر کہ زید کی والدہ نے زید کے حقیقی ماموں سے شادی کی، زید نے ان کو بہت سمجھایا کہ یہ آپ کا بھائی ہے، اس کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے، تب بھی والدہ نے زید کی بات کو نہیں مانا، تو آپ یہ بتائیں کہ زید نے اپنی والدہ کے ساتھ اِس بُرے فعل کی وجہ سے تعلق توڑ دیا تو کیا یہ زید کے لیے جائز ہے؟ حالانکہ زید دوسرے شوہر سے ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......والدہ کا بھی یہی حکم ہے کہ والدہ کو خوب سمجھائے، دوسروں کے ذریعے بھی سمجھانے کی کوشش کرے، اگر وہ مان لیں تو ٹھیک ہے، ورنہ بغرضِ اصلاح (جب کہ اسے امید ہے کہ ہوسکتا ہے ایسا کرنے سے والدہ کی اصلاح ہوجائے) ان سے کچھ مدّت کے لیے قطع تعلق کی

اجازت ہے، لیکن ان کے حقوق (ان کو خدمت کی ضرورت ہو تو خدمت کرنا، مالی امداد کی ضرورت ہو تو مالی امداد کرنا) ادا کرتا رہے، ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا رہے، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائیں۔ (الابواب والتراجم: ۶/ ۲۴۴، باب ما یجوز من الہجران لمن عصیٰ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

زنا کے سبب ہونے والی ولادت کے وقت دایہ کا تعاون کرنا

سوال: (۱/۴۰۶) اگر کسی عورت نے حرام کاری کی، جس سے اس کو ایک بچّہ پیدا ہوا، جب بچّہ پیدا ہونے کے قریب تھا تو اس کے گھر والوں نے دایہ کو بُلایا تاکہ وہ ولادت میں مدد کرے، تو کیا دایہ کا اس طرح مدد کرنا صحیح ہے؟ دایہ اس کی مدد کرنے میں گنہگار ہوگی یا نہیں؟ اگر گناہ ہوگا تو کیوں؟ اور اگر نہیں ہوگا تو کیوں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... دایہ اگر اس عورت کی ولادت کے وقت مدد کے لیے جاتی ہے تو اس کو گناہ نہیں ہوگا، کیوں کہ اوّل بات یہ ہے کہ حرام کاری کے مرتکب زانی اور زانیہ ہیں، بچّہ جس کی ولادت ہورہی ہے اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ شریعت ضرورت کے وقت جانی و مالی نقصان کے اندیشے کے وقت گنہگار کی مدد کرنے سے روکتی نہیں ہے، جب کہ وہ مدد اعانت علی المعصیۃ نہ بنے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کھانے کے بعد قرآن میں موجود دعاؤں کو پڑھنا

سوال: (۴۰۶) جب آدمی کھانا کھا کر فارغ ہو تو اختتام پر جو دُعا پڑھتا ہے اس کے ساتھ قرآن پاک میں جو دعائیں ہیں ان میں سے کوئی دُعا پڑھتا ہے تو کیا یہ صحیح ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... کھانے کی دُعا کے ساتھ ساتھ یہ بھی پڑھتا ہے تو اس میں کوئی مضایقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

تمباکو نوشی اور گٹکا خوری کا حکم

سوال: (۶/۴۰۶) تمباکو اور ویمل گٹکا وغیرہ کھانا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... یہ سب چیزیں صحت کے لیے مضر ہیں، اپنی صحت کی

حفاظت واجب ہے۔اس لیے مذکورہ چیزیں واجب الترک ہیں۔(امداد الفتاویٰ: ۱۱۶/۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نماز کی پابندی کے ساتھ کرکٹ کھیلنا

سوال:(۴۰۶/۷) کرکٹ کھیلنا کیسا ہے؟ جب کہ نماز کی پابندی بھی کی جائے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... کرکٹ چوں کہ اب تفریح طبع کے بجائے لہو ولعب اور بے شمار مکروہات وخرافات کا ذریعہ بن گیا ہے،اس لیے علمائے کرام اس کو ناجائز کہتے ہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ۱۹۵/۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

انگوٹھی میں حروفِ مقطعات لکھے ہوں اسے پہن کر بیت الخلا جانا

سوال:(۴۱۵/۱) میرے پاس ایک چاندی کی انگوٹھی ہے جس پر حروفِ مقطعات لکھے ہوئے ہیں، ان پر شیشہ لگا ہوا ہے،تو کیا اس انگوٹھی کو پہن کر بیت الخلا جا سکتا ہوں اور کیا اسے بغیر وضو پہن سکتا ہوں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... انگوٹھی پر اگر قرآن کی آیت یا قرآنی کلمات لکھے ہوں تو اسے پہن کر بیت الخلا جانا مکروہ ہے،لہٰذا اس سے بچنا چاہیے۔[1]

تحریر شیشے میں بند ہو تو بغیر وضو کے پہن سکتے ہیں۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ماہنامہ شائع کرنے والی کمپنی کی انعامی اِسکیم میں شریک ہونا

سوال:(۴۱۷) ہمارے یہاں لنڈن میں ایک کمپنی ”رِیڈر ڈائجسٹ“ نامی ماہنامہ شائع کرتی ہے، اس کا اگر ایک سال کا صرفہ ادا کر دیا جائے تو ہر ماہ اپنے پتے پر ایک ماہنامہ آتا ہے اور کمپنی ایک سال کے لیے ہمیں اپنا ممبر بنا دیتی ہے، اس کمپنی میں ایک اِسکیم چلتی ہے کہ کچھ مہینوں کے بعد کمپنی قرعہ

---

[1] ویکره الدخول للخلاء ومعه شيء مكتوب. (حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح: ص۵۳)

[2] بخلاف المصحف، فلا يجوز مس الجلد وموضع البياض (إلا بلغلافه المنفصل) كالجراب والخريطة. (الشامي: ۱/ ص۴۸۸)

اندازی کرتی ہے، اگر اس میں اپنا نام نکل آئے تو کمپنی انعام دیتی ہے، دس پاؤنڈ سے لے کر لاکھوں پاؤنڈ تک کا انعام ہوتا ہے۔ اس کے لیے لوٹری کی ٹکٹوں میں سے ایک ٹکٹ پہلے خریدنا پڑتا ہے، پھر اس ٹکٹ کے ساتھ جو نمبر دیے جاتے ہیں ان میں سے ایک نمبر پسند کر کے کمپنی کے ایجنٹ کو ارسال کیا جاتا ہے، اگر ہمارا دیا ہوا نمبر نکل آئے تو اس پر جو انعام طے ہوتا ہے وہ ملتا ہے، تو کیا یہ صورت صحیح ہے یا غلط؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......سوال میں ذکر کردہ ماہنامے کا صرفہ ہر ایک ممبر کے لیے برابر ہو اور تمام شرکاء کے پاس سے صرفہ یکساں لیا جاتا ہو اور اس کے علاوہ کوئی زائد رقم نہ لی جاتی ہو، نیز اس ماہنامے کے خریدار اس لیے نہ بنتے ہوں کہ ان کو اِسکیم سے فائدہ ہوگا، اس طرح کی کوئی لالچ نہ ہو، تو ایسی صورت میں قرعہ اندازی میں نام نکلنے کی وجہ سے ملنے والا انعام لینا درست ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ شرکاء کے پاس سے سالانہ صرفے کے علاوہ زائد رقم لی جاتی ہو، یا اس اِسکیم کی لالچ میں اس کے خریدار بنتے ہوں تو ایسی صورت میں ملنے والا انعام لینا درست نہیں، کیوں کہ پہلی صورت قمار کی ہے اور دوسری صورت قمار جیسی ہی ہے۔

(اسلام اور جدید معاشی مسائل: ۳/ ۳۶۴، کتاب الفتاویٰ: ۵/ ۲۴۹، محقق و مدلل جدید مسائل: ۲/ ۴۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

انسان کے پیشاب، پاخانہ، حیض اور نفاس سے فائدہ اٹھانا

سوال: (۴۱۸) مفتی صاحب! میں نے علّامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ کی ’’حیاۃ الحیوان‘‘ کا مطالعہ کیا، جس میں حصّہ اوّل میں انسان کے متعلّق بہت کچھ لکھا ہے، اس میں طبّی فوائد کے نام سے انسان کے پیشاب، پاخانہ، عورت کے حیض و نفاس کے خون اور بچّوں کے پیشاب و پاخانے کے استعمال کے متعلّق بہت کچھ لکھا ہے، تو کیا مذکورہ چیزوں سے مسلمان فائدہ اٹھا سکتا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......سوال میں ذکر کردہ چیزیں پیشاب، پاخانہ، منی، حیض اور نفاس شریعت میں ناپاک اور حرام اشیاء ہیں، عام حالات میں ان چیزوں کا استعمال نہیں کر سکتے، بلکہ حرام ہے، البتہ اگر کسی بیماری کے متعلّق ماہر، مسلمان، دیندار ڈاکٹر کا کہنا ہو کہ یہ بیماری فلاں چیز ہی سے ٹھیک ہوگی، یعنی جو چیزیں ناپاک و حرام ہیں، (مثلاً مذکورہ اشیاء) ان حرام اشیاء کے علاوہ اور کوئی دوا نہیں ہے، تو ایسی صورت میں اشدّ ضرورت کے وقت ان حرام و ناپاک چیزوں کو دوا کے طور پر استعمال

کرنے کی علماء نے اجازت دی ہے، اِس مجبوری کے علاوہ عام حالات میں ان چیزوں کا استعمال جائز نہیں ہے۔ لہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ماہانہ کچھ رقم دے کر انعامی اِسکیم میں شریک ہونا

سوال: (۴۲۱) ہم ہر مہینے سو یا دوسو روپیے بھرتے ہیں، جس میں ایک یا دو سال کی مدّت طے ہوتی ہے، اس کے بعد انعام ملتا ہے، اگر انعام نہیں لگتا تو پھر اس کے علاوہ اور کوئی بھی چیز مل جاتی ہے، مثلاً ٹیپ ریکارڈر وغیرہ، تو کیا ہم اس کو استعمال کر سکتے ہیں؟ اگر استعمال نہیں کر سکتے تو کیا اس چیز کو بیچ کر پیسے وصول کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... یہ معاملہ قِمار پر مشتمل ہے، اس لیے اس طرح کی اِسکیم چلانا اور اس میں حصّہ لینا جائز نہیں ہے، لہٰذا بہتر صورت یہی ہے کہ آپ یہ ٹیپ ریکارڈر دینے والے کو واپس کردو اور اپنے پیسے ان سے واپس لےلو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سینما گھر کے پاس دکان کھولنا

سوال: (۴۳۳) ایک آدمی کی مونگ پھلی اور چنے کی دکان سینما گھر کے پاس ہے، اور خاص طور پر سینما دیکھنے والے ہی اس کے خریدار ہیں، تو کیا ایسے لوگوں کو مونگ پھلی اور چنے بیچنا جائز ہے؟ یا یہ خرید و فروخت شریعت کی روشنی میں حرام ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... اس طرح ان لوگوں کے ساتھ خرید وفروخت کرنے میں شرعی اعتبار سے کوئی حرج تو نہیں ہے، جائز ہے، حرام نہیں ہے، لیکن ایسی لہو ولعب اور غضب الٰہی کے نزول کی جگہوں پر دکان رکھنے سے اپنے آپ کو بچایا جائے تو بہتر ہے۔ (امداد الفتاویٰ: ۴/ ۲۶۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

لہ قال في النهاية: "وفي التهذيب: "يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوي، إذا أخبره طبيب مسلم: أن فيه شفاءه، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه".

(رد المحتار: ۷ / ص۴۸۰، ط: رياض)

والدین کی اجازت کے بغیر جہاد میں جانا

سوال: (۲/۴۳۷) کیا حالاتِ حاضرہ میں کشمیر کا جہاد فرض ہے؟ اگر کوئی شخص اپنے والدین کی اجازت کے بغیر کشمیر کے جہاد میں جانا چاہتا ہے تو کیا وہ جا سکتا ہے؟ اگر وہ چلا جائے تو اپنے والدین کا نافرمان تو نہ ہوگا؟ جب کہ والدین کی خدمت کے لیے اور بھی اولاد موجود ہے، یا کوئی طالب علم تعلیم ترک کر کے جہاد میں شرکت چاہتا ہے، تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جہاد کے نام سے کشمیر میں جو تحریک چل رہی ہے وہاں کی حقیقت وکیفیت اور وہاں کے مکمّل حالات کی تفصیل معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے ملک کے علمائے کرام نے اس کو جہاد کا نام دیا ہو یہ معلوم نہیں ہو سکا، اس لیے احقر بھی اب تک تردّد میں ہے کہ اس کو جہاد کا نام دیا جائے یا نہیں؟ اور آپ کے بقیہ سوالات کے جوابات اسی پر مبنی ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ٹیبل کُرسی پر بیٹھ کر کھانا

سوال: (۴۶۳) ٹیبل اور کُرسی کو کھانے کے لیے بیٹھنے میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کر سکتے ہیں تو اس کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......زمین پر دستر خوان بچھا کر کھانا سنّت ہے، ٹیبل کُرسی پر بیٹھ کر کھانا اسلامی تہذیب کے خلاف ہے، نیز یہ یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے، اس سے بچنا ضروری ہے، کیوں کہ مسلمان کے لیے فاسق و فاجر کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے، لہٰذا ٹیبل کُرسی کو کھانے کے لیے استعمال نہ کریں۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/۱۴۱، کتاب النوازل: ۱۶/۴۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

والد صاحب کو چچا اور والدہ کو بھابھی کہنا

سوال: (۴۶۵) ہمارا ایک دوست اپنے والد صاحب کو چچا اور اپنی والدہ کو بھابھی کہتا ہے، تو کیا ایسا کہنا شریعت میں جائز ہے؟ اور اس سے کونسا گناہ ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......اپنے والد صاحب کو چچا اور والدہ کو بھابھی کہہ کر بُلانا بے حد

غلط ہے، یہ جھوٹ ہے، اس میں والدین کی توہین ہے، لہٰذا اس سے بچنا بہت ضروری ہے، ورنہ جھوٹ اور توہین والدین کا گناہ ہوگا۔ ؎ (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۸/ ۲۸۷)

''کون بنے گا کروڑ پتی؟'' والی اِسکیم میں حصّہ لینا

سوال: (۴۶۹) حضرت مفتی صاحب! آج کل پوری دنیا میں ایک ٹی وی پروگرام ''کون بنے گا کروڑ پتی؟'' کا بہت شور ہے اور لوگ بڑی تعداد میں اس کی طرف متوجّہ ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ اس میں حصّہ لینا کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟ اس میں جو پیسے ملتے ہیں ان کا لینا کیسا ہے؟ ان پیسوں کو کہاں استعمال کر سکتے ہیں؟ اِس ٹی وی پروگرام کی کیسیٹ سننا کیسا ہے؟ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اس سے جنرل نالج ملتا ہے اس لیے اسے دیکھنا چاہیے، کیا یہ بات صحیح ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مطلوب ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... ''کون بنے گا کروڑ پتی؟'' یہ پروگرام کئی منکرات پر مشتمل ہے، جیسا کہ اس میں غیر محرم عورتیں بھی حصّہ لیتی ہیں اور مَردوں کا ان کے ساتھ اختلاط ہوتا ہے، عورتیں اس میں بغیر پَردے کے آتی ہیں، جس کی وجہ سے بے پَردگی ہوتی ہے، تو ایسی جگہ جانا، یا اسے دیکھنا جائز نہیں ہے، اسی طرح اس میں میوزک بھی ہوتا ہے، جس کا سننا حرام ہے، نیز یہ ایک لہو ولعب ہے اور آخرت سے غافل کرنے والی چیز ہے، جس سے بچنا ضروری ہے، ان کے علاوہ اس میں اور بھی خرافات اور خرابیاں ہیں، لہٰذا ایسے پروگرام میں شریک ہونا یا ٹی وی پر اس کو دیکھنا جائز نہیں ہے، اگر حصّہ لے لیا ہو اور پیسے حاصل کیے ہوں تو یہ پیسے ان ہی لوگوں کو واپس کر دیں، اور اگر ان کو واپس کرنا ممکن نہ ہو تو غریبوں کو صدقہ کر دیں۔

رہی بات جنرل نالج کی تو اس کی معلومات حاصل کرنے کا یہی ایک طریقہ نہیں ہے، دیگر جائز طریقوں سے بھی جنرل نالج حاصل کر سکتے ہیں، لہٰذا ایسے پروگرام کو دیکھنا، سننا اور اس میں حصّہ لینے سے بچنا چاہیے۔ (کتب فقہ وفتاویٰ)　　واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

؎ واعلم أن مذهب أهل السنة أن الكذب هو الإخبار عن الشيء بخلاف ما هو، سواء تعمدت ذلك أم جهلته، لكن لا يأثم في الجهل، وإنما يأثم في العمد.

(الأذكار من كلام سيد الأبرار: ١ / ص٤٥٩)

کالی مہندی کا استعمال اور اس کو لگانے سے غسل صحیح ہوگا یا نہیں؟

سوال: (۳۷۴۷/۱) کالی مہندی کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اس کو لگانے سے غسل صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......کالی مہندی کا استعمال آج کل غلط ہو رہا ہے۔[۱] لہٰذا اس کی تجارت سے بچا جائے، اگر بالوں میں ایسی مہندی لگانے سے بالوں پر ایک طرح کی پَرت جم جاتی ہو جو بالوں تک پانی پہنچنے سے مانع ہو تو غسل درست نہیں ہوگا۔[۲] اور اگر پانی پہنچنے سے مانع نہ ہو تو غسل درست ہے۔[۳] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

لائٹ کی چوری کرنا

سوال: (۳۷۴۸/۸) ہمارے یہاں عام طور پر لائٹ کا میٹر بند کر کے چوری کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ ہم پر جو فیوئل چارج آتا ہے زائد ڈالا جاتا ہے، کیوں کہ یہ چارج تمام جی ای بی کے سب سٹیشن کے کل استعمال کے اوپر کا بل ہوتا ہے، جو دوسرے چوری کرنے والے لوگوں کا پابندی سے پورا بل بھرنے والے لوگوں پر تقسیم کرتے ہیں، اس وجہ سے ہم چوری کرتے ہیں، تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......سوال میں ذکر کردہ صورت میں بھی لائٹ کی چوری کرنا جائز نہیں ہے۔ اس میں خود پر ہونے والے ظلم کو دفع کرنے میں اپنی طرف سے ظلم ہونے کا پورا اِمکان ہے، لہٰذا اس کے لیے کوئی قانونی کاروائی کی جائے، یا صبر کرلیں اور اپنا حق معاف کردیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دیں گے۔ ان شاء اللہ۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۸/۳۹۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

دو نمبر میں بیرونِ ملک فون کرنا

سوال: (۳۷۴۹/۹) اِس وقت لوگ فون سے دو نمبر میں کم پیسوں میں بیرون ملک میں بات کرتے

---

[۱] یکره بالسواد. (الدر المختار: ۹ / ص٦٠٥)

[۲] وقيل: إن صلبا منع، وهو الأصح. (الدر المختار: ۱ / ص٢٨٩، ط: زكريا)

وفي الشامي: صرح به في شرح المنية، وقال: لامتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورة والحرج. (الشامي: ۱ / ص١٥٩، بيروت، ۱ / ص٢٨٩، ط: زكريا)

[۳] ولا يضرّ بقاء أثر، كلون، وريح. (الشامي: ۱ / ص٥٣٧، ط: زكريا)

ہیں تو اس طرح فون کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اس طرح کی لائن چلانا یا اس کا کاروبار کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......اس طرح دونمبر میں فون کرنا اور اس طرح کا کاروبار کرنا جائز نہیں ہے، شرعی اور قانونی دونوں اعتبار سے گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

رمضان میں ستائیسویں رات کو مسجدوں میں نان کھٹائی تقسیم کرنا

سوال: (۱۰/۴/۲۳) ہمارے یہاں رمضان المبارک میں ستائیسویں رات کو بہت سی مساجد میں میٹھائی اور نان کھٹائی تقسیم کی جاتی ہے، تو کیا یہ جائز ہے؟ اور بہت سی مساجد میں اعلان کر کے اس کام کے لیے چندہ کیا جاتا ہے، تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کو میٹھائی وغیرہ تقسیم کرنا ضروری نہیں ہے، لوگوں نے اس کو ضروری سمجھ لیا ہے، اور اس کام کو بہت اہتمام کے ساتھ کیا جاتا ہے، اس کے لیے چندہ کیا جاتا ہے، جس میں بعض لوگ مجبور ہو کر دیتے ہیں۔ [۱]

نیز مساجد میں چھوٹے بچّوں کی بھیڑ اور شور وغل ہوتا ہے، جس کی وجہ سے مسجد کی بے حرمتی بھی ہوتی ہے، لہٰذا اس کو ختم کرنا بہت ہی بہتر ہے، البتہ اگر کوئی شخص اپنے پیسوں سے اپنی خوشی سے ضروری سمجھے بغیر اور رسم کی پابندی کیے بغیر مسجد کی حُرمت کا خیال رکھتے ہوئے مسجد کے دروازے پر تقسیم کرے تو درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

غیر مسلم اجنبی مَرد یا عورت کے ساتھ اختلاط اور ان کی مذہبی رسوم میں شرکت

سوال: (۱۳/۴/۲۳) ایک مسلم عورت نے کسی غیر مسلم مَرد کو زبانی بھائی بنایا ہے، یا غیر مسلم عورت کو زبانی بہن بنائے، پھر اس غیر مسلم بہن کے گھر اس کے والدین کی موجودگی میں ان کے گھر کے فرد کی طرح ان کے ساتھ بیٹھے، ہنسی مذاق کرے، ایک ساتھ بیٹھ کر ایک پلیٹ میں کھانا کھائے، ساتھ میں سفر کرے، ہاتھ ملائے، اور مسلمان بہن اپنے مانے ہوئے غیر مسلم بھائی کو راکھی باندھے، پھر اس کے پاس سے ہدیہ لے، ان کی رسوم میں ان کے ساتھ شرکت کرے، وہ غیر مسلم بھائی اپنی مسلمان بہن کی

---

[۱] نقل العلامة التانوي عن أبي حرة الرقاشي قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلم: "لا يحل مال امرئ مسلم إلا بطيب نفسه. (كتاب النوازل، إمداد الفتاوىٰ: ٤ / ص٦٥)

تندرستی کے لیے اپنے مذہب کے حساب سے منّت ماننے اور بہن کو اچھّا لگانے کے لیے دھاگا باندھے، پھر بعد میں نکال کر پھینک دے، تو ان سب کاموں میں شرعاً والدین کتنے ذمّے دار ہیں؟ اور ان کاموں کا کیا گناہ ہے؟ شریعت کی روشنی میں ذکر فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......اس طرح مسلمان لڑکی کا ہندو لڑکے کو اور مسلمان لڑکے کا ہندو لڑکی کو اپنا بھائی بنانا، اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، ہنسی مذاق کرنا، راکھی باندھنا اور ہدیہ وغیرہ لینا شریعت اسلامیہ میں ناجائز اور حرام ہے، اس سے بچنا بے حد ضروری ہے، ورنہ سخت گنہگار ہوں گے، ایسا کیا ہو تو توبہ کریں، اس میں والدین کی بھی ذمّے داری ہے کہ لڑکے لڑکی کو روکیں، منع کریں، ورنہ والدین بھی گنہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مصلے کو دھوتے وقت زمین پر پچھاڑنا

سوال: (۴/۴۷۷) نماز پڑھنے کا مصلّٰی جب دھویا جاتا ہے تو اس کو پانی میں بھگو کر زمین پر مارا جاتا ہے، تو کیا اس طرح کرنے سے مصلے کی بے حُرمتی ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......مصلے کے میل کچیل کو ختم کرنے کے لیے اس طرح مارا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، اس کو بے حُرمتی نہیں کہا جائے گا۔ واللہ اعلم۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جھینگا کھانا جن میں سے بعض مَرے ہوئے ہوں

سوال: (۲/۴۷۷) جھینگا کھانا کیسا ہے؟ ان میں سے بعض مَرے ہوئے بھی ہوتے ہیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......مذہب حنفی کے اعتبار سے دریائی جانوروں میں صرف مچھلی کھانا حلال ہے۔ اور جھینگا بھی مچھلی کی ایک قسم ہے، لہٰذا اس کو بھی کھانا حلال ہے۔[1]

البتہ اگر کوئی مچھلی خارجی سبب کے بغیر اپنی موت مر گئی ہے اور پانی میں اُلٹی ہوگئی ہے، جس کو

---

[1] (ولا) يحل (حيوان مائي إلا السمك) الدر المختار: ۹ / ص۴٤٤)

فكل ما كان من جنس السمك لغة وعرفا فهو حلال عند الحنفية بلا خلاف في ذلك، وجاء في نصوص علمائهم التصريح بحل أكل الروبيان بخصوصه مع غيره من أنواع السمك بلا خلاف؛ لدخوله في مسمى "السمك" لغة وعرفا، وسبق سياق نص العلامة الفيروزآبادي -وهو من علماء الحنفية- على أن الإربيان من السمك. (موسوعة صناعة الحلال: ۱ / ص۱۸۵)

فقہی اصطلاح میں ''سمکِ طافی'' کہا جاتا ہے اس کو کھانا حرام ہے۔اور جو مچھلی کسی خارجی سبب سے مَر گئی ہو، مثلاً سخت گرمی یا ٹھنڈی یا دریا کی موج سے، یا مچھلی کنارے پہنچ گئی ہو اور پانی واپس اندر چلا گیا ہو اور مچھلی کنارے پر ہی بغیر پانی کے مَر گئی ہو، یا اس کو پکڑ کر پانی سے باہر نکالنے کی وجہ سے مَر گئی ہو تو ایسی مَری ہوئی مچھلی کھا سکتے ہیں، لہٰذا جھینگا بھی اگر باہر نکالنے کی وجہ سے باہر کی ہوا سے مر گیا ہو تو وہ خارجی سبب سے مرنے والا شمار ہوگا، جس کا کھانا حلال ہے۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بیمار شخص کا گدھی کا دودھ پینا

سوال: (۲/۴۷۸) بیمار شخص کو گدھی کا دودھ پلانے سے میڈیکل کی دیگر دواؤں کی بہ نسبت بیماری جلد دور ہوتی ہو تو اس کا پینا اور پلانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......اگر کوئی دیندار، تجربہ کار معالج یہ تجویز کرے کہ اس بیمار کی بیماری کا یہی علاج (گدھی کا دودھ پلانا) ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسرا علاج نافع نہیں ہے تو ایسی حالت میں بدرجۂ مجبوری بقدرِ علاج گدھی کا دودھ پلانا درست ہے۔(فتاویٰ محمودیہ: ۲۹۵/۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

پرفیوم استعمال کرنا

سوال: (۴۷۹) پرفیوم کے متعلّق مفتیانِ کرام کا کیا فیصلہ ہے؟ اس کے لگانے اور خرید و فروخت کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......آج کل استعمال کیے جانے والے پرفیوم لگانے اور اس کی خرید و فرخت کی گنجائش ہے، بشرطیکہ اس میں الکحل ملا ہوا نہ ہو۔(فتاویٰ رحیمیہ: ۱۵۷/۱۰)

''راڈو'' گھڑی پہننا جس میں سونے کا استعمال ہوتا ہے

سوال: (۱/۴۸۱) اصل راڈو گھڑی میں بائیس کیریٹ سونا ہوتا ہے اور بعض میں اٹھارہ کیریٹ ہوتا

---

[1] قال العلامة عبد البر: "الأصل في إباحة السمك: أن ما مات بآفة يؤكل، وما مات بغير آفة لا يؤكل. (رد المحتار: ۹ / ص٤٤٥، ط: رياض)

ہے، تو کیا ایسی گھڑی مَرد کے لیے پہننا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جس گھڑی میں بائیس یا اٹھارہ کیریٹ سونا ہو، اسی طرح گھڑی میں سونے کا حصّہ زیادہ ہو تو ایسی گھڑی مَردوں کے لیے پہننا جائز نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم زکریا: ۷/ ۲۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

گھر پر یا گاڑی پر ''حفظ اللہ'' یا ''خدا حافظ'' لکھنا

سوال: (۴۸۴) گھر یا گاڑی پر ''حفظ اللہ'' یا ''خدا حافظ'' لکھنا کیسا ہے؟ ''حفظ اللہ'' لکھنا بہتر ہے یا اپنا نام لکھنا چاہیے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... قرآنِ پاک کی آیت، یا ''اللہ'' یا ''رسول اللہ'' یا دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے نام ایسی جگہ لکھنے سے فقہائے کرام نے منع فرمایا ہے جہاں ان کی بے حُرمتی کا اندیشہ ہو، لہٰذا گاڑی اور مکان پر ایسے الفاظ یا اپنا نام لکھنے سے بچنا چاہیے، تاکہ بے حُرمتی نہ ہو۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کپڑے اور برتنوں کا دھووَن راستے میں نکالنا

سوال: (۴/۵۰۳) بہت سے لوگ اپنے گھر کا پانی مثلاً کپڑے کا دھووَن، برتن کا دھووَن اور دوسرا گندا پانی راستے میں نکالتے ہیں، جس سے لوگوں کو اور خصوصی طور پر نمازیوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے، تو ایسی حرکت کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... اس طرح راستوں پر گندا پانی نکالنا سچّے مسلمان کی شان نہیں ہے، بلکہ اس کی شان کے خلاف ہے، اس میں راہ گزر کو چلنے میں تکلیف اور نمازیوں کے کپڑے خراب ہونے کا اندیشہ ہے، جو ایذائے مسلم میں داخل ہے، اور ایذائے مسلم حرام ہے۔ حدیث شریف میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ ''سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کی تکلیفوں سے

[1] أقول: "في الفتح أنه تكره كتابة القرآن وأسماء الله تعالىٰ على الدراهم والمحاريب والجدران وما يفرش". (رد المحتار: ۱/ ص۳۲۳)

لوگ محفوظ ہوں۔'' [1]

اسی طرح گندا پانی راستے پر ڈالنا صفائی کے بھی خلاف ہے، جب کہ اسلام نے صفائی کے اہتمام کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ عمل شریعت کی روشنی میں جائز نہیں ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

زلزلے کے وقت اپنی جان بچانے کے لیے میدان میں بھاگنا

سوال: (۵۱۲) زلزلے کے وقت اپنی جان بچانے کے لیے میدان میں بھاگ جانا کیسا ہے؟ میرے ایک دوست کا کہنا ہے کہ اس طرح بھاگنا نہیں چاہیے، کیوں کہ اگر موت آنے والی ہے تو کہیں پر بھی آکر رہے گی، تو کیا یہ صحیح ہے؟ اور جان بچانے کے لیے بھاگنا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے لیے موت کا ایک وقت مقرّر فرمایا ہے، اس وقت اس کی موت آکر رہے گی، اسی طرح ہر ایک کے لیے موت کی جگہ بھی متعین فرمادی ہے، اس کی موت اسی جگہ پر آئے گی، اس میں ذرّہ برابر تبدیلی نہیں ہوگی، اس پر ہم سب کا ایمان ہے۔

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جان کے خطرے کے وقت بھی جان کی حفاظت نہیں کرنی چاہیے، بلکہ خطرے کے وقت جان بچانے کی کوشش کرنا بھی شریعت کا حکم ہے، جیسا کہ ایک حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو انسان اپنی جان بچانے کے خاطر کسی کا مقابلہ کرے اور اس میں اس کی موت واقع ہو جائے تو اس کو شہادت کا درجہ ملتا ہے۔ [2]

لہٰذا زلزلے کے وقت جو لوگ اپنی جان بچانے کے لیے اپنے گھر سے باہر نکل کر میدان میں آجاتے ہیں ان کا یہ اِقدام خلافِ شرع نہیں ہے، بلکہ اس طرح جان بچانے کے لیے نکل جانا شرعی

---

[1] "المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده". (صحيح البخاري / الرقم: ١٠)

[2] من قتل دون ماله فهو شهيد، ومن قتل دون أهله، أو دون دمه، أو دون دينه فهو شهيد. (أبو داود: ٤٧٧٢)

اعتبار سے مستحب ہے، جیسا کہ علّامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے درّ مختار میں لکھا ہے۔ [۱]

اس سے معلوم ہوا کہ زلزلے کی وجہ سے گھر سے بھاگ کر میدان میں آنا مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے۔ بلکہ صاحب درّ مختار رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک جھکی ہوئی دیوار کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھاگنا ثابت ہے، لہٰذا ہمارے لیے بھی جائز ہے، بلکہ مستحب ہے کہ زلزلے کے وقت اپنی جان بچانے کے لیے گھر سے باہر نکلیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عورت کا مکمّل پردے کے ساتھ گاڑی چلانا

سوال: (۵۱۴) اگر کوئی عورت مکمّل پردہ کرتی ہو اور گاڑی چلاتی ہو تو کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... عورت شرعی پردے کے ساتھ اجنبی مَردوں کے اختلاط کے بغیر شریعت کی تمام حدود کی پاسداری کرتے ہوئے گاڑی چلائے تو مباح ہے، لیکن شریعت کی نظر میں یہ پسندیدہ نہیں ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں عورتوں کے لیے حکم فرمایا ہے کہ عورتیں اپنے گھروں میں بیٹھی رہیں، زمانۂ جاہلیت کی طرح باہر نہ نکلیں، اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے لیے سخت ضرورت کے بغیر باہر نکلنا پسندیدہ نہیں ہے، اسی طرح گاڑی چلانا یہ مَردوں کا کام ہے، اگر عورتیں گاڑیاں چلانے لگیں تو یہ ان کی شان کے خلاف ہے، لہٰذا عورتوں کو گاڑیاں چلانے سے بچنا چاہیے، عورتیں گاڑیاں لے کر گھر سے نکلیں گی تو اس میں فتنوں کا بھی ڈر ہے، جب کہ فتنے کے ڈر کی وجہ سے عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آنے سے منع کیا گیا، لہٰذا یہ عمل شریعت کے مزاج کے خلاف بھی ہے، اس سے دور رہنے ہی میں شان ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۳/ ۱۹۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بیدار ہونے کے لیے اَلارم والی گھڑی میں اذان سیٹ کرنا

سوال: (۵۲۲) ہمارے پاس اذان والی گھڑی ہے، اس سے ہم صبح نماز کے لیے بیدار ہونے کا الارم رکھتے ہیں، تو کیا یہ صحیح ہے؟

---

[۱] (أخذته الزلزلة في بيته، ففر إلى الفضاء، لا يكره) بل يستحب لفرار النبي صلى الله عليه وسلم عن الحائط المائل. (الشامي: ١٠ / ص٤٨٠، مسائل شتىٰ)

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... ویسے تو اللہ تعالیٰ کا نام دنیوی غرض کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں ہے، لیکن تہجد یا فجر میں بیدار ہونے کے لیے اس گھڑی کا استعمال جائز ہے۔
(فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/ ۲۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

الکحل والی دوا کا استعمال

سوال: (۵۳۲) میں لنڈن (یو کے) میں رہتا ہوں، یہاں بہت سی کمپنیاں کھانسی کی دوا بناتی ہیں، ان میں بہت کم مقدار میں الکحل ملاتی ہیں، اسی طرح دوسری دواؤں میں بھی الکحل ملایا جاتا ہے، تو اس دوا کا استعمال درست ہے یا نہیں؟

اسی طرح کپڑوں پر لگائے جانے والے پرفیوم میں بھی بہت کم مقدار میں الکحل ہوتا ہے، اس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ اس کو لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جو الکحل کھجور اور کشمش (خواہ سوکھی ہو یا تازہ) سے بنایا جاتا ہو تو وہ بالاتفاق حرام اور ناپاک ہے، اور جس دوا میں یہ الکحل ڈالا جائے وہ دوا بھی ناپاک و حرام ہے، اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر کوئی ماہر و ہوشیار ڈاکٹر کا کہنا ہو کہ اس دوا کے علاوہ آپ کی بیماری دوسری بغیر الکحل کی دوا سے دور نہیں ہوگی، اور اس الکحل والی دوا سے شفا ملنے کی اُمید ہو تو مجبوری کے درجے میں اس دوا کے استعمال کی گنجائش ہے۔

اور ان چیزوں کے علاوہ (بیر، آلو، گیہوں، جوار) دیگر جن چیزوں سے الکحل بنتا ہے ان میں علماء کا اختلاف ہے، لہٰذا ایسی کوئی الکحل (جب کہ کوئی بھی دوا الکحل سے خالی نہ ہو) والی دوا استعمال کرنے کی گنجائش تو ہے، لیکن اس کے علاوہ الکحل سے پاک دوا مل جاتی ہو تو اس سے بھی بچنا بہتر ہے۔

اس تفصیل کے بعد آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ (۱) اگر اس کھانسی کی دوا میں پہلی قسم کا الکحل استعمال کیا جاتا ہو تو یہ دوا ناپاک اور حرام ہے، آخری درجے کی مجبوری کے بغیر اس کا استعمال حرام ہے، اور اگر اس دوا میں دوسری قسم کا الکحل استعمال ہوتا ہو اور ایسی دواؤں سے بچنا مشکل ہو گیا ہے، لہٰذا عام حالات میں بھی ان کا استعمال جائز ہے، اس کے باوجود اگر دوسری الکحل سے پاک دوا ملتی ہو تو اس سے بچنا بہتر ہے۔

(۲)...... پر فیوم میں بھی اگر پہلی قسم کا الکحل استعمال ہوتا ہو اور یہ پر فیوم ایک درہم سے زیادہ مقدار میں (ہتھیلی کی اندرونی گولائی) کپڑوں پر لگا یا گیا ہو تو نماز نہیں ہوگی، اور اگر اس مقدار سے کم ہو تو کراہت کے ساتھ نماز ہو جائے گی، اور اگر اس پر فیوم میں دوسری قسم کا الکحل استعمال ہوا ہو اور اسے کپڑوں پر لگا دیا جائے، اگر اس میں الکحل کا حصّہ چوتھائی کپڑے کے برابر ہو تو نماز نہیں ہوگی، اس سے کم ہو تو معاف ہے۔ (تکملۂ فتح الملہم: ۵۰۶/۳)

نوٹ: انڈیا میں عام طور پر دوسری قسم کا الکحل بنتا ہے، نیز دیگر بیرونی ممالک میں بھی بہت سے جگہوں پر دوسری قسم کا الکحل بنتا ہے، لہٰذا تحقیق کر لی جائے کہ کس دوا میں کس طرح کا الکحل استعمال ہوا ہے، تاکہ اس کا حکم مذکورہ تفصیل کے مطابق معلوم ہو سکے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

موئے زیر ناف کتنے کاٹے جائیں؟

سوال: (۵۳۴) ہم نے علمائے کرام سے سنا ہے کہ موئے زیر ناف کو ناف سے لے کر خصیتین تک کاٹنا ہے، دیگر بعض علمائے کرام سے سنا ہے کہ ناف کے نیچے کی جگہ سے خصیتین تک کاٹنا ہے، اور ابھی ایک معتبر عالم صاحب نے ناف سے لے کر پوری خصیتین کی جگہ اور جائے پاخانہ کے اردگرد کی جگہ کے بال کاٹنے کو فرمایا، لہٰذا حضرت والا سے گزارش ہے کہ بتائیں کہ وہ بال کہاں سے کہاں تک کاٹے جائیں؟ نیز یہ حکم مردوں اور عورتوں سب کے لیے ہے یا دونوں کے لیے الگ الگ حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... معتبر عالم صاحب نے جو بتایا وہ صحیح ہے، ناف کے نیچے سے لے کر خصیتین کی جگہ اور اس کے اِردگرد نیز جائے پاخانہ کے اِردگرد تک سب صاف کرنا چاہیے، اور اس حکم میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں کہ دونوں کو اس طرح صاف کرنا چاہیے۔
(فتاویٰ محمودیہ: ۴۲۷/۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کسی کو ''کریم'' یا ''رحیم'' کہنا

سوال: (۵۴۸) دو طالب علم میں بحث ہوئی کہ تم کسی شخص کو ''کریم'' یا ''رحیم'' نام سے نہیں پکار سکتے، تو دوسرے طالب نے کہا کہ اگر کسی شخص کا نام عبدالکریم یا عبدالرحیم ہو تو ان کو کریم یا رحیم کہہ سکتے ہیں،

اور اگر نام عبد الصمد یا عبد الرحمٰن ہو تو ان کو صمد یا رحمٰن نہیں کہہ سکتے، تو اِن دونوں میں سے کون صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......اللہ تعالیٰ کے نام دو طرح کے ہیں: ایک وہ کہ جن کا استعمال دوسرے کے لیے نہیں ہو سکتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ، خالق، رحمٰن، رزاق، صمد وغیرہ، ایسے ناموں کا استعمال دوسروں کے لیے حرام ہے، جیسا کہ کسی کا نام عبد الرحمٰن ہو تو اس کو رحمٰن کہنا، عبد الصمد نام ہو تو اس کو صمد کہنا یہ حرام اور گناہ ہے۔ دوسرے وہ نام ہیں جن کا استعمال غیر اللہ کے لیے بھی ہوتا ہے، جیسا کہ قرآن میں رؤوف اور رحیم کا استعمال حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہوا ہے، تو ایسے ناموں کا استعمال اُن کے لغوی معنیٰ کی نیت سے دوسرے کے لیے کیا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔ جیسا کہ کسی کا نام عبد الکریم ہو تو اس کو کریم کہنا یا عبد الرحیم ہو تو اس کو رحیم کہنا، اس کی ایک حد تک گنجائش ہے، جب کہ اس کے لغوی معنیٰ کی نیت کر کے بُلایا جائے، لیکن آج کل ایسے الفاظ علم کے طور پر بولے جاتے ہیں، لہٰذا اس سے پرہیز کیا جائے اور پورے نام عبد الکریم و عبد الرحیم کا استعمال کیا جائے، یہی بہتر ہے اور اسی میں احتیاط ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، فتاویٰ محمودیہ، تفسیر طبری: ۱/ ۱۳۳، سورۃ الفاتحہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بیدار ہونے کے لیے اَلارم والی گھڑی میں اذان سیٹ کرنا اور دروازے پر گھنٹی میں پرندے یا السلام علیکم کی آواز والی بیل استعمال کرنا

سوال: (۵۵۴)......(۱) ہم وقت پر بیدار ہونے کے لیے جس اَلارم والی گھڑی کا استعمال کرتے ہیں اگر اس اَلارم میں اذان ہو رہی ہو تو ایسی گھڑی کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

(۲)......گھر کے دروازے پر بطورِ اطلاع جو بیل رکھا جاتا ہے اس میں پرندے یا السلام علیکم وغیرہ کی آواز ہوتی ہے، تو ایسے بیل کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......(۱) اللہ تعالیٰ کے نام کو کسی دنیوی غرض کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں، جیسے کوئی شخص اپنے آنے کی اطلاع دینے کے لیے ''اللہ اکبر'' کہے تو فقہاء نے اس کو ناجائز لکھا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/ ۲۳/ ۷)

لیکن اگر اس کو کسی دینی غرض کے لیے استعمال کیا جائے تو یہ جائز ہے۔ لہٰذا اگر اذان والا

الارم تہجد یا نماز کے وقت پر بیدار ہونے کے لیے استعمال کیا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

(۲)...... صراحۃً تو ایسا کوئی جزئیہ نہیں ملا، لیکن بظاہر اس میں شرعاً کوئی قباحت نظر نہیں آتی اس لیے اس کی بھی گنجائش ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عورتوں کا چاک والے کپڑے پہننا اور چائے وشکر سے بنائی گئی مہندی لگانا

سوال: (۶۱۷)...... (۱) کیا عورتیں چاک والے کپڑے پہن سکتی ہیں؟

(۲)...... چائے اور شکر سے بنائی گئی مہندی لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ کیا اس سے وضو اور غسل میں کوئی خرابی آئے گی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... لباس میں اسلام نے بہت آسانی رکھی ہے، اس میں زیادہ حدود نہیں ہیں، اسلام میں لباس کے متعلّق کچھ بنیادی حدود طے کی گئی ہیں، ان حدود میں رہتے ہوئے لباس پہننا چاہیے۔ جیسا کہ شریعت میں لباس کے متعلّق ایک شرط یہ ہے کہ جو لباس پہنا جائے وہ ساتر یعنی ستر کو چھپانے والا ہونا چاہیے، ستر کا کوئی حصّہ کھلا نظر نہ آئے (عورتوں کے لیے جب وہ گھر میں ہوں چہرے اور ہتھیلی کی علاوہ پورا بدن اور جب گھر سے باہر نکلیں تو پورا بدن ستر ہے۔)

لباس کے لیے دوسری شرط یہ ہے کہ لباس اتنا موٹا اور ڈھیلا ہو کہ جس سے بدن کی ساخت (بناوٹ) اور اس کا ابھار ظاہر نہ ہو۔ لباس کے متعلّق ایک شرط یہ بھی ہے کہ لباس غیر قوم کے مشابہ نہ ہو، یعنی جو لباس خاص غیر قوم ہی کا ہو ایسا لباس مسلمان نہ پہنیں۔

اس تفصیل کے بعد آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ سوال میں مذکور چاک والے کپڑے اگر اس طرح سیے گئے ہوں کہ ان سے مکمّل ستر چھُپ جاتا ہو، ساتھ ساتھ بدن کا ابھار بھی ظاہر نہ ہوتا ہو تو ایسا کپڑا پہن سکتے ہیں، اور اگر اس کی بناوٹ اس طرح کی ہو کہ ستر کو چھپاتا نہ ہو، یا بدن کی ساخت نظر آتی ہو تو پھر ایسے کپڑے پہننا جائز نہیں ہے، مسلمان عورتوں کو ایسے لباس سے بچنا ضروری ہے۔

(کتاب الفتاویٰ: ۶/ ۹۵)

(۲)...... چائے اور شکر سے بنی ہوئی مہندی اس طرح کی ہو کہ اس کو ناخن پر لگانے سے ناخن پر ایسی پَرت بن جاتی ہو جو ناخن تک پانی پہنچنے سے مانع ہو تو ایسی مہندی لگانا جائز نہیں ہے، اور اگر ایسی مہندی لگائی ہو تو وضو اور غسل درست نہیں ہوگا۔ اور اگر ایسی مہندی لگانے سے کوئی پَرت نہ بنتی ہو جو پانی

کے ناخن تک پہنچنے سے مانع ہو،تو پھر ایسی مہندی استعمال کر سکتے ہیں اور اس سے وضو اور غسل میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔ میرا اندازہ یہ ہے کہ اس طرح کی مہندی سے پرت جم جاتی ہے، لہٰذا اس سے بچنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

رمضان کی ۲۷ویں رات کو تراویح کے بعد مساجد میں میٹھائی تقسیم کرنا

سوال:(۶۵۷) رمضان المبارک میں ۲۷ویں رات کو تراویح کے بعد مسجدوں میں میٹھائی تقسیم کی جاتی ہے،جس میں عورتیں اور بچّے بھی شامل ہوتے ہیں، بہت شور وغل ہوتا ہے،تو کیا یہ عمل صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......تراویح میں قرآن ختم ہونے پر میٹھائی کا تقسیم کرنا ضروری نہیں ہے، لوگوں نے اس کو ضروری سمجھ لیا ہے اور پابندی کے ساتھ اس پر عمل کیا جاتا ہے، مسجد میں چھوٹے چھوٹے بچّوں اور عورتوں کے داخل ہونے سے بہت شور وغل ہوتا ہے، ان سب خرابیوں کی وجہ سے اس رواج کو ترک کر دینا بہتر ہے، امام تراویح یا کوئی شخص اپنی ذاتی رقم سے کبھی کبھار میٹھائی تقسیم کرے اور اس میں مسجد کا احترام ملحوظ رکھا جائے کہ اس کا فرش وغیرہ خراب نہ ہو، تقسیم کی جانے والی چیز سوکھی ہو تو اجازت ہے، پھر بھی بہتر یہ ہے کہ مسجد کے بجائے مسجد کے دروازے پر تقسیم کی جائے۔
(فتاویٰ رحیمیہ:۶/ ۲۴۴)

فتاویٰ رحیمیہ کے مذکور فتویٰ سے معلوم ہوا کہ ۲۷ویں رمضان کو میٹھائی کی تقسیم چند شرطوں کے ساتھ صحیح ہے: (۱) اس کو لازم نہ سمجھا جائے۔ (۲) اس کے لیے لوگوں کو چندہ دینے کے لیے مجبور نہ کیا جائے۔ (۳) چھوٹے بچّوں اور عورتوں کا ہجوم نہ ہو۔ (۴) مسجد کی حُرمت کا خیال رکھا جائے اور مسجد میں شور وغل نہ کیا جائے۔ (۵) مسجد کے پیسوں سے میٹھائی تقسیم نہ کی جائے۔

لہٰذا سوال میں مذکورہ صورت میں جب کہ مسجد میں عورتیں اور چھوٹے بچّے شور وغل کرتے ہیں اور اکثر جگہوں پر یہ دیکھا گیا ہے کہ مسجد کا احترام پامال ہوتا ہے تو ایسی صورت میں اس کی اجازت کیوں کر دے سکتے ہیں؟ لہٰذا یہ رسم قابل ترک ہے، ہاں اوپر والی تمام شرطوں کی رعایت کرتے ہوئے مسجد کے دروازے پر تقسیم کی جائے تو اس کی گنجائش ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسلمان کا ٹی وی بیچنا اور اُن پیسوں کو استعمال کرنا

سوال:(۶۴۵) ایک مسلمان کے پاس ٹی وی ہے، وہ اس کو بیچنا چاہتا ہے، تو اس کے لیے ٹی وی بیچنا

کیسا ہے؟ کس کو بیچ سکتے ہیں؟ ان پیسوں کو استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر استعمال نہیں کر سکتے تو ان پیسوں کا کیا جائے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......جس چیز کی خرید وفروخت گناہ کے کاموں میں معاون ثابت ہو، اس سے گناہ کے کاموں کو تقویت ملتی ہو، یا شریعت نے جس چیز کو حرام اور نا قابل استعمال اور نا قابل احترام ٹھہرایا ہو تو ایسی چیزوں کی خرید وفروخت کرنا ممنوع ہے۔

آج کل ٹی وی زیادہ تر لہو ولعب اور گناہ کے کاموں میں استعمال ہوتا ہے، لہٰذا اس کو بیچنا گویا گناہ کے کاموں میں معاون بننا یا جو چیز شریعت کی نگاہ میں غیر محترم ہے اس کو بیچ کر محترم بنانے کے برابر ہے، لہٰذا اس کو بیچنا جائز نہیں ہے۔ (ٹیلی ویژن اسلامی نقطۂ نظر سے، مفتی شعیب اللہ خان مفتاحی)

لیکن حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدّظلہ العالی نے نرم بات کہی ہے۔

(اسلام اور جدید معاشی مسائل: ۴/ ۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کیا قرآنِ پاک ہاتھ سے گر جانے پر کوئی کفّارہ ہے؟

سوال: (۲/۶۵۰) قرآنِ کریم ہاتھ سے گر جائے تو اس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اِتنے پیسے یا اِتنے گیہوں کفّارے کے طور پر دینے چاہیے، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......قرآنِ کریم ہاتھ سے گر جانے کی وجہ سے گیہوں یا نقد کے ذریعے کفّارہ دینا کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں ہے، بلکہ اس صورت میں توبہ اور استغفار کرنا چاہیے۔

ویسے صدقہ کرنا کوئی بُری بات نہیں ہے، لیکن کوئی اس کو شرعی حکم سمجھ کر نہ کرے، بلکہ اپنے نفس کی اصلاح کی نیت سے کفّارہ دے، تاکہ نفس دوسری مرتبہ ایسی غفلت وکوتاہی میں محتاط رہے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴/ ۴۹۱، کفایت المفتی: ۱/ ۱۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ٹائی پہننا کیسا ہے؟

سوال: (۲/۶۶۴) ٹائی پہننا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......ٹائی پہننا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۹/ ۲۸۹، جامعہ فاروقیہ، کراچی)

ایسی ٹائلس بیچنا جن میں ذی روح یا مشرکین کے دیوی دیوتاؤں کی تصاویر ہوں

سوال: (٦٦٧) میری ٹائلس کی دکان ہے، جس میں رام اور ہنومان کی تصاویر والی ٹائلس بھی آتی ہیں، کیا میں ان کی خرید وفروخت کرسکتا ہوں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... چوں کہ آپ کا اصل مقصود ٹائلس بیچنا ہے، ان پر تصاویر نہ آپ نے بنائی ہیں اور نہ ہی بیع میں یہ آپ کا مقصود ہے، اور ٹائلس مالِ متقوم ہے، اس لیے اس بیع کو باطل نہیں کہا جائے گا، بلکہ آپ کا بیچنا درست ہوگا، بدلین پر متعاقدین کو مِلک حاصل ہوجائے گی، یعنی خریدار ٹائلس کا اور آپ ثمن کے مالک بن جائیں گے، لیکن چوں کہ ان پر ذی روح کی تصویر بنی ہوئی ہے اور تصویر بھی دیوی دیوتاؤں کی ہے، اس لیے اس کاروبار کو قبیح ومکروہ ومذموم ضرور کہا جائے گا، لہٰذا اگر اس کاروبار کو چھوڑنے میں آپ کا کوئی معتد بہ نقصان نہ ہوتا ہو تو احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ یہ کاروبار نہ کیا جائے، اور اگر نقصان کا خطرہ ہے تو پھر کوئی حرج نہیں، آپ اس کاروبار کو کرسکتے ہیں۔[1]

(فتاویٰ محمودیہ: ۲۸/ ۳۶۵، ایضاح النوادر: ۸۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ڈاڑھی کی شرعی حد کیا ہے؟ ہونٹ کے اِردگِرد کے بال کاٹنا

سوال: (٣/٦٨٤) ڈاڑھی کی شرعی حد کیا ہے؟ ہونٹ کے اِردگِرد کے بال کاٹنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... ڈاڑھی ایک مشت رکھنا ضروری ہے، ایک مشت سے بہت زیادہ رکھنا خلافِ سنّت ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/ ۱۰۵)

بچّہ ٔریش جس کو عربی میں "عَنْفَقَة" کہتے ہیں (یعنی وہ بال جو نیچے کے ہونٹ کے وسط میں ٹھوڑی سے اوپر ہوتے ہیں) وہ ڈاڑھی ہی کے حکم میں ہے، اس کا مونڈنا اور کترنا حرام ہے۔ البتہ بچّہ

---

[1] أما إذا كان المبيع شيئا آخر من المباحات، وهو مشتمل علىٰ صور، فتدخل في البيع تبعا، فيجوز بيعها، وهذا مثل الجرائد والصحف والكتب التي تقصد منها مضمونها المباح، ولكنها ربما تشتمل علىٰ صور ممنوعة، وكذالك ما عمّت به البلوىٰ، من أن العلب التي تعبأ بها الأشياء المباحة يشتمل أكثرها علىٰ صور، فلا يمنع من بيعها إذا كان المقصود الأشياء المباحة، دون الصور. (فقه البيوع: ۱/ ص۳۲۰)

ُریش کے اِردگرد کے بال کاٹ سکتے ہیں۔ ۱؎ (ڈاڑھی اور انبیاء کی سنتیں: ۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ضبط تولید کے لیے آپریشن کروانا

سوال: (۶۹۹) اگر کسی شوہر نے اپنی بیوی کو اِس بات پر مجبور کیا کہ وہ نس بندی کروادے، عورت نے شوہر کو خوش رکھنے کے لیے نس بندی کروادی، تو اس کا گناہ کس کو ہوگا؟ اگر عورت توبہ کرے تو اس کی توبہ کا اعتبار ہوگا؟ اس عورت کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟ اگر شوہر توبہ کرنا چاہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......ضبط تولید کی ایسی صورت (آپریشن) جس میں ہمیشہ کے لیے تولید کا سلسلہ بند ہوجائے ناجائز اور حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝۳۱﴾ [الإسراء: ۳۱]

''اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو، ہم تمھیں بھی روزی دیتے ہیں اور انھیں بھی۔''

اور ایسا آپریشن کرانا یہ بھی قتل اولاد میں داخل ہے، جس کے حرام اور ناجائز ہونے میں کوئی شُبہ نہیں ہے، لہٰذا اس میں عورت کے لیے شوہر کی اطاعت کرنا اور اس کی خوشی بحال رکھنے کے لیے آپریشن کرانا جائز نہیں ہے۔ "لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق". ایسی صورت میں مَرد اور عورت دونوں گنہگار ہوں گے۔

البتہ اگر عورت بالکل راضی نہیں تھی، اس نے لاچاری کی صورت میں آپرشین کروایا ہو تب تو وہ معذور سمجھی جائے گی اور شوہر گنہگار ہوگا، اگر اس نے اِس گناہ پر سچّے دِل سے ندامت کے ساتھ توبہ کی ہو تو اس کی توبہ قبول ہونے کی امید ہے، خواہ عورت توبہ کرے یا شوہر، دونوں کی توبہ قبول ہوسکتی ہے، اور جنازے کی نماز بھی پڑھی جائے گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

۱؎ وأما شعر العنفقة فيحرم إزالته كحرمة إزالة شعر اللحية.
(المنهل العذب المورود / باب: السواك من الفطرة)

دینی پروگرام دیکھنے کی نیت سے گھر میں ٹیلی ویژن بسانا

سوال:(۷۰۰) ایک شخص اپنے گھر میں ٹیلی ویژن بسانا چاہتا ہے،جس کی نیت صرف دینی معلومات اور دینی پروگرام مثلاً حج وغیرہ کو دیکھنے کی ہے،تو کیا وہ اِس غرض سے ٹیلی ویژن رکھ سکتا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......اس میں کوئی شک نہیں کہ ٹیلی ویژن ایک لہو ولعب،عریانی، فحاشی اور گانے بجانے کا آلہ ہے،عریانی اور فحاشی کے علاوہ اور بھی بے شمار خرافات دِکھائی جاتی ہیں،اس میں جاندار کی تصاویر کی بھر مار ہوتی ہے،مَردوں کی نظریں نامحرم عورتوں پر اور عورتوں کی نظریں نامحرم مَردوں پر پڑتی ہیں، بلکہ اسے شوق ورغبت کے ساتھ دیکھا جاتا ہے،جس کے ناجائز ہونے میں کوئی شُبہ نہیں ہے۔

اگرچہ ٹی وی میں ضمنی طور پر کچھ دینی پروگرام مثلاً حج کے مناظر، اذان، تلاوت اور نعتیہ کلام وغیرہ پیش کیے جاتے ہیں،لیکن یہ کوئی دین کی خدمت نہیں ہے، بلکہ دین کے احکام کے ساتھ بھونڈا مذاق ہے،قرآنِ مجید نے اسے کفّار کا عمل بتا کر مسلمانوں کو اس سے بیزار رہنے کی تاکید فرمائی ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴿۵۷﴾﴾ [المائدة : ٥٧]

’’اے ایمان والو! جن کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے وہ ایسے ہیں کہ انھوں نے تمھارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے،ان کو اور کفّار کو دوست مت بناؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو۔‘‘

الغرض ٹی وی رکھنے میں خرابیاں ہی خرابیاں ہیں، اور جو چیز اس میں ہمیں فائدے کی معلوم ہوتی ہے وہ بھی دراصل نقصان ہی ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ ٹی وی رکھنے والے حدّ جواز کو قائم نہیں رکھ سکتے،کبھی تو ایسا ضرور ہوگا کہ وہ حدّ کو تجاوز کر جائیں،اور بقاعدہ: "المفضي إلى الحرام حرام" کہ جو چیز حرام کی طرف لے جانے والی ہو وہ حرام ہوتی ہے،لہٰذا ٹی وی رکھنے کی اجازت کسی بھی حال میں نہیں دی جاسکتی۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس فتنے سے بچائیں۔آمین۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بلڈ بینک قائم کرنا

سوال: (۷۲۰) بلڈ بینک کا نظام بنانا کیسا ہے؟ جہاں جمع کردہ خون اچانک ضرورت پڑنے پر کام آسکتا ہے، اچانک دوسرے کو خون کی ضرورت ہو تو اپنا خون دینا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......مجبوری میں دوسرے کا خون استعمال کرنا درست ہے، اور ایسی مجبوری اچانک کھڑی ہوسکتی ہے، لہٰذا پہلے سے بلڈ بینک قائم کرنا اور اس میں مفت میں خون دینا جائز ہے۔ (نظام الفتاویٰ)

عام حالات میں بغیر کسی مجبوری کے خون دینا جائز نہیں، ہاں مجبوری میں خون نہ دینے کی وجہ سے جان جانے کا خطرہ ہو تو کسی کو بھی مفت میں خون دے سکتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

موبائل اسکرین پر اللہ کا، یا نبی کا نام اور کلمہ لکھنا

سوال: (۷۵۶) آج کل موبائل فون عام ہوگیا ہے، موبائل اسکرین پر اللہ کا نام، یا نبی کا نام یعنی محمد لکھنا اسی طرح کلمہ لکھنا کیسا ہے؟ اس کا احترام کیا جاتا ہو یا نہ کیا جاتا ہو دونوں صورتوں کا حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......ان چیزوں کا ادب واحترام ضروری ہے، اگر ادب واحترام نہ ہوسکتا ہو تو پھر اس اسکرین پر اس طرح کی تحریر نہیں رکھنی چاہیے، ورنہ گنہگار ہوں گے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عورت کا اگر معذور کے علاوہ کوئی محرم نہ ہو تو وہ سفر کیسے کرے؟

سوال: (۷۵۷) اگر عورت کا کوئی محرم نہ ہو، یا محرم تو ہو لیکن وہ اس قدر معذور ہو کہ سفر نہ کرسکتا ہو، ایسی عورت کو اگر سفر کی ضرورت ہو تو وہ کس طرح سفر کرے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......سوال میں مذکور سفر کی ضرورت سے کونسی ضرورت مُراد ہے؟ اگر ضرورت سے مُراد جان و مال کا نقصان ہو کہ عورت اگر خود سفر نہ کرے تو اس کی جان یا مال کا سخت نقصان ہونے کا خوف ہو تو ایسی صورت میں وہ بغیر محرم کے سفر کرسکتی ہے۔

اور اگر ایسی کوئی ضرورت نہ ہو، صرف موت یا شادی کے موقع پر یا بیمار کی عیادت کے لیے جانا

ہو، یا معمولی ضرورت ہو، جوضرورت دوسرے کے ذریعے بھی پوری ہوسکتی ہو،تو ایسی صورت میں عورت کے لیے بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں ہے۔ لہ والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بوسیدہ قرآنِ پاک اوردینی کتابوں کوجلانا اورقرآنِ کریم ہاتھ سے گرجائے توکیا کفّارہ ہے؟

سوال: (۴/۷۷۱)......(۱) دینی کتابوں کے بوسیدہ اوراق اور پھٹے پُرانے قرآن شریف جن کی بےادبی ہوتی تھی تو ایک مولانا نے اُن کوجلا کرایک گڑھے میں دفن کردیے،اب اس زمین پر مکان بھی بن گئے ہیں،تو کیا یہ بےادبی ہے؟اور کیا اس طرح جلانا درست ہے؟اگر یہ گناہ ہےتو اس کا کفّارہ کیا ہے؟

(۲)......کسی کے ہاتھ سے قرآنِ کریم گرجائے تو اس کا کفّارہ کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......قرآنِ کریم کے بوسیدہ اوراق اسی طرح دینی کتابوں کے اوراق کو بےادبی سے بچانے کے لیے یہی حکم ہے کہ انھیں کسی محفوظ جگہ دفن کردیا جائے، یا جاری پانی میں بہا دیا جائے، یا کوئی بھاری چیز باندھ کرکنویں میں اتار دیا جائے، یہ صورت بھی نہ ہوتو پھر جلا دیا جائے، لہٰذا مولانا نے جو کیا ہے وہ شرعاً درست ہے، بعد میں وہاں مکانات بننے سے وہ گنہگار نہیں ہوں گے اور نہ ہی ان کی طرف سے یہ کوئی بےادبی شمار ہوگی، اس میں کوئی کفّارہ بھی لازم نہیں ہوگا۔

البتہ محفوظ جگہ دفن کرنا یا جاری پانی میں بہانا ممکن ہو اس کے باوجود جلانے کی کوتاہی کی ہوتو اس کے لیے توبہ واستغفار کیا جائے۔(فتاویٰ رحیمیہ: ۳/ ۱۳)

(۲)......قرآنِ کریم ہاتھ سے گرجانے کی وجہ سے کوئی کفّارہ لازم نہیں ہوگا،البتہ قرآنِ کریم کے گرنے میں اپنی طرف سے کوئی کوتاہی ہوئی ہوتو پھر توبہ واستغفار کیا جائے۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل: ۴/ ۴۱۹) والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مَرد کا نس بندی کروانا

سوال: (۷۷۸) میری ایک بیوی کا انتقال ہوگیا ہے، اس وقت میری عمر ساٹھ سال کی ہے، مجھے مہینے میں کبھی ایک دو بار احتلام ہوتا ہے، میرا دوسری شادی کرنے کا بالکل ارادہ نہیں ہے،تو کیا میں اب

لہ لا تسافرنّ امرأة إلا ومعها محرم. (مشكوٰة المصابيح / كتاب المناسك / الفصل الأول: صـ۲۲۱)

نس بندی کروانا چاہوں تو کرواسکتا ہوں؟ شریعت کی روشنی میں جواب مطلوب ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس شادی اور شادی کے بعد کے حقوق کی ادائیگی کی طاقت نہ ہونے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس خصی ہوجانے کی اجازت چاہی، جس سے شہوت ختم ہوجائے اور گناہوں میں ملوث ہونے کا اندیشہ ختم ہوجائے، اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی آزادی سے جہاد کرسکیں اس کے لیے خصی ہونے کی اجازت چاہی، تو دونوں حضرات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے اجازت نہیں ملی۔ (بخاری شریف: ۷۵۹/۲)

اِن دونوں حدیثوں کی روشنی میں علمائے کرام نے لکھا ہے کہ نس بندی کا ایسا طریقہ اپنانا جس کی وجہ سے شہوت ختم ہوجائے، اولاد پیدا ہونے کی صلاحیت ہی ختم ہوجائے، یہ ناجائز اور حرام ہے، جیسا کہ ان دونوں حدیثوں میں صاف صاف وجوہات بیان کی گئی ہیں، پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں اجازت نہیں دی، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی اس کی اجازت بالکل نہیں ہوسکتی۔ (جدید فقہی مسائل: ۲۰۱/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عورت کی ریکارڈ کی ہوئی آواز سننا

سوال: (۷۷۷) کسی عورت کی آواز جو ٹیپ میں ریکارڈ ہے، اس کا سننا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... ملفوظاتِ فقیہ الامّت میں حضرت اقدس مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ حضرت مسروق ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو والدہ بنا رکھا تھا اور ان کو "يَا أُمِّيْ، يَا أُمِّيْ" کہہ کر پکارا کرتے تھے، یہ احادیث پوچھتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایسی آواز سے بیان فرماتیں جو بغیر حجاب کے ہوتی، یعنی خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حجاب میں ہوتیں اور آواز بغیر حجاب کے ہوتی، نیز بخاری شریف کی روایت کرنے والوں میں ایک راویہ کریمہ ہیں، وہ بغیر حجاب کے بیان کرتیں، یعنی آواز میں کوئی حجاب نہ تھا، اگرچہ خود حجاب میں ہوتیں۔ (ملفوظاتِ فقیہ الامّت: ۳۲/۱، ترتیب جدید)

مذکورہ بالا جواب سے معلوم ہوا کہ ٹیپ ریکارڈر سے عورت کی آواز سننا جائز ہے بشرطیکہ طبیعت میں شہوانی میلان و ہیجان پیدا ہوکر فتنے کا سبب نہ بنے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سیاہ کپڑے پہننا

سوال: (۷۸۰) زید نے ایک مرتبہ کالا کپڑا پہنا تو لوگوں نے اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور اسے طعنے دیے، تو زید نے کہا کہ اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ یہ تو خانۂ کعبہ کے غلاف کا رنگ ہے، تو اب زید پوچھنا چاہتا ہے کہ شریعت میں سیاہ کپڑا پہننا کیسا ہے؟

دوسری بات یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفید کپڑا پسند تھا، تو پھر خانۂ کعبہ کا غلاف کالا کیوں ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مطلوب ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عام معمول سفید کپڑے کے استعمال ہی کا معلوم ہوتا ہے، چنانچہ احادیث مبارکہ میں اس کی ترغیب بھی وارد ہے، اس لیے فقہائے کرام نے سفید لباس کو مستحب قرار دیا ہے۔[1]

لیکن سفید کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسندیدہ رنگ سیاہ تھا، چنانچہ فتح مکہ کے وقت جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرّمہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک پر سیاہ عمامہ زیب تن فرمایا تھا۔

(ترمذی شریف)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمّ خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا کو بھی ایک سیاہ لباس تحفۃً عنایت فرمایا تھا، اس لیے فقہائے کرام سیاہ رنگ کے لباس کو بھی مستحب قرار دیتے ہیں۔

(حلال وحرام: ۱۹۲، از: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)

لہٰذا زید کا سیاہ رنگ کا لباس پہننا معیوب یا خلافِ شرع نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے اسے مطعون کیا جائے۔

اس سے آپ کے سوال کہ خانۂ کعبہ کا غلاف سیاہ کیوں ہے؟ اس کا جواب بھی نکل آیا، البتہ میّت پر اظہارِ غم کے لیے سیاہ لباس کا استعمال جائز نہیں ہے، نیز ایسے علاقوں میں جہاں روافض کی آبادی ہو وہاں ماہِ محرّم میں سیاہ لباس کا استعمال مناسب نہیں ہے، اس میں روافض سے تشبّہ ہے جو اظہارِ غم کے لیے سیاہ لباس پہنتے ہیں۔ (حلال وحرام: ۱۹۲، از: مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] ویستحب الأبیض. (رد المحتار / کتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس: ٦ / ص٣٥١)

جس عورت نے بچّہ دانی کا آپریشن کروایا ہو اس کے ہاتھ کا کھانا

سوال: (۷۸۳) بچّہ دانی کا آپریشن کروانا یقیناً حرام ہے، مگر اس طرح کا آپریشن کروانے والی عورت کے ہاتھ کا بنایا ہوا کھانا کھانا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا درست ہے، حرام کام کے ارتکاب سے انسان سخت گنہگار ہوتا ہے، لیکن اس کی وجہ سے اس کے ہاتھ کا کھانا حرام اور ناجائز نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

قرآنِ کریم کو جلانے والے کا حکم

سوال: (۷۸۴) کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ ایک مسلمان نے قرآنِ کریم کو پیٹرول ڈال کر جلایا اور یہ کام عام راستے پر کچھ لوگوں کے سامنے ہوا، تو اب اس شخص کے ایمان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کا دماغ خراب ہے، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ دماغ صحیح ہے، کاروبار بھی اچھا کرتا ہے، تو اب اس کا کیا کیا جائے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......قرآنِ کریم کی توہین واستخفاف موجب کفر وارتداد ہے، خواہ توہین صراحۃً ہو یا اشارۃً ہو یا دلالۃً ہو۔ صورتِ مسئولہ میں قرآنِ کریم کا نسخہ پیٹرول ڈال کر جلانا استخفاف بالقرآن الکریم ہے، اور یہ امر موجب کفر وارتداد ہے، جیسا کہ صاحب عمدۃ الفقہ نے لکھا ہے کہ وہ افعال جن سے انکار صراحۃً یا اشارۃً سمجھا جائے موجب کفر ہے، مثلاً کسی نے قرآنِ کریم کو اہانت کی غرض سے نجاست یا آگ میں ڈالا۔ لہ (جلد: ۱/ ۶۳)

لہٰذا ایسا شخص ایمان سے خارج ہوگیا، اس پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کرتے ہوئے تجدید ایمان وتجدید نکاح کرے، البتہ اگر واقعۃً اس کا دِماغی توازن صحیح نہ ہو (کہ وہ جنون کی حد تک پہنچا ہوا ہو) تو پھر "رفع القلم عن ثلاث" کے پیشِ نظر مذکورہ بالا حکم اس کے لیے نہ ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

لہ إذا أنكر الرجل آية من القرآن، أو تسخر بآية من القرآن، وفي الخزانة: أو عاب كفر. كذا في التتارخانية. (الفتاوى الهندية: ۲/ ۲۶۶)

پتلون پہننا اور کف والا کُرتہ پہننا

خلاف شرع کام کرنے والے سے کلام ترک کرنا

سوال: (۸۰۸)......(۱) پتلون پہننا، بغیر کلی کا کپڑا پہننا اور کف والا کُرتہ پہننا کیسا ہے؟ پتلون کا جواز کس حد تک ہے؟

(۲)......اگر کوئی شخص خلافِ شرع کام کرتا ہو، مثلاً کرکیٹ کی بنیاد پر نماز چھوڑ دیتا ہو، اس کو نصیحت کرنے پر وہ بات بند کردے اور ہم بھی اس سے بات بند کردیں، تو کیا ہم اس وعید میں داخل ہوں گے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی مسلمان سے تین دِن تک بات نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں، اسی طرح اگر میں ڈاڑھی کاٹنے والے کو سلام نہ کروں تو کیا یہ میرے لیے صحیح ہے؟ جوابات مع حوالہ تحریر فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۱) پتلون کے باب میں مسئلہ یہ ہے کہ جہاں یہ کسی خاص قوم اور فساق وکفّار کا شعار بن گیا ہو تو یہ ناجائز ہے اور اس سے پرہیز کیا جائے، اور جہاں شعار نہ ہو، بلکہ سبھی استعمال کرتے ہوں وہاں کا یہ حکم نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲/۲۷ ۴۰۹)

کُرتہ خواہ کلی دار ہو یا بغیر کلی کا ہو دونوں پہننا جائز ہے، نیز کف والا اور بغیر کف والا دونوں جائز ہیں، لیکن بغیر کف کا ہو تو بہتر ہے، اس لیے کہ یہ علماء وصلحاء کا لباس ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲/۲۷ ۳۹۲)

(۲)......اگر کسی شخص سے کلام ترک کردیا جائے اس وجہ سے کہ اس کی دینی حالت خراب ہے، یا ترکِ کلام ہی سے اس کی اصلاح ہوگی، یا اس سے ضرر کا اندیشہ ہے، تو ترکِ کلام شرعاً ممنوع نہیں ہے۔ "أفضل الأعمال الحب في الله والبغض في الله".

البتہ ذاتی اور دنیوی امور کی وجہ سے کلام ترک کردیا جائے اور تین روز سے زیادہ ہوجائیں، نیز کوئی دینی منفعت بھی پیشِ نظر نہ ہو بلکہ غیض نفسانی ہو تو ترکِ کلام شرعاً مذموم اور منہی عنہ ہے، اور یہ حکم سب کے لیے عام ہے۔[1] (فتاویٰ محمودیہ: ۲۹/۲۷ ۴۱۷)

---

[1] عن أبي هريرة رضي الله عنه أنه قال: قال رسول الله ﷺ: "لا يحل للمؤمن أن يهجر أخاه فوق ثلاث، فإن مرت به ثلاثة فليلقه، فليسلم عليه، فإن رد عليه السلام فقد اشتركا في الأجر، وإن لم يرد عليه فقد باء بالإثم، وخرج المسلم من الهجر". (مصابيح السنة / الرقم: ۳۹۱۵)

سلام تحیہ ہے، جس سے اکرام و تعظیم کے ساتھ دعا مقصود ہے، فاسق معلن احکامِ شرع کا اکرام نہیں کرتا، جس کی وجہ سے وہ خود بھی مستحق اکرام نہیں ہے، اس لیے اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ [1]

لیکن بسا اوقات ترکِ کلام بغض و دشمنی کا باعث بن جاتا ہے، جس کی وجہ سے بہت سے احکام کی خلاف ورزی بلکہ ہتک ہوتی ہے، نیز اس کے فسق کی وجہ سے اس کے ایمان سے صرفِ نظر ہو کر اس کی بے توقیری بھی بعض دفعہ پیدا ہو جاتی ہے، ایسی حالت میں بحیثیت مؤمن اس کو سلام کیا جائے تو اس سے تعلیماتِ اسلام کی اشاعت بھی ہوتی ہے، محبّت و اُلفت بھی پیدا ہوتی ہے، جس کی بِنا پر ایسے لوگ اسلام کے احکام کو سننے کے لیے بھی آمادہ ہوتے ہیں، بغض و دشمنی سے تحفظ رہتا ہے اور اپنی بڑائی بھی پیدا نہیں ہوتی۔ (۲۲۹/۲۸) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

اہل سنّت والجماعت نے جن کی تکفیر کی ہو ان سے نکاح کرنا

سوال: (۷۹۳) جو شخص شرک و بِدعت میں مبتلا ہو اور دیوبندی کو کافر سمجھتا ہو تو کیا ایسے شخص کے ساتھ دیوبندی اپنی لڑکی کی شادی کروا سکتا ہے؟ اور اگر نکاح کر دیا ہو تو کیا کیا جائے؟ بہت سے دیوبندی لوگ مالداری دیکھ کر اپنی لڑکی بِدعتی کو دے دیتے ہیں، تو کیا یہ جائز ہے؟ ایسے بِدعتی کے ساتھ نیز وہ دیوبندی جو اِس بِدعتی سے نکاح کرواتے ہیں اُن کے ساتھ بول چال رکھنا کیسا ہے؟ کیا ان سے تعلق رکھا جائے یا ترک کر دیا جائے؟ کیا ان سے بائیکاٹ کرنا جائز ہے؟ اگر کوئی اِس نیت سے اپنی لڑکی دے کہ وہ بِدعت چھوڑ کر دیوبندی ہو جائے گا تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... جس فرقے والے خود کو مسلمان سمجھتے ہیں لیکن اہل سنّت والجماعت نے ان کی تکفیر کی ہے، جیسا کہ مِرزائی، قادیانی، چکرالوی، غالی شیعہ اور غالی روافض ایسے فِرقوں کے ساتھ نکاح کا تعلق رکھنا جائز نہیں ہے۔

البتہ جن فِرقے والوں کو اہل سنّت والجماعت نے کافر نہیں قرار دیا ہے (خواہ قرآن وحدیث کی روشنی میں وہ بِدعتی و فاسق ہوں) ان کے ساتھ نکاح کا معاملہ درست تو ہے، لیکن خلافِ احتیاط ہے۔
(خزینۃ الفقہ، بحوالہ عالمگیری: ۱۵۲)

لہٰذا بِدعتی کے ساتھ نکاح تو درست ہو جائے گا، کیوں کہ آخر کار وہ مسلمان تو ہے، لیکن ان کے

---

[1] ولا یسلم علی الفاسق المعلن. (رد المحتار: ۱ / ص۶۱۷)

ساتھ نکاح کا تعلق رکھنا مناسب نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے کہ "لا تجالسوھم ولاتناکحوھم" نہ ان کے ساتھ بیٹھو اور نہ ہی ان کے ساتھ نکاح کرو۔ (فتاویٰ دار العلوم مدلل ومکمّل: ۷/ ۱۵۸)

مذکورہ تفصیل کے پیشِ نظر آپ کے سوالات کے جوابات حسب ذیل ہیں:

(۱)...... جو نکاح ہو گیا ہے وہ صحیح ہے، اب اسے توڑنے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔

(۲)...... مالداری دیکھ کر بِدعتی کو لڑکی دینا جائز تو ہے، لیکن بہتر نہیں، کیوں کہ لڑکی وہاں شوہر کے تابع ہوتی ہے، لہٰذا وہاں کے ماحول کے حساب سے اُن کے بُرے عقیدوں کا اُس پر اثر ہوگا۔

(۳)...... ایسے لوگوں کے ساتھ تعلق رکھ سکتے ہیں، بائیکاٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (ورنہ بات بگڑ کر فتنہ پیدا ہوگا) البتہ نرمی سے سمجھانا چاہیے۔

(۴)...... مذکورہ تفصیل کے مطابق لڑکی شوہر کے تابع ہوتی ہے، لہٰذا ان کے خیالات ہی غالب ہوں گے۔ (جیسا کہ فتاویٰ رحیمیہ میں حضرت مفتی صاحب نے غیر مسلم کے متعلّق یہی لکھا ہے) لہٰذا ایسا تجربہ نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کرکٹ کھیلنا، اسے ٹی وی پر دیکھنا اور کھیلنے والی ٹیم کے لیے کامیابی کی دعا کرنا

سوال: (۸۱۲) حضرات مفتیانِ کرام مندرجۂ ذیل مسائل کے باب میں کیا فرماتے ہیں؟

(۱)...... کرکٹ کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲)...... کرکٹ کے کھیل کو ٹی وی پر دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳)...... کرکٹ کے علاوہ دیگر کھیل ورزش کی نیت سے کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴)...... کرکٹ کھیلنے والی ٹیم کے لیے کامیابی کی دعا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جیسا کہ پاکستان کی ٹیم نے اپنے ساتھ ایک بوڑھا شخص دعا کے لیے رکھا ہے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... (۱) موجودہ زمانے میں کرکٹ کھیلنا چوں کہ بہت سے دینی وضروری امور میں غفلت اور کوتاہی کا ذریعہ بن گیا ہے اور غیر شرعی امور کے ارتکاب اور غیر ضروری امور میں انہماک کا ذریعہ اور فساق وفجار کے ساتھ مشابہت کا سبب بنا ہوا ہے، نیز اور بھی بہت سی خرابیاں اس میں پائی جاتی ہیں، اس لیے یہ ناجائز ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (فتاویٰ رحیمیہ: ۷/ ۲۷۵ تا ۲۸۰)

(۲)...... ٹی وی خود آلۂ لہو ہے، اس کا استعمال واشتغال خود واجب الترک ہے، پھر اس میں

غیر محارم کی عریاں و نیم عریاں تصاویر بھی آتی ہیں، دوسری طرف کرکٹ ایک لہو لعب اور ناجائز شغل ہے، جیسا کہ پہلے معلوم ہوا، پھر اس کے دیکھنے کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے؟ لہٰذا یہ شرعاً ناجائز ہے۔
(جامع الفتاویٰ: ۴/ ۲۰)

(۳)...... اس کے علاوہ ایسے کھیل جن میں ورزِش اور جسمانی قوت حاصل ہوتی ہو جیسے کبڈی، فٹ بال یا وہ کھیل جس سے دِفاعی قوت پیدا ہوتی ہو جیسے کُشتی، کراٹے، لاٹھی چلانا وغیرہ جائز ہیں، تاہم یہ خیال رکھیں کہ کھیل اور ورزش کا جواز بھی اسی وقت ہے جب کہ شریعت کے تمام احکام کی پابندی کے ساتھ ہو اور کسی حکم کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو، ورنہ یہ بھی ممنوع اور ناجائز ہوں گے۔
(جامع الفتاویٰ: ۴/ ۱۸، حلال وحرام: ۲۴۲)

(۴) کرکٹ کھیلنے والی ٹیم کے لیے کامیابی کی دعا کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔
(فتاویٰ قاسمیہ: ۲۴/ ۳۷۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عورت کا بطورِ ٹیچر تقرر کرنا

سوال: (۸۲۲) حضرت مفتی صاحب! ہمارے گاؤں میں دڈھال ایجوکیشن ٹرسٹ اور مدرسہ ہے، اسکول پرائیویٹ ہے، مدرسے میں اساتذہ اور معلمات پڑھاتی ہیں۔ اسی طرح اسکول میں مسلم اور غیر مسلم ٹیچر ہیں، تمام عورتیں ہیں، تو کیا یہ شرعاً صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... شرعاً عورتوں کو سخت ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت ہے، قرآن پاک میں ہے: ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى﴾ [الأحزاب: ۳۳] عورتیں اپنے گھروں میں بیٹھی رہیں، زمانۂ جاہلیت کی طرح بن ٹھن کر گھر سے باہر نہ نکلیں۔ اولاً تو عورتوں کا بغیر ضرورت کے گھر سے نکلنا ممنوع ہے، اور اگر ضرورت ہو تو مکمّل پردے کے ساتھ شرعی حدود کی رعایت کرتے ہوئے نکلیں، ورنہ گنہگار ہوں گی اور قرآن وحدیث کی کئی وعیدوں کی حقدار ہوں گی۔

اس اسکول میں اگر مرد ٹیچر رکھنے میں کوئی مجبوری نہ ہو تو انھیں برطرف کردینا چاہیے، البتہ اگر اس میں کوئی واقعی مجبوری ہو تو پھر دو شرطوں کے ساتھ عورتوں کے ذریعے تعلیم دِلا سکتے ہیں:

(۱) عورت کی مالی حالت اتنی کمزور ہو کہ اس کا کمائی کے لیے گھر سے نکلنا ضروری ہو۔

(۲) وہ مکمّل پردے کا لحاظ کرتے ہوئے اجنبی سے اختلاط کے بغیر شریعت کی بیان کردہ تمام حدود کی رعایت کے ساتھ تعلیم دے تو ٹیچر رکھنے کی گنجائش ہے، ورنہ اجازت نہیں ہوگی۔
(چند اہم عصری مسائل: ۱۴۳/۳، مفتی زین الاسلام قاسمی)

مندر کی افتتاحی دعوت میں مسلمانوں کا شریک ہونا

سوال: (۸۲۳) ہمارے گاؤں کوندھ میں غیر مسلموں نے ایک بڑا مندر بنایا، جس میں پورے گاؤں کی کھانے کی دعوت کی، اس کھانے میں مسلمانوں کا شریک ہونا کیسا ہے؟ دوسری بات یہ کہ میرے ایک دوست کا کہنا ہے کہ یہ کھانا کھا سکتے ہیں، کونسی کتاب میں لکھا ہے کہ نہیں کھا سکتے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... غیر مسلموں کے وہاں یا ان کا بنایا ہوا کھانا جائز ہے لیکن ان کے مذہبی پروگرام میں شریک ہونا یا دعوت کھانا ناجائز اور حرام ہے، لہٰذا مذکور افتتاح میں حاضر ہونا، وہاں کھانا کھانا ناجائز اور حرام ہوگا۔

جس شخص نے یہ کہا ہے کہ یہ کونسی کتاب میں لکھا ہے؟ وہ غلط کر رہا ہے، اسے اپنی بات سے توبہ واستغفار کرنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

دائمی طور پر بچّہ دانی کا آپریشن کروانا

سوال: (۸۶۱) میرے تین بچّے ہیں، بڑا لڑکا آٹھ سال کا ہے، جو ابھی نہ خود سے کھا سکتا ہے اور نہ پی سکتا ہے بلکہ بول بھی نہیں سکتا، معذور ہے، اس کے بعد ایک لڑکی ہے جو تندرست ہے، ابھی ایک دوسری بچّی کی پیدائش ہوئی ہے، وہ بھی معذور ہے، ان تین بچّوں کے درمیان مجھے اسقاطِ حمل بھی ہوا ہے۔ میں نے دو تین ڈاکٹروں کو دکھایا، ان کا کہنا ہے کہ اب آپ حمل نہیں رکھ سکتیں، ورنہ بچّہ اسی طرح معذور پیدا ہوگا، اس پر میرا ایمان نہیں ہے۔ اب میری ذکر کردہ مجبوری کی بنیاد پر آپریشن کرنے کو کہتے ہیں، تو کیا میں اس مجبوری میں بچّہ دانی کا آپریشن کرا سکتی ہوں؟ میں بھی بہت کمزور ہو چکی ہوں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... دائمی طور پر بچّہ دانی کا آپریشن کرنے کی ایک ہی صورت میں گنجائش ہے، وہ یہ کہ ولادت کی وجہ سے عورت کی جان چلی جانے کا خطرہ ہو، یا کسی عضو کے ہلاک ہو جانے کا خطرہ ہو، اور یہ بات کوئی ماہر مسلمان ڈاکٹر کہتا ہو، تو ایسی صورت میں آپ آپریشن کروا سکتی ہیں۔ (جدید فقہی مسائل: ۲۰۲/۱)

اس کے علاوہ کسی دوسری شکل میں آپریشن کروانے کی اجازت نہیں ہے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اس طرح کا آپریشن کہ جس کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے بچّہ پیدا ہونے کا راستہ بند ہوجائے اجازت نہیں ہوگی، ہاں مذکور مجبوری کی وجہ سے آپ ایسی تدبیر اختیار کرسکتی ہیں جس سے حمل نہ ٹھہرے، مثلاً دوا استعمال کرنا، یا کنڈم کا استعمال یا عزل (یعنی مَنی اندر کے بجائے باہر گرائے) وغیرہ، ایسی مجبوری میں شریعت نے اِن تدابیر کو اختیار کرنے کی اجازت دی ہے۔ (منتخب نظام الفتاویٰ محمودیہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عورت کے رحم پر رِنگ لگانا

سوال: (۸۶۹) ایک عورت کی شادی کو پانچ سال ہوئے، اس کی تین اولاد ہیں، کثیر الاولاد ہونے کی وجہ سے عورت کی صحت پر اثر پڑتا ہے اور عورت اکثر بیمار رہتی ہے، تو کچھ سال کا وقفہ رکھنے کے لیے ڈاکٹر عورت کے رحم کے منھ پر ایک رِنگ لگا دیتے ہیں، جس کی وجہ سے نطفہ رحم میں نہیں جاتا، اور یہ صرف چند سال رکھنا ہے، تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... عام حالات میں اس قسم کی رِنگ کا استعمال جائز نہیں ہے، بالخصوص اس وقت جب یہ محض معاشی پریشانی کے احساس پر مبنی ہو، البتہ کسی عذر کی بِنا پر ہو تو جائز ہے، مثلاً حمل ٹھہر جانے کی وجہ سے شیر خوار بچّے کے دودھ سے محروم ہوجانے کا اندیشہ ہو، یا حمل ٹھہر جانے کی صورت میں عورت کی صحت کو معمول سے زیادہ خطرہ لاحق ہو، یا عورت اتنی کمزور ہے کہ بارِ حمل کا تحمل نہیں کرسکتی۔ (جدید فقہی مسائل: ۲۹۶)

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اگر حمل کی وجہ سے عورت کی صحت کو خطرہ لاحق ہونے کا یقین ہے تب تو اس رِنگ کو عارضی طور پر رکھنے کی اجازت ہوگی، ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

زانیہ کو ولادت کے وقت دایہ کا تعاون کرنا

سوال: (۴۰۶) اگر کسی عورت نے بدکاری کی اور اس کو بچّہ پیدا ہونے کا وقت ہوا تو ایک دایہ کے ذریعے اس کی مدد کی گئی، تو کیا دایہ کو گناہ ہوگا؟ کیوں کہ اس نے ایک حرام کام کرنے والی کی مدد کی ہے؟ اگر گناہ نہیں ہوگا تو اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......دایہ اگر وِلادت کے وقت مدد کے لیے جاتی ہے تو اس کو کوئی گناہ نہیں ہوگا، کیوں کہ اوّل بات یہ ہے کہ حرام کاری کے مُرتکب زانی اور زانیہ ہیں، بچّہ جو پیدا ہونے والا ہے اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ شریعت ضرورت کے وقت جانی و مالی نقصان کے اندیشے کے وقت گنہگار کی مدد کرنے سے روکتی نہیں ہے، جب کہ اعانت علی المعصیۃ نہ ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نماز کی پابندی کے ساتھ کرکٹ کھیلنا

سوال: (۴۰۶/۵) کرکٹ کھیلنا کیسا ہے؟ جب کہ نماز کی پابندی بھی کی جائے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......کرکٹ چوں کہ اب تفریحِ طبع کے بجائے لہو و لعب اور بے شمار مکروہات اور خرافات کا ذریعہ بن چکا ہے اس لیے علمائے کرام اسے ناجائز کہتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

تمباکو نوشی اور گٹکا خوری کا شرعی حکم

سوال: (۴۰۶/۷) تمباکو اور گٹکا کھانا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا ...... یہ سب چیزیں صحت کے لیے مضر ہیں، اپنی صحت کی حفاظت واجب ہے، اس لیے مضر چیزیں واجب الترک ہیں۔ واللہ اعلم۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کھانے کے بعد کھانے کی دعا کے ساتھ دیگر قرآنی دعائیں پڑھنا

سوال: (۴۰۶/۳) ایک آدمی کھانے کے بعد کھانے کی دعا کے ساتھ اور قرآنی دعائیں بھی پڑھے تو اس کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......کھانے کی دعا کے ساتھ یہ دعائیں پڑھتا ہے تو اس میں کوئی مضایقہ نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ایک، دو یا چار ماہ کے حمل کو ضائع کرنا اور دو بچّوں کے درمیان فاصلے کے لیے

سوال: (۴۹۲)......(۱) ایک، دو یا چار ماہ کے بعد حمل کو ضائع کرنا کیسا ہے؟

(۲)......اگر گناہ ہے تو معافی کی کیا صورت ہے؟

(۳)......بعض لوگ دو بچّوں کے درمیان فاصلہ کرنے کے لیے باہر انزال کرتے ہیں، تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......حمل ٹھہر جانے کے بعد اس کو بلا عذر ساقط کرنا خواہ ایک دو مہینے کے بعد ہی کیوں نہ ہو ناجائز اور حرام ہے، البتہ چار ماہ ہونے سے پہلے بعض اعذار کی وجہ سے اس کی گنجائش ہے، مثلاً حمل کی وجہ سے عورت کا دودھ خشک ہو گیا اور دوسرے ذرائع سے پہلے بچّے کی پرورِش کا انتظام ناممکن یا متعذر ہو، یا کوئی دین دار ماہر طبیب عورت کا معاینہ کر کے کہے کہ اگر حمل باقی رہا تو عورت کی جان یا کسی عضو کے ضائع ہونے کا شدید خطرہ ہے۔ (جدید فقہی مسائل: ۱/ ۱۹۹)

(۲)...... سچّی پکّی توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ سے معافی کی امید ہے۔[1]

(۳)......بغیر عذر کے مکروہ و ناپسندیدہ ہے، البتہ عذر کی حالت میں زوجین کی باہمی رضامندی سے جائز ہے، لہٰذا محض فاصلے کی نیت سے ایسا کرنا پسندیدہ نہیں ہے، البتہ جلدی حمل کی وجہ سے بچّہ یا ماں کی صحت کے متاثّر ہونے کا ظن غالب ہے یا پہلے بچّے کی پرورِش وتربیت پر اثر پڑ سکتا ہے تو ان اعذار کی وجہ سے گنجائش ہے۔ (جدید فقہی مسائل: ۲۹۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مرنے والے کی غیبت ہو جائے تو اس کی تلافی کیسے ہو گی؟

سوال: (۵۴۰) اگر کسی میّت کی غیبت کی گئی ہو تو کیا اس کی تلافی کی کوئی صورت ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......اس کے لیے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب واستغفار کیا جائے، اس سے تلافی کی اُمید ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ) واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ [الشوریٰ: ۲۵]

والدین کے سامنے جھوٹا خواب بیان کر کے جہاد میں جانا

سوال: (۵۴۱) ایک شخص جہاد میں جانے کا مشتاق ہے لیکن اس کے والدین منع کر رہے ہیں، تو اس نے جھوٹا خواب بیان کیا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ''بیٹے! اب تک تم جہاد کے لیے نہیں گئے؟'' جب والدین کے سامنے بیان کیا تو والدین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سن کر اجازت دے دی، پھر وہ لڑکا جہاد میں شہید ہو گیا، تو کیا اس کی شہادت قابل قبول ہوگی؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... جن حالات میں جہاد فرض نہ ہوا ہو صرف تطوع کے درجے میں ہو تو والدین اگر جہاد میں جانے سے منع کریں تو ان کی بات مان لینی چاہیے، کیوں کہ ایک صحابی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ کیا تمھارے والدین زندہ ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ جی ہاں، زندہ ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان کی خدمت کرو اسی میں جہاد ہے۔[1]

اور جن حالات میں جہاد فرض ہو جاتا ہے اُن حالات میں اگر والدین منع کریں تب بھی جہاد میں نکلنا ضروری ہے، اس صورت میں والدین کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے۔[2]

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ پہلی صورت ہو تو والدین کی اطاعت کرنی چاہیے، اور دوسری صورت ہو تو والدین کی اطاعت جائز نہیں، لہٰذا جھوٹا خواب بیان کر کے جانے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ یہ ناجائز ہے، کیوں کہ جھوٹا خواب بیان کرنے کے بارے میں وعید وارد ہے۔[3]

پھر بھی اگر یہ شخص جھوٹا خواب بیان کر کے جہاد میں گیا تو جہاد کا ثواب اور شہادت کا درجہ تو ملے گا، لیکن جھوٹا خواب بیان کرنے کا گناہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فاستأذنه في الجهاد، فقال: "أحي والداك؟" قال: "نعم"، قال: "ففيهما فجاهد". (صحيح البخاري / الرقم: ٣٠٠٤)

[2] لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (المصنف لابن أبي شيبة / الرقم: ٣٣٧١٧)

[3] "من تحلم بحلم لم يره كلف أن يعقد بين شعيرتين، ولن يفعل".

(صحيح البخاري / الرقم: ٧٠٤٢)

نقد کی شرط کے ساتھ کیریم بورڈ کھیلنا

سوال: (۱۳۱) نقد کی شرط کے ساتھ کیریم بورڈ کا کھیلنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......شرط کے ساتھ کیریم بورڈ کھیلنا (یعنی اِس شرط کے ساتھ کہ جو ہارے گا وہ جیتنے والے کو اتنی رقم دے گا) بلا شُبہ حرام اور نا جائز ہے، کیوں کہ اس طرح ہار جیت کی بازی کے ساتھ کھیلنا ایک قسم کا قمار (جُوا) ہے۔ اور قمار کا نا جائز اور حرام ہونا نص قطعی سے ثابت ہے۔[1]

لہٰذا شرط کے ساتھ کیریم بورڈ کھیلنا نا جائز اور حرام ہوگا، بلکہ فی زمانا بغیر شرط کے بھی کھیلنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، کیوں کہ اس میں انہماک کی وجہ سے شرعی امور میں کوتاہی ہونا مشاہد ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نفل صدقہ آدمی خود کھا سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۴) میں سفر کے دوران ایک حادثے سے دو چار ہوا، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری حفاظت فرمائی، جس پر میں نے ایک گائے ذبح کر کے اس کا گوشت غریبوں میں تقسیم کیا اور خود میں نے بھی کھایا، سوال یہ ہے کہ کیا وہ گوشت میرے لیے کھانا درست تھا؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... آپ نے جو جانور ذبح کیا ہے وہ جان کی حفاظت پر بطورِ شکرانہ ہے، اور اس کا گوشت غریبوں میں تقسیم کیا وہ نفل صدقے کے حکم میں ہے، اور نفل صدقے کا گوشت آدمی خود بھی کھا سکتا ہے، لہٰذا آپ نے جو گوشت کھایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(کتاب النوازل: ۷/ ۲۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

روٹی کے چار ٹکڑے کر کے کھانا

سوال: (۷۰) کھانا کھاتے وقت روٹی کے چار ٹکڑے کرنا کیسا ہے؟ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ چار ٹکڑے کیے جائیں، تا کہ چار خلفاء کی خلافت کی طرف اشارہ ہو جائے، ایک صاحب منع کرتے ہیں۔

---

[1] ﴿يَاۤيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝﴾ [المائدة: ۹۰]

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... ویسے روٹی کو ٹکڑے کر کے اور بغیر ٹکڑے کیے دونوں طرح کھانا درست ہے، لیکن ٹکڑے کر کے کھانے میں کوئی فضیلت ہو اس کا ثبوت نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے۔

البتہ جن علاقوں میں شیعوں کا زور ہے، وہاں لوگ روٹی کے چار ٹکڑے کر کے کھاتے ہیں، جس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہوتا ہے کہ ہم چاروں خلفاء کو مانتے ہیں، شیعوں کی طرح ایسا نہیں کرتے کہ بعض کو مانیں اور بعض کا انکار کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۸/۹۷، ط: ادارۂ صدیق)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ٹیلی ویژن پر میچ دیکھنا، غزل سننا، گانا لکھنا، حلق کروانا، لمبے بال رکھنا

سوال: (۸۷ تا ۹۰) ...... (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اگر کوئی شخص تمام مفاسد (ترکِ صلوٰۃ، ترکِ اطاعت والدین، بدنظری اور ترکِ حقوقِ واجبہ) سے بچتے ہوئے ٹیلی ویژن پر کرکٹ میچ دیکھنا چاہتا ہے تو گنجائش ہے یا نہیں؟

(۲)...... غزل سننا، غزل گانا اور لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳)...... حلق کروانے سے متعلّق کیا حکم ہے؟ بال رکھنے کی کتنی اقسام ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... (۱) سب جانتے ہیں کہ ٹی وی لہو ولعب اور بے کار لوگوں کے لیے آلۂ تفریح ہے، اور شریعت مطہرہ میں لہو ولعب اور لغو و بے کار چیزوں سے اجتناب کرنے کی تاکید کی گئی ہے، چنانچہ جو لوگ آیاتِ قرآنیہ سے تفریح کیا کرتے ہیں ان کی سخت مذمّت قرآنِ پاک میں آئی ہے اور ممانعت کی گئی ہے۔[1] اور حدیث نبوی میں فرمایا گیا ہے کہ انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی بے کار باتوں کو ترک کر دے۔[2]

نیز شرحِ فقہ اکبر میں ہے اگر تفریح کے لیے ایک شخص واعظ بن کر منبر پر بیٹھ کر وعظ کی نقل کرے اور سب بیٹھے سنتے رہیں، یا ایک شخص کو عالم بنا کر بٹھایا جائے اور لوگ آ کر اس سے مسائل دریافت کریں اور وہ جوابات دیتا ہے، اور یہ سب تفریح کے طور پر ہو تو ان کا ایمان سلامت نہیں

---

[1] ﴿وَلَا تَتَّخِذُوٓا اٰیٰتِ اللّٰہِ ھُزُوًا﴾ [البقرة : ۲۳۱]

[2] من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه. (سنن الترمذي / الرقم: ۲۳۱۷)

رہے گا۔ ان امور سے معلوم ہوا کہ ٹی وی پر کرکٹ میچ دیکھنا تعلیماتِ اسلام کے خلاف ہے، خصوصاً جب کہ اس میں غیر محرم عورتوں کو بھی سامنے لایا جاتا ہو تو اس کی قباحت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

اگر کرکٹ کے کھیل کو ٹی وی پر براہِ راست ٹیلی کاسٹ کیا جاتا ہو اور کسی خاتون کو سامنے نہ لایا جائے تو اگرچہ بعض حضرات نے اس کی اجازت دی ہے، جیسا کہ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب اپنی کتاب ''جدید فقہی مسائل'' میں فرماتے ہیں کہ اگر ٹی وی پر ذی روح کی تصویر براہِ راست اس طرح ٹیلی کاسٹ کی جائے کہ فلم بنائی ہی نہ جائے تو یہ عکس ہے، اور اس وقت درست ہے جب کسی خاتون کو سامنے نہ لایا جائے اور نہ غیر اخلاقی مقاصد کے لیے اس کو استعمال کیا جائے۔
(جدید فقہی مسائل رجلد:۱)

اس کے باوجود کرکٹ میچ ٹی وی پر دیکھنے سے بچنا ضروری ہے، کیوں کہ کرکٹ میچ کو اگرچہ براہِ راست ٹیلی کاسٹ کیا جاتا ہے، لیکن اس میں بار بار خاتون کو سامنے لایا جاتا ہے، جس سے بچنا مشکل ہے، اگر کوئی شخص ان تمام ناجائز امور سے بچتا ہوا اس کو دیکھتا ہے تو اگرچہ اس کی گنجائش ہے، لیکن موضع خطر سے اجتناب ہی اولیٰ ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰ر ۱۴۷، ۲۳۶)

نوٹ: یہ فتویٰ اس وقت کا لکھا ہوا ہے جب کہ ٹی وی کے اتنے مفاسد سامنے نہیں آئے تھے، بعد میں جب اس کے بے شمار مفاسد سامنے آئے تو پھر علماء نے مطلقاً اس کو ناجائز قرار دیا۔

(۲)......غزل میں اگر خلافِ شرع یا عشق و معاشقہ کی شہوت کو برانگیختہ کرنے والی باتیں ہوں یا غزل ساز وآلات ومزامیر (میوزک) کے ساتھ ہے، تو ایسی غزل کو سننا اور گانا ناجائز ہے۔[۱]

البتہ اگر غزل میں شرعی، اصلاحی، فکرِ عقبیٰ اور آخرت کو یاد دِلانے والی باتیں ہوں اور اس کے ساتھ موسیقی (میوزک) وغیرہ خلافِ شرع امور نہ ہوں تو ایسی غزل کو سننے اور گانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳)...... ہر چند کہ علماء نے حلق کروانے کو مکروہ قرار دیا ہے، لیکن صحیح اور مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ حلق کروانا مکروہ اور خلافِ سنّت نہیں ہے، کیوں کہ سنّت کی دو قسمیں ہیں: (۱) سنّت مطلقہ یعنی سنّت

---

[۱] قال ابن مسعود رضي الله عنه: "صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات". وفي البزازية: استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام، لقوله عليه الصلاة والسلام: "استماع الملاهي معصية، والجلوس عليها فسق، والتلذذ بها كفر". أي: بالنعمة. فالواجب كل الواجب أن يجتنب كي لا يسمع. (الدر المختار: ٦ / ٣٨٤)

عبادت (۲) سنّت عادت۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بال رکھنا بطورِ عادت ہے، نہ کہ بطورِ عبادت، اس لیے بال رکھنا اولیٰ ہونے میں شُبہ نہیں، مگر اس کے خلاف کرنے (بال منڈوانے) کو خلافِ سنّت نہیں کہیں گے۔
(امداد الفتاویٰ جدید: ۹/ ۳۲۴)

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ حلق فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اس فعل پر نکیر نہیں فرمائی، یہ دلیل ہے اس بات کی کہ حلق کروانا خلافِ سنّت نہیں ہے۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

پتلون سینا (تیّار کرنا) کیسا ہے؟

سوال: (۹۶) پینٹ پہننا مکروہ ہے، تو کیا پینٹ سینا جائز ہے؟ اس کی کمائی کا کیا حکم ہے؟ ایسا آدمی گنہگار ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... پینٹ ابتدا میں مخصوص قوم کا لباس ہونے کی بِنا پر حدیث پاک[2] کے پیش نظر اس کا پہننا مکروہ سمجھا جاتا تھا، لیکن اب یہ کسی مخصوص قوم کا لباس نہیں رہا، بلکہ عام لوگوں کا لباس ہوگیا ہے، لہٰذا اب اگر کوئی آدمی ایسی پتلون پہنتا ہے جو سادہ ہو، فیشن کے طرز پر اور کسی ایکٹر یا ہیرو کے اپنائے ہوئے پینٹ کی وضع قطع سے خالی ہے تو اس کے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس کا سینا بھی جائز ہے۔

البتہ مسنون لباس کا اتباع بہر حال اولیٰ ہے، اور مسنون لباس چھوڑ کر ایسا لباس اپنانا بڑی فضیلت سے محرومی کا باعث ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۹/ ۲۸۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سینٹ (Perfume) استعمال کرنا

سوال: (۹۷) سینٹ استعمال کرنا کیسا ہے؟ اس کے استعمال سے کیوں روکا جاتا ہے؟ جب کہ وہ بھی ایک خوشبو ہے جو سینٹ ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... سینٹ میں اسپریٹ ملی ہوئی ہوتی ہے، اور اسپریٹ کبھی

---

[1] أن السنة في شعر الرأس إما الفرق أو الحلق. (رد المحتار: ۹ / ص۵۸٤)

[2] من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داود / الرقم: ٤٠٣١)

ناپاک شراب سے بنائی ہوئی ہوتی ہے، اس لیے اس کے استعمال سے روکا جاتا ہے۔

نوٹ: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب فرماتے ہیں کہ ''اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا'' کے تیرہویں سمینار منعقدہ ملیح آباد میں اس شعبے کے کئی متدین مسلمان سائنس دانوں نے باتفاقِ رائے بتایا کہ عطریات میں جو الکحل استعمال ہوتا ہے وہ نشہ آور نہیں ہوتا، اس لیے اب احقر کی رائے یہ ہے کہ سینٹ کا استعمال جائز ہے۔(کتاب الفتاویٰ: ۱۰/ ۵۷ ۲، فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/ ۱۵۷)

کسی دینی مصلحت کے پیشِ نظر حرام آمدنی والے کی دعوت قبول کرنا

سوال: (۱۰۶) ...... (۱) رمضان میں اکثر روزے داروں کی دعوت ہوتی ہے، اور دعوت دینے والے بعض مرتبہ سودی کاروبار کرنے والے یا رشوت خور ہوتے ہیں، اگر دعوت قبول نہ کی جائے تو علماء سے اور اہلِ تبلیغ سے وہ لوگ متنفر ہوجائیں گے اور اندیشہ ہے کہ نماز روزہ ہی ترک کردیں، اندریں صورت شرعاً کیا کرنا چاہیے؟

(۲)......میٹھا کھانا سنّت ہے، لیکن کب؟ کھانے سے پہلے یا بعد میں؟

(۳)......کیا عورت درگاہ پر جاسکتی ہے؟ جب کہ اس کا قبرستان جانا ممنوع ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... (۱) جس آدمی کی مکمّل یا اکثر وغالب کمائی حرام کی ہو، یا ہمیں یقین ہو کہ وہ ہماری دعوت حرام مال ہی سے کررہا ہے، تو اس کی دعوت میں جانا جائز نہیں ہے، خواہ وہ ہم سے ناراض ومتنفر ہوجائے، کسی کو راضی رکھنے کے لیے شریعت کی حرام کردہ چیز حلال نہیں ہوتی، اور نہ ہی کسی کو راضی رکھنے کے لیے شریعت کا حکم توڑنا جائز ہے۔[۱]

البتہ اگر اس کی اکثر وغالب کمائی حلال کی ہے، اگرچہ قلیل حرام کی بھی ہے، یا ہمیں یقین ہو کہ وہ ہمیں حلال کمائی ہی سے کھلائے گا، تو اس کی دعوت قبول کرنا جائز ہے، البتہ مدعو حضرات کو چاہیے کہ وہ اس کو حرام کمائی سے بچنے کی رغبت دیں۔(مستفاد از: فتاویٰ محمودیہ: ۱۸/ ۱۳)

(۲)......کھانے میں میٹھا پہلے کھانا سنّت ہے یا بعد میں؟ باوجود جستجو کے بندے کو اس کی تحقیق مل نہ سکی۔ بندے کی حقیر رائے یہ ہے کہ حسب عادت کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد دونوں طرح

---

[۱] لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (رواه الدارقطني)

ولا يجوز قبول هدية أمراء الجور ...الخ. (مجمع الأنهر: ۲/ ص۵۲۹)

صحیح ہے، حدیث سے اس کو پہلے یا بعد میں کھانا سنّت ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔

البتہ یہ بات کتابوں میں ملتی ہے کہ کھانے کی ابتدا اور انتہا نمک سے کرنی چاہیے۔ اور علماء سے بھی تحقیق کر لی جائے۔

نوٹ: بعض علماء نے میٹھا بعد میں کھانے کو ترجیح دی ہے، مزید برآں طبّی فوائد کے اعتبار سے بھی میٹھا بعد میں کھانا صحت کے لیے زیادہ موزوں ہے، بِنا بریں میٹھا بعد میں کھانا بہتر ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میٹھا پہلے کھانا مکروہ ہے، بلکہ بالکل جائز اور درست ہے، ہاں میٹھا ختام المسک ہوتو بہتر ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم زکریا: ۶/ ۵۵۳)

(۳)......متاخرین کے مذہب کے اعتبار سے عورتوں کا قبرستان جانا ممنوع ہے، کیوں کہ اس میں فتنے کا اندیشہ ہے، جب فتنے کے اندیشے کی وجہ سے قبرستان جانے سے روک دیا (جب کہ قبرستان جانا آخرت کی یاد دِلانے والا ہے) تو درگاہ جانے کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے؟ جب کہ درگاہ پر تو اور زیادہ فتنے کا اندیشہ ہے کہ وہاں تو کئی خرافات ہوتی ہیں۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

حاملہ عورت کو جان کا خطرہ ہو تو پیٹ کاٹ کر مُردار بچّہ باہر نکالنا

سوال: (۱۱۵) اگر بچّہ عورت کے پیٹ میں مَر جائے تو عورت کی جان کے خطرے کے پیشِ نظر ڈاکٹر اس کو کاٹ کر نکالتے ہیں، کیا یہ عمل صحیح ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... اگر ماں کے پیٹ میں بچّے کے مَر جانے کا یقین ہوجائے اور بچّہ نہ نکالنے کی صورت میں ماں کی جان کو بھی خطرہ ہو تو پھر بچّے کو نکالنا جائز ہوگا۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/ ۱۸۵، بحوالہ شامی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

نیکر (Underwear) پہننا

سوال: (۱۲۳) پائجامے کے نیچے چڈی پہننا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... پائجامے کے نیچے چڈی پہننا جائز ہے، اس میں کوئی گناہ

---

[1] (ولو للنساء) وقيل: تحرم عليهن... وجزم في شرح المنية بالكراهة...الخ. (الشامي: ٣ /ص١٥٠)

نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مسلمان کا اپنے کافر دوست کے گھر جانا

سوال: (۱۷۴) اگر کسی مسلمان کے کسی کافر سے اچھے تعلقات ہوں اور اس کے گھر آمد و رفت ہو، اور وہ کافر اپنے گھر کھانے پر اِصرار کرے تو کیا مسلمان کے لیے کافر کے گھر کھانا جائز ہے؟ جب کہ ان کی آمدنی سود وغیرہ دیگر حرام ذرائع سے بھی ہو، اور یقین سے معلوم نہ ہو کہ وہ کس مال سے کھلا رہا ہے؟ تو ایسی صورت میں ایک مسلمان کے لیے شرعی رہنمائی کیا ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... اگر کسی کافر کی غالب آمدنی حرام کی ہو تو اس کے گھر کھانا صحیح نہیں ہے۔ اور اگر حلال و حرام دونوں یکساں ہیں، یا کل آمدنی حلال ہے تو تعلقات کی بِنا پر ایک دو مرتبہ اس کے اِصرار کے پیشِ نظر کھانے میں شریک ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اس کی عادت نہیں بنانی چاہیے۔ [۱] (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/ ۲۴۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کافر مریض کو خون دینا

سوال: (۲۲۲) ایک غیر مسلم شخص جو شراب بھی پیتا ہے اور دیگر کئی گناہوں میں مبتلا رہتا ہے، اگر اس کو خون کی ضرورت ہو تو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... اصل حکم یہ ہے کہ ایک آدمی کا خون دوسرے کو نہیں دیا جا سکتا، کیوں کہ خون نجس ہے، اور ناپاک چیز کا استعمال علاج یا کسی اور طریقے پر جائز نہیں ہے، نیز خون انسان کے بدن کا جز ہے، اور انسان کا کوئی جز دوسرے کو بغرضِ استعمال نہیں دیا جا سکتا۔

ہاں اگر کوئی شخص اس قدر بیمار ہے کہ جس کے بارے میں ماہر مسلمان ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ اس کو اگر خون نہیں دیا گیا تو وہ بچ نہیں سکتا، اور کسی دوسری دوا سے جان بچانا ممکن نہ ہو، تو ایسی صورت میں فقہائے کرام نے ضرورت کے پیشِ نظر ایسے مریض کی جان بچانے کے لیے خون دینے کی اجازت دی ہے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی اگر اس کافر کو خون کی ایسی ضرورت ہے کہ اس کے بغیر اس کی جان کو خطرہ ہے (یہ رائے ماہر مسلمان ڈاکٹر کی ہو) تو کوئی مسلمان اس کافر کی جان بچانے کے لیے

---

[۱] لا بأس بالضیافة إلیٰ أهل الذمة، هكذا ذكر محمد رحمه الله. (الفتاوی الهندیة: ۵ / ص۳۴۷)

خون دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔[1] (مستفاد از فتاویٰ محمودیہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

الکحل ملی ہوئی دوا بطورِ مالش استعمال کرنا

سوال: (۲۹۳) ایک آدمی کے پیروں میں درد ہے، معالج نے مالش کرنے کے لیے ایسی دوا تجویز کی ہے جس میں الکحل کی ملاوٹ ہے، تو کیا ایسی دوا کا استعمال بطورِ مالش جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... الکحل میں اسپریٹ کی آمیزش ہوتی ہے، اور اسپریٹ یہ شراب ہی کا جز ہے، اور شراب ناپاک وحرام ہے، لہٰذا تحقیق کرنے سے اگر یہ معلوم ہو کہ مذکورہ دوا میں استعمال ہونے والی اسپریٹ چار قسم کی حرام شراب (جو، انگور، کشمش، کھجور) میں سے حاصل شدہ ہے، تو ایسی دوا کا پینا یا بدن پر مالش کرنا دونوں حرام ہیں، کیوں کہ اس کا ایک قطرہ بھی حرام اور ناپاک ہے، لہٰذا ایسی دوا کے استعمال کے بجائے ایسی دوا استعمال کرے جس میں ایسی حرام چیز کی آمیزش نہ ہو۔

ہاں البتہ اگر کسی دیندار ماہر ڈاکٹر کی رائے یہ ہو کہ اس دوا کے علاوہ دوسری کوئی دوا دستیاب نہ ہو اور اس بیماری کی وجہ سے شدید نقصان پہنچنے یا موت واقع ہونے کا ظن غالب ہو تو ضرورۃً ایسی دوا استعمال کر سکتے ہیں۔

یہ حکم ایسی دوا کا ہے جس میں ملا ہوا الکحل چار قسم کی حرام شراب سے بنایا ہوا ہو، لیکن آج کل انگریزی دواؤں میں جس قسم کی اسپریٹ استعمال ہوتی ہے وہ عموماً شراب نہیں ہوتی، یعنی چار قسم کی حرام شراب سے بنائی ہوئی نہیں ہوتی، بلکہ گیہوں، آلو اور بیر وغیرہ سے بنائی ہوئی ہوتی ہے، اس کو استعمال کرنے کی اجازت ہے، لہٰذا اس قسم کی اسپریٹ ملی ہوئی دوا کو بطورِ مالش استعمال کر سکتے ہیں، کوئی حرج نہیں ہے۔ (جدید فقہی مسائل: ۱/ ۳۲۵، المحیط البرہانی: ۶/ ۱۱۷، فتاویٰ محمودیہ: ۱۸/ ۳۵۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] الاستشفاء بالمحرم إنما لا يجوز إذا لم يعلم أن فيه شفاء، أما إذا علم أن فيه شفاء، وليس له دواء آخر غيره، فيجوز الاستشفاء به. (المحيط البرهاني: ٦ / ص١١٧)

بطورِ علاج خنزیر کی ہڈّی ملی ہوئی دوا استعمال کرنا

سوال: (۳۵۴) ایک شخص کو برص کا مرض لاحق ہے، حکیم نے جو دوا تجویز کی ہے اس میں خنزیر کی ہڈّی کی ملاوٹ ہے، تو کیا ایسی دوا استعمال کی جاسکتی ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... صورتِ مسئولہ میں دیندار، تجربہ کار اور ہوشیار طبیب یہ کہہ دے کہ اس مریض کے لیے مذکورہ مرض سے شفا اسی دوا میں منحصر ہے، دوسری کوئی دوا شفا حاصل کرنے کے لیے میسّر نہیں ہے، تو اس صورت میں اس کا استعمال درست ہوگا، ورنہ نہیں۔[1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

دانتوں میں سیمنٹ یا چاندی بھروانا، یا سونے چاندی کے تار سے باندھنا

سوال: (۳۷۷) دانت سڑ جانے کی صورت میں اس میں سیمنٹ یا چاندی بھروانے کا کیا حکم ہے؟ نیز بعض مرتبہ دانت کھوکھلے ہوجاتے ہیں، تو ان کو چاندی یا سونے کے تار سے باندھا جاتا ہے، تو کیا دانت باندھنے کے لیے سونے چاندی کے تار کا استعمال جائز ہے؟ اور اس میں مَرد یا عورت دونوں کا حکم یکساں ہے یا فرق ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... سڑے ہوئے یا جراثیم خوردہ دانتوں میں سیمنٹ یا چاندی بھروائی جائے تو اس میں کچھ مضایقہ نہیں ہے۔

اور کھوکھلے دانتوں کو چاندی کے تار سے باندھنے کے جواز میں اتفاق ہے، البتہ سونے کے تار سے باندھنے کے جواز میں ائمہ کا اختلاف ہے، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ عدمِ جواز کے قائل ہیں، لہٰذا احتیاط اولیٰ ہے، البتہ ضرورت کے وقت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔[2] اور اس میں مَرد و عورت دونوں کا حکم یکساں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] الاستشفاء بالمحرم إنما لا يجوز إذا لم يعلم أن فيه شفاء، أما إذا علم أن فيه شفاء، وليس له دواء آخر غيره، فيجوز الاستشفاء به. (المحيط البرهاني: ٦ / ص١١٧)

[2] ويشد الأسنان بالفضة، ولا يشدها بالذهب، وقال محمد: "لا بأس به". (خلاصة الفتاوىٰ: ٤)

عام نشست گاہ کے قریب قرآن کی تلاوت کرنا

سوال: (۲۷۳) تالیٔ قرآن کے قریب چار پائی یا کُرسی پر لوگ بیٹھے ہوں اور وہ عام بیٹھک ہو تو ایسی جگہ تلاوت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا ......سوال میں مذکورہ صورت کہ تلاوت کرنے والا قرآن شریف لے کر نیچے بیٹھا ہو اور دوسرا شخص قرآن شریف سے اوپر پلنگ پر بیٹھا ہو تو بے شک یہ قرآن کے ادب کے خلاف ہے اور ممنوع ہے، اس سے قرآنِ پاک کی بے ادبی کا گناہ لاگو ہوگا، لیکن ظاہر ہے کہ اس کا یہ عمل عظمت قرآن کے انکار کی وجہ سے نہیں ہے، اس لیے اسے کبیرہ گناہ کی فہرست میں داخل نہیں کر سکتے، صغیرہ گناہ کہہ سکتے ہیں۔

نیز تلاوت کرنے والا بھی اس بات کا خیال رکھے کہ وہ ایسی جگہ پر تلاوت نہ کرے جہاں عام طور پر لوگ اس طرح پلنگ پر اٹھتے بیٹھتے ہوں۔ [۱] (کتاب الفتاویٰ: ۱/ ۴۸۱-۴۸۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سونے والے کے قریب قرآن کی تلاوت کرنا

سوال: (۲۷۴) تالیٔ قرآن کے قریب کوئی اس طرح سوئے کہ اس کے پیر قرآن سے اوپر اٹھے ہوئے ہوں، تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......اس صورت میں اس طرح سونا کہ سونے والے کے پاؤں قرآن شریف سے بلند ہوں یہ قرآن کی بے ادبی ہے، اور یہ بے ادبی دونوں صورتوں کو شامل ہے، لیکن پڑھنے والے کو چاہیے کہ اگر کوئی آدمی پہلے سے اس طرح سویا ہوا ہو تو وہاں قرآن شریف کی تلاوت نہ کرے، سونے والوں کا بھی خیال رکھے اور قرآن کے ادب کا بھی خیال رکھے۔

(شامی: ۲/ ۳۵۳، کتاب الفتاویٰ: ۱/ ۴۶۶-۴۶۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[۱] یجب على القارئ احترامه بأن لا يقرأ في الأسواق ...الخ. (الشامي: ۲ / ص۳۵۳)

حرمین میں لوگوں کا کعبۃ اللہ کی طرف پیر پھیلانا اور قرآن زمین پر رکھنا

سوال: (۲۷۵) حرمین میں لوگوں کا کلام اللہ کو زمین پر نیچے رکھنا نیز کعبۃ اللہ کی طرف پیر پھیلانے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......قرآنِ پاک کو زمین پر رکھنا اور پاؤں قبلے کی طرف کرنا یہ دونوں ادب کے خلاف ہے، جس کی ہمارے فقہاء نے تصریح فرمائی ہے۔ رہا حرم شریف میں لوگوں کا قرآن کو نیچے رکھنا اور قبلے کی طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھنا یہ ہمارے لیے اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ یہ بے ادبی نہیں ہے، کیوں کہ وہ ہمارے مقتدا نہیں ہیں کہ ان کا کوئی عمل ہمارے لیے حجت بن سکے۔ [1]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

منبر پر بیٹھ کر تقریر کرنے کا حکم

سوال: (۱۴۸) منبر پر بیٹھ کر تقریر کرنا کیسا ہے؟ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو صرف منبر پر خطبہ دینا ثابت ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......منبر پر بیٹھ کر تقریر کرنا اور خطبہ دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے، لہٰذا منبر پر بیٹھ کر تقریر کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۸/۲۵۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

موذی جانوروں کو مارنے کا حکم

سوال: (۱۶۷) کیا سانپ اور چھپکلی جیسے موذی جانور کو مارنا جائز ہے؟ کیا یہ خلقِ خدا کو اذیت پہنچانا نہیں کہا جائے گا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......سانپ اور چھپکلی موذی جانوروں میں سے ہیں، سانپ کے کاٹنے کی وجہ سے کبھی انسان مَر جاتا ہے، اور چھپکلی کبھی کھانے پینے کی چیزوں میں اپنا لعاب ڈال دیتی ہے، تو اس میں زہریلے اثرات پیدا ہو جاتے ہیں، اور اس کے کھانے سے طبیعت پر بہت بُرا اثر پڑتا

---

[1] ويكره مدّ الرجلين إلى الكعبة في النوم وغيره عمدًا. (الفتاوىٰ الهندية: ٥ / ص٣١٩)

ہے۔اور ہر موذی جانور کو قتل کرنے کی اجازت ہے۔[1]

بلکہ سانپ اور بچھو کو مارنے کا حکم تو حدیث سے ثابت ہے۔[2] لہٰذا سانپ اور چھپکلی یا اُن جیسے دیگر زہریلے اور موذی جانوروں کو صرف مارنے کی اجازت ہی نہیں بلکہ مارنا ہی چاہیے، تا کہ ان کی ایذا اور تکلیف سے خود بھی بچ سکیں اور دوسروں کو بھی بچا سکیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

دعا میں ہاتھ اٹھانے کا حکم

سوال: (۱۷۹) بعض حضرات کا کہنا ہے کہ دعا کے لیے ہاتھ نہیں اٹھانے چاہیے، اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ نیز دعا میں ہاتھ کتنے اٹھانے چاہیے اور کس طرح؟ دعا مانگنے کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......دعا کے وقت دونوں ہاتھ کو اٹھانا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ دعا کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور اس کا ثبوت کئی احادیث سے ہے۔[3] لہٰذا یہ کہنا کہ دعا کے وقت ہاتھ نہیں اٹھانے چاہیے، یہ بات غلط ہے۔

اور ہاتھ اٹھانے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ سینے تک اٹھائے، اس طور پر کہ دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں آسمان کی جانب رہیں اور دونوں ہاتھ کے بیچ تھوڑا اخلا رکھے۔[4]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

قرآن خوانی صحیح طریقہ کیا ہے؟

سوال: (۱۸۰) بعض حضرات کا کہنا ہے کہ قرآن خوانی نہیں کرانی چاہیے، خواہ ایصالِ ثواب کی غرض

---

[1] وجاز قتل ما يضر منها ككلب عقور ...الخ. (الشامي: ٦ / ص٧٥٢)

[2] عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "اقتلوا الأسودين في الصلاة: الحية، والعقرب. (سنن أبي داود / الرقم: ٩٢١)

[3] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن ربكم تبارك وتعالىٰ حيي كريم، يستحيي من عبده إذا رفع يديه إليه، أن يردهما صفرًا. (سنن أبي داود / الرقم: ١٤٨٨)

[4] والأفضل في الدعاء أن يبسط كفيه ويكون بينهما فرجة. ... والمستحب أن يرفع يديه عند الدعاء بحذاء صدره. كذا في القنية. (الفتاوىٰ الهندية: ٥ / ص٣١٨)

سے ہو، اسی طرح نئے مکان اور دکان وغیرہ کے افتتاح کے موقع پر نیز دفع بلا یا کسی میّت کے ایصالِ ثواب کے لیے یٰسین شریف پڑھی جاتی ہے، بہت سے لوگ اس سے منع کرتے ہیں، اس سلسلے میں شرعی رہنمائی فرمائیں۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......رسم کی پابندی اور کسی رشتے دار کے دباؤ اور شرم کے بغیر اور کسی دِن و تاریخ کے تعیین کے بغیر اور قرآن خوانی کے بعد جو کھانے پینے اور دعوت کا اہتمام کیا جاتا ہے اس کے بغیر میّت کے رشتے دار اور متعلقین جمع ہو کر ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی کریں تو جائز ہے۔ اسی طرح نئے مکان کے افتتاح کے موقع پر، یا دفع بلا کے لیے، یا حصولِ برکت کے لیے بھی مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ قرآن خوانی کرنا جائز ہے۔

صرف رسم نبھانے کے لیے اور لوگوں کو دِکھانے کے لیے کہ اگر قرآن خوانی نہیں کی گئی تو لوگ لعن طعن کریں گے، اس سے بچنے کے لیے قرآن خوانی کی جائے تو یہ صحیح نہیں ہے، اس سے بچنا چاہیے۔

مسجد میں میّت کے ایصالِ ثواب کے لیے جو یٰسین شریف پڑھائی جاتی ہے اس کا بھی یہی حکم ہے، مذکورہ بالا شرائط کی پابندی کیے بغیر یٰسین شریف پڑھی جائے تو اس کی اجازت ہے، اس کا ثواب میّت کو ضرور پہنچے گا۔[1] ایسی صورت میں جو حضرات یٰسین شریف کا ختم کرتے ہیں ان کو روکنا نہیں چاہیے۔ (البحر الرائق: ۳/ ۱۰۵، فتاویٰ دار العلوم: ۵/ ۴۲۴)

پھر بھی آج کل ایصالِ ثواب کے لیے جو طریقے رائج ہیں ان میں مذکورہ بالا خرابیوں میں سے کوئی نہ کوئی خرابی ضروری ہوتی ہے، لہٰذا اب ایصالِ ثواب کا طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ میّت کے دوست و احباب اور رشتے داروں سے کہہ دیا جائے کہ از خود بہ سہولت جتنا ہو سکے قرآن خوانی کر کے میّت کے لیے ایصالِ ثواب کر دیں، یہ صورت زیادہ بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

عبدالکریم وغیرہ کو صرف ''کریم'' کہہ کر پکارنا

سوال: (۲۱۴) اگر کسی کا نام عبدالکریم، عبدالرحیم، عبدالمقسط وغیرہ ہو تو کیا صرف کریم، رحیم، یا مقسط کہہ کر اس کو پکار سکتے ہیں؟ اگر یہ گناہ ہے تو کبیرہ ہے یا صغیرہ؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......اللہ تعالیٰ کی وہ صفات جو اسی کی ذات کے ساتھ خاص ہیں

---

[1] والأصل فيه أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره. (الشامي: ۳ / ص۲۳۷)

اوران کا اطلاق کسی بندے پر جائز نہیں ہے، اگر نام میں لفظ عبد ایسی صفت کے ساتھ لگا ہوا ہو جیسے ''الرحمٰن'' تو وہاں لفظ عبد کو ہٹا کر صرف صفت سے پکارنا جائز نہیں ہے، اور اگر ایسی صفت ہے جس کا اطلاق بندے پر بھی جائز ہے تو وہاں لفظ عبد کو نکال کر صفت سے پکارنا خلافِ اولیٰ ہوگا۔

(فتاویٰ محمودیہ:۱۹/ ۳۸۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کسی کو ایسے نام یا لقب سے پکارنا جس سے اس کو تکلیف ہوتی ہو

سوال:(۲۱۵) کسی کو ایسے نام سے پکارنا جس سے اس کو تکلیف ہوتی ہو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... کسی کو ایسے نام یا لقب سے پکارنا جس سے اس کو اذیت اور تکلیف پہنچے نا جائز ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:﴿وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ﴾ کہ آپس میں ایک دوسرے کو بُرے لقب سے مت پکارو۔ (معارف القرآن:۸/ ۱۱۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بے نمازی یا کسی غیر مسلم کے ہاتھ سے پکا ہوا کھانا

سوال:(۲۱۷) بے نمازی یا کسی غیر مسلم کے ہاتھ سے پکا ہوا کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... بے نمازی اور کافر کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا جائز ہے، جب کہ اس میں اس کے حرام یا نجاست وغیرہ کے ملانے کا یقین نہ ہو۔

(الفتاویٰ الہندیہ:۵/ ۳۴۷، کتاب النوازل:۱۶/ ۳۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

اپنی اولاد کو متبنیٰ بنانے کے لیے کسی کو دینا

سوال:(۲۲۱) اپنی اولاد دوسرے کو متبنیٰ بنانے کے لیے دے سکتے ہیں یا نہیں؟ سرکاری کاغذات میں والد کی حیثیت سے کس کا نام لکھا جائے؟ والد کا یا متبنیٰ بنانے والے کا؟ نیز متبنیٰ بنانے سے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... لڑکے یا لڑکی کو متبنیٰ بنانا یا اس غرض سے کسی کو اپنی اولاد دینا جائز ہے، نیز متبنیٰ بیٹے کو شفقت ومحبّت میں بیٹا کہنا اسی طرح لڑکے کا متبنیٰ بنانے والے کو باپ کہنا بھی

جائز ہے، البتہ سرکاری کاغذات میں بطورِ والد اس کے والد ہی کا نام لکھوانا ضروری ہے۔ والد کے علاوہ کی طرف اس بچّے کی نسبت کرنا جائز نہیں ہے۔ ؎۱ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بیوی کا شوہر کو نام لے کر پکارنا

سوال: (۲۲۳) کیا بیوی اپنے شوہر کو نام لے کر مثلاً ’’اے محمد! اِدھر آیئے‘‘ پکار سکتی ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... بیوی کا شوہر کو اس کا نام لے کر پکارنا مناسب نہیں ہے، کیوں کہ یہ شوہر کے احترام کے خلاف ہے، جس طرح ہمارا اپنے والد کو یا استاذ کو نام لے کر پکارنا ان کے احترام کے خلاف ہے، لہٰذا اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ ؎۲ (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/ ۲۳۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کافر کا اچھّی نیت سے مسجد میں داخل ہونا

سوال: (۲۲۴) اگر کوئی کافر مسلمانوں کی نماز دیکھنے کے لیے مسجد میں آنا چاہے تو کیا اس کی گنجائش ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... اگر کوئی کافر اسلام اور اہل اسلام سے متعلّق نیک جذبات رکھتا ہو اور مسجد میں آنا چاہتا ہو تو ہماری بھی ذمّے داری بنتی ہے کہ ہم اسے اسلامی تعلیمات اور تہذیب سے آشنا کریں، ہوسکتا ہے کہ ہمارا یہ عمل اس کے اسلام لانے کا ذریعہ بن جائے، لہٰذا اگر اس کا بدن اور کپڑے پاک ہیں تو اس کے مسجد میں آنے میں کوئی حرج نہیں، جائز ہے۔ ؎۳

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

اخبارات میں قرآنی آیات وغیرہ ہوں تو ان کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۳۹) اخبارات میں تصویریں بھی چھپتی ہیں نیز بعض مرتبہ قرآنی آیات اور احادیث بھی

؎۱ ﴿وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَ كُمْ اَبْنَآءَ كُمْ﴾ [الأحزاب : ٤] ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ﴾ [الأحزاب : ٥]

من ادعىٰ إلىٰ غير أبيه وهو يعلم، فالجنة عليه حرام. (صحيح البخاري / الرقم: ٤٣٢٦)

؎۲ يكره أن يدعو الرجل أباه والمرأة زوجها باسمه. (السراجية)

؎۳ يقول الجصاص في تفسير قوله تعالىٰ: ﴿إنما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام﴾ يجوز للذمي دخول سائر المساجد. (الموسوعة الفقهية الكويتية : ١٧ / ص١٨٩)

ہوتی ہیں، پھر وہ کاغذ سڑکوں پر پھینک دیے جاتے ہیں، دکان دار اس کی پڑیا وغیرہ بناتے ہیں، اس سلسلے میں شرعی رہنمائی کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... جاندار کی تصویر بنانے کی شریعت میں سخت ممانعت ہے، البتہ بے جان اشیاء مثلاً مکان، بنگلہ، مسجد، پہاڑ، درخت وغیرہ کی تصویریں بنانا اور رکھنا جائز ہے، جس اخبار میں جاندار کی تصویر ہو اس کا چہرہ مٹا دیا جائے، اس لیے کہ ایسی تصویریں جس جگہ ہوتی ہیں وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔[1]

نیز جس اخبار میں قرآن مجید کی آیات واحادیث پاک اور اللہ ورسول کے مبارک نام ہوں ان کو ردّی کی ٹوکری میں یا سڑکوں پر یا تھوڑے پیسوں کی حرص میں اس کی پڑیا بنا کر بیچنا سخت گناہ کا کام ہے اور ناجائز ہے، اس میں ان کی بے عزّتی ہے اور احترام کے خلاف ہے، اور اللہ تعالیٰ کے غضب کے نزول کا سبب ہے، اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

غیر مسلم کا مسجد میں داخل ہونا

سوال: (۲۴۳) ایک غیر مسلم عورت مسجد میں داخل ہوکر اس کی زیارت کرنے پر اصرار کرتی ہے، تو اس سلسلے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... اگر عورت حیض ونفاس اور جنابت جیسی ناپاکی کی حالت میں نہ ہو تو اس کا مسجد کی زیارت کے لیے مسجد میں داخل ہونا جائز ہے، کوئی مضائقہ نہیں۔

(الموسوعۃ الفقہیہ: ۱۷/ ۱۸۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] عن أبي طلحة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا تصاوير". (صحيح البخاري / الرقم: ٥٩٤٩)
ويكره أن يجعل شيئا في كاغدة فيها اسم الله تعالىٰ كانت الكتابة على ظاهرها أو باطنها، ... ولا يجوز لف شيء في كاغد فيه مكتوب من الفقه. (الفتاوىٰ الهندية: ٥ / ص٣٢٢)

گجراتی میں لکھے ہوئے قرآن کی تلاوت کا حکم

سوال: (۲۵۷) ایک مقرّر نے دورانِ تقریر کہا کہ گجراتی میں قرآن کی تلاوت ممنوع ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ کیوں کہ اَن پڑھ لوگ جو عربی میں تلاوت پر قادر نہیں ہیں اگر انھیں گجراتی میں تلاوت سے روکا جائے گا تو وہ تلاوت سے محروم رہیں گے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... مقرّر صاحب نے گجراتی زبان میں تلاوت ممنوع ہونے کی جو بات کہی ہے وہ صحیح ہے، حضرت مفتی عبدالرحیم صاحب لاج پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ گجراتی میں تلاوت کرنے سے تلاوت صحیح نہیں ہوتی، لہٰذا گجراتی میں تلاوت ممنوع ہے، اور جو لوگ عربی میں تلاوت نہیں کر سکتے وہ جاننے والوں سے سیکھ لیں۔

البتہ اگر کسی شخص کے لیے بڑھاپے کی وجہ سے قرآن سیکھنا دشوار ہو تو اس کو جو سورتیں زبانی یاد ہوں ان کا تکرار کرتا رہے، لیکن گجراتی زبان میں تحریر شدہ قرآن کی تلاوت نہ کرے، کیوں کہ گجراتی زبان میں تلاوت میں صحت نہیں ہو پائے گی۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۶/۳-۱۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ووٹ کے عوض رقم لینا یا دینا

سوال: (۲۶۱) کسی سے ووٹ حاصل کرنے یا ووٹ دینے کے لیے رقم وصول کرنا کیسا ہے؟ نیز کیسے شخص کو ممبر بنا سکتے ہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... ووٹ حاصل کرنے کے لیے پیسے دینا یا پیسے لے کر کسی کو ووٹ دینا دونوں رشوت میں داخل ہیں، جو کہ حرام ہے، لہٰذا پیسے لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہیں، اس سے بچنا ضروری ہے، کیوں کہ حدیث میں رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں کے لیے سخت وعید آئی ہے۔[1]

جو امیدوار امین، ذہین، نیک اور خدمت خلق کا جذبہ رکھتے ہوں اور وہ اہل بھی ہوں ان کا انتخاب ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] لعنة الله على الراشي والمرتشي. (سنن الترمذي / الرقم: ١٣٣٦)

غیر مسلم کو بطورِ تعویذ قرآنی آیات لکھ کر دینا

سوال: (۲۶۷) کسی غیر مسلم ہندو یا عیسائی وغیرہ کو بطورِ تعویذ آیاتِ قرآنیہ وحدیث پاک کاغذ وغیرہ میں لکھ کر دینا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......اگر ہمیں یقین ہو کہ یہ آدمی ان آیاتِ قرآنیہ وحدیث پاک کا (جو اس کو بطورِ تعویذ لکھ کر دی گئی ہیں) کما حقہ آداب بجالائے گا تب تو دینے کی اجازت ہوگی، ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۱۶/ ۳۵۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

حرام کھانے والے کی فرض عبادت ادا ہوگی یا نہیں؟

سوال: (۲۶۸) حرام غذا کھانے والے سے متعلّق حدیث میں ہے کہ اس کی عبادت عند اللہ قبول نہیں، تو کیا اس کے ذمّے فریضہ بھی باقی رہتا ہے یا وہ فریضے کی ذمّے داری سے سبکدوش ہو جاتا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......قبول کی دو قسمیں ہیں: (۱) قبولِ اصابت (۲) قبولِ اجابت۔ مذکور شخص کے بارے میں جو عدمِ قبول کا حکم ہے اس سے قبولِ اجابت مُراد ہے، نہ کہ قبولِ اصابت، لہٰذا وہ نماز کی ذمّے داری سے سبکدوش ہو جائے گا لیکن اس کی نماز عند اللہ مقبول نہیں ہوگی۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

کسی کو شیطان وغیرہ کہنا

سوال: (۲۷۸) کسی کو بُرا بھلا کہنا یا شیطان وملعون وغیرہ کہنا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......بلا کسی شرعی وجہ کے کسی کو بُرا بھلا کہنا اور اس کو ملعون کہنا حرام ہے، شریعت میں اس کی سخت وعید آئی ہے، لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔[2]

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] إن الله طيب، لا يقبل إلا طيبًا. (صحيح مسلم / الرقم: ١٠١٥)

[2] عن أبي ذر رضي الله عنه أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول: "لا يرمي رجل رجلا بالفسوق، ولا يرميه بالكفر إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك.

(صحيح البخاري / الرقم: ٦٠٤٥)

عورتوں کے لیے سونے چاندی کے علاوہ دیگر دھات کا استعمال کرنا

سوال: (۲۹۹) کیا عورت کے لیے سونے چاندی کے علاوہ کسی دوسری دھات کے زیورات استعمال کرنے کی اجازت ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... جی ہاں، بجز انگشتری کے دوسرا زیور حدید، صفر، نحاس، و رصاص کا عورتوں کے لیے جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ: ۴/۱۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

پڑھا ہوا قرآن بخشنا

سوال: (۳۱۰) کچھ لوگ قرآن بخشتے ہیں، وہ دوسروں سے پوچھتے ہیں کہ تمھارے پاس قرآن پڑھا ہوا ہو تو مجھے دے دو، وہ لوگ دے دیتے ہیں، تو ان کو بعض لوگ روپیے دیتے ہیں، اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... روپیے پیسے لے کر ایصالِ ثواب کرنا جائز نہیں ہے۔ [1]
(فتاویٰ محمودیہ: ۱۷/۳۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

پیچھے کی جانب چوٹی والی ٹوپی پہننا

سوال: (۳۴۳) بعض حضرات ایسی ٹوپی پہنتے ہیں جس کے پیچھے کی جانب دھاگوں کی چوٹی ہوتی ہے اور بعض چوٹیوں کے نیچے گھنٹی بھی ہوتی ہے، تو ایسی ٹوپی پہننا کیسا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... لباس کے سلسلے میں شریعت نے بجائے تنگی کے آسانی اور وسعت کی راہ اپنائی ہے، البتہ کچھ حدود مقرّر کی ہیں جن کے دائرے میں رہ کر لباس پہننا اور اُن حدود و قیود کی پابندی لازم قرار دی ہے، ان قیود میں سے ایک قید آپ کے سوال سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے کہ مسلمان کا لباس متقی، پرہیزگار اُمّت کے صلحاء اور اہلِ مروّت کے لباس کے خلاف نہ ہو، جو لباس مذکورہ طبقے کے لباس سے مختلف ہو اسے ترک کر دیا جائے، لہٰذا سوال میں ذکر کردہ ٹوپی بھی صلحاء اور اہل

---

[1] إن القرآن بالأُجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارئ. (الشامي: ٦ / ٥٦)

مروّت کے لباس میں داخل نہ ہونے کی وجہ سے اس کا پہننا مناسب نہیں ہے۔[1]
(فتاویٰ محمودیہ:۱۹/ ۲۹۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

پتلون پہن کر نماز پڑھنا

سوال:(۳۵۷) پتلون پہننا کیسا ہے؟ اس کو پہن کر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... اب پتلون چوں کہ کسی خاص قوم کا لباس نہیں رہا، اس کو مسلمان وغیر مسلم سب پہنتے ہیں، اس لیے تشبّہ بالغیر کی بنیاد پر اسے پہن کر نماز پڑھنے میں کراہت کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ:۱۹/ ۲۵۹-۲۶۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

ٹی وی پر کرکٹ میچ دیکھنا

سوال:(۳۸۴) ٹی وی پر کرکٹ میچ دیکھنا کیسا ہے؟ اگر جائز نہیں ہے تو اس کی کیا وجہ؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... کرکٹ یہ لہو ولعب اور لغویات (یعنی بے کار اور بے فائدہ کھیل کود) میں داخل ہے، اور شریعت نے ایسے امور انجام دینے اور ان کو دیکھنے سے منع کیا ہے، جیسے فرمانِ باری ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ یعنی فلاح و کامیابی حاصل کرنے والے حضرات وہ ہیں جو بے فائدہ امور سے دور رہتے ہیں۔ اسی طرح حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے فائدہ چیزوں اور امور کو ترک کر دے۔[2]

لہٰذا ٹی وی پر کرکٹ دیکھنا ایک مسلمان کی شان کے خلاف ہے، نیز ٹی وی پر دورانِ میچ غیر محرم عورتوں کی نمائش ہوتی ہے، جس کو دیکھنا شرعاً ناجائز ہے، نیز یہ چیز نفسانی خواہشات کو برانگیختہ کرتی ہے جس سے بچنے کی شرعاً تاکید آئی ہے۔ ان کے علاوہ بھی ٹی وی کی بے شمار خرابیاں ہیں، لہٰذا ٹی وی دیکھنا جائز نہیں ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔[3]

---

[1] لم يقصره على نوع دون نوع ...الخ. (تكملة فتح الملهم: ٤ / ص٨٧)
[2] من حسن إسلام المرء تركه لا يعنيه. (سنن الترمذي / الرقم: ٢٣١٧)
[3] الملاهي كلها حرام. (الهداية : ٤ / ص٤٥٥)

اگر خواص بھی ٹی وی دیکھنے میں مبتلا ہیں تو ان کا یہ عمل غلط ہے، شریعت کے خلاف ہے، اس کو جواز کی دلیل بنانا قطعاً درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

مخمل (Velvet) کے استعمال کا حکم

سوال: (۳۸۴) مسلمان مرد یا عورت کے لیے مخمل (ویلویٹ) کا کپڑا پہننا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... سوال میں مذکور کپڑا اگر ریشمی ہو، یعنی اس میں ریشم کا استعمال ہوا ہو تو ایسا کپڑا عورتوں کے لیے جائز ہے، مَردوں کے لیے ایسا لباس جائز نہیں ہے۔

اور اگر اس کپڑے میں ریشم استعمال نہ کیا گیا ہو تو اس کو مَرد وعورت دونوں استعمال کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اس بات کی تحقیق کر لی جائے کہ اس میں ریشم استعمال کیا گیا ہے یا نہیں؟

(فتاویٰ محمودیہ: ۱۹/۳۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

دو گھر کے بیچ والے دروازے کو بند کرنا

سوال: (۳۸۹) ایک ایسا مکان جو دو مکانوں کے مثل تھا، دونوں کا صدر دروازہ بھی علاحدہ ہے، صرف بیچ کی دیوار میں ایک چھوٹا سا دروازہ ہے، اس کے مالک کے انتقال کے بعد بطورِ میراث یہ مکان اس کے دو بیٹوں کے حصے میں آیا ہے، ان میں سے ایک بیٹا اس دروازے کو بند کر دینا چاہتا ہے، جب کہ دوسرا منع کرتا ہے۔ تو اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... اب جب کہ دونوں مکان الگ کر دیے گئے اور ہر ایک مکان کا مالک بھی الگ ہے اور راستے اور گزرگاہ بھی الگ ہیں، تو ایسی صورت میں دونوں میں سے کسی کے لیے مذکورہ دیوار میں دروازہ کھولنا صحیح اور جائز نہ ہوگا۔ البحر الرائق کی ایک عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ روشن دان کھولنے کی بھی ممانعت ہے۔[1] تو پھر دروازہ کھولنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے؟

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] قال الرملي أقول: قال الغزي: وقد أفتى شيخ الإسلام قارئ الهداية لما سئل: هل يمنع الجار أن يفتح كوة يشرف منها على جاره وعياله؟ فأجاب بأنه يمنع من ذٰلك.

(البحر الرائق: ۷ / ص۵٦، ط: مكتبة زكريا)

میراث کے مسائل

نمازوں کے فِدیے کی وصیت کرنا

سوال: (۷۳۳) مرحومہ مریم بہن کی وصیت کے مطابق کہ ''میری اٹھارہ سال کی نمازیں چھوٹی ہوئی ہیں، میرے پاس جو رقم ہے وہ ان نمازوں کے فِدیے کے لیے کافی نہیں ہے، لہٰذا جتنی نمازوں کا فِدیہ بنتا ہو اس میں وہ رقم دے دی جائے۔'' مرحومہ کے وارثین میں دو بہنیں اور دو بھائی ہیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......شرعی طور پر مرحوم کی طرف سے کی ہوئی وصیت اس کے تہائی مال میں نافذ کی جاتی ہے۔ اور دوسرے دو حصے وارثین کا حق ہوتا ہے، اس میں وصیت نافذ نہیں ہوگی، البتہ اگر تمام وارثین راضی ہوں اور تمام وارثین بالغ بھی ہوں تو ایک تہائی سے زیادہ مال میں بھی وصیت پوری کر سکتے ہیں۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں کی گئی نمازوں کے فِدیے کی وصیت مرحومہ کے کل مال کے ایک تہائی حصے ہی میں نافذ کی جائے گی۔ اور دوسرے دو حصے وارثین کا حق ہوگا، جس کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ دو تہائی مال کے برابر کے چھ حصے کیے جائیں، ان میں سے دو دو حصے بھائیوں کو اور ایک ایک حصّہ بہنوں کو ملے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ مرحومہ کی اٹھارہ سال کی نمازوں کے فِدیے کی وصیت اگر ان کے ترکہ کے ایک تہائی میں پوری ہو جاتی ہے تو بہتر ہے، ورنہ اس سے زائد دو تہائی میں سے ادا کرنا ضروری نہیں۔

البتہ اگر تمام وارثین بالغ ہیں اور وہ دو تہائی میں سے بقیہ فِدیہ اپنی خوشی سے ادا کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں، اگر تمام وارثین راضی نہ ہوں تو جتنے راضی ہوں وہ اپنے حصے میں سے فِدیہ ادا کر سکتے ہیں۔ (مستفاد از: فتاویٰ محمودیہ: ۷/ ۳۸۸-۳۹۰) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ شبیر احمد دیولوی

مرحوم نے بیوی اور چار بیٹے چھوڑے ہوں تو میراث کیسے تقسیم ہوگی؟

سوال: (۶۱۰/ ۲) ایک شخص کی وفات ہوگئی، اس نے اپنے پیچھے ایک بیوہ اور چار بیٹوں کو چھوڑا ہے، ترکے میں ایک زمین چھوڑی ہے، تو شرعی اعتبار سے میراث کی تقسیم کیسے ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......اگر مرحوم کے وارثین اتنے ہی ہیں جتنے سوال میں مذکور ہیں اور کوئی بیٹیاں نہ ہوں تو کل ترکے کے برابر ۳۲ حصے کیے جائیں، ان میں سے چار حصے بیوہ عورت (مرحوم کی بیوی) کو اور سات سات حصے بیٹوں کو دیے جائیں۔

نیز اگر مرحوم کی بیٹیاں بھی ہوں تو مطلع فرمائیں، کیوں کہ وہ بھی وارث ہوں گی، اس صورت میں اس مسئلے کا جواب الگ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

وارثین کا ترکے کی زمین کو تقسیم کر کے اس میں لگے درختوں کو مشترک رکھنا

سوال: (۷۲۵) عمران نے اپنی میراث میں ایک آم کا باغیچہ چھوڑا ہے، ان کے ورثاء میں صرف دو لڑکے ہی تھے: (۱) زید (۲) خالد۔ پھر ان دونوں بھائیوں نے برابر طور پر تقسیم کرلیا اور یہ شرط رکھی کہ صرف زمین کی تقسیم کی جائے، آم کے درختوں کی نہیں، درختوں کی تقسیم اس لیے نہیں کی کہ ایک طرف درخت اچھے ہیں، جب کہ دوسری طرف کمزور ہیں، اس لیے جب آم لگیں گے تو اس کو تقسیم کرلیں گے، اب زید اور خالد کا انتقال ہو چکا ہے، زید کے وارثین میں محمد، سلیمان، ابراہیم، عبدالرشید، غلام حسین اور اسماعیل ہیں۔ مذکور وارثین بھی اس تقسیم پر راضی ہیں، لیکن اب محمد نامی وارث آم کی تقسیم کی جو شرط ہے وہ پوری نہیں کرتا، اچھے آم اپنے پاس رکھتا ہے اور خراب آم اپنے چچا خالد کے وارثین کو دیتا ہے، تو محمد کے لیے اس طرح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... ویسے تو شرعی طور پر تقسیم میں جو زمین جس کے حصے میں آئے اس کے درخت بھی اسی کی ملکیت شمار ہوں گے، اس اعتبار سے اِن درختوں پر لگنے والے آم بھی اسی کے ہوں گے جس کی وہ زمین ہے، لہٰذا مذکورہ صورت میں بھی تقسیم میں جس کے ذمّے جو زمین آئی ہے اس میں لگے ہوئے درخت اور اس پر لگنے والے آم بھی اسی کے ہوں گے، پھر بھی جب تمام حصے دار اپنی رضامندی سے ایک مرتبہ ان درختوں کے پھلوں کو مشترکہ طور پر رکھنے کے لیے تیّار ہو گئے ہیں تو ایسی صورت میں محمد شرط اور وعدہ خلافی کرنے والا ہوگا، جو مناسب نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

لڑکی کا انتقال والد سے پہلے ہوجائے تو اس کی اولاد وارث ہوگی؟

سوال: (۴۰۴) ہمارے والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے، ہم چھ بھائی اور تین بہنیں ہیں، جن میں سے ایک بہن کا انتقال والد صاحب کی حیات میں ہوگیا تھا اور والدہ کا انتقال بھی والد صاحب کی حیات میں ہوگیا تھا، تو اس صورت میں مرحومہ بہن کے بیٹوں کو وراثت میں سے حق ملے گا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......آپ کی وہ بہن جن کا انتقال والد صاحب سے پہلے ہوگیا ہے ان کی اولاد کو آپ کے والد صاحب کے ترکے میں سے میراث نہیں ملے گی، والد صاحب کی چھوڑی ہوئی جائداد میں سے تقسیم ترکہ سے پہلے شرعی حقوق (تجہیز و تکفین کا خرچ، قرض کی ادائیگی اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں سے اس کی ادائیگی) ادا کرنے کے بعد جو مال و ملکیت بچ جائے اس کے چودہ حصے کیے جائیں، ہر لڑکے کو دو دو حصے اور ایک ایک حصّہ ہر لڑکی کو دیا جائے گا۔[1]

یہ جو حصے دیے گئے ہیں وہ ان ورثاء کے ہیں جو حیات ہیں، یا ان کا والد صاحب کے بعد انتقال ہوا ہے، البتہ جن کا انتقال پہلے ہوا ہے جیسا کہ والدہ اور ایک بہن، ان کو کچھ نہیں ملے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سوتیلے لڑکے کے لیے وصیت کرنا

سوال: (۴۱۴) مرحومہ آمنہ کی کوئی اولاد نہیں تھی، انھوں نے اپنے شوہر کو دوسری شادی کرنے کا مشورہ دیا، ان کے شوہر نے دوسری شادی کی، اس عورت سے لڑکا لڑکی پیدا ہوئے، یہ سب ساتھ رہتے تھے، آمنہ کو ان کے باپ دادا کے مال میں سے کچھ نقد رقم اور چیک وراثت میں ملے، آمنہ یہ رقم بینک میں رکھنے کے لیے اپنے لڑکے کے ساتھ جانے والی تھیں کہ اس سے پہلے ان کا انتقال ہوگیا اور مرنے سے پہلے انھوں نے کہا تھا کہ میرے انتقال کے بعد یہ ملکیت میرے لڑکے کی ہے جس کا نام غلام محمد ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ یہ ملکیت کس کی ہے؟ آمنہ کے سوتیلے لڑکا لڑکی کی؟ یا پھر آمنہ کی بہن کی؟ آمنہ کے بھائیوں کا انتقال ہوگیا ہے۔

---

[1] قال علماؤنا: تتعلق بتركة الميت حقوق أربعة مرتبة : الأول يبدأ بتكفينه وتجهيزه، ثم تقضىٰ ديونه من جميع ما بقي من ماله، ثم تنفذ وصاياه من ثلث ما بقي بعد الدين، ثم يقسم الباقي. (السراجي: ص٦)

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... یہ بات اگر سچ ہو کہ آمنہ نے کہا تھا کہ میرے انتقال کے بعد پیسے کا مالک محمد ہے، تو شریعت کی روشنی میں یہ وصیت کے حکم میں شمار ہوگا، اور وصیت کا حکم یہ ہے کہ کل ملکیت کے تین حصے کر کے تیسرے حصے میں ہی وصیت پوری کی جائے گی، اس سے زیادہ میں نہیں۔ (مرنے والے نے جس آدمی کے لیے وصیت کی ہے اس کے مال میں سے تہائی مال ملے گا) اور دوسرے دو حصے ورثاء کے ہوں گے، لہٰذا مرحومہ آمنہ نے جو ملکیت چھوڑی ہے اس کے برابر تین حصے کیے جائیں، ان میں سے ایک حصّہ غلام محمد کو دیا جائے اور دو حصے آمنہ کی حقیقی بہن کو دیے جائیں، کیوں کہ شرعی اعتبار سے وہ آمنہ کی وارثہ ہے۔

اور اگر آمنہ کے بھائی آمنہ سے پہلے انتقال کر گئے ہیں تو بھائیوں اور بھتیجوں کو کچھ نہیں ملے گا، اور اگر بھائی آمنہ کے بعد انتقال کر گئے ہیں تو بھائیوں کو اور اگر وہ نہ ہوں تو ان کے بیٹوں (بھتیجے اور بھتیجیوں) کو آمنہ کی ملکیت میں سے حصّہ ملے گا، جس کی تحقیق کر لی جائے۔

آمنہ کے سوتیلے لڑکے لڑکی کو آمنہ کی ملکیت میں سے وراثت کے طور پر کچھ نہیں ملے گا، جس لڑکی کو پلاٹ دینے کا وعدہ کیا تھا اس کو بھی آمنہ کی ملکیت میں سے کچھ نہیں ملے گا۔

نوٹ: سوال میں شوہر کا ذکر نہیں کیا گیا، اس کو سامنے رکھ کر جواب تحریر کیا گیا ہے، شوہر کا انتقال اگر پہلے ہوا ہے تو وہ وارث نہیں ہوگا، سوال سے یہی ظاہر ہو رہا ہے، اور اگر بعد میں انتقال ہوا ہے تو وہ وارث ہوگا۔ (کتب فقہ وفتاویٰ)　　واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

۱۴ لاکھ روپے ۳ بھائی، ۲ بہنیں اور بیوی کے درمیان کیسے تقسیم ہوں گے؟

سوال: (۴۱۶) ایک آدمی کے پاس ۱۴ لاکھ روپے ہیں، وارثین میں ۳ بھائی، دو بہنیں اور والدہ ہیں، ان میں تقسیم کس طرح ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......سوال میں ذکر کردہ رقم ۱۴ لاکھ میں تقسیم میراث سے پہلے حقوق میں سے کوئی حق باقی نہ ہو تو اس کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ والدہ (مرحوم کی بیوی) کو ایک لاکھ پچھتّر ہزار (۱۷۵۰۰۰) ہر ایک بھائی (مرحوم کے ہر لڑکے کو تین لاکھ چھ ہزار دو سو پچاس (۳۰۶۲۵۰) اور ہر بہن (مرحوم کی بیٹی کو ایک لاکھ ترپن ہزار ایک سو پچیس (۱۵۳۱۲۵) روپے ملیں گے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جس عورت کو انتقال کے ڈھائی سال پہلے طلاق دی گئی ہو کیا وہ وارث ہوگی؟

سوال: (۴۲۴) احمد کا انتقال ہوگیا ہے، اس کے ورثاء میں ایک لڑکا اور لڑکی ہے، اور ایک پوتا ہے، احمد نے ترکے میں دو مکان چھوڑے ہیں، احمد کی طبیعت جب اچھی تھی اس وقت اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تھیں، تقریباً احمد کے انتقال سے ڈھائی سال پہلے طلاق ہوئی تھی، اب وہ عورت کہہ رہی ہے کہ احمد نے جو مکان چھوڑا ہے اس کو میرے نام کردو، تو کیا عورت کی یہ بات صحیح ہے؟ اور مکان اس کے نام کیا جائے گا؟ نیز لڑکا لڑکی اور پوتے میں ترکہ کیسے تقسیم ہوگا؟ احمد نے کوئی وصیت نہیں کی ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... احمد کے ورثاء میں لڑکا اور لڑکی کے سوا دوسرا کوئی وارث شرعی اعتبار سے نہ ہو تو احمد کی ملکیت (دو مکان) کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ اس ملکیت کے تین برابر حصے کیے جائیں گے، لڑکے کو ایک اور لڑکی کو ایک حصّہ دیا جائے گا، پوتے کو کچھ نہیں ملے گا، جب عورت کو ڈھائی سال پہلے طلاق دے دی ہے تو اس کو بھی کچھ نہیں ملے گا، عورت کے نام پر مکان نہیں کیا جائے گا، اس لیے کہ اس میں دیگر ورثاء کا حق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جب کہ ورثاء میں بیوی، پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں ہوں

سوال: محترم مفتی صاحب! میرے والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے، ان کے ورثاء میں بیوی، پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ ان کی ملکیت میں زمین ہے جو الگ الگ جگہ پر ہے، جن کی قیمت میں فرق ہے، اب ہمیں وہ زمین مذکور ورثاء میں تقسیم کرنی ہے، تو شرعی اعتبار سے اس کی تقسیم کس طرح ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... اس زمین کی تقسیم سے پہلے میّت کے شرعی حقوق (جیسے کہ کفن ودفن کا خرچ ہو تو اس کو ادا کر دیا جائے، قرض باقی ہو تو اسے ادا کیا جائے اور مرحوم نے کوئی وصیت کی ہو تو مال کے تیسرے حصے میں اسے نافذ کیا جائے) ان حقوق میں سے کوئی حق باقی نہ ہو تو اس کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ سب سے پہلے مکمّل زمین کی الگ الگ قیمت کی جائے، ہر زمین کی قیمت موجودہ زمانے کے اعتبار سے طے کی جائے، کل زمین کی جو قیمت ہو اس کے آٹھ حصے کیے جائیں، اُن میں سے ایک (آٹھویں حصے) کے مطابق جتنی زمین آتی ہو وہ مرحوم کی بیوی کو دی جائے۔

دوسرے ایک حصے کے مطابق جتنی زمین آتی ہو وہ ایک لڑکے کو دی جائے، اسی طرح ہر لڑکے کو

ایک ایک حصے کے مطابق زمین دی جائے، اس طرح آٹھ حصوں میں سے چھ حصے پورے ہوئے، اب جو دو حصے باقی رہے اس کے برابر چار حصے کیے جائیں اور ہر لڑکی کو ایک حصے کے مطابق زمین دی جائے۔

مثال کے طور پر مرحوم کی زمین کی قیمت آٹھ لاکھ روپیے ہیں، تو ہر حصّہ ایک ایک لاکھ کا ہوا، اب اس میں سے ایک حصّہ یعنی ایک لاکھ روپیے کی قیمت کی زمین مرحوم کی بیوی کو دی جائے، خواہ وہ ایک بیگہ ہو، دو بیگہ یا اس سے زیادہ، پھر ایک لاکھ روپیے کی قیمت کی زمین ایک لڑکے کو دی جائے، اسی طرح ہر لڑکے کو ایک ایک لاکھ روپیے کی قیمت کی زمین دی جائے، اس طرح (ایک لاکھ بیوی کے اور پانچ لاکھ پانچ لڑکوں کے) کل چھ لاکھ روپیے پورے ہوگئے، اب جو دو لاکھ بچے اس کے برابر چار حصے کیے جائیں اور ہر لڑکی کو پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) کی قیمت کی زمین دی جائے۔

نوٹ: قیمت کے حساب سے زمین کے جو دس حصے ہوئے (مرحوم کی بیوی اور لڑکوں کے مل کر چھ حصے اور لڑکیوں کے چار حصے) تو اب کونسا حصّہ کس کو دیا جائے؟ اس کے لیے قرعہ اندازی کی جائے، جس کے حصے میں جو نام آئے وہ اس کا حصّہ ہوگا، چار لڑکیوں کے لیے الگ نیز مرحوم کی بیوی اور پانچ لڑکوں کے لیے الگ قرعہ اندازی کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بائیس (۲۲) پلاٹ تین بھائیوں اور تین بہنوں میں کس طرح تقسیم کریں؟

سوال: (۴۵۹) جی آئی ڈی سی میں ہماری (والد صاحب کی) زمین گئی ہے، جس کے بدلے میں ہم کو بائیس (۲۲) پلاٹ ملے ہیں، جو ایک ہی جگہ پر ہیں، ان میں وارث ہم تین بھائی اور تین بہنیں ہیں، تو شرعی اعتبار سے تقسیم کس طرح ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... تقسیم میراث سے پہلے کے حقوق ادا کرنے باقی نہ ہوں اور تمام پلاٹ ایک ہی جگہ پر ہوں اور سب کی قیمت ایک جیسی ہو تو شرعی اعتبار سے ان کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ سب سے پہلے ان پلاٹ کے برابر نو (۹) حصے کیے جائیں، ان میں سے دو دو ۲-۲ حصے ہر بھائی (لڑکے) کو اور ایک ایک حصّہ ہر بہن (لڑکی) کو دیے جائیں، کونسا حصّہ کس کو دینا ہے یہ اگر آپس میں مل کر طے نہ ہوسکے تو پھر قرعہ اندازی سے حصے متعین کر کے وہ حصے دیے جائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شوہر کا اپنے انتقال سے پانچ سال پہلے مکان بیوی کے نام کرنا

سوال: (۴۶۷) میں فی الحال یو کے، بولٹن میں مقیم ہوں، میری عمر ساٹھ سال کی ہے، میرے شوہر کا انتقال دو سال پہلے ہو گیا ہے، میری کوئی اولاد نہیں ہے، میرے شوہر کی اگلی بیوی سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔

میرے شوہر کے انتقال سے پانچ سال پہلے انھوں نے یو کے کا مکان میرے نام کر دیا تھا، جس میں فی الحال میں رہتی ہوں، اب میں یو کے چھوڑ کر گھر بیچ کر میرے رشتے دار کے پاس انڈیا میں رہنا چاہتی ہوں، تو میرے اس مکان میں کن کن لوگوں کو حصّہ ملے گا؟ اور کتنا ملے گا؟ نیز میں اپنی ملکیت میں سے وقف کرنا چاہتی ہوں تو کتنا وقف کر سکتی ہوں؟ میرے رشتے داروں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) میرے شوہر کی پہلی بیوی کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں

(۲) میرے شوہر کے بھائی کی لڑکیاں اور لڑکے

(۳) میرے شوہر کی ایک بہن

(۴) میرے باپ کے خالہ زاد بھائی کا لڑکا

(۵) میری ماں کے چچا زاد بھائی کے لڑکوں کے لڑکے

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... یو کے والا مکان آپ کے شوہر نے آپ کو اپنی حیات میں دے دیا ہو اور آپ کے نام کر دیا ہو اور آپ کو مکمّل قبضہ بھی دے دیا ہو تو اب یہ مکان آپ کی مالکی کا ہوگا، اس میں کسی کا کوئی حق وحصّہ رہے گا نہیں، اور یہ مکان اُس وقت صرف آپ کے نام کیا ہو لیکن آپ کو قبضہ نہ دیا ہو تو ایسی صورت میں یہ صرف آپ کی مالکی کا شمار نہیں ہوگا، بلکہ اس میں آپ کے شوہر کے دوسرے ورثاء (لڑکے، لڑکیوں) کا بھی حق ہوگا۔

سوال میں ذکر کردہ رشتے داروں میں سے کوئی آپ کی ملکیت کا وارث ہوگا نہیں، لہٰذا آپ اپنی ملکیت میں سے جتنا وقف کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ (کتب فتاویٰ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جب کہ ورثاء میں ایک لڑکی اور ایک بھائی ہو

سوال: (۴٦۸) جناب مفتی صاحب! مندرجۂ ذیل تفصیل کے مطابق شرعی اعتبار سے کون کتنے حصے کا وارث بنے گا؟ رہنمائی فرمائیں۔

مورثِ اعلیٰ اسماعیل محمد حسن جی۔ ان کی بیوی فاطمہ اسماعیل حسن جی۔ (۱) لڑکی رسول بنت اسماعیل حسن جی۔ (۲) لڑکی عائشہ بنت اسماعیل حسن جی۔ مرحوم محمد حسن جی کے دو حقیقی بھائی ہیں: (۱) یوسف محمد حسن جی (۲) قاسم محمد حسن جی۔

اسماعیل محمد حسن جی کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد ان کی بیوی فاطمہ اسماعیل حسن جی کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد ان کے بھائی قاسم محمد حسن جی کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد ان کی لڑکی رسول اسماعیل حسن جی کا انتقال ہو گیا، ابھی ان کی لڑکی عائشہ اسماعیل حسن جی اور ان کے بھائی یوسف محمد حسن جی حیات ہیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... تقسیم میراث سے پہلے کے حقوق (تجہیز وتکفین، قرض، اگر وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں سے اس کو ادا کرنا) میں سے کوئی حق ادا کرنا باقی ہو تو اسے ادا کیا جائے، اس کے بعد مرحوم اسماعیل محمد حسن جی کی جو ملکیت بچے سب سے پہلے اس کے چوبیس (۲۴) حصے کیے جائیں، ان میں سے تین حصے ان کی بیوی فاطمہ کو ملیں گے، پھر دونوں لڑکیاں رسول بنت اسماعیل اور عائشہ بنت اسماعیل کو آٹھ۔ آٹھ حصے دیے جائیں، پھر بچے ہوئے پانچ حصوں میں سے آدھا یعنی ڈھائی حصّہ ان کے بھائی یوسف محمد حسن جی کو اور اتنا ہی دوسرے بھائی قاسم محمد حسن جی کو دیا جائے۔

فاطمہ بہن کے انتقال کے بعد ان کے حق میں جتنے حصے ملے ہیں ان کی تقسیم ان کے ورثاء میں ہوگی، لہٰذا ان کے حق میں آئے ہوئے تین حصوں میں سے ایک حصّہ ایک لڑکی کو اور دوسرا حصّہ دوسری لڑکی کو ملے گا، فاطمہ بہن کے لڑکا، پوتا، باپ اور دادا نہ ہونے کی وجہ سے فاطمہ بہن کے بھائی کو تیسرا حصّہ ملے گا، بھائی نہ ہو تو بھتیجے کو، اگر وہ بھی نہ ہو تو ان کے لڑکوں کو، اگر وہ بھی نہ ہوں تو فاطمہ بہن کے چچا کو، اگر وہ بھی نہ ہوں تو چچا کے لڑکوں کو ملے گا، اگر وہ بھی نہ ہوں تو پھر یہ ایک حصّہ واپس دونوں لڑکیوں کو ملے گا۔

اور مرحوم اسماعیل بھائی کی لڑکی مرحومہ رسول بنت اسماعیل کے حق میں جو آٹھ حصے آئے ہیں اور فاطمہ بہن کے تین حصوں میں سے ایک حصّہ جو ان کو ملا ہے وہ اس طرح کل مل کر نو (۹) حصے مرحومہ

رسول کے انتقال کے بعد ان کے ورثاء میں شرعی اعتبار سے تقسیم کرنے چاہیے۔

اسی طرح ان کے بھائی قاسم کے حصے میں جو ڈھائی حصے آتے ہیں وہ ان کے انتقال کے بعد قاسم بھائی کے ورثاء میں تقسیم کیے جائیں۔ اور نو (۹) حصے عائشہ بہن اگر حیات ہوں تو ان کو ملیں گے، اور ڈھائی حصے یوسف بھائی اگر حیات ہوں تو ان کے حصے میں رہیں گے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

اپنی جائداد حیات ہی میں بھتیجی کے نام کی ہو تو اس میں سالی کی اولاد کا حصّہ ہوگا؟

سوال: (۴۸۶) محمد میاں کے نام ایک زمین اور مکان تھے، ان کے ایک بھائی عبداللہ ہیں، عبداللہ کی بیٹی منیرہ خاتون ہیں، محمد میاں کی کوئی اولاد نہیں ہے، محمد میاں کی خدمت مرتے دم تک منیرہ خاتون نے کی ہے، محمد میاں نے اپنی زمین اور مکان منیرہ خاتون کے نام کردیے ہیں، اب محمد میاں کی سالی کی اولاد حصّہ لینا چاہتی ہے، تو اِن دونوں میں سے کس کا حق ہوگا؟ محمد میاں نے اپنے والد انور میاں، بھائی عبداللہ اور وکیل کے سامنے منیرہ خاتون کو زمین اور مکان کا بخشش نامہ لکھ دیا ہے۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......محمد میاں نے اپنی یہ زمین اگر اپنی حیات اور تندرستی کی حالت میں پورے ہوش وحواس کے ساتھ منیرہ کے نام کر کے اپنی حیات ہی میں منیرہ کو مکمّل قبضہ بھی دے دیا ہو تب تو اس زمین اور مکان کی مالکہ منیرہ ہوں گی۔ [1] دوسرے کسی کا اس میں کوئی حق وحصّہ نہیں ہوگا۔ اور اگر محمد میاں نے فقط منیرہ کے نام یہ جائداد لکھ دی ہو لیکن منیرہ کو اپنی حیات میں قبضہ نہ دیا ہو تو ایسی صورت میں اس جائداد کی مالکہ منیرہ نہیں ہوں گی، بلکہ محمد میاں کے مرنے کے بعد وارث ان کی بیوی ہوں گی اگر وہ محمد میاں کے انتقال کے وقت حیات ہو، اور مرحوم کے بھائی عبداللہ وارث ہیں، محمد میاں کی سالی کی اولاد کو کچھ نہیں ملے گا، وہ حقدار نہیں ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ، بحوالہ درّ مختار: ۵/ ۳۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

---

[1] وشرط صحتها في الموهوب أن يكون مقبوضا غير مشاع مميزا غير مشغول.

(الشامي: ٥ / ص٣٢٧)

باپ نے لڑکے کوزمین استعمال کے لیے دی ہوتو اس میں میراث جاری ہوگی؟

سوال: (۵۰۱) میرے تین بھائی ہیں: (۱) اسماعیل (۲) اقبال (۳) رفیق میں خود (۴) فیروز۔ اور ایک بہن ہے، والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے، اور میری والدہ (مرحوم کی بیوی) حیات ہیں، وہ چیپنچواڈا میں رہتی ہیں اور میرے تین بھائی انکلیشور میں رہتے ہیں، میں بھی چیپنچواڈا میں رہتا ہوں، میرے والد صاحب کے انتقال کے بعد بڑے بھائی اسماعیل چیپنچواڈا میں رہنے کے لیے آ گئے ہیں، اور میرے دو بھائی اقبال بھائی اور فیروز بھائی انکلیشور میں آئس (ٹھنڈے) کی فیکٹری چلاتے ہیں، میرے والد صاحب نے کاروبار لگایا تھا، والد صاحب کی چیپنچواڈا میں سولہ (۱۶) ایکر کھیتی کی زمین ہے، اس میں سے میرے والد صاحب نے آٹھ سال سے تقریباً چھ سے سات ایکر مغرب کی طرف کی کھیتی الگ کر کے مجھے سونپ دی تھی، اور باقی کی کھیتی والد صاحب خود کرتے تھے، انھوں نے اپنی مرضی وخوشی سے مجھے الگ کرنے کے لیے دی تھی، میں چار سال سے الگ رہتا ہوں، اور کیچن بھی الگ کر کے دے دیا تھا، مغرب کی طرف جس زمین میں میں کھیتی کرتا ہوں اس کو میں نے بہت محنت کر کے تیّار کیا ہے اور زمین کو قیمتی بنایا ہے، اب بھی والد صاحب کے انتقال کے بعد میں ہی اس میں کھیتی کرتا ہوں، اور میرے والد صاحب جس زمین میں کھیتی کرتے تھے اس میں بڑے بھائی اسماعیل کھیتی کرتے ہیں، اب میں جس طرف کھیتی کرتا ہوں اسے وہ لینا چاہتے ہیں، جس میں سالوں سے محنت میں کر رہا ہوں۔

اب یوں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ زمین مجھے مل سکے گی یا نہیں؟ والد صاحب کی سولہ ایکر زمین میں چار بھائیوں کے نام سرکاری اعتبار سے داخل کیے ہوئے ہیں، اب مجھے مغرب کی طرف کی زمین جتنا میرا حق بنتا ہو چاہیے، اس بارے میں مسئلہ کیا ہے؟ زمین پر کس کا کتنا حق لگے گا؟ دوسرا یہ کہ زمین میں ہمارے آٹھ روم (کمرے) ہیں، ان کمروں کو والد صاحب نے سولہ سال سے ان کی مرضی سے چار بھائیوں کو دو۔دو تقسیم کر کے دے دیے ہیں، تو ان میں بہنوں کا حق رہے گا یا نہیں؟ کمروں کی جگہ الگ ہے، ایک الگ مکان ہے جو میرے والد صاحب کا ہے، اس مکان کے پاس دوسرے کمرے ہیں، ان میں کس کا کتنا حق ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا ...... (۱) تقسیم میراث سے پہلے حقوقِ شرعیہ یعنی کفن دفن کا خرچ، میّت پر قرض ہو تو اس کی ادائیگی، میّت نے اگر وصیت کی ہو تو غیر وارث کے لیے ایک تہائی میں

سے اس کی ادائیگی کے بعد والد صاحب کی ملکیت میں سے جو مال بچے اس کے آٹھ (۸) حصے کیے جائیں، (حصے قیمت کے اعتبار سے کیے جائیں) اس میں سے ایک حصّہ والدہ (میّت کی بیوی) کو دیا جائے، اس کے بعد جو سات حصے بچے ان کے برابر نو (۹) حصے کیے جائیں، ان میں سے دو۔دو حصے ہر ایک بھائی (لڑکے) کو اور ایک حصّہ بہن (لڑکی) کو دیا جائے۔

(۲)......آپ کے والد صاحب نے آپ کو جو زمین دی تھی وہ استعمال کے لیے دی تھی، اس کا آپ کو مالک نہیں بنایا ہے، لہٰذا اس زمین میں بھی میراث کے طور پر حصے ہوں گے، آپ کو اس زمین میں سے آپ کے حصے کے اعتبار سے زمین ملے گی۔ مزید اگر آپ یہ زمین اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں تو آپ کے حق کے اعتبار سے مل سکتی ہے، جب کہ دیگر ورثاء اپنی خوشی سے دیں یا قرعہ اندازی میں آپ کا نام اس زمین کے نام نکلے۔

(۳)......دو۔دو روم (کمرے) والد صاحب نے لڑکوں کے نام کر کے اپنی حیات ہی میں لڑکوں کو مکمّل قبضہ بھی دے دیا ہو تو ان کمروں میں بہنوں کا حصّہ نہیں رہے گا، اور اگر مکمّل قبضہ نہ دیا ہو تو ان کمروں میں بہنوں کا حق ہوگا۔

نوٹ: آپ نے والد صاحب کی طرف سے دی گئی زمین میں جو خرچ کیا ہے وہ اگر بھائیوں کو پوچھے بغیر یا اس خرچ کو وصول کرنے کی شرط کے بغیر کیا ہو تو آپ اس خرچ کو لے کر بھائیوں سے کچھ مطالبہ نہیں کر سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جب کہ ورثاء میں ایک بیوی، ایک لڑکی اور چار لڑکے ہوں

سوال: (۵۰۶) والد صاحب کے ترکے میں تین ایکر بائیس گونٹھے کا ایک کھیت ہے، ورثاء میں والدہ (میّت کی بیوی) ایک بہن (میّت کی لڑکی) چار بھائی (میّت کے لڑکے) ہیں، تو شرعی اعتبار سے اس کی تقسیم کیسے ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......تقسیم میراث سے پہلے حقوقِ واجبہ یعنی کفن ودفن کا خرچ، میّت پر قرض ہو تو اس کی ادائیگی اور میّت نے اگر وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں سے اس کو ادا کرنا، ان میں سے کوئی حق ادا کرنا باقی نہ ہو تو پھر شرعی اعتبار سے اس کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ سب سے پہلے کھیت کے بہتر (۷۲) حصے کیے جائیں، جن میں سے نو (۹) حصے آپ کی والدہ یعنی میّت کی بیوی کو دیے جائیں،

اور چودہ چودہ حصے میّت کے ہر ایک لڑکے کو دیے جائیں اور سات حصے میّت کی لڑکی کو دیے جائیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے کھیت کے آٹھ (۸) حصے کیے جائیں، ان میں سے ایک حصّہ یعنی آٹھواں حصّہ میّت کی بیوی کو دیا جائے، پھر جو سات حصے بچ جائیں اس کے نو (۹) حصے کیے جائیں، جن میں سے لڑکوں کو دو۔ دو حصے اور لڑکی کو ایک حصّہ دیا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جب کہ ورثاء میں چار لڑکے، ایک لڑکی اور ایک بیوی ہو

سوال: (۵۱۱) ہم کل چار بھائی، ایک بہن اور والدہ ہیں، میرے والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے، انھوں نے تین (۳) ایکر ۲۳ گونٹھے زمین چھوڑی ہے، لیکن وصیت نامے میں والد صاحب نے اس زمین کی تفصیل بخشش کے طور پر لکھی ہے، تو ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے تقسیم کس طرح ہوگی؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... شرعاً ہبہ مکمّل اسی وقت ہوگا جب کہ واہب نے شئے موہوب پر موہوب لہٗ کو مکمّل قبضہ دے دیا ہو اور اس کو اس ملکیت کا خود مختار بنا دیا ہو، اور اگر موہوب لہٗ صغیر (نابالغ) ہو تو اس کے والی کا قبضہ ضروری ہے، اگر والی قبضہ کر لے تو ہبہ مکمّل ہو جائے گا، لہٰذا جب دونوں صورتوں میں موہوب لہٗ اس چیز کا مالک ہو جائے تو اس میں کسی دوسرے کا حق نہیں رہے گا۔ اور اگر بخشش صرف زبان سے کی ہو یا کاغذ پر (دستاویز وغیرہ) لکھ کر دیا ہو، لیکن اس پر قبضہ مکمّل نہ دیا ہو یا جس کو بخشش کیا جا رہا ہے وہ صغیر ہونے کی وجہ سے اس کے والی نے اس کی طرف سے قبضہ نہ کیا ہو تو ایسی صورت میں شرعاً یہ ہبہ تام نہیں ہوگا اور وہ آدمی اس کا مالک نہیں ہوگا۔

اس تفصیل کے بعد آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ والد صاحب کا لکھا ہوا وصیت نامہ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زمین آپ کے والد صاحب نے اپنی حیات ہی میں آپ کو بطورِ بخشش دے دی ہے اور والد صاحب نے اپنی حیات ہی میں آپ کو زمین بطورِ بخشش دے کر مکمّل قبضہ بھی دے دیا ہے اور مالک بھی بنا دیا ہے۔ یا آپ (امتیاز بھائی) صغیر ہونے کی وجہ سے آپ کی طرف سے آپ کے ولی کے قبضہ کرنے کی وضاحت کر دی ہو تو اس زمین کے مالک آپ ہو، اس میں دیگر ورثاء کا حق نہیں رہے گا۔ اور اگر انھوں نے بخشش کر کے نہ تو آپ کو قبضہ دیا ہے اور نہ آپ کی طرف سے انھوں نے صغیر ہونے کی حالت میں قبضہ کیا ہو تو ایسی صورت میں آپ زمین کے مالک شمار نہیں ہوں گے اور

اس میں دیگر ورثاء کا بھی حق ہوگا۔

نوٹ: یہ مکمّل تفصیل اس صورت میں ہے جب کہ آپ کے والد صاحب نے آپ کو یہ کھیت اپنی حیات ہی میں بخشش کیا ہو اور قبضہ بھی دے دیا ہو۔ اور اگر مرنے کے بعد بخشش پر عمل کرنے کے لیے کہا ہو تو پھر اس کھیت میں تمام ورثاء کا حق ہوگا، کیوں کہ مرنے کے بعد دینے کی بات وصیت ہے اور وصیت ورثاء کے حق میں صحیح نہیں ہوتی۔

میراث کے مال میں سے حجِ بدل کرنا یا مورث کے لیے ایصالِ ثواب کرنا

سوال: (۵۵۳) مرحوم محمد قاسم سریگت کی زمین جی آئی ڈی سی میں چلی گئی، اس کی قیمت کے طور پر اب دو لاکھ چالیس ہزار (۲۴۰۰۰۰) روپیے ملے ہیں، ورثاء میں دو لڑکے، تین لڑکیاں اور میں (بیوی) ہوں۔ اس کی تقسیم شرعی اعتبار سے کیسے ہوگی؟ لڑکیاں کہتی ہیں کہ والد صاحب کی جانب سے حجِ بدل کرادی جائے، مرحوم کی اور کوئی رقم نہیں ہے، اب لڑکیوں کے حق کی رقم سے حج کرایا جائے، یا کسی غریب کو گھر بنانے میں مدد کی جائے، یا ہسپتال میں پانی کا بور بنایا جائے؟ کیا بہتر ہے؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... مذکور رقم دو لاکھ چالیس ہزار (۲۴۰۰۰۰) کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ مرحوم کی اہلیہ کو تیس ہزار (۳۰۰۰۰) اور مرحوم کے ہر ایک لڑکے کو ساٹھ ہزار (۶۰۰۰۰) اور مرحومہ کی ہر ایک لڑکی کو تیس ہزار (۳۰۰۰۰) دیے جائیں۔

مرحوم کی ملکیت میں سے ہر ایک لڑکی کو جو حصّہ ملا ہے (۳۰۰۰۰) وہ ان کا حق ہے، ان پیسوں کو وہ اپنی ضروریات میں بلا کسی حرج کے استعمال کر سکتی ہیں، اور اگر لڑکیاں اُن پیسوں کو مرحوم والد صاحب کے ایصالِ ثواب کے لیے صدقہ کرنا چاہیں تو بھی کر سکتی ہیں، اب اس صورت میں ان پیسوں سے حج کروایا جائے؟ یا غریب کا مکان بنایا جائے اس میں سے کونسا کام بہتر ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کے والد صاحب پر ان کی حیات میں حج فرض ہو چکی تھی لیکن وہ حج ادا نہ کر سکے ہوں تو ایسی صورت میں ان پیسوں سے حج کروانا بہتر ہے، جس سے ان کے ذمّے کا ایک فرض ساقط ہو، یہ ضروری ہے، اور اگر آپ کے والد صاحب پر حج فرض نہیں تھا تو ایسی صورت اُن پیسوں سے آپ کے غریب رشتے دار کا مکان بنایا جائے، یا اس کی کوئی دوسری ضرورت پوری کی جائے، یہ بہتر ہے، کیوں کہ صدقے میں رشتے دار کو ترجیح دینا ثابت ہے۔ (ترمذی: ۱۲۴/۲)

اور اگر آپ کے رشتے داروں میں ایسا کوئی ضرورت مند نہ ہو تو پھر دینی خدمت کرنے والے علماء اور دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ پر ان پیسوں کو خرچ کیا جائے یہ زیادہ بہتر ہے، جیسا کہ شامی اور عالمگیری میں لکھا ہے۔ ؎

اسی طرح احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ مشہور محدث اور فقیہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنا صدقہ طلبہ پر خرچ کرنے کو ترجیح دیتے تھے، لہٰذا طلبہ پر خرچ کیا جائے یہ بہتر ہے، اور اس کی بہتر شکل یہ ہے کہ ان پیسوں سے مدرسے میں کوئی صدقۂ جاریہ کا کام کیا جائے، جس سے وہاں کے علماء اور طلبہ فائدہ اٹھائیں اور آپ کے والد صاحب کو ہمیشہ کے لیے بہترین صدقے کا ثواب ملتا رہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جب کہ ورثاء میں ایک بیوی، تین لڑکیاں اور چار لڑکے ہوں

سوال: (۵۵۹) میرے والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے، ان کے ترکے میں مندرجۂ ذیل چیزیں ہیں: (۱) ایک مکان جس کی قیمت ساڑھے تین لاکھ (۳۵۰۰۰۰) روپیے ہیں۔ (۲) تین پلاٹ جن کی قیمت ساڑھے چار لاکھ (۴۵۰۰۰۰) روپیے ہیں۔ (۳) بارہ (۱۲) بیگہ زمین جس کی قیمت نو لاکھ (۹۰۰۰۰۰) ہے، ان تمام کی کل قیمت سترہ لاکھ (۱۷۰۰۰۰۰) روپیے ہوتی ہے، اور ورثاء میں والدہ، ایک باپ شریک (علّاتی) بہن، دو حقیقی بہنیں اور چار بھائی ہیں۔ تو مرحوم کا ترکہ ان ورثاء میں کیسے تقسیم ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... میراث کی تقسیم سے پہلے کے حقوق یعنی تجہیز و تکفین کا خرچ، مرحوم کے ذمے قرض ہو تو اس کی ادائیگی، مرحوم نے کوئی وصیت کی ہو تو ترکے کے ایک تہائی میں سے اس کا نفاذ، ان تینوں حقوق میں سے کوئی حق ادا کرنا باقی نہ ہو تو مذکور ترکہ سترہ لاکھ (۱۷۰۰۰۰۰) کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ مرحوم کی بیوی یعنی آپ کی والدہ کو دو لاکھ بارہ ہزار پانچ سو (۲۱۲۵۰۰) روپیے یا اتنے روپیوں کی کوئی ملکیت، مرحوم کے ہر ایک لڑکے کو یعنی آپ کو اور آپ کے ہر بھائی کو دو لاکھ ستّر ہزار چار سو چون (۲۷۰۴۵۴) روپیے یا اتنے روپیوں کی کوئی ملکیت، اور مرحوم کی ہر لڑکی کو یعنی آپ کی تینوں بہنوں دو حقیقی اور ایک باپ شریک بہن کو ایک لاکھ پینتیس ہزار دو سو ستائیس (۱۳۵۲۲۷)

؎ التصدق على العالم الفقير أفضل. (رد المحتار: ۲ / ص۳۵٤)

روپے یا اتنی قیمت کی کوئی ملکیت ملے گی۔

نوٹ: سترہ لاکھ (۱۷۰۰۰۰۰) میں تین روپے بچ جاتے ہیں جو حساب میں نہیں لیے گئے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بھائیوں نے جو زمین اپنے پیسوں سے خریدی ہو اس میں بہنوں کا حصّہ ہوگا؟

سوال: (۵۶۱) ہمارے والد صاحب کا ۱۳/ ۵/ ۱۹۶۲ء میں انتقال ہوگیا، اس وقت ہم گیارہ بھائی بہن تھے، وہ سب اب بھی ہیں، والد صاحب کے ذمّے کچھ قرض بھی تھا، زمین تین طرح کی تھی: (۱) مندر کی زمین (۲) سرکاری زمین (۳) کسٹوڈین زمین۔ جس کے مالک والد صاحب نہیں تھے، ان تینوں زمینوں کا ہر سال کرایہ ادا کیا جاتا، یہ کرایہ ہم ادا کرتے تھے، اس کے علاوہ دوسرا کاروبار کر کے اپنا گزران چلایا جاتا، آہستہ آہستہ سب بھائی بہنوں کی شادیاں ہوگئیں اور ہر ایک اپنے اپنے اعتبار سے سیٹ ہوگئے، جیسے ہی ہم پانچ بھائیوں کے پاس انتظام ہوا تو ہم نے اس زمین کو خرید لیا، آج بھی یہ زمین ہم پانچ بھائیوں کی ملکیت میں ہے، تو کیا اس میں ہماری بہنوں کا حصّہ ہوگا؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... مذکورہ زمینیں اگر تم بھائیوں نے والد صاحب کے انتقال کے بعد اپنے الگ کاروبار کی کمائی سے خریدی ہوں تو وہ تم بھائیوں کی ملکیت شمار ہوگی، شرعی اعتبار سے ان میں تمھاری بہنوں کا کوئی حصّہ نہیں ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ: ۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جب کہ ورثاء میں دو لڑکے اور چار لڑکیاں ہوں

سوال: (۵۶۶) ہم کل چھ بھائی بہن ہیں، ایک بھائی اگلی ماں سے ہے، باقی ایک بھائی اور چار بہنیں ایک ماں سے ہیں۔ ہمارے والدین کا انتقال ہوگیا ہے، میرے والد کی ملکیت کا ایک مکان ہے، چار بیگہ کا ایک کھیت ہے اور ایک کھیت ڈیڑھ بیگہ کا ہے، اور چھ پلاٹ ہیں، والد صاحب کا پہلے انتقال ہوگیا ہے، ایک پلاٹ والدہ نے وصیت سے میرے ایک بھانجے کو دیا ہے، اور ڈیڑھ بیگہ کا کھیت میری چھوٹی بہن کو بطورِ میراث دیا ہے۔

میری والدہ کو میرے ماموں کی طرف سے سات بیگہ کا ایک کھیت ملا ہے، اور ابھی ایک مکان

ہے جو میرے ماموں نے میری والدہ کو بنا کر دیا تھا، جس میں وہ رہتے ہیں، وہ سات بیگہ زمین جو میرے ماموں کی طرف سے ملی ہے اس میں ہم بہنیں بھائیوں کے پاس سے حصّہ مانگ رہی ہیں، ہمارا حقیقی بھائی ہمیں زمین میں سے حصّہ دینے سے منع کر رہا ہے، تو شرعی اعتبار سے تقسیم کیسے ہوگی؟ والد صاحب کی ملکیت میں سے کتنا ملے گا؟ ماموں کی طرف سے ملی ہوئی زمین میں سے کتنا ملے گا؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......اب جب کہ آپ کے والدین کا انتقال ہوگیا ہے تو ان دونوں کی ملکیت (والد کی ملکیت میں گھر، زمین، پلاٹ اور والدہ کی ملکیت میں ماموں کی طرف سے ملی ہوئی زمین، اسی طرح ماموں کی طرف سے بنایا ہوا مکان یہ مکمّل ملکیت) دونوں کے ورثاء کو مندرجۂ ذیل اعتبار سے ملے گی۔

آپ کے حقیقی بھائی کو والدین کی کل ملکیت میں سے ۲۶.۴٪ حصے ملیں گے، آپ کی اگلی ماں کے لڑکے کو ۲۱.۸۸ اور ہر ایک بہن کو ۱۳.۲ حصے ملیں گے۔

(۱) حقیقی بھائی کو ۲۶.۴٪

(۲) اگلی ماں کے لڑکے کو ۲۱.۸۸٪

(۳) بہن کو ۱۳.۲٪

(۴) بہن کو ۱۳.۲٪

(۵) بہن کو ۱۳.۲٪

(۶) بہن کو ۱۳.۲٪

آپ کے ماموں نے آپ کی والدہ کو جو کھیت دیا تھا اس میں تم بہنوں کا بھی حق ہے، بھائی انکار نہیں کرسکتا، ورنہ آخرت میں پکڑ ہوگی۔

نوٹ: آپ کی والدہ نے جو پلاٹ اپنے بھانجے کو دینے کی وصیت کی ہے اسی طرح والدہ نے آپ کی چھوٹی بہن کو جو زمین دی ہے وہ صحیح نہیں ہے، کیوں کہ آپ کے والد کے انتقال کے بعد وہ صرف آپ کی والدہ کی ملک نہیں ہے، بلکہ تم سب ورثاء کا حق تھا، لہٰذا صرف آپ کی والدہ کے دینے سے وہ ان کا نہیں ہوجائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جب کہ ورثاء میں دولڑکے، دولڑکیاں اور ایک بیوی ہو اور ترکہ بیس ہزار ہو

سوال: (۵۶۹) ایک شخص کے پاس بیس ہزار روپیے ہیں، ان کے دولڑکے، دولڑکیاں اور ایک بیوی ہے، تو ہر ایک کے حصے میں کتنے روپیے آئیں گے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... مذکورہ بیس ہزار میں سے میراث کی تقسیم سے پہلے کے شرعی حقوق کی ادائیگی باقی نہ ہو تو مذکورہ ورثاء میں اس کی تقسیم شرعی اعتبار سے اس طرح ہوگی کہ مرحوم کی بیوی کو دو ہزار پانچ سو (۲۵۰۰) مرحوم کے ہر ایک لڑکے کو پانچ ہزار آٹھ سو تینتیس روپیے اور تیس پیسے (۵۸۳۳.۳۰) اور مرحوم کی ہر ایک لڑکی کو دو ہزار نو سو سولہ روپیے اور پینسٹھ پیسے (۲۹۱۶.۶۵)

(۱) مرحوم کی بیوی کو ۲۵۰۰ روپیے
(۲) لڑکا ۵۸۳۳.۳۰
(۳) لڑکا ۵۸۳۳.۳۰
(۴) لڑکی ۲۹۱۶.۶۵
(۵) لڑکی ۲۹۱۶.۶۵
۱۹۹۹۸

نوٹ: دس پیسے بچ جاتے ہیں جو حساب میں نہیں لیے گئے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

۷۰ بیگہ زمین تین لڑکوں اور چار لڑکیوں میں کس طرح تقسیم ہوگی؟

سوال: (۵۷۰) ایک شخص کی ۷۰ بیگہ زمین ہے، ان کے تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں، تو ہر ایک کے حصے میں کتنی زمین آئے گی؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... مذکور شخص کے ورثاء میں مذکورہ تین لڑکے اور چار لڑکیوں کے علاوہ دیگر کوئی ورثاء نہ ہوں اور مذکور ۷۰ بیگہ زمین میں کسی دوسرے کا کوئی حق نہ ہو تو مذکور زمین کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ ہر ایک لڑکے کو ۱۴-۱۴ بیگہ اور ہر لڑکی کو ۷-۷ بیگہ زمین ملے گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جب کہ ورثاء میں ایک بیوی، دولڑکے اور پانچ لڑکیاں ہوں

سوال: (۱۷۵) میرے والد صاحب یوسف ابراہیم پٹیل کا انتقال ۱۴/۱/۱۹۷۶ء کو ہوا تھا، ان کی ملکیت کی دیکھ بھال اس وقت ان کی بیوی عائشہ کر رہی ہے اور اس پر ان کا قبضہ بھی ہے۔

یوسف ابراہیم پٹیل کی کل تین شادیاں ہوئی تھیں، اگلی دونوں بیویوں کا انتقال ہوگیا ہے، ان کے بطن سے جو اولاد تھی وہ حیات ہے، اور تیسری بیوی عائشہ حیات ہے، ان کے بطن کی تمام اولاد بھی حیات ہے، تو شرعی اعتبار سے ملکیت کس کے حصے میں کتنی آئے گی؟ اسی طرح تیسری بیوی جو حیات ہے اس کا حق لگے گا یا نہیں؟

تیسری بیوی عائشہ کے ساتھ شادی کے وقت مرحوم یوسف بھائی نے ان کو کچھ ملکیت بطورِ بخشش دی تھی، اس کا دستاویز بھی موجود ہے، اس بخشش والی ملکیت میں کس کا حق لگے گا؟ جو ورثاء حیات ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) عمیرہ یوسف پٹیل، مرحوم کی پہلی بیوی کی اولاد: (۱) فاطمہ (۲) زبیدہ (۳) ابراہیم۔

(۲) عائشہ یوسف پٹیل مرحوم کی دوسری بیوی کی اولاد: (۱) حمیدہ۔

(۳) عائشہ یوسف پٹیل مرحوم کی تیسری بیوی کی اولاد: (۱) آمنہ (۲) سارہ (۳) سلیمان۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......مرحوم نے انتقال کے وقت جو ملکیت چھوڑی ہے اس میں تقسیم میراث سے پہلے کے حقوق (تجہیز وتکفین کا خرچ، قرض کی ادائیگی اور ایک تہائی مال میں سے وصیت نافذ کرنا اگر وصیت کی ہو) کی ادائیگی کے بعد جو مال بچے اس کی تقسیم شرعی اعتبار سے اس طرح ہوگی کہ سب سے پہلے کل ملکیت کے برابر آٹھ حصے کیے جائیں، اس میں سے آٹھواں حصّہ مرحوم کی (تیسرے نمبر کی) بیوی عائشہ کو دیا جائے، پھر جو سات حصے بچتے ہیں ان کے برابر نو (۹) حصے کیے جائیں، ان میں سے ۲-۲ حصے دونوں لڑکوں کو اور ۱-۱ حصّہ پانچ لڑکیوں کو دیا جائے۔

دوسری ترتیب یہ بھی ہے کہ کل ملکیت کے برابر بہتر (۷۲) حصے کیے جائیں، ان میں سے نو حصے مرحوم کی بیوی عائشہ کو، ۱۴-۱۴ حصے ہر ایک لڑکے کو اور ۷-۷ حصے ہر ایک لڑکی کو دیے جائیں۔

مرحوم نے اپنی حیات میں اپنی تیسرے نمبر کی بیوی عائشہ کو جو ملکیت بطورِ بخشش دی ہے اگر مرحوم نے اپنی حیات ہی میں اس کا مکمّل قبضہ بھی دے دیا ہو تو اب یہ مکمّل عائشہ بہن کی ہی ملکیت شمار

ہوگی، اس میں کسی دوسرے کا کوئی حق نہیں رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

دادی کا اپنے بیٹوں کے لیے وصیت کرنا

سوال: (۵۷۲) میری مرحومہ دادی کے میرے پاس گیارہ ہزار روپیے ہیں جو مجھے ان کی وصیت کے حساب سے تقسیم کرنے ہیں، مجھے انھوں نے وصیت کی تھی کہ میں رہوں تب تین لڑکوں میں تقسیم کر دیے جائیں۔(لڑکوں سے مُرادمیرے چچا یعنی میری دادی کے تین لڑکے) میری دادی کے اپنے چار لڑکے تھے، ایک کا پہلے انتقال ہوگیا تھا، اور دولڑکیاں ہیں، میرے دادا کی اگلی بیویوں کی تین لڑکیاں ہیں،تو یہ گیارہ ہزار کس وصیت کے اعتبار سے تقسیم کیے جائیں؟ نیز ان ہی گیارہ ہزار کی وصیت میری ماں نے کی تھی، جس میں تین لڑکوں اور ایک لڑکی کو(اس سے مُراد دادی کے لڑکے کی لڑکی ہے) میری دادی کے انتقال کے وقت جو ورثاء موجود تھے ان ہی کو لکھا ہے، میرے دادا کا انتقال ۱۹۶۴ء میں ہوا، میری دادی سے میرے دادا کے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے، دوسری بیویوں سے تین لڑکیاں حیات ہیں، میرے دادا کی دوسری بیویوں کا دادا سے پہلے انتقال ہوا ہے۔

میری دادی کے لڑکے	دادا کی اگلی بیویوں سے لڑکیاں	میری دادی سے لڑکیاں
(۱) اسماعیل پٹیل	(۱) فاطمہ	(۱) حافظہ
(۲) احمد پٹیل	(۲) حوّا	(۲) زبیدہ
(۳) ابراہیم پٹیل	(۳) خدیجہ	

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......شرعی اعتبار سے آپ کی دادی کے ورثاء ان کے تین لڑکے اور دولڑکیاں (حافظہ اور زبیدہ) شمار ہوں گے، اور شرعی اعتبار سے ورثاء کے لیے وصیت کرنا درست نہیں ہے، لہٰذا آپ کی دادی کے اِن گیارہ ہزار روپیوں کو وصیت کے اعتبار سے تقسیم نہیں کیا جائے گا، بلکہ میراث کے طور پر تقسیم کیا جائے گا، وہ تقسیم اس طرح ہوگی کہ ہر ایک لڑکے کو دو ہزار سات سو پچاس (۲۷۵۰) اور ہر لڑکی کو ایک ہزار تین سو پچھتّر (۱۳۷۵) روپیے دیے جائیں۔

(۱) اسماعیل: ۲۷۵۰۔ (۲) احمد: ۲۷۵۰۔ (۳) ابراہیم: ۲۷۵۰۔ (۴) حافظہ: ۱۳۷۵۔ (۵) زبیدہ: ۱۳۷۵۔اس طرح کل رقم گیارہ ہزار (۱۱۰۰۰) مکمّل ہوجائے گی۔

آپ کے دادا کی اگلی بیویوں کی لڑکیوں کو آپ کی دادی کی ملکیت میں سے میراث کے طور پر

کچھ نہیں ملے گا، ہاں دادا کی ملکیت میں سے ان کو ملے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شوہر کا اپنی حیات میں جائداد بیوی کے نام کر دینا

سوال: (۵۷۳) میرے نانا خسر کا انتقال ہوگیا ہے، انھوں نے اپنی حیات میں اپنی ملکیت میری نانی ساس (ان کی بیوی) کے نام پر کر کے ان کو قبضہ بھی دے دیا تھا، اس کے بعد میری نانی ساس نے اپنی حیات ہی میں وہ ملکیت میری ساس کے نام کر کے ان کو دے دی تھی، اب میری ساس کا بھی انتقال ہوگیا ہے، تو اس ملکیت میں کس کا کتنا حق ہوگا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مطلوب ہے۔

نوٹ: میرے نانا خسر کے ورثاء میں اُس وقت ان کی بیوی (میری نانی ساس) ان کے دو لڑکے اور تین لڑکیاں حیات تھے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......آپ کے نانا خسر نے اپنی حیات ہی میں اپنی ملکیت پورے ہوش وحواس اور تندرستی کی حالت میں آپ کی نانی ساس کو دے کر ان کے نام کر کے قبضہ بھی مکمّل دے دیا ہو تو شرعی اعتبار سے اُس ملکیت کی مالکہ آپ کی نانی ساس ہے، اس ملکیت میں دیگر ورثاء میں سے کسی کا حق نہیں ہوگا۔

پھر جب آپ کی نانی ساس نے وہ ملکیت اپنی حیات میں پورے ہوش وحواس کے ساتھ تندرستی کی حالت میں آپ کی ساس کو دے دی اور اس کا قبضہ بھی دے دیا تو اب شرعی اعتبار سے اس ملکیت کی مالکہ آپ کی ساس ہے، لہٰذا اس میں کسی کا کوئی حق نہیں رہے گا۔

اب آپ کی ساس نے یہ ملکیت اپنی حیات میں اپنے ورثاء میں سے کسی کو دے کر اس کے نام کر کے اس کا قبضہ بھی دے دیا ہو تو اب یہ ملکیت اسی وارث کی ملک شمار ہوگی، اس میں کسی اور وارث کا حق نہیں رہے گا۔

اور اگر آپ کی ساس نے یہ ملکیت کسی وارث کو نہ دی ہو اور وہ ان کی ملکیت ہی میں تھی اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہوا ہو تو پھر اس ملکیت کو آپ کی ساس کے ورثاء میں تقسیم کی جائے گی۔ وہ تقسیم اس طرح ہوگی کہ سب سے پہلے اس ملکیت کے برابر سات (۷) حصے کیے جائیں، ان میں سے ۲-۲

حصے ان کے ہر ایک لڑکے (ایوب ومحمود) کو اور ایک۔ایک حصہ ان کی لڑکیاں (زبیدہ، رشیدہ، رُقیہ) کو دیا جائے۔(کتب فقہ وفرائض) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

وارث کے انتقال کے بعد میراث تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے سرکاری قانون کے حساب سے میراث بیوی کے نام کردی گئی تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۷۴) کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام مندرجہٗ ذیل مسئلے کے بارے میں کہ میرے نانا خسر کی ملکیت ان کی وفات کے بعد ورثاء میں تقسیم نہ کرنے کی وجہ سے سرکاری قانون کے حساب سے میری نانی ساس کے نام کردی گئی، اس کے بعد میری نانی ساس نے یہ ملکیت اپنی حیات میں ہی میری ساس کے نام کردی، اب میری نانی ساس اور ساس دونوں کا انتقال ہوگیا ہے، سوال یہ ہے کہ اس ملکیت میں کس کو کتنا حق ملے گا؟

نوٹ: میرے نانا خسر کے ورثاء میں ان کی بیوی، دولڑکے (محمد وابراہیم) تین لڑکیاں (فاطمہ، زلیخا، عائشہ) حیات تھے۔پھر جب میری نانی ساس کا انتقال ہوا تو ان کے ورثاء میں صرف ابراہیم اور عائشہ حیات تھے، جواب بھی حیات ہیں۔

محمد کے ورثاء میں تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔اور فاطمہ کے ورثاء میں دولڑکے اور تین لڑکیاں ہیں، عائشہ کے ورثاء میں چارلڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......مذکورہ صورت میں آپ کے نانا خسر کی ملکیت ان کے ورثاء میں شرعی اعتبار سے تقسیم ہوگی، سرکاری قانون کے حساب سے ملکیت کسی کے نام ہونے سے اس کی شمار نہیں ہوگی، لہٰذا ملکیت کی تقسیم شرعی اعتبار سے آپ کے نانا خسر کے ورثاء میں اس طرح ہوگی کہ کل ملکیت کے برابر چوبیس (۲۴) حصے کیے جائیں، جن میں سے آٹھ (۸) حصے ابراہیم کو، چھ (۶) حصے محمد کو، چار (۴) حصے عائشہ کو، تین (۳) حصے زلیخا کو اور تین (۳) حصے فاطمہ کو دیے جائیں گے۔

اب مذکورہ ملکیت میں سے محمد کو جو چھ حصے ملے ہیں وہ محمد کے ورثاء (تین لڑکے اور چار لڑکیوں) میں اس طرح تقسیم ہوں گے کہ اِن چھ (۶) حصوں کے کل دس (۱۰) حصے کیے جائیں، ان میں سے ہر لڑکے کو ۲۔۲ حصے اور ہر لڑکی کو ایک۔ایک حصہ دیا جائے۔اور فاطمہ کو جو تین حصے ملے ہیں

ان حصوں کو فاطمہ کے ورثاء (دولڑکے اور تین لڑکیوں) میں اس طرح تقسیم کیے جائیں کہ اُن تین حصوں کے کل سات حصے کیے جائیں، جن میں سے ہرلڑکے کو ۲-۲ حصے اور ہرلڑکی کو ایک -ایک حصّہ دیا جائے۔

اور زلیخا کو جو تین حصے ملے ہیں وہ ان کے ورثاء (چارلڑکے اور تین لڑکیوں) میں اس طرح تقسیم ہوں گے کہ تین حصوں کے کل گیارہ حصے کیے جائیں، ان میں سے ۲-۲ حصے ہرلڑکے کو اور ایک -ایک ہرلڑکی کو دیا جائے۔ (کتب فقہ وفرائض) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیراحمد دیولوی غفرلہٗ

جب کے ورثاء میں ایک بیوی، پانچ لڑکے اور دولڑکیاں ہوں

بہنوں کو حق میراث نہ دینے کے بارے میں وعید

سوال: (۵۸۶) ایک شخص کے انتقال کے بعد اس کی میراث کی زمین تقسیم نہیں کی گئی، لیکن اس زمین کی پیداوار اِس سال (سالِ رواں) ۶۱۶۰ روپیے کی ہوئی ہے، مرحوم کے ورثاء میں پانچ لڑکے، دولڑکیاں اور ایک بیوی ہے، مذکورہ رقم کی تقسیم ورثاء کے درمیان شرعی اعتبار سے کیسے ہوگی؟

نیز اس دور میں لوگ عموماً بہنوں کو حق میراث نہیں دیتے، تو حق میراث نہ دینے پر قرآن و حدیث میں کیا وعیدیں آئی ہیں وہ بیان فرمائیں۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... مذکور زمین کی پیداوار کی تقسیم مذکور ورثاء میں شرعی اعتبار سے اس طرح ہوگی کہ مرحوم کی بیوی کو بارہ (۱۲) حصے، ایک لڑکے کو چودہ (۱۴) حصے اور ایک لڑکی کو سات (۷) حصے دیے جائیں گے۔

اِس تفصیل کے مطابق مذکورہ پیداوار کی قیمت ۶۱۶۰ ورثاء میں شرعی اعتبار سے اس طرح ہوگی کہ مرحوم کی بیوی کو سات سوستّر (۷۷۰) روپیے، مرحوم کے ہرلڑکے کو آٹھ سو اٹھانوے روپیے اور تیس پیسے (۸۹۸.۳۰) اور ہرلڑکی کو چارسواُنچاس روپیے پندرہ پیسے (۴۴۹.۱۵) ملیں گے۔

میراث کی تقسیم کے سلسلے میں شریعت کا حکم نہ ماننا اور لڑکیوں کو حصّہ نہ دینا سخت گناہ کا کام ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں تقسیم میراث کے قانون وقواعد بیان کرکے صاف صاف فرمادیا کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا (یہاں مُراد خاص طور پر تقسیم میراث کے سلسلے میں) اور

اس کی حدود سے آگے بڑھ جائے گا تو وہ جہنّم میں ڈال دیا جائے گا اور اس کے لیے ذلّت کا عذاب ہے۔[1]

معلوم ہوا کہ بہنوں کو ان کا حق نہ دینا کتنا خطرناک ہے، اسی طرح ایک حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو میراث سے محروم رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنّت سے محروم رکھے گا، لہٰذا بہنوں کا حق دینا ضروری ہے، ان کو ان کا حق نہ دینا اور ہڑپ کر جانا حرام ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جب کہ ورثاء میں سات لڑکے اور تین لڑکیاں ہوں اور ترکہ ۵۵ لاکھ ہو

سوال: (۵۹۵) ہمارے والد صاحب کی ملکیت ۵۵ لاکھ ہے، ہم سات بھائی اور تین بہنیں ہیں، ہماری والدہ کا انتقال دو دِن پہلے ہوا ہے، والدہ نے اپنی حیات میں اپنا حصّہ تین بہنوں کے لیے وصیت کر دیا ہے، تو اب وصیت کتنے میں نافذ ہوگی؟ اور ہر ایک بھائی کو کتنا حصّہ ملے گا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب مطلوب ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... آپ کی بہنیں آپ کی والدہ کی وارث ہیں، اور شرعی اعتبار سے وارث کے لیے وصیت درست نہیں ہے، لہٰذا آپ کی والدہ نے آپ کی بہنوں (لڑکیوں) کو اپنے حصے کی جو وصیت کی ہے وہ درست نہیں ہے۔

البتہ تمام ورثاء (تمام لڑکے) والدہ کی اس وصیت پر عمل کرنے کے لیے رضامند ہوں تو اس شرط کے ساتھ کہ تمام ورثاء بالغ ہوں (کیوں کہ نابالغ کی رضامندی معتبر نہیں) تو اس پر عمل ہوسکتا ہے، لہٰذا آپ تمام ورثاء کو معلوم کر کے بتاؤ کہ تمام راضی ہیں یا نہیں؟ تا کہ اس اعتبار سے تقسیم ہوسکے۔

وارث کے لیے وصیت کو درست نہ مانتے ہوئے ملکیت کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ تقسیم میراث سے پہلے کے تمام حقوق (جیسا کہ کفن دفن کا خرچ، مرحوم کے ذمّے کچھ قرض ہو تو اس کی ادائیگی، غیر وارث کے لیے کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں اس کو نافذ کرنا) ادا کرنے کے بعد جو مال ملکیت بچے اس کے کل سترہ (۱۷) حصے کیے جائیں، ۲-۲ حصے ہر ایک لڑکے کو اور ایک-ایک حصّہ ہر ایک لڑکی

---

[1] ﴿وَمَنۡ يَّعۡصِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوۡدَهٗ يُدۡخِلۡهُ نَارًا خَالِدًا فِيۡهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ۝۱۴﴾ [النساء : ١٤]

کو دیا جائے۔

اس تفصیل کے مطابق پچپن لاکھ (۵۵۰۰۰۰۰) کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ ہر ایک لڑکے کو چھ لاکھ سینتالیس ہزار اٹھاون روپیے اور اسّی پیسے (۶۴۷۰۵۸.۸۰) اور ہر ایک لڑکی کو تین لاکھ تیئیس ہزار پانچ سو اُنتیس روپیے اور چالیس پیسے (۳۲۳۵۲۹.۴۰) دیے جائیں، یا اتنی پیسوں کی ملکیت دی جائے۔ یہ تقسیم اس صورت میں ہے جب کہ آپ کی والدہ کی وصیت کو پورا کرنے پر ورثاء رضامند نہ ہوں، اگر تمام ورثاء رضامند ہوں اور بالغ بھی ہوں تو اس ملکیت کی تقسیم اس اعتبار سے نہیں ہوگی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جب کہ ورثاء میں چار لڑکے اور ایک لڑکی ہو

سوال: (۵۹۸) مرحوم ابراہیم یوسف سریگت کا انتقال ۱۱/ ۳/ ۱۹۸۶ء میں ہوا تھا، مرحوم کی دو بیویاں تھیں، پہلی بیوی کا نام راجو بہن تھا، جن کا انتقال مرحوم کی حیات میں ہوا تھا، ان سے مرحوم کے تین لڑکے (۱) محمد (۲) یعقوب (۳) یوسف تھے۔ مرحوم کی دوسری بیوی جن کا نام رسول بی بی تھا ان کا بھی مرحوم کی حیات ہی میں انتقال ہوگیا تھا، ان سے ایک لڑکا اسماعیل اور ایک لڑکی زبیدہ ہیں۔

مرحوم کی ملکیت کا ایک مکان ہے، جس میں دونوں بیویوں کی اولاد رہتی ہے، مرحوم نے یہ مکان اپنی دوسری بیوی رسول بی بی کو بخشش نامہ لکھ کر دیا ہے، لیکن سرکاری دفتر میں نام مرحوم ہی کا ہے، مرحوم نے اپنے انتقال سے پہلے ایک تحریر لکھ کر دی تھی کہ یہ مکان دونوں بیویوں کی تمام اولاد کا ہے۔

نوٹ: مرحوم نے اپنی دوسری بیوی رسول بی بی کو مکان بغیر قبضہ دیے بخشش کیا تھا، دوسرا یہ کہ اس مکان کے چار کمروں میں چار الگ الگ بھائی رہتے تھے، اب پوچھنا یہ ہے کہ مرحوم کی مذکورہ ملکیت کے کتنے حصے ہوں گے؟ اور کس کو کتنا حصّہ ملے گا؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... شرعی اعتبار سے بخشش درست ہونے کے لیے مکمّل قبضہ دینا شرط ہے۔[1]

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں جب مرحوم نے رسول بی بی کو مکمّل قبضہ نہیں دیا تھا تو شرعی اعتبار سے یہ

---

[1] شرائط صحتها في الموهوب أن يكون مقبوضا، غير مشاع، مميزا، غير مشغول.
(الشامي: ۵ / ۶۸۸)

بخشش درست نہیں ہے، لہٰذا مرحوم کا مکان صرف رسول بی بی کا شمار نہیں ہوگا، بلکہ اس میں مرحوم کے تمام ورثاء (دونوں بیویوں کی اولاد) کا حق ہوگا، اس میں مرحوم کی تحریر سے کچھ فرق نہیں ہوگا، شرعی اعتبار سے مکان کی تقسیم ورثاء میں اس طرح ہوگی کہ سب سے پہلے اس مکان کے برابر نو (۹) حصے کیے جائیں، اس میں سے ۲-۲ حصے ہر ایک لڑکے کو اور ایک حصّہ لڑکی کو دیا جائے۔

اسی سوال وجواب سے ملحق ایک سوال وجواب یہ ہے:

سوال: (۶۰۰) میرے والد صاحب اسماعیل ابراہیم سریگت نے میری والدہ رسول بی بی کو پلاٹ نمبر ۱۲۰ والا مکان جو ابھی میرے پاس ہے، میں اس میں رہتا ہوں، بخشش کر کے قبضہ بھی دے دیا تھا، اور والد صاحب کی حیات میں ان کے ایک لڑکے یعقوب ابراہیم کا انتقال ہو گیا تھا تو کیا ان کی لڑکی کو مذکورہ ملکیت میں سے حق ملے گا؟ بقیہ تفصیل ماقبل کے سوال کے مطابق ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا...... اس ملکیت کے سلسلے میں محمد بن ابراہیم سریگت کی طرف سے فتویٰ پوچھا گیا تھا، ان کی دی گئی تفصیل کے مطابق جواب دیا گیا تھا، لیکن اسماعیل بن ابراہیم سریگت نے پوچھا ہوا سوال اور ان کی طرف سے پیش کردہ دستاویزی تفصیل سے معلوم ہوا کہ ان کے والد نے اسماعیل سریگت کی والدہ کو مکان اپنی حیات میں بخشش کر دیا ہے اور اس کا قبضہ بھی دے دیا ہے۔

لہٰذا اوپر سوال میں پوچھی گئی صورت کا جواب یہ ہے:

(۱) باپ کی حیات میں انتقال کر جانے والے لڑکے کی لڑکی کا اِس مکان اور دوسری کسی ملکیت میں حصّہ نہیں ہوگا۔

(۲) مکان جب ابراہیم سریگت نے اپنی بیوی رسول بی بی کو اپنی حیات میں بخشش کر کے اس کا مکمّل قبضہ بھی دے دیا تھا تو اب یہ مکان ان کی ملکیت شمار ہوگا، ان کے انتقال کے بعد مکان ان کے کے ورثاء (اسماعیل اور زبیدہ) کا شمار ہوگا، اِس مکان میں ان کے علاوہ کسی کا کوئی حصّہ نہیں رہے گا، حتیٰ کہ یوسف اور ہاجر کا بھی کوئی حق نہیں رہے گا۔

مذکورہ دونوں سوالوں کا خلاصہ:

اِس مکان کے سلسلے میں پہلے محمد بن ابراہیم سریگت صاحب نے فتویٰ پوچھا تھا، اس کے بعد اسی مکان کے متعلّق فتویٰ اسماعیل بن ابراہیم سریگت صاحب نے پوچھا تھا، دونوں حضرات کو ان کے

سوالات کو مدّنظر رکھتے ہوئے جواب دیا گیا تھا، لیکن بعد میں پوری تفصیل سامنے آنے سے معلوم ہوا کہ دونوں کے سوالات میں مکمّل تفصیل ذکر نہیں کی گئی تھی۔

جیسا کہ یعقوب کا انتقال باپ سے پہلے ہو گیا تھا، رسول بی بی کا انتقال بھی ابراہیم بھائی سے پہلے ہو گیا تھا، ابراہیم بھائی نے مکان کا مکمّل قبضہ رسول بی بی کو سپرد کر دیا تھا، اب جب مکمّل تفصیل سامنے آ گئی ہے تو اس کا حکم شرعی اعتبار سے اس طرح ہوگا:

(۱) ابراہیم بھائی نے رسول بی بی کو اپنی حیات ہی میں مکمّل قبضہ دے دیا تھا، لہٰذا یہ مکان رسول بی بی کا شمار ہوگا۔

(۲) رسول بی بی کے انتقال کے بعد یہ مکان ان کے ورثاء (ابراہیم بھائی جب وہ حیات تھے، اسماعیل، زبیدہ) میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ مکان کے چار برابر حصے کیے جائیں، ایک حصّہ ابراہیم بھائی کو، دو حصے اسماعیل بھائی کو اور ایک حصّہ زبیدہ کو دیا جائے۔

(۳) پھر ابراہیم بھائی کو جو چوتھا حصّہ ملا ہوا ہے اس کو ان کے ورثاء (محمد، یوسف، اسماعیل، زبیدہ) میں اس طرح تقسیم کیا جائے کہ اس ایک حصے کے سات (۷) برابر حصے کیے جائیں، ان میں سے ۲-۲ حصے ہر ایک لڑکے کو اور ایک حصّہ ایک لڑکی کو دیا جائے۔

دوسرے اعتبار سے مکان کے کل ۲۸ حصے کیے جائیں، ۱۶ حصے اسماعیل بھائی کو، ۸ حصے زبیدہ کو، ۲ حصے محمد کو اور ۲ حصے یوسف کو دیے جائیں۔ ان میں سے اگر کسی نے تخارج کیا ہو (اپنے حق کے بدلے میں کوئی چیز لے کر الگ ہو گیا ہو) تو اس کا اس میں کوئی حصّہ رہے گا نہیں۔

(۴) یعقوب کا انتقال والد صاحب کی حیات میں ہو گیا تھا اس لیے اس کو اور اس کی اولاد کو اس میں سے کچھ ملے گا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جب کہ ورثاء میں ایک بیوی، دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہوں

سوال: (۶۰۵) ایک شخص کا انتقال ہوا ہے، ان کی ملکیت میں ۲۰ ہزار روپیے ہیں، ورثاء میں ایک بیوی، دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں، تو تقسیم کس طرح ہوگی؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... مرحوم کے ترکے ۲۰ ہزار روپیے میں تقسیم میراث سے پہلے کے حقوق (کفن دفن کا خرچ، قرض، مرحوم نے اگر وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں سے اس کا نفاذ) میں

سے کسی حق کی ادائیگی باقی نہ ہو تو اس رقم کی تقسیم مذکورہ ورثاء میں شرعی اعتبار سے اس طرح ہوگی کہ سب سے پہلے رقم کے اڑتالیس حصے کیے جائیں، ان میں سے چھ حصے مرحوم کی بیوی کو، پھر ۱۴۔ ۱۴ حصے مرحوم کے دو بیٹوں کو اور ۷۔ ۷ حصے مرحوم کی دونوں بیٹیوں کو دیے جائیں، اس حساب سے ہر وارث کو نقد رقم اس طرح ملے گی:

(۱) مرحوم کی بیوی کو (۲۵۰۰) دو ہزار پانچ سو روپے

(۲) مرحوم کا لڑکے کو (۵۸۳۳.۲۰) پانچ ہزار آٹھ سو تینتیس روپے اور بیس پیسے

(۳) مرحوم کا لڑکے کو (۵۸۳۳.۲۰) پانچ ہزار آٹھ سو تینتیس روپے اور بیس پیسے

(۴) مرحوم کی لڑکی کو (۲۹۱۶.۶۰) دو ہزار نو سو سولہ روپے اور بیس پیسے

(۵) مرحوم کی لڑکی کو (۲۹۱۶.۶۰) دو ہزار نو سو سولہ روپے اور بیس پیسے

نوٹ: اس میں چالیس پیسے بچتے ہیں جو حساب میں نہیں لیے گئے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہ

جب کہ ورثاء میں ایک بیوی، چھ لڑکیاں اور ایک لڑکا ہو

سوال: (۶۰۷) ترکے میں ایک مکان ہے جس میں فی الحال رہتے ہیں، ایک وہ مکان جہاں جانور باندھے جاتے ہیں اور گھاس چارا بھرا جاتا ہے، ۱۱۸ ایکر اور ۷ ۳ گونٹھے زمین کیارا (وہ زمین جو چاول بونے کے لیے خاص ہو) ساڑھے سات گونٹھے بیڈ (وہ زمین جو گھاس چارے کے لیے خاص ہو) پونے دو بیگہ، سوگر کمپنی وٹاریا کے تین شیر ہیں۔

ورثاء کی تفصیل اس طرح ہے: (۱) بیوی زبیدہ احمد پٹیل (۲) چھ لڑکیاں: شمیمہ، فریدہ، صفیہ، اسماء، نجمہ، نسیمہ (۳) لڑکا: ابراہیم۔

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا...... مرحوم کے ترکے (گھر، زمین اور شیر) میں تقسیم میراث سے پہلے کے حقوق (کفن، دفن کا خرچ، قرض کی ادائیگی، ایک تہائی مال میں سے وصیت) کی ادائیگی باقی نہ ہو تو ترکے کی تقسیم شرعی اعتبار سے اس طرح ہوگی کہ سب سے پہلے اس ملکیت کی قیمت طے کی جائے، پھر اس قیمت کے برابر ۶۴ حصے کیے جائیں، ان میں سے آٹھ حصے مرحوم کی بیوی کو دیے جائیں، (یا تو اتنے روپیے یا اس قیمت کے برابر ملکیت دی جائے) پھر جو ۵۶ حصے بچ گئے ان میں سے

سات ۔سات حصے کے بقدر روپیہ یا اس کے برابر ملکیت مرحوم کی ہر ایک لڑکی کو دی جائے، اور چودہ حصے مرحوم کے لڑکے کو (یا تو اتنے روپیہ یا اس قیمت کے برابر ملکیت) دی جائے۔

(۱) مرحوم کی بیوی زبیدہ کو آٹھ (۸) حصے

(۲) مرحوم کی لڑکی شمیمہ کو سات (۷) حصے

(۳) مرحوم کی لڑکی فریدہ کو سات (۷) حصے

(۴) مرحوم کی لڑکی صفیہ کو سات (۷) حصے

(۵) مرحوم کی لڑکی اسماء کو سات (۷) حصے

(۶) مرحوم کی لڑکی نجمہ کو سات (۷) حصے

(۷) مرحوم کی لڑکی نسیمہ کو سات (۷) حصے

(۸) مرحوم کا لڑکا ابراہیم کو چودہ (۱۴) حصے

اس طرح کل چوسٹھ (۶۴) حصے مکمّل ہوں گے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جب کہ ورثاء میں شوہر، تین نابالغہ لڑکیاں، والدہ اور ایک بہن ہو

سوال: (۴۱۴) مرحومہ تسنیم الطاف کڈوانے اپنے ورثاء میں تین نابالغہ لڑکیاں، شوہر، والدہ اور شادی شدہ بہن کو چھوڑا ہے، ترکے میں دو ہزار (۲۰۰۰) ڈالر ہیں، والدہ اپنی مرحومہ لڑکی کی جانب سے حج کروانا چاہتی ہے، تو ترکے میں سے کس کو کتنا حصّہ ملے گا؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......مرحومہ کے ترکے دو ہزار (۲۰۰۰) ڈالر میں تقسیم میراث سے پہلے کے حقوق (کفن ودفن کا خرچ، قرض کی ادائیگی، ایک تہائی مال میں سے وصیت اگر وصیت کی ہو) میں سے کسی حق کی ادائیگی باقی نہ ہو تو مذکورہ ملکیت کی تقسیم مذکورہ ورثاء میں اس طرح ہوگی کہ اس میں سے چارسو ایکسٹھ (۴۶۱) ڈالر اور باون (۵۲) سینٹ شوہر کو، تینوں لڑکیوں کو کل ۱۲۳۳ ڈالر اور ۲۷ سینٹ (ہر لڑکی کے حصے میں ۴۱۰ ڈالر اور ۲۴ سینٹ) اور والدہ کو ۳۰۷ ڈالر اور ۶۸ سینٹ دیے جائیں۔(آٹھ سینٹ بچ رہے ہیں جو حساب میں نہیں لیے گئے۔)

(۲)......مرحومہ پر حج فرض نہیں تھی یا فرض تھی لیکن وصیت نہیں کی تھی تو ایسی صورت میں تمام

بالغ ورثاء کی اجازت وخوشی سے جب کہ تمام ورثاء بالغ ہوں، کیوں کہ نابالغ کی اجازت کا کوئی اعتبار نہیں، اس میں سے حج کرواسکتے ہیں، ورنہ نہیں،صورتِ مسئولہ میں لڑکیاں نابالغہ ہیں، اس لیے ان کی اجازت کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، لہٰذا والدہ ان پیسوں سے مرحومہ کی جانب سے حج نہیں کرواسکتیں، ہاں والدہ اور شوہر کے حصے میں جو ڈالر آئے ہیں ان سے اگر یہ دونوں حج کروانا چاہیں تو کرواسکتے ہیں، نابالغ ورثاء کے حصے میں جو ڈالر ہیں وہ حج کے لیے استعمال نہیں کر سکتے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

شئ موہوب کا قبضہ دیے بغیر زبانی طور پر بخشش دینا

سوال: (٦١٦)......(۱) ایک شخص نے پچاس سال پہلے اپنے پیر کو تین بیگہ زمین زبانی طور پر بخشش کی تھی، ان کے نام پر نہیں کی تھی، اس میں جو پیداوار ہوتی تھی اس میں سے کچھ ان کو دیتے تھے، اب ان دونوں کا انتقال ہوگیا ہے، دونوں کے لڑکے ہیں، اب جس کی زمین تھی اس کے لڑکوں نے وہ زمین تقسیم کر لی ہے،تو کیا جن کو بخشش کی گئی تھی ان کے لڑکوں کو قیمت دینی پڑے گی؟ اور وہ قیمت آج کے حساب سے دی جائے یا پچاس سال پہلے کی؟ اِس وقت اس زمین کی قیمت چالیس ہزار ہے، جب کہ پچاس سال پہلے تین سوروپے تھی، زمین دینے والے کے لڑکے کے حصے میں زمین گئی ہے اس کا کیا ہوگا؟

(۲)......ایک شخص نے اپنی بیوی کو اپنی حیات میں ایک گھر اور ایک کھیت دیا تھا، اس کو بیچ کر پیسے لے لیے، دوسری ایک زمین مرحوم نے اپنی بیوی کو نہیں دی تھی، وہ زمین اس کی بیوی کے پاس ہے، مرحوم کی کوئی اولاد نہیں ہے، صرف بیوی ہے، تو کیا اس میں مرحوم کے بھائی کے لڑکوں کا حق ہوگا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......(۱) مذکور شخص نے اگر یہ زمین اپنے پیر کو زبان سے بخشش کرنے کے بعد مکمّل اس کا قبضہ بھی دے دیا تھا تو اس صورت میں یہ زمین اب پیر کی ملکیت شمار ہوگی، اور پیر کے انتقال کے بعد پیر کے ورثاء کو دے دی جائے گی، اس صورت میں زمین دینے والے کا اور اس کے ورثاء کا اس زمین میں کوئی حق نہیں رہے گا۔

البتہ اگر مذکور شخص نے یہ زمین اپنے پیر کو صرف زبانی طور پر دی تھی، اور اس کا مکمّل قبضہ نہیں دیا تھا (بلکہ قبضہ اپنا رکھا اور زمین کی پیداوار میں سے کچھ حصّہ اس کو دیتا رہا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے) تو ایسی صورت میں یہ زمین پیر کی ملکیت شمار نہیں ہوگی، یہ زمین دینے والے کی ملکیت شمار ہوگی، لہٰذا دینے

والے کے انتقال کے بعد زمین اس کے ورثاء کو ملے گی، اس میں پیر اور اس کے ورثاء کا کوئی حق نہیں ہوگا، اور اس صورت میں دینے والے کے لڑکوں کی طرف سے پیر کے لڑکوں کو کوئی قیمت نہیں دی جائے گی۔

نوٹ: پہلی صورت ہو تو یہ زمین پیر کے لڑکوں کو دے دی جائے، اور اگر وہ اس کی قیمت لینے پر راضی ہوں تو پھر اس وقت کی قیمت دی جائے گی۔

(۲)......جو زمین مرحوم نے اپنی حیات میں اپنی بیوی کو نہیں دی ہے اور مرحوم کے انتقال کے وقت مرحوم کی ملکیت میں تھی تو اب اس زمین میں مرحوم کی بیوی کے ساتھ مرحوم کے بھائی کے لڑکوں کا بھی حق ہوگا، بشرطیکہ مرحوم کے باپ، دادا اور بھائی حیات نہ ہوں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

سرکاری ملازم کی گریجویٹی میں ورثاء کا حق ہوگا؟ شوہر کی وفات کے بعد بیوی کو ملنے والے پینشن کا حقدار کون ہوگا؟ تقسیم میراث میں کس وقت کی قیمت کا اعتبار ہوگا؟

سوال: (۶۱۸) ......(۱) عبدالرشید بھائی ملّا ایک سرکاری ملازم تھے، ان کا انتقال چھ ماہ پہلے ہوگیا تھا، مرحوم کے سرکاری ملازم ہونے کی وجہ سے ورثاء کو گریجویٹی کی رقم ملے گی، تو اس رقم میں کن ورثاء کا کتنا حق ہوگا؟ ورثاء کی تفصیل یہ ہے کہ مرحوم نے دو شادیاں کی تھیں، انتقال کے وقت زبیدہ نامی عورت آپ کے نکاح میں تھیں، جن سے ایک چھ سال کا لڑکا ہے، اور مطلقہ عورت سے چودہ سال کا ایک لڑکا اور دس سال کی ایک لڑکی ہے، مرحوم کی والدہ بھی حیات ہیں۔

(۲)......عبدالرشید بھائی کے انتقال کے بعد اب ہر مہینے سرکار کی طرف سے مرحوم کی بیوی زبیدہ بہن کو فیملی پینشن ملتا ہے، تو کیا اس میں مطلقہ عورت کی اولاد کا حق ہوگا؟ اگر حق ہے تو کتنا؟

(۳)......مرحوم عبدالرشید بھائی کے والد صاحب کا ایک مکان ہے۔ (والد صاحب کا چھ سال قبل انتقال ہو چکا ہے) اس مکان میں فی الحال دو بھائی رہتے ہیں، والد صاحب کے انتقال کے وقت عبدالرشید بھائی حیات تھے، اس حساب سے ورثاء کل پانچ بھائی ہیں، اس مکان میں مرحوم عبدالرشید بھائی کا کتنا حصّہ ہوگا؟ اس مکان کی قیمت لگائی جائے گی یا نہیں؟ قیمت کس وقت کی لگائی جائے؟ اِس وقت کی یا جب والد صاحب کا انتقال ہوا تھا اُس وقت کی؟ نیز اس مکان میں جو دو بھائی رہتے ہیں

انھوں نے اس میں خرچ کیا ہے،تو قیمت میں اُس خرچ کا بھی اعتبار ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......(۱) گریجوئٹی کی رقم ترکے میں شامل ہوتو اس میں مرحوم کے تمام ورثاء کا حق ہوگا، لہٰذا شرعی اعتبار سے مذکور رقم مرحوم کے مذکورہ ورثاء میں اس طرح تقسیم ہوگی کہ تقسیم میراث سے پہلے کے حقوق (کفن و دفن کا خرچ، اگر قرض ہوتو اس کی ادائیگی اور وصیت کی ہوتو ایک تہائی میں سے اس کی ادائیگی) کی ادائیگی کے بعد جو بچ جائے اس کے برابر کل ۱۲۰ حصے کیے جائیں، ان میں سے پندرہ (۱۵) حصے مرحوم کی بیوی کو، بیس (۲۰) حصے مرحوم کی والدہ کو، ۳۴-۳۴ حصے مرحوم کے ہر ایک لڑکے کو اور ۱۷-۱۷ حصے مرحوم کی ہر ایک لڑکی کو دیے جائیں۔

(۲)......پینشن کے نام سے ملنے والی رقم ترکے میں شمار نہیں ہوگی، لہٰذا یہ رقم سرکار کی طرف سے جس کو ملے گی اسی کی ہوگی، اس میں دوسرے ورثاء کا کوئی حق نہیں ہوگا۔

(۳)......عبدالرشید بھائی کے والد صاحب کی طرف سے چھوڑے ہوئے مکان کی تقسیم ان کے مذکور ورثاء میں اس طرح ہوگی کہ اس ملکیت کے کل چالیس (۴۰) حصے کرکے پانچ (۵) حصے مرحوم کی بیوی کو اور ۷-۷ حصے ہر ایک لڑکے کو دیے جائیں۔

(۴)......مکان کی تقسیم جس وقت ہو رہی ہے اس وقت کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔جن بھائیوں نے اِس مکان میں خرچ کیا ہے اگر وہ خرچ اجازت سے کیا ہو اور اس طرح بات ہوئی ہو کہ ہم اس مکان میں خرچ کر رہے ہیں، یہ خرچ تم لوگوں کے پاس سے واپس لیں گے، تب تو یہ لوگ ان کے پاس سے خرچ وصول کر سکتے ہیں، اور اگر خرچ کرتے وقت اس طرح کی کوئی تفصیلی گفتگو نہ ہوئی ہو تو ان کی طرف سے کیا ہوا یہ خرچ تبرّع شمار ہوگا، جس کو وہ دیگر ورثاء سے وصول نہیں کر سکتے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

جب کہ ورثاء میں دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہوں

سوال: (۶۱۹) ایک شخص کا انتقال ہوگیا ہے، اس نے اپنے پیچھے دو لڑکے: احمد اور اسماعیل اور تین لڑکیاں: ریحانہ، خدیجہ اور مریم چھوڑی ہیں۔

پھر پہلے نمبر پر احمد کا انتقال ہوا، ان کے ورثاء میں ایک بیوی، تین لڑکے اور چھ لڑکیاں ہیں۔

دوسرے نمبر پر ریحانہ کا انتقال ہوا، جن کے ورثاء میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔

تیسرے نمبر پر اسماعیل کا انتقال ہوا، جن کے ورثاء میں صرف بیوی ہے۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......سب سے پہلے مرحوم کے انتقال کے بعد مذکورہ ورثاء میں سے پہلے احمد کا انتقال ہوا، پھر لڑکی ریحانہ کا انتقال ہوا، پھر اسماعیل کا انتقال ہوا ہے، اب موجود ورثاء میں میراث اس طرح تقسیم ہوگی کہ سب سے پہلے ترکے کے ایک ہزار آٹھ (۱۰۰۸) حصے کیے جائیں، اس میں سے خدیجہ کو ۲۴۰ حصے، مریم کو ۲۴۰ حصے، احمد کی بیوی کو ۳۶ حصے، احمد کے ہر ایک لڑکے کو ۵۰-۵۰ حصے اور احمد کی ہر ایک لڑکی کو ۲۱-۲۱ حصے، ریحانہ کے لڑکے کو ۲۷ حصے اور ان کی ہر ایک لڑکی کو ۳۶-۳۶ حصے اور اسماعیل کی عورت کو ۲۷ حصے دیے جائیں۔

فی صد کے حساب سے حصے حسب ذیل ہیں:

(۱) خدیجہ کے ۲۴۰ حصے: ۲۳٪۸۱ پوئنٹ

(۲) مریم کے ۲۴۰ حصے: ۲۳٪۸۱ پوئنٹ

(۳) احمد کی بیوی کے ۳۶ حصے: ۳٪۵۸ پوئنٹ

(۴) احمد کا لڑک کے ۵۰ حصے: ۴٪۹۶ پوئنٹ

(۵) احمد کے لڑکے کے ۵۰ حصے: ۴٪۹۶ پوئنٹ

(۶) احمد کے لڑکے کے ۵۰ حصے: ۴٪۹۶ پوئنٹ

(۷) احمد کی لڑکی کے ۲۱ حصے: ۲٪۸ پوئنٹ

(۸) احمد کی لڑکی کے ۲۱ حصے: ۲٪۸ پوئنٹ

(۹) احمد کی لڑکی کے ۲۱ حصے: ۲٪۸ پوئنٹ

(۱۰) احمد کی لڑکی کے ۲۱ حصے: ۲٪۸ پوئنٹ

(۱۱) احمد کی لڑکی کے ۲۱ حصے: ۲٪۸ پوئنٹ

(۱۲) احمد کی لڑکی کے ۲۱ حصے: ۲٪۸ پوئنٹ

(۱۳) ریحانہ کے لڑکے کے ۲۷ حصے: ۷٪۱۴ پوئنٹ

(۱۴) ریحانہ کی لڑکی کے ۳۶ حصے: ۳٪۵۸ پوئنٹ

(۱۵) ریحانہ کی لڑکی کے ۳۶ حصے: ۳٪۵۸ پوئنٹ

(۱۶) اسماعیل کی بیوی کے ۲۷ حصے: ۷۔۱۴٪ پوائنٹ

نوٹ: ہر وارث کے حصے کے مطابق فی صد کسی دوسرے شخص کے پاس نکلوائے ہیں۔لہٰذا آپ بھی کسی حساب جاننے والے سے تحقیق کرلیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

والد اور والدہ کی وفات کے بعد کسی وارث کا ترکے سے منافع حاصل کرنا

سوال: (۶۲۵) ہمارے والدین کا انتقال ہوگیا ہے، والد صاحب کی وفات کے پندرہ سال اور والدہ کی وفات کو پانچ سال ہوگئے ہیں، ورثاء میں ہم دو بھائی اور تین بہنیں ہیں، جن میں سے دو شادی شدہ ہیں اور ایک غیر شادی شدہ ہیں، ہم دونوں بھائی الگ الگ رہتے ہیں، ہماری تمام ملکیت کا سارا نظام والد صاحب کے انتقال کے بعد ان کے پاس ہے، ملکیت کا کوئی منافع آج تک مجھے نہیں ملا۔

والد صاحب کی ملکیت کی تفصیل: (۱) ایک مکان جس میں غیر شادی شدہ بہن رہتی ہے۔ (۲) ایک پلاٹ (۳) چار ایکر کھیتی کی زمین، جس کی اجرت سالانہ پانچ ہزار (۵۰۰۰) ہے، اس میں سے بھی مجھے کچھ نہیں ملا۔ (۴) ایک دوسری زمین جو جی آئی ڈی سی میں چلی گئی ہے، اس کی قیمت اب ایک لاکھ روپیے ملے گی، اس پر کیس بھی کیا ہے کہ ہمیں اتنی سی قیمت منظور نہیں۔

والدہ کی ملکیت کی تفصیل: (۱) جی آئی ڈی سی میں تین ایکر زمین چلی گئی ہے، جس کے عوض میں مستقبل میں تقریباً تین لاکھ روپیے ملیں گے۔ (۲) ایک زمین اجارے پر دی ہے، جس کی سالانہ اجرت پانچ سو روپیے آتی ہے، مذکورہ تمام ملکیت بڑے بھائی صاحب کے پاس ہے، اس میں سے مجھے کچھ نہیں ملا ہے۔

نوٹ: جی آئی ڈی سی میں گئی ہوئی زمین کے بدلے میں پلاٹ ملے ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے کہ والد صاحب کی زمین کے بدلے میں دو پلاٹ ملے ہیں اور والدہ کی زمین کے بدلے میں پانچ پلاٹ ملے ہیں۔

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا ......آپ کے والد اور والدہ نے جو ملکیت (مکان، زمین، پلاٹ) چھوڑے ہیں ان کی شرعی تقسیم اس طرح ہوگی کہ اس پوری ملکیت کے برابر کل سات (۷) حصے کیے جائیں، ان میں سے ۲-۲ حصے ہر ایک لڑکے کو اور ایک-ایک حصہ ہر ایک لڑکی کو دیا جائے۔

(۲)...... جو زمین جی آئی ڈی سی میں گئی ہے اس کی جو بھی قیمت ملے اس کی بھی تقسیم اس

طرح ہوگی کہ کل قیمت کے برابر سات (۷) حصے کیے جائیں، جن میں سے ۲-۲ حصے لڑکوں کے اور ایک-ایک حصّہ تینوں لڑکیوں کو ملے گا۔

(۳)......والد اور والدہ کی جی آئی ڈی سی میں گئی ہوئی زمین کے بدلے میں ملے ہوئے پلاٹ کی تقسیم بھی اوپر بتائے گئے طریقے کے مطابق ہوگی۔

(۴)......والد صاحب کے انتقال کے بعد ان کی ملکیت میں اور والدہ کی وفات کے بعد ان کی ملکیت میں ہر ایک لڑکے اور لڑکی کا حصّہ لگ جاتا ہے، شرعی اعتبار سے ہر ایک کو فوراً ان کا حق دے دینا ضروری ہے، لہٰذا والد صاحب کے انتقال کے بعد سے آج تک نیز والدہ کے انتقال کے بعد سے آج تک بڑے بھائی صاحب نے جو بھی نفع حاصل کیا ہے (زمین کی اُجرت، جی آئی ڈی سی میں گئی ہوئی زمین کی قیمت جو آگے مل چکی ہو) وہ اوپر ذکر کردہ طریقے کے مطابق ہر ایک بھائی بہن کو ان کے حصے کے مطابق واپس کرنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

والد نے زمین بیچ کر بیٹے کو لنڈن بھیجا تو کیا وہ میراث سے محروم ہوگا؟

سوال: (۶۳۹) ہمارے والد صاحب یوسف احمد حسن جی پٹیل جو اس وقت حیات ہیں ہم ان کے چار لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں، جن میں سے ایک لڑکی کا انتقال ہوگیا ہے، ہمارے والد صاحب نے اپنی ملکیت میں سے ۳۵ سال پہلے ہمارے بڑے بھائی احمد کو (جو فی الحال لنڈن، یوکے میں رہتے ہیں) دس ایکر زمین بیچ کر لنڈن بھیجا تھا، اس وقت اس کو اس کا حق میراث دے دیا تھا، پھر ۱۹۸۳ء میں ہمارے والد صاحب نے باقی ملکیت کی تقسیم کی، جس میں سے ہمارے والد صاحب کے پاس سے ہمارے بڑے بھائی نے دوبارہ حصّہ لیا ہے، تو اب پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے بڑے بھائی اس ملکیت میں حصے دار ہو سکتے ہیں؟ اور بیچی ہوئی زمین میں ہمارا حصّہ رہے گا یا نہیں؟ مفصل جواب مطلوب ہے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......آپ کے والد صاحب اپنی حیات میں اپنے مال و ملکیت کے مالک اور مختار ہیں، لہٰذا اپنی حیات میں وہ کسی بھی طرح کا تصرف کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اگر آپ کے والد صاحب نے دس ایکر زمین بیچ کر آپ کے بڑے بھائی کو جو پیسے دیے ہیں وہ اگر بطورِ بخشش دیے ہیں (یعنی دیتے وقت بطورِ قرض دینے کی یا واپس لینے کی شرط نہیں کی تھی) تو اب اس میں آپ کا حصّہ نہیں رہے گا۔ البتہ اگر آپ کے والد صاحب نے یہ پیسے آپ کے بھائی کو بطورِ قرض دیے ہوں، یا

واپس لینے کی شرط کے ساتھ دیے ہوں، تو ان میں آپ کا حصّہ رہے گا۔

آدمی اپنی حیات میں اپنے بچّوں کو جو کوئی چیز اپنی ملکیت میں سے تقسیم کر کے دیتا ہے اس کو ہبہ کہتے ہیں، اور ہبہ کا حکم یہ ہے کہ آدمی حیات میں اپنے مال وملکیت میں سے کسی کو بھی ہبہ کر سکتا ہے، اور ایک بار ہبہ کرنے کے بعد دوبارہ بھی ہبہ کر سکتا ہے۔

لہٰذا ۱۹۸۳ء میں آپ کے والد صاحب نے جو تقسیم کی ہے اس کو بھی بخشش کہا جائے گا، اور اس میں سے آپ کے بڑے بھائی کو جو حصّہ ملا ہے اس کو بھی بخشش کہا جائے گا، اس میں آپ کو اعتراض کا کوئی حق نہیں ہوگا، کیوں کہ آپ کے والد صاحب مختار ہیں، البتہ اتنا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ایک لڑکے کو اس نیت سے زیادہ دینا کہ جس سے دوسرے کا نقصان ہو گناہ کا کام ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

اپنی حیات میں ملکیت کی تقسیم کس حساب سے ہوگی؟

سوال: (۸۳۷) میری شادی ۱۹۵۱ء میں ہوئی تھی، اس بیوی کا انتقال ۱۹۸۰ء میں ہوگیا، ان کے بطن سے چار لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں، اس کے بعد میں نے دوسری شادی ۱۹۸۳ء میں کی، ان کے گزربسر کے لیے میں نے گیارہ بیگہ زمین دے دی ہے، جو ان کے قبضے میں ہے، ان کے بطن سے ایک لڑکی ہے جو حیات ہے۔

میرے پاس ستر (۷۰) بیگہ زمین ہے، تو اس زمین میں سے لڑکے اور لڑکیوں کو کتنا حصّہ ملے گا؟ اسی طرح دوسری بیوی سے جو لڑکی حیات ہے اس کا حصّہ اس ستر (۷۰) بیگہ زمین میں ہوگا یا نہیں؟ اگر اس کا حصّہ ہے تو کتنا؟

الجواب: حامدًا ومصلیًا ومسلمًا......اپنی حیات میں ملکیت کی تقسیم دو طرح سے کی جاتی ہے: (۱) بخشش کے طور پر (۲) میراث کے طور پر، تاکہ انتقال کے بعد ملکیت کی تقسیم میں کوئی جھگڑا کھڑا نہ ہو، اگر بطورِ بخشش تقسیم کرنی ہو تو ایسی صورت میں تمام لڑکے اور لڑکیوں کو برابر یکساں حصّہ دیا جائے۔

(امداد الفتاویٰ: ۴۱/۸، حاشیہ)

اگر بطورِ میراث تقسیم کرنی ہو تو میراث کے قواعد کے مطابق کرنا ضروری ہے۔ ؎
(فتاویٰ رحیمیہ:۶)

لہٰذا اگر تم بطورِ بخشش تقسیم کرنا چاہتے ہو تو ستر (۷۰) بیگہ زمین کے آٹھ (۸) برابر حصے کر کے پانچ لڑکیوں اور تین لڑکوں میں یکساں طور پر تقسیم کر دیا جائے۔ دوسری بیوی کی لڑکی کو بھی اس میں سے یکساں حصّہ ملے گا۔

اور اگر آپ میراث جیسی تقسیم کرنا چاہتے ہو تو اس کی تقسیم شرعی اعتبار سے اس طرح کی جائے کہ سب سے پہلے ملکیت کے اٹھاسی (۸۸) حصے کیے جائیں، اس میں سے گیارہ حصے دوسری بیوی جو حیات ہے ان کو دیے جائیں۔ (خواہ آپ نے ان کے گزبسر کے لیے گیارہ بیگہ زمین دی ہے پھر بھی اس صورت میں پھر سے اس کو اس کا حصّہ دینا ہوگا) اور ۱۴۔۱۴ حصے ہر ایک لڑکے کو اور ۷۔۷ حصے ہر ایک لڑکی کو (دوسری بیوی کی لڑکی کو بھی ملے گا) دیے جائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

تقسیم میراث میں کونسی قیمت کا اعتبار ہوگا؟

سوال: (۶۸۵)......(۱) میں نے اپنے بھائی کے پاس سے ۱۹۹۷ء میں ایک پلاٹ خریدا تھا ۲۸ روپے اسکویر فٹ کے حساب سے، جب کہ اس وقت ۲۰۰۴ء میں اس کی قیمت ۱۲۵ ہے، اب ہم اس میں سے میراث تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو کونسی قیمت کا اعتبار ہوگا؟

(۲)......اسی طرح ایک دوسری زمین ہے جو ۱۹۸۵ء میں ۳۰ روپے ایک فٹ کے حساب سے خریدی تھی، جب کہ اس کی قیمت اِس وقت ۱۲۵ روپے ہیں، اس زمین میں ماں اور دادی کا حصّہ دینا باقی ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ میراث میں کونسی قیمت لگائی جائے؟

الجواب: حامدًا ومصليًا ومسلمًا......تقسیم میراث میں اس جگہ عام طور پر جو قیمت چلتی ہو اس کا اعتبار ہوگا، لہٰذا آپ ابھی بہنوں، ماں اور دادی کا حصّہ ۱۲۵ روپے کے حساب سے ادا کریں۔ (فتاویٰ

؎ وأما إذا أراد الرجل أن يقسم أملاكه فيما بين أولاده في حياته؛ لئلا يقع بينهم نزاع بعد موته؛ فإنه وإن كان هبة في الاصطلاح الفقهي؛ ولكنه في الحقيقة والمقصود استعجال لما يكون بعد الموت، وحينئذ ينبغي أن يكون سبيله سبيل الميراث.

(بحواله: إمداد الفتاوٰى: ۹ / ص۵۷۰، تكملة فتح الملهم: ۲ / ص۷۵، ط: مكتبة أشرفيه)

رحیمیہ: ۵/ ۵۳۲، مکتبۃ الاحسان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

زبانی طور پر بخشش کرنا

سوال: (۸۵۲/ ۳) ہمارے والد صاحب نے مانگرول کے پیر لوگوں کو صرف منھ زبانی کہا تھا کہ ہم نے تمھیں تین بیگہ زمین دی ہے، نہ ان کو قبضہ دیا تھا اور نہ ہی ان کے نام پر کی تھی، بلکہ سال بھر میں وہ لوگ گھر آتے تو انھیں کچھ پیسے دے دیتے، ہمارے والد صاحب کا بھی انتقال ہو گیا ہے اور اس پیر کا بھی، اب ان کے ورثاء میں صرف دو نواسیاں ہیں، ان کا کہنا ہے کہ ہمیں تھوڑے پیسے دے دو، تو کیا ہم اپنی خوشی سے انھیں کچھ رقم دے دیں تو صحیح ہے؟ اس زمین کو ہم نے تقسیم کر لیا ہے۔

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... آپ کے والد صاحب نے جب اس زمین کا قبضہ انھیں نہیں دیا ہے اور نہ ہی ان کے نام پر کی ہے تو ایسی صورت میں یہ زمین ان پیر لوگوں کی ملک شمار نہیں ہوگی، لہٰذا والد صاحب کے انتقال کے بعد آپ ورثاء کا اس زمین کو تقسیم کر لینا درست ہے، پیر لوگوں کی نواسیوں کو اگر آپ اپنی خوشی سے دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں، ورنہ ضروری نہیں ہے۔ (شامی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

اپنی حیات میں اپنے نادار بیٹے کو اپنی ملکیت میں سے کچھ دینا

سوال: (۴۶۴) زید کے کئی بیٹے ہیں، ان میں سے ایک کو چھوڑ کر تمام متموّل ہیں، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید اپنی ملکیت میں سے اپنی حیات میں اُس نادار بیٹے کو زیادہ دینا چاہتا ہے تو کیا شرعاً اس کی اجازت ہے؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا...... باپ کو چاہیے کہ وہ اپنی تمام اولاد کے ساتھ مساوات و برابری کا برتاؤ کرے، احادیث میں اولاد کے درمیان یکساں سلوک کرنے کی تلقین وارد ہے، کیوں کہ اولاد ہونے کی حیثیت سے سب برابر ہیں، تاہم یہ حکم وجوبی نہیں ہے، اگر کسی بیٹے کی دینداری، ناداری یا کسی اور ضرورت کے پیش نظر باپ اس کے ساتھ خصوصی برتاؤ کرنا چاہتا ہے تو اسے اختیار ہے، کیوں کہ وہ اپنی حیات میں اپنے مال کا خود مختار ہے، البتہ زیادہ دینے میں دوسرے بیٹوں کو محروم کرنے کی نیت نہ ہونی چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بیٹی کو محروم کرنے کی نیت سے اپنی جائداد اپنی بہوؤں کے نام کر دینا

سوال: (۴۸۳)......(۱) ایک شخص نے اپنی وفات سے چند سال قبل اپنی بیٹی کو محروم کرنے کی نیت سے اپنی جائداد اپنے دو بیٹوں کی دو بیویوں کے نام کر دی، تو اس کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

(۲)......کیا اس طرح کرنے سے بیٹی کا باپ کی میراث میں کوئی حصّہ نہیں رہے گا؟ اگر حصّہ ہو تو کتنا ہوگا؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا و مسلمًا......انسان اپنی زندگی میں اپنی جائداد کا مالک و مختار ہوتا ہے، اس کو اختیار ہے کہ اپنے ثواب کے لیے یا اپنے خویش و اقارب کے ایصالِ ثواب کے لیے خیر و خیرات کرے یا اپنے متعلقین میں سے کسی کو ہبہ کے طور پر کچھ دے، لیکن یہ یاد رہے کہ اس میں ورثاء کو محروم کرنے کی نیت نہ ہو، اس لیے کہ ورثاء کو محروم کرنے کی نیت سے کسی کو اپنی کل جائداد ہبہ کر دینا شرعاً غلط اور موجب گناہ ہے، حدیث پاک میں ایسے شخص کے لیے وعید وارد ہے، چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بعض لوگ تمام عمر اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں گزارتے ہیں لیکن موت کے وقت ورثاء کو محروم کر جاتے ہیں، ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ جہنّم میں داخل فرمائیں گے۔ (مشکوٰۃ)

لہٰذا باپ نے یہ کام اپنی بیٹی کو محروم کرنے کی نیت سے کیا ہو تو باپ شرعاً سخت گنہگار ہوگا۔

(۲)......انسان کا اپنی زندگی میں کسی کو اپنی جائداد میں سے کچھ دینا شرعاً ہبہ کہلاتا ہے، اور ہبہ کے تام و صحیح ہونے کے لیے قبضۂ کامل شرط ہے۔[1]

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اگر باپ نے اپنی حیات و صحت میں پورے ہوش و حواس کے ساتھ اپنی جائداد اپنی دونوں بہوؤں کے نام کر کے ان کو اس جائداد کا مالک و مختار بنا کر مکمّل قبضہ بھی دے دیا تھا تب تو چوں کہ ہبہ تام ہو گیا ہے اس لیے اس جائداد کی مالک دونوں بہوئیں ہیں، لہٰذا اس صورت میں باپ کی وفات کے بعد لڑکی اور لڑکا دونوں اس جائداد میں سے حق وراثت نہیں پائیں گے۔ (یہ الگ بات ہے کہ محروم کرنے کی نیت سے باپ سخت گنہگار ہوگا) لیکن اگر باپ نے جائداد ان بہوؤں کے نام کر دی ہو لیکن قبضہ و تصرف نہ دیا ہو، بلکہ قبضہ اپنی زندگی میں اپنے پاس رکھا ہو تو اس صورت

---

[1] وشرائط صحتها في الموهوب أن يكون مقبوضا غير مشاع مميزا غير منقول.

(الشامي: ٥ / ٦٨٨)

میں چوں کہ ہبہ تام نہیں ہوا اس لیے اس جائداد کی مالک دونوں بہوئیں نہ ہوں گی، بلکہ باپ کی وفات کے بعد اس میں شرعی طور پر تقسیم ہوگی۔

باپ کے ورثاء میں لڑکا اور لڑکی دونوں ہی ہوں، ان کے علاوہ کوئی اور وارث نہ ہو تو کل ملکیت کے تین برابر حصے کیے جائیں، دو حصے لڑکے کے اور ایک لڑکی کا، کیوں کہ میّت کی اولاد میں مذکر کو دہرا اور مؤنث کو ایک حصّہ ملتا ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں فرمایا گیا کہ ”اللہ تعالیٰ تمھیں اپنی اولاد کے بارے میں تاکیدی حکم فرماتے ہیں کہ نرینہ اولاد کے لیے دو مادہ کا حصّہ ہوگا۔“[1] (سورۂ نساء)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: شبیر احمد دیولوی غفرلہٗ

بحمد اللہ تعالیٰ

---

[1] ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۚ﴾ [النساء: ١١]